سلسلہ مطبوعات: ۳۶

۳۶۰ درسوں پر مشتمل ایک نادر تحفہ

تحفۃ الواعظین

کتاب و سنت کی روشنی میں

تالیف

ظہیر احمد عبد الاحد
جامعۃ الملک سعود، ریاض

الفرقان ایجوکیشنل اینڈ اسلامک ریسرچ اکیڈمی
نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

۳۶۰ اسباق پر مشتمل ایک نادر تحفہ

سلسلہ مطبوعات (۳۶)

تحفۃ الواعظین

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

ظہیر احمد عبد الاحد

جامعۃ الملک سعود، ریاض

تقدیم

ابو القاسم عبد العظیم

ناشر

الفرقان ایجوکیشنل اینڈ اسلامک ریسرچ اکیڈمی نئی دہلی ـ ۲۵

نام کتاب	:	تحفۃ الواعظین کتاب وسنت کی روشنی میں
مؤلف	:	ظہیر احمد عبدالاحد
پہلا ایڈیشن	:	۲۰۱۲ء
دوسرا ایڈیشن	:	۲۰۱۳ء
کمپوزنگ	:	حسام الدین جمال الدین
ناشر	:	الفرقان ایجوکیشنل اینڈ اسلامک ریسرچ اکیڈمی نئی دہلی۔۲۵
قیمت	:	روپے
مطبع	:	بھارت آفسیٹ پریس، دہلی۔۶

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ ترجمان، ۴۱۱۶، جامع مسجد دہلی۔۶

☆ دارالکتب الاسلامیہ، ۴۱۹، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔۶

☆ مکتبہ ریاض العلوم، ۴۰۸۵، اردو بازار جامع مسجد دہلی۔۶

☆ حلیم بکڈپو، حوض سوئیوالان، دریا گنج، نئی دہلی۔۲

☆ الکتاب انٹرنیشنل، مرادی روڈ، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

☆ خیر بکڈپو، ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، یوپی

فہرست مضامین

☆☆☆

خطبۂ جمعہ

پہلا خطبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (سورة آل عمران: آيت ۱۰۲). ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (سورة نساء: آيت ۱). ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيْداً ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً﴾ (سورة أحزاب: آيت ۷۰، ۷۱).

اس کے بعد اگر چاہیں تو مکمل یا کچھ سورۂ ق کی آیتیں تلاوت فرمائیں اور تقریر کریں پھر تقریر کے آخر میں بیٹھنے سے قبل یہ پڑھیں۔

بَارَكَ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ فِيْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنِي وَإِيَّاكُمْ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ وَنَفَعَنَا بِهَدْيِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَقَوْلِهِ الْقَوِيْمِ، أَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ.

دوسرا خطبہ

إِنَّ الحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بعدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الإِسلاَمَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَأَذِلَّ الشِّرْكَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَدَمِّر أَعدَاءَكَ أَعدَاءَ الدِّينَ، اَللّٰهُمَّ أَلِّف بَينَ قُلُوبِ المُسلِمِينَ، وَأَصلِح ذَاتَ بَينِهِم يَا رَبَّ العَالَمِينَ، اَللّٰهُمَّ انصُر مَن نَّصَرَ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَاجعَلنَا مِنهُم وَاخذُل مَن خَذَلَ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَلاَ تَجعَلنَا مِنهُم، عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ يَأمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ العَظِيمَ الجَلِيلَ يَذْكُرْكُمْ وَاشكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدكُم وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ.

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

از: ابوالقاسم عبدالعظیم

الحمد الله والصلاة والسلام على رسول الله محمد المبعوث للناس شاهدا ومبشرا ونذيرا، وداعيا إلى الله باذنه وسرا جامنيرا.

دعوت إلی اللہ کا میدان نہایت کشادہ ہے۔ کچھ لوگ صرف مبلغ وداعی ہوتے ہیں اور کچھ داعی گر اور داعی ساز، تدریسی میدان میں دعاۃ کی فکری، نظری، عقلی اور عملی تربیت، اور تالیف وتصنیف کے میدان میں دعاۃ ومبلغین کیلئے صالح لٹریچر کی فراہمی دعاۃ سازی کا ایسا عمل ہے جو (أصلها ثابت و فرعها في السماء) جیسی عظیم صفت کا ہم معنی ہے، مواعظ، دروس، خطبے اور مجالس کی صورت میں اگر ایسے صالح لٹریچر موجود ہوں اور ان میں موضوعاتی عموم وشمول اور ہمہ گیریت پائی جائے تو وہ سماج اور معاشرے کے لئے مفید اور کارگر ہوا کرتے ہیں۔

اردو زبان میں ایسے لٹریچر کی کمی نہیں جو سماج میں پڑھے پڑھائے جارہے ہیں لیکن ان میں اکثر ہمہ گیریت اور تنوع کا فقدان ہے یا ان کی استنادی حیثیت ہی مسلم نہیں ہے۔ کچھ پہلے کے دور میں ملفوظات ومکتوبات کی کثرت تھی، عام مسلم سماج میں انہیں کا چلن تھا، زیادہ تر ضعیف، منکر اور موضوع روایات پر مبنی بعض تحریروں کو کیمیائے سعادت کا درجہ حاصل تھا۔ معلوم ونامعلوم بزرگوں اور صوفیاء سے منسوب واقعات وقصص اور کرشماتی اور کراماتی وطلسماتی حکایات ایمانیات کا درجہ رکھتی تھیں۔ آج بھی بعض مسلم طبقات میں بہت حد تک انہیں جیسی تحریروں اور رسائل وکتب پر دار ومدار ہے، اور ایسی ہی مطبوعات سکۂ رائج الوقت ہیں۔ گوکہ ان میں حذف واضافہ اور تحقیق وتحشیہ کے ذریعہ اصلاح کی بہت کچھ کوشش ہوچکی ہے۔ لیکن یہ سلسلہ مزید جدوجہد اور محنت شاقہ کا محتاج ہے۔ اللہ تعالی جزائے خیر دے، عصر حاضر میں سلفی نوجوانان ہندوپاک نے اس سلسلے میں قابل تعریف حد تک کوشش کی ہے، انہیں کوششوں میں سے ایک ''کتاب وسنت کی روشنی میں (۳۶۰) دروس واسباق پر مشتمل ایک نادر تحفہ: (تحفہ الواعظین) بھی ہے، جسے عزیز

گرامی مولانا ظہیر احمد عبدالاحد -سلمہ اللہ- نے تالیف کیا ہے۔آپ جامعہ اسلامیہ فیض عام۔ مئو ناتھ بھنجن۔ کے فارغ التحصیل، جامعہ ملک سعود۔ ریاض کے موظف ہیں۔متانت اور سنجیدگی آپ کا خاصہ ہے۔مختلف موضوعات پر آپ کی دسیوں کتابیں طبع ہوکر دادتحسین حاصل کرچکی ہیں۔''تحفۃ الواعظین'' ۹۹۲ رصفحات میں قمری سال کے ماہ و ایام کے لحاظ سے ضروریات زندگی کے (12x30=360) تین سوساٹھ دروس واسباق پر مشتمل ہے۔اس کی ابتداء ماہ محرم الحرام اور انتہا ماہ ذی الحجہ پر ہے۔ ہر ماہ کے آغاز پر اس کا وجہ تسمیہ اور اشارۃً کچھ تاریخی واقعات قلمبند ہیں۔عدیم الفرصتی کے اس دور میں لوگ انفرادی اوراجتماعی طور پراس سے یکساں مستفید ہوسکتے اور دوسرے کو مستفید کرسکتے ہیں۔ کم سے کم وقت میں روزانہ تین چار صفحات پر محیط ایک درس کا مطالعہ کیا کرایا جاسکتا ہے۔ ائمۂ مساجد، رؤسائے محافل ومجالس اور سرپرستان خاندان یا والدین بحیثیت وعظ وارشاد ودعوت إلی اللہ اپنے ماتحتوں کو یومیہ ایک درس سن سنا سکتے ہیں۔کم ذی علم خطباء وواعظین یا اہل قریہ اس سے بھرپور استفادہ کرکے اپنی دعوتی ذمہ داری سے سبکدوش ہوسکتے ہیں۔

''تحفۃ الواعظین''میں اگرچہ ہر ماہ کی مناسبت سے اس ماہ کے کچھ اسباق دورس شامل ہیں، لیکن موقع ومحل اور مقتضائے حال کی رعایت سے ہر قاری وواعظ اسے اپنی یا سماجی ضرورت کے مطابق مختلف مناسب ترتیب دیکر استعمال کرسکتا ہے۔

کسی واعظ ومبلغ اور داعی حق کا اپنے موضوع پر پُر اعتماد ہونا اولین شرط ہے۔کتاب ھذا کا ہر قاری یہ اعتماد ضرور رکھ سکتا ہے کہ اس کے مشمولات ومضامین آیات قرآنیہ اوراحادیث صحیحہ وحسنہ پرہی مبنی ہیں۔اور یہ واعظین اور دعوت إلی اللہ کے کارندوں کیلئے نادر تحفہ اورعام قاری حضرات کیلئے مصنف کا ہدیۂ گرانمایہ ہے۔اس کی کماحقہ پذیرائی ہونی چاہئے۔فاضل مصنف نے کتاب ہذا کے ذریعہ صالح لٹریچر فراہم کرکے داعی گری اور دعاۃ سازی کا جوفریضہ انجام دیا ہے وہ انہیں درجۂ اکمال وتکمیل پرفائز کرنے کیلئے کافی ہے،لیکن آپ جیسے حوصلہ مندوں کیلئے یہ منزل نہیں بلکہ ابتدائے راہ ہے۔ہم واقف کاروں کے لئے ابھی آپ سے اس جیسے بہت سے کارہائے نمایاں کی امید ہے۔اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی کرے۔آمین۔

ابوالقاسم عبدالعظیم
ہماریسرچ سنٹر۔مئوناتھ بھنجن الہند
دوشنبہ ۶ رجمادی الاولی ۱۴۳۳ھ ۱۸ رمارچ ۲۰۱۲ء

عرض مؤلف

طبع ثانی

کتاب ''تحفۃ الواعظین کتاب وسنت کی روشنی میں'' کی جو پذیرائی حاصل ہوئی وہ مؤلف کی توقع سے باہر ہے ایک ہزار کتابیں مختلف صوبوں کے مساجد وجوامع اور مدارس کو مفت بھیجی گئیں مزید ایک ہزار کتابیں چند ہی دنوں میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں۔ مختلف جگہوں اور مکتبات سے آڈر آنے لگے۔ لیکن اس کی تکمیل فوری طور پر نہ ہوسکی چونکہ اسے اور اچھے انداز میں پیش کرنے کے لئے استاذ محترم مولانا ابوالقاسم عبدالعظیم حفظہ اللہ کو ذمہ داری سونپی گئی انہوں نے کافی مصروفیت کے باوجود اسے قبول فرمایا اور اس پر نظر ثانی کی اور ضرورت کے مطابق تصحیح فرمائی فجزاهم الله أحسن الجزاء۔

پروف ریڈنگ اور غلطیوں کی تصحیح کے بعد اب نیا ایڈیشن پیش خدمت ہے۔ پھر بھی بعض غلطیوں کا امکان باقی ہے اس لئے قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس کو مزید اور بہتر بنانے کے لئے جو بھی رائے اور مشورے ہوں ضرور مطلع فرمائیں۔ لوگوں کے مطالبہ پر ہندی اور انگریزی زبان میں اس کے ترجمے ہورہے ہیں عنقریب وہ بھی جلد منظر عام پر آجائیں گے۔

طالب دعا

ظہیر احمد عبدالاحد

۲۰ رجولائی ۲۰۱۳ء

Email: zaheer5545@yahoo.com

تقریظ

از:فضیلۃ الشیخ مولانا خورشید احمد السلفی حفظہ اللہ

الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الانبِيَاءِ وَالمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ۔ وبعد:

دعوت وتبلیغ، اصلاح وارشاد انبیائی مشن ہے۔ اس کے ذریعہ بندگان الہ کی صحیح رہنمائی ہوتی ہے صحیح عقیدہ کی معرفت اور باطل عقائد وخیالات کی بیخ کنی ہوتی ہے، شریعت اور اس کے مسائل سے آگاہی اور رسوم جاہلیت نیز اوہام وخرافات کی جڑیں کٹتی ہیں۔

دعوت وتبلیغ، اصلاح وارشاد کے بہت سے وسائل واسالیب ہیں انہیں میں سے ایک موثر ذریعہ دروس کا ہے۔ یہ دروس بعد صلاۃ مساجد میں ہوں یا مجالس ودیگر مقامات پر ہوں ان کی اہمیت وافادیت مسلم ہے۔ یہ مختصر وقت میں ہوتے ہیں اور خالص کتاب وسنت پر مرکوز ہوتے ہیں، ان میں غامض موضوعات اور فلسفیانہ رموز ونکات نہیں ہوتے اس لیے ہر سطح پر لوگ ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ بہر حال دروس کا اہتمام کرنا از بس ضروری ہے تا کہ مرد وزن، بوڑھے، جوان اور بچے ان سے فائدہ اٹھائیں۔

دیکھا جاتا ہے کہ کچھ مساجد میں خاص خول میں بند لوگ ایسی کتابیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جن میں ضعیف ومنکر روایات تو چھوڑیئے بے بنیاد واقعات اور جھوٹے قصے کہانیاں وہ بھی نامعلوم بزرگوں کی طرف منسوب سے پُر ہوتی ہیں ایسی کتابوں سے اصلاح کے بجائے عقائد میں بگاڑ اور کتاب وسنت سے دوری پیدا ہوتی ہے اور توحید خالص واتباع سنت کی روح فنا نہیں تو پژمردہ ضرور ہو جاتی ہے۔

جماعت اہلحدیث کی مساجد میں جہاں جہاں اچھے باصلاحیت ائمہ ہیں وہاں تو

جماعتی منہج پر درس دیتے ہیں، لیکن جہاں مستند ومعتبر ائمہ نہیں ہیں وہاں بڑی پریشانی ہوتی ہے، ریاض الصالحین یا ایسی بعض دیگر کتابوں کے ذریعہ کسی حد تک ضرورت پوری ہوتی رہتی ہے۔

ضرورت اور اشد ضرورت تھی کسی ایسی تالیف کی جس میں خالص کتاب وسنت کے مطابق دین کی باتیں پیش کی گئی ہوں اور اس میں مندرج احادیث میں صحت کا بھرپور خیال رکھا گیا ہو، مقام مسرت ہے کہ عزیزم حافظ ظہیر احمد عبدالاحد سلمہ اللہ نے اس بڑی ضرورت کا احساس کیا اور ''تحفۃ الواعظین'' نام سے ایک بیش بہا وقیع تالیف ملت وجماعت کو عطا کردیا۔ یہ کتاب بڑی معیاری اور دعوتی منہج کے عین مطابق ہے۔ اس میں وارد شدہ احادیث کے لیے صحت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ دروس مختصر ڈھائی تین صفحات پر مشتمل ہیں، خاص وعام سبھی لوگ اس کو بعد نماز پڑھ کر سنا سکتے ہیں۔

میں حافظ صاحب کو اس دینی ودعوتی خدمت پر اپنی جانب سے اور اپنے ادارہ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر کی جانب سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں اس طرح کی مزید خدمت کی توفیق بخشے۔ اخوان جماعت سے امید کرتا ہوں کہ اس تالیف لطیف سے دلوں کو تابندگی اور روحوں کو زندگی کا سامان فراہم کریں گے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

مولانا خورشید احمد السلفی

شیخ الجامعہ/ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر، نیپال

۲۲/ شعبان ۱۴۳۳ھ ۱۳/ جولائی ۲۰۱۲ء

کلمات تبریک

از فضیلۃ الشیخ محمد نسیم محمد یونس المدنی حفظہ اللہ

دعوت وتبلیغ بڑا مبارک کام ہے اور بہت ہی اہمیت وفضیلت کا حامل ہے، اس کا میدان بہت وسیع اور کشادہ ہے، یہ کام پوری انسانیت امت دعوت اور امت اجابت دونوں میں للّٰہیت اور اخلاص، محبت اور کشادہ ظرفی کے ساتھ اللہ کی کتاب قرآن مجید اور نبی رحمت ﷺ کی سنتِ مطہرہ کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام یعنی سلفِ صالحین کے درست اور سیدھے منہج وطرز کے مطابق، مدلل، مفصل اور مؤثر انداز میں ہونا چاہیے، امت دعوت (یعنی غیر مسلمین) جو خاص طور سے اس دور میں امن وشانتی کے متلاشی اور قلبی سکون واطمینان کے خواہاں ہیں اس کے سامنے اسلام کی صاف وشفاف تعلیمات، توحید باری تعالیٰ، صداقت ورسالت مصطفیٰ ﷺ مدلل، مبرہن اور سائنٹفک طریقہ سے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ اس فرمان رب کا یہی مطالبہ ہے۔ اس باب میں تساہلی، سستی، اغماز وچشم پوشی بہتوں کے قبول حق کے راستے کی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

اور دعوت وتبلیغ کے میدان سے امت اجابت یعنی مسلمانوں کو مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ تواصی بالحق ان کا خاص وصف اور طرۂ امتیاز ہے۔ اور ان کی شدید ضرورت بھی ہے۔ خاص طور سے اس فتنہ کے زمانے میں جب کہ مادیت کا دور دورہ ہے، شیطان نے ان کے ایمان واعمال پر اپنا استبدادی پنجہ گاڑ رکھا ہے، وہ کون سا غلط کام ہے جس کا

ارتکاب مسلمان نہ کر رہے ہوں۔ وہ کون سی معصیت ہے جس میں یہ الجھے ہوئے اور ملوث نہ ہوں، عقائد و ایمانیات کے باب میں کفر و شرک ان کے یہاں تمسک بالکتاب وسنت کی جگہ تقلید جامد، بدعات و خرافات میں یہ لت پت، فرائض و واجبات کی ادائیگی سے یہ کوسوں دور، بے عملی اور بد عملی کا یہ شکار، اسلامی عادات واطوار سے یہ عاری، غرضیکہ:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس امتِ دعوت یعنی مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق پڑھانے و یاد دلانے کی ضرورت ہے، صحیح اسلامی احکام و تعلیمات، آداب و عادات سے روشناس کرانے کی ضرورت ہے، اسلام کے رخ زیبا پر بدعات وخرافات کی جو دبیز چادر ڈال دی گئی ہے اسے ہٹانے کی ضرورت ہے۔ اسی مبارک غرض اور حسن نیت سے دعوتی جذبے سے سرشار ہو کر فاضل گرامی مولانا حافظ ظہیر احمد بن عبدالاحد وفقہ اللہ لما یحبہ و یرضاہ نے نہایت ہی گرانقدر محنت و کوشش کی ہے اور شبانہ روز محنت کر کے تین سو ساٹھ اسباق پر مشتمل ایک مجموعہ بنام ''تحفۃ الواعظین'' تیار کیا ہے۔ جو کتاب وسنت سے مدلل و مبرہن ہے، زبان عام فہم اور سلیس ہے۔ خطباء و واعظین، دعاۃ و مبلغین کے لئے بیش قیمت تحفہ ہے بلکہ کم پڑھے لکھے لوگ بھی اس سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں اور ناخواندہ حضرات کو سنا کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں؟ ہم اس کتاب کا دعوت و تبلیغ کا مکمل نصاب تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ مرتبہ تو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے صرف یہی دونوں وہ سرچشمہ ہیں جن سے مکمل طور پر پوری انسانیت کی آبیاری ہو سکتی ہے، اور جملہ مسائل کا حل صرف انہی میں ہے۔ بہر حال مذکورہ کتاب دعوت و تبلیغ کے میدان میں میری نگاہ میں بہت ساری ان کتابوں سے ممتاز ہے جنہیں لوگ کامل و مکمل نصاب سمجھ کر شب و روز انہیں ہی کو پڑھنے پڑھانے میں لگے ہیں جب کہ وہ واہی تباہی واقعات، ضعیف و موضوع

روایات، بدعات وخرافات سے مملوء اور پُر ہیں۔

لائق صد مبارک باد ہیں اس کے فاضل مؤلف اور ناشر، اللہ ان سب کو خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور ان کی جملہ کاوشوں کو ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

آخر میں اپنے جملہ مسلمان بھائیوں سے گزارش والتماس کرتا ہوں کہ مذکورہ کتاب سے خود مستفید ہوں، افادۂ عام کے لیے تمام مساجد میں رکھیں اور نمازوں کے بعد اس کے دروس کا اہتمام کریں۔ اللہ اس کتاب کو قبولیت بخشے اور اس کے فائدہ کو عام کردے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

کتبہ

العبد الفقیر الی اللہ

محمد نسیم محمد یونس المدنی

۱۴۳۳/۸/۱۹ھ

رئیس مرکز السنۃ، لمبنی نیپال

ناظم ضلعی جمعیت اہلحدیث، روپندیہی، نیپال

تاثرات

از بفضیلۃ الشیخ جمال الدین عبدالرزاق فیضی حفظہ اللہ

الحمدُلِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ الانسَانَ وَعَلَّمَہُ البَیَان وَأخرَجَہُ مِن ظُلُمَاتِ التّقلِیدِ وَالطُّغیَانِ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی رَسُولِہِ مُحَمّد ﷺ وَصَحبِہِ أجمَعِینَ. أما بَعدُ:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق کے بعد انبیاء ورسل کے عظیم گروہ کو منتخب فرما کر توحید ورسالت کی تبلیغ پر مامور فرمایا اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چل کر آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچا۔ جب دنیا میں شرک وبدعات اور شخصیت پرستی کا غلبہ ہو جاتا اور لوگ اپنے خالق حقیقی کی عبادت کے بجائے مخلوق کی پرستش کرنے لگتے اور ان کے سامنے سربسجود ہوتے اور انہی کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنے لگتے اور استعانت وامداد کے لیے انہی کو پکارتے تو اللہ تعالیٰ رسولوں اور نبیوں کو مبعوث کرتا جو لوگوں کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتے اور خالق حقیقی کی عبادت اور اس کی پرستش کی دعوت دیتے اور یہ سلسلہ برابر چلتا رہا سب سے آخر میں جو ہادی ورہنما انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیے گئے وہ ہادی اعظم، فخر دوعالم، امام الانبیاء، خاتم الرسل محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا: ﴿یَا أَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِن رَّبِّکَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہُ﴾ (سورۂ مائدہ: ۶۷) اس فرمان پر اللہ کے رسول ﷺ عمل کرتے ہوئے حجۃ الوداع کے خطبے میں حاضرین کو مخاطب کیا اور فرمایا: کہ اے لوگو! "ھَلْ بَلَّغْتُ ھَلْ أَدَّیْتُ"۔ کیا میں نے تم تک دین کے احکام کو پہنچایا اور حق رسالت ادا کیا۔ تو تمام حاضرین نے بیک زبان فرمایا: کہ "قَدْ بَلَّغْتَ وَقَدْ أَدَّیْتَ"۔ ہاں! آپ نے دین کے تمام

احکامات ہم تک پہنچا دیا اور نبوت ورسالت کے فریضے کو ادا کیا۔

اسی طرح تبلیغ ودعوت کا سلسلہ چلتا رہا اور چل رہا ہے۔ اسی کے پیش نظر ہمارے محترم عزیز حافظ ظہیر احمد عبدالاحد حفظہ اللہ نے ایک کتاب کی تالیف فرمائی ہے جس کا نام ''تحفۃ الواعظین'' ہے جس میں عربی مہینوں کے آغاز کے ساتھ ہر مہینے کی اہمیت وفضیلت کا ذکر کیا ہے اس کے بعد تیس دروس کی بھی تکمیل کی ہے اور اس کا اہتمام کیا ہے تاکہ پورے مہینے میں رفتہ رفتہ ایک قلیل مدت میں لوگوں کو دین کی باتیں معلوم ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ حافظ موصوف کو اخلاص عطا فرمائے اور مزید دین کی تبلیغ ودعوت کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے استفادہ کا موقع دے۔ اس کتاب کے تمام مضامین قرآنی آیات واحادیث صحیحہ وحسنہ پر مبنی ہیں

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اس کتاب کے پڑھنے پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، تقبل یا رب العالمین

حررہ

جمال الدین عبدالرزاق فیضی

شیخ الجامعہ، مدرسۃ الھدیٰ الاسلامیہ

بیتنار، سدھارتھ نگر یوپی

۱۴ رجولائی ۲۰۱۲ء

عرض مؤلف

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين، وعلى آله وأصحابه أجمعين أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۰۲)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۷۰، ۷۱)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

عصر حاضر میں انسان کا ایک ایک سیکنڈ اور لمحہ محسوب ہوتا ہے کیونکہ اس کی زندگی بہت ہی مشغولیت اور مصروفیت میں بسر ہوتی ہے ایک کام ختم ہی نہیں ہوتا کہ دوسرا کام اس کے سامنے آجاتا ہے جو پہلے کے بہ نسبت اس کے نزدیک زیادہ اہم ہوتا ہے، ایسے حالات میں انسان دنیاوی تعلیم جو کہ فرض کفایہ ہے کے لئے وقت نکال لیتا ہے اور دینی تعلیم کے لئے وقت نہیں نکال پاتا جبکہ دینی تعلیم کا حصول ایک مسلمان کے لئے فرض عین ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس علم کے حاصل کرنے والے کے لئے دنیا کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں نیز یہی وہ علم ہے جو انسانوں کے لئے قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے نازک حالات میں جب کہ لوگوں کی زندگی مشین کے مثل ہو چکی ہے اس علم کو کیسے عام کیا جائے، انہیں اسلامی علوم اور آداب نبوی سے کیسے روشناس کرایا جائے اور مخالف شرعی امور سے کیسے آگاہ کیا جائے تاکہ ان کی تربیت اور نشونما کتاب وسنت کی روشنی میں ہوسکے اور وہ کتاب وسنت کے حامل بن جائیں، اور یہ چیز ان کے ذہن ودماغ میں بیٹھ جائے کہ اصل کامیابی کتاب وسنت کی اتباع میں مضمر ہے۔

موجودہ دور میں جب انسان نظامی طور پر کسی مدرسے یا اسکول میں رہ کر اسلامی علوم کو حاصل کرنے سے قاصر رہا تو ان کے لئے مساجد، مجالس اور اجتماعات اور کتابیں ہی ایسے راستے ہیں جو کم سے کم وقت میں شرعی علوم کو ان تک پہنچانے کے لئے مناسب ہیں اور اس کام کے لئے سب سے بہترین وسیلہ کتاب ہے جو کتاب قرآن وسنت کی روشنی پر مبنی اور

اسلام کے ضروری احکام و مسائل پر مشتمل ہو اور ضعیف و موضوع روایات سے بالکل خالی ہو اور عوام و خواص ہر ایک کے لئے یکساں مفید ثابت ہو۔ ویسے تو خاکسار کی جانکاری میں اسلامی علوم و فنون اور آداب نبوی ﷺ سے متعلق بے شمار کتابیں بازار میں موجود ہیں لیکن وہ قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ ضعیف و موضوع روایتوں نیز بزرگوں اور پیر و مرشد کے واقعات سے بھرپور ہیں جو انسان کے قلوب کو ظاہراً جلاء بخشنے والی اور رقت پیدا کرنے والی تو ضرور ہیں لیکن حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو وہ راہ حق سے پھیرنے والی ہیں۔

ایسے وقت میں ایک ایسی کتاب کی سخت ضرورت تھی جو اللہ کے حکم سے اپنے پیشرؤں سے زیادہ مناسب ہو اور ایسے فوائد پر مشتمل ہو جو دوسری کتابوں میں نہ پائی جاتی ہوں اور عوام الناس کے لئے مفید تر ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار کیا جبکہ میں اس لائق نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے معتبر علماء کرام کی کتابوں سے مواد جمع کرنا شروع کر دیا اور اس کتاب کی ترتیب میں ''الدروس الیومیہ من السنن والأحکام الشرعیہ'' تالیف ڈاکٹر راشد بن حسین العبد الکریم اور ''الدروس العام'' تالیف عبدالملک القاسم کی کتاب کو خاص کر سامنے رکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پورا کرایا جو آج آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

کتاب کی تالیف میں مندرجہ ذیل باتوں کی رعایت کی گئی ہے۔

☆ موضوع سے متعلق قرآنی آیات کو پہلے پھر اس کے بعد حدیث کو ذکر کیا گیا ہے۔

☆ بعض موضوعات پر قرآنی آیات نہ ملنے کی صورت میں حدیث پر اکتفا کیا گیا ہے۔

☆ اس کتاب میں احادیث شریفہ کو اس کے اصل مآخذ سے لیا گیا ہے، صحیحین کے

علاوہ کی احادیث میں معتبر علمائے محققین کے کلام کو اختیار کیا گیا ہے۔

☆ قرآنی آیات واحادیث کے ذکر کے بعد موضوع کی تفہیم کے لئے قرآن وسنت کی روشنی میں مختصراً تشریح کی گئی ہے۔

☆ موضوع کے آخر میں قرآن وسنت کی روشنی میں اہم فوائد ومسائل کو نکات کی شکل میں قلمبند کیا گیا ہے۔

☆ بعض موضوعات کی تشریح میں مذکورہ حدیث کی روشنی میں حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆ حتی الامکان علمی اختلافی مسائل سے احتراز کیا گیا ہے۔

☆ موضوعات کی ترتیب میں مہینوں کے مناسبات کا خیال رکھا گیا ہے۔

☆ کبھی کبھی ایک ہی حدیث کو مختلف موضوعات کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

☆ کبھی کبھی حدیث کو مکمل نہ ذکر کر کے صرف موقع استشہاد کے الفاظ کو ذکر کیا گیا ہے۔

☆ کبھی ایک ہی موضوع کو موقع ومحل کے اعتبار سے کچھ ترمیم کے ساتھ مکرر ذکر کیا گیا ہے۔

☆ حدیث کے فوراً بعد حدیث کی تخریج کر دی گئی ہے۔ تخریج کرتے وقت ''کتاب'' اور ''باب'' کے ذکر کو ضروری سمجھا گیا ہے کیونکہ اصل حدیث تک پہنچنے میں ''کتاب'' و ''باب'' زیادہ معاون ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ صحیحین کے علاوہ کی احادیث کی تخریج میں عصر حاضر کے علماء کے کلام کو سامنے رکھا گیا ہے۔

☆ لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے کتاب کی ترتیب میں اکثر وبیشتر موضوعات میں

اختصار کے پہلو کو سامنے رکھا گیا ہے۔

☆ قرآنی آیات کا ترجمہ '' مجمع ملک فہد '' سے شائع شدہ ترجمہ قرآن کریم سے لیا گیا ہے۔

☆ احادیث کے ترجمہ میں '' مکتبہ دار السلام ریاض '' اور '' مکتبہ ترجمان اہل حدیث منزل دہلی '' سے شائع شدہ ترجمۂ کتب احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆ کتاب کو بارہ مہینوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر مہینے کے شروع میں اس ماہ کی وجہ تسمیہ اور اس میں پیش آنے والے اہم واقعات کو قلمبند کیا گیا ہے۔

☆ کتاب عام فہم اور سلیس اردو زبان میں ترتیب دی گئی ہے تا کہ عوام وخواص ہر ایک اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

☆ واضح رہے کہ کتاب میں اسباق کی جو ترتیب مہینوں کے اعتبار سے دی گئی ہے وہ حتمی نہیں ہے بلکہ اسے ایسا قارئین کی آسانی کے خاطر کیا گیا ہے ضرورت کے مطابق اس میں تقدیم وتاخیر کیا جاسکتا ہے۔

☆ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ ہر سبق اور درس شروع کرنے سے قبل حمد وصلاۃ یعنی الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الأنبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين، وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ پڑھ لیا کریں۔ اسے ہر درس کے شروع میں طوالت کی وجہ سے نہیں لکھا گیا ہے۔

یہ کتاب تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) صفحات اور تین سو ساٹھ (۳۶۰) اسباق پر مشتمل ہے جو عربی سال کے تمام دنوں کے لئے تیار کی گئی ہے، واضح رہے کہ اس کتاب کی ترتیب میں حتی المقدور اس بات کی بھی رعایت کی گئی ہے کہ ہر درس برمحل ہو جیسے محرم کے مہینے میں یوم عاشوراء کی فضیلت، ماہِ صفر میں صفر سے متعلق اعتقاد، ماہِ ربیع الاول میں جشن

میلادالنبی اسی طرح ماہ رجب و ماہِ شعبان میں اس کی بدعتیں اور ماہِ رمضان المبارک میں اس کے فضائل ومسائل اور ماہ شوال میں شش عیدی روزے اسی طرح ماہِ ذوالحجہ میں عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت وحج کے احکام ومسائل کا بیان شامل ہے۔ اور یہ ترتیب مجالس ومساجد، اجتماعات، گھروں اور مناسبات کے لئے بے حد مفید ہے کیونکہ اس ترتیب سے اہل علم، ائمہ مساجد، خطباء، طلباء اور عامۃ الناس سارے لوگ مستفید ہو سکتے ہیں۔

آخر میں ان تمام افراد کا خاص کر فضیلۃ الشیخ مولانا خورشید احمد سلفی (شیخ الجامعہ/ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر نیپال) وفضیلۃ الشیخ مولانا محمد نسیم محمد یونس مدنی (رئیس مرکز السنہ، وناظم ضلعی جمعیت اہلحدیث روپندیہی نیپال) اور فضیلۃ الشیخ مولانا جمال الدین عبدالرزاق فیضی (شیخ الجامعہ/المدرسۃ الہدیٰ الاسلامیہ بیتنار) حفظہم اللہ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے خاکسار کی اس کاوش کو سراہا اور جامع مقدمہ وتأثرات تحریر فرمائے اور مفید مشوروں سے نوازا فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرًا فِي الدَّارَيْنِ.

نیز ہر دل عزیز دوست مولانا ثمر صادق فیضی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھا اور نظر ثانی فرمائی اور ضرورت کے مطابق تصحیح فرمائی فَجَزَاهُ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْجَزَاءِ اور عزیزم حسام الدین بھی شکریہ کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا بار اپنے سر لیا اور اللہ تعالیٰ کے بعد انہی کی جدوجہد اور محنت وکاوش کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اگر اس موقع پر اپنی بیٹی عائشہ ظہیر اور اہلیہ اقلیم النساء کا بھی شکریہ ادا نہ کروں تو نہایت ہی بے انصافی ہوگی کیونکہ انہوں نے ہر موڑ پر ہماری ہمت افزائی فرمائی اور اپنے قیمتی اوقات کو ہمارے لکھنے وپڑھنے کے لئے قربان کیا۔

تمام قارئین کرام اور اہل علم سے گذارش ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کسی طرح کی کوئی کمی یا نقص محسوس کریں یا اسے مزید بہتر بنانے کے لئے کوئی مشورہ دینا چاہیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔ اس کتاب میں جو خیر وخوبی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے اور جو خطا وقصور ہے وہ میرے نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس عظیم کاوش کو تمام مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور ہمارے والدین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور ہر پڑھنے وسننے والے کو اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

طالب دعا

ظہیر احمد عبد الاحد

جامعۃ الملک سعود، ریاض

۱۵؍ جولائی ۲۰۱۲ء

Email: zaheer5545@yahoo.com

zaheer9810@gmail.com

ماہِ محرم الحرام

ماہِ محرم الحرام

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں لڑائی کرنا حرام ہے اس لئے اس کا نام محرم الحرام پڑ گیا۔ عہد جاہلیت میں اس کا دوسرا نام ''مؤتمر'' تھا کیونکہ اس میں لوگ اکٹھے ہو کر مشورہ کرتے تھے اور مؤتمر کے معنی ہیں مشورہ کرنا۔ اہل عرب اس ماہ کی تعظیم کرتے اور اس میں قتل دخوں ریزی کو حرام سمجھتے تھے لیکن بعد میں انہوں نے ایک نیا طریقہ یہ ایجاد کر لیا کہ اگر انہیں لڑائی کرنی ہوتی تو محرم کے مہینہ کو مؤخر کر دیتے تاکہ اس میں لڑائی کر سکیں لیکن جب اسلام آیا تو واضح کر دیا کہ یہ ماہ حرمت کا ہے اسے کسی غرض سے تقدیم و تاخیر کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

اہم واقعات: ● اسلامی سال کی ابتداء محرم الحرام کے مہینے سے ہوتی ہے اور اس کی ابتداء عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اشارہ پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ۱۶ھ میں ہوئی ● بنی ہاشم و بنی عبد المطلب اور نبی ﷺ اور مسلمانوں سے قریش کا قطع تعلق اسی ماہ سے شروع ہوا ● ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اسی ماہ میں ہوا ● آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال اسی ماہ میں ہوا ● عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی پیدائش اسی ماہ میں شعب ابی طالب میں ہوئی ● علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شادی فاطمہ بنت محمد ﷺ سے اسی ماہ ۲ھ میں ہوئی ● غزوہ خیبر کا واقعہ اسی ماہ ۷ھ میں پیش آیا ● رسول اللہ ﷺ نے بادشاہوں اور لیڈروں جیسے حبشہ کا بادشاہ نجاشی، روم کا بادشاہ قیصر، فارس کا بادشاہ کسریٰ، اور بلقاء کا بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی، قبطیوں کا لیڈر مقوقس، اور یمامہ کے لیڈر رہوذہ بن علی حنفی کو اسی ماہ ۷ھ میں دعوت اسلام دی ● رسول اللہ ﷺ نے رملہ بنت ابی سفیان سے اسی ماہ ۷ھ میں شادی کی ● جنگ قادسیہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اسی ماہ ۱۴ھ میں اہل فارس کے خلاف ہوئی جس میں مسلمانوں کو کامیابی ملی ● عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اسی ماہ میں اٹھایا گیا ● ماریہ قبطیہ ام ابراہیم بن محمد ﷺ کی وفات اسی ماہ ۱۶ھ کو ہوئی ● عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اسی ماہ ۲۴ھ کو امیر المؤمنین منتخب کیا گیا ● عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسکندریہ اسی ماہ میں فتح ہوا ● حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو اسی ماہ ۶۱ھ کو شہادت نصیب ہوئی ● ہلاکو کے ہاتھوں اسی ماہ ۶۵۶ھ میں دولت عباسیہ کا خاتمہ ہوا ● ابرھہ کے لشکروں پر اسی ماہ میں عذاب نازل ہوا ● دولت عثمانیہ کا خاتمہ اسی ماہ ۱۳۴۷ھ میں ہوا ● عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کی وفات ۲۷ محرم ۱۴۲۰ھ موافق ۱۴ مئی ۱۹۹۹ء کو ہوئی ● اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اسی ماہ میں اپنا دوست چنا ● سارہ کو اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت اسی ماہ میں دی گئی ● یوسف علیہ السلام کو مسافروں نے اسی ماہ میں کنویں سے نکالا اور وہ جیل سے بھی اسی ماہ میں آزاد ہوئے ● یعقوب علیہ السلام کی بینائی اسی ماہ میں واپس لوٹ آئی ● ایک طویل مدت کے بعد یوسف اور یعقوب علیہما السلام کی ملاقات اسی ماہ میں ہوئی ● ایوب علیہ السلام کو شفایابی اسی مہینے میں نصیب ہوئی ● موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ سمندر کو اسی مہینے میں پار کیا ● اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو سمندر میں ماہ محرم میں غرق کیا ● اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے اسی ماہ میں کوہِ طور پر بات کی ● یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے اسی ماہ میں آزاد ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارکانِ ایمان

ارشادِ ربانی ہے: ﴿ لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۷۷)۔

ترجمہ: ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلاً. قَالَ صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ، يَسْأَلُهُ وَ يُصَدِّقُهُ. قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيْمَانِ. قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَ كُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ. قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ.

قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ. قَالَ: مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. قَالَ: فَأَخْبِرنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ، الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَان، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا عُمَرُ! أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُم دِينَكُمْ. (اخرجه مسلم)

تخريج: صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک شخص خوب سفید کپڑوں اور سخت کالے بالوں میں نمودار ہوا، اس پر سفر کا کوئی نشان نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ نبی ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ٹیک دیئے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پہ رکھا اور سوال کیا: اے محمد ﷺ! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رمضان کا صوم رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچنے کی تم میں استطاعت ہے۔ اس نے کہا: آپ ﷺ سچ فرماتے ہیں۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ خود سوال کرتا ہے اور خود ہی (جواب کی) تصدیق کرتا ہے۔ اس نے پھر کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر ایمان لاؤ اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔ اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھ نہیں رہے

ہو تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے کہا: تو اس کی علامات کے بارے میں بتلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (چند علامات یہ ہیں کہ) لونڈی اپنی آقا (مالکن) کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پیر، ننگے بدن، فقیر اور بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنا کر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ پھر وہ چلا گیا، میں ایک مدت تک منتظر رہا (پھر ایک دن) نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تمھیں معلوم ہے کہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ جبریل تھے، تم کو تمہارے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

تشریح:

ایمان کے کچھ ارکان واصول ہیں جو ایمان کی اساس ہیں جن کے متعلق جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے امت کی تعلیم کی غرض سے پوچھا تا کہ وہ اسے یاد کرلیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو یقینی طور پر تصدیق کریں کہ وہی ہر چیز کا خالق ورازق اور مدبر عالم ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہ اکیلا اور بے نیاز ہے، وہ صفات کمال اور اعلیٰ صفات سے متصف ہے اور ہر عیب ونقص سے پاک وصاف ہے وہی عبادت کا مستحق ہے اس کے علاوہ کی عبادت شرک وگمراہی ہے۔

فرشتوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نظر نہ آنے والی نورانی مخلوق ہیں جن کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ انہیں جو حکم دیا گیا ہے اسے بجالاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت ساری حکمتوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

آسمانی کتابوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اپنے

انبیاء پر نازل فرمایا، اوران میں سے جن کتابوں کا ذکر صراحت کے ساتھ آیا ہے ان سب پر ایمان رکھیں، اسی طرح ان میں موجود صحیح خبروں کی تصدیق کریں، نیز اس پر بھی ایمان رکھیں کہ قرآن مجید ہی ان میں افضل اور آخری اور سب کو منسوخ کرنے والی کتاب ہے اس کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں میں تحریف وتغیر اور تبدیلی واقع ہوگئی ہے لیکن قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں تغیر وتبدیلی نہیں ہوئی ہے اور وہ سب کا نگہبان اور سب کی تصدیق کرنے والی ہے۔

رسولوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ ان کی رسالت پر ایمان لائیں اور ان سے ثابت شدہ خبروں کو تسلیم کریں، نیز اس بات کو بھی دھیان میں رکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں اور وہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں اور بیمار بھی ہوتے ہیں اور انہیں موت بھی آتی ہے وہ ان سارے امور میں بالکل انسانوں کی طرح ہیں لیکن ان سے محبت اور ان کی اتباع کرنا واجب ہے اور ان سے دشمنی کرنے والوں سے اعراض کرنا ازحد ضروری ہے۔

یوم آخرت پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو قیامت کے روز دوبارہ قبروں سے زندہ کرے گا اور ان سے حساب وکتاب لے گا اور پھر ان کے اعمال کے مطابق انہیں جنت یا جہنم میں داخل کرے گا۔

تقدیر پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ جو کچھ اس دنیا میں پیش آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی لکھ رکھا ہے اور جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے۔ ان جملہ ارکان پر ایمان لانا بیحد ضروری ہے اگر کسی نے کسی ایک کو بھی ترک کردیا تو وہ مومن نہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم تمام ارکان ایمان پر مکمل طریقے سے ایمان لائیں۔

فوائد:

- ارکانِ ایمان چھ ہیں۔
- اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، رسولوں، آسمانی کتابوں، یومِ آخرت اور قضاوقدر پر ایمان لانے کو ارکانِ ایمان کہتے ہیں۔
- ارکانِ ایمان میں سے کسی ایک رکن کا بھی انکار کرنے والا کافر ہے۔

☆☆☆

توحید کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے:﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾(سورۃ ذاریات:آیت ۵۶)۔

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾(سورۂ نحل:آیت ۳۶)۔

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الإيمان،باب الدليل على من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة وإن من مات مشركا دخل النار۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو کوئی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا اور جو اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ. فَقَالَ: يَا مُعَاذ، أَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى

الـعِبَـادِ، وَمَا حَقُّ العِبَادِ عَلٰى اللّٰهِ ؟قالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلٰى العِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوا اللهُ وَلاَ يُشرِكُوا بِهِ شَيئاً، وَحَقُّ العِبَادِ عَلٰى اللّٰهِ أَلَا يُعَـذِّبَ مَـنْ لاَ يُشْـرِكُ بِـهِ شَيـئـاً.قالَ: قُلتُ: يا رَسُولَ اللهِ! أفَلاَ أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: لاَ تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب التوحيد، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ أمته إلی توحيد الله، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعاً۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا، جس کا نام عفیر کہا گیا ہے آپ نے مجھ سے فرمایا، معاذ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں، فرمایا، اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں، اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو کوئی بھی شرک نہ کرے اسے عذاب نہ دے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو بشارت نہ دے دوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بشارت نہ دو کیونکہ وہ اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔

تشریح:

توحید سب سے عظیم اطاعت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کو ایک تسلیم کرنا اور اللہ کے علاوہ تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کرنا ہے۔ اسی توحید کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی تخلیق فرمائی، انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور کتابیں نازل کیں، کیونکہ اگر انسان کا عقیدۂ توحید سلامت رہا تو دیگر امور بھی اس کے تابع ہوں گے اور اگر توحید میں خلل آ گیا تو دیگر اعمال واقوال کچھ نفع نہ پہنچا سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حقیقی موحد سے چاہے اس کا گناہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

فوائد:

- توحید دخولِ جنت کا سبب اور جہنم سے نجات کا عظیم ذریعہ ہے۔
- جنت میں جانے کے لئے انسان کا موحد ہونا شرط ہے۔
- جن وانس کی پیدائش کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔
- انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی بعثت کا مقصد توحید کا اعلان کرنا ہے۔

☆☆☆

شرک کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (سورۂ زمر: آیت ۶۵)۔

ترجمہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (سورۂ لقمان: آیت ۱۳)۔

ترجمہ: بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

نیز ایک اور جگہ شرک کے متعلق فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورۂ نساء: آیت ۴۸)۔

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الدليل على من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة وإن من مات مشركا دخل النار۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو کوئی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا

ہوتو وہ جنت میں جائے گا اور جو اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہوتو وہ جہنم میں جائے گا۔

وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا هُنَّ ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَ أَكْلُ الرِّبا، وَ أَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّی يَومَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری، کتاب الحدود باب رمی المحصنات، صحیح مسلم: کتاب الإیمان باب الکبائر وأکبرها۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سات مہلک باتوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! یہ کیا ہیں؟ فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی جان کو ناحق مارنا، سود کا کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں کو تہمت لگانا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيرٌ. فَقَالَ: يَا مُعَاذ، أَتَدْرِی مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى الْعِبَادِ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلٰى اللّٰهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلٰى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيئاً، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلٰى اللّٰهِ أَلَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيئاً. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ أمته إلی توحید الله، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا، جس کا نام عفیر کہا گیا ہے آپ نے مجھ سے فرمایا، معاذ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں، فرمایا، اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں، اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو کوئی بھی شرک نہ کرے اسے عذاب نہ دے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو بشارت نہ دے دوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بشارت نہ دو کیونکہ وہ اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔

تشریح:

شرک باللہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو ان امور میں برابری کا درجہ عطا کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہیں، مطلق طور پر سب سے قبیح اور بڑا گناہ ہے، ایسا اعتقاد رکھنے والا شخص اگر مر جائے تو اللہ اسے معاف نہیں فرمائے گا بلکہ وہ اس عظیم گناہ کی پاداش میں جو اس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں کی ہے جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- شرک کے خطرات اور اس سے بچنا واجب ہے۔
- اللہ تعالیٰ مشرک کو معاف نہیں کرے گا۔
- جس کی وفات حالت شرک میں ہوئی تو اس کے اعمال برباد اور باطل ہو جاتے ہیں۔
- شرک دائمی جہنم کا سبب ہے۔

☆☆☆

ریا کاری شرک ہے

عَنْ أَبِی سَعِيدِ بنِ فُضَالَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَومَ القِيَامَةِ لِيَومٍ لاَ رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ اَحَداً فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِن عِنْدِ غَيرِ اللّٰهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءَ عَنِ الشِّرْكِ. (اخرجه الترمذی)

سنن الترمذی: أبواب تفسير القرآن عن رسول الله، باب: ومن سورة الكهف وقال حسن غريب، وحسنه الألبانی فی صحيح صحيح سنن ابن ماجه رقم (۴۲۰۳)۔

ابوسعید بن فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس دن کے وقوع کے بارے میں کوئی شک نہیں اس دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شخص کو کسی کام میں شریک ٹھہرایا تھا تو وہ شخص اسی شخص سے ثواب کا مطالبہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہے۔

وَعَنْ أَبِی سَعِيدِ الخُدرِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحنُ نَتَذَاكَرُ المَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: أَلاَ أُخبِرُكُم بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِیْ مِنَ المَسِيحِ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: قُلْنَا: بَلٰی، فَقَالَ: الشِّرْكُ الخَفِیّ، أَنْ يَّقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّی فَيُزَيِّنَ صَلاَتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ. (رواه ابن ماجه).

سنن ابن ماجه، كتاب الزهد،باب الرياء والسمعة،وحسنه الألبانی فی المشكاة: (۵۳۳۳)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسیح دجال کا تذکرہ کررہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں

مسیح دجال سے بڑھکر اور خطرناک چیز نہ بتاؤں جس کا مجھے تمہارے بارے میں زیادہ خوف ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، ضرور بتلایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شرک خفی ہے، یعنی آدمی اپنی نماز دوسروں کو دکھلانے کے لئے خوب اچھی طرح ادا کرے۔

وعن ابی هريرة رَضِىَ اللّٰهُ عنهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيهِ، رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَاُتِىَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فعرفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهاَ؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَن يُقَالَ: جَرِىءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى اُلْقِىَ فِىْ النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ العِلْمَ وَعلَّمَهُ، وقَرَأَ القُرآنَ، فَاُتِىَ بِهِ فعرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا فَعِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ العِلْمَ وَ عَلَّمْتُهُ وَ قَرَأتُ فِيكَ القُرآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَ لٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ العِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأْتَ القُرآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِىءٌ، فَقَد قِيلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلىَ وَجهِهِ حَتّٰى اُلقِىَ فِى النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ اَعْطَاهُ مِن اَصنَافِ المَالِ كُلِّهِ، فَاُتِىَ بِهِ فعرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَ لٰكِنَّكَ فَعَلتَ لِيُقَالَ هُوَجوَّادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ اُلْقِىَ فِى النَّارِ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن پہلے جس شخص کا فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا جب اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت کی پہچان کرائے گا پس وہ پہچان لے گا

پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ بولے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، تو لڑا تھا اس لئے کہ لوگ بہادر کہیں اور تجھے بہادر کہا گیا پھر حکم ہوگا اور اس کو اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا، اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت یاد دلائے گا پس وہ نعمت اسے یاد آجائے گی پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور سکھلایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لئے علم حاصل کیا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ قاری کہیں، پس تجھ کو عالم اور قاری دنیا میں کہا گیا پھر حکم ہوگا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے سب طرح کا مال خوب دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور اسے یاد آجائیں گی پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا مگر میں نے تیرے واسطے خرچ کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے خرچ کیا تھا کہ لوگ سخی کہیں تو تجھے لوگوں نے دنیا میں سخی کہہ دیا پھر حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریح:

عبادت میں ریاکاری کا مطلب یہ ہے کہ اسے لوگوں کو دکھانے کے لئے خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے، اسے رسول اللہ ﷺ نے شرک میں شمار فرمایا ہے اور امت کو اس سے بچنے کی تنبیہ کی ہے، اکثر لوگ اس کے مخفی ہونے کی وجہ سے اس میں پھنس جاتے ہیں اور ان کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

فوائد:

- کوئی بھی عمل جو دوسروں کو دکھانے کے لئے ہو وہ شرک میں داخل ہے۔
- ریاکاری شرک ہے۔
- اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شرک کرنے والوں سے بری ہوگا۔

☆☆☆

اخلاص اور نیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (سورۂ ھود: آیت ۱۵-۱۶)۔

ترجمہ: جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں پر بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، انہوں نے جو یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ...... صحیح مسلم: کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ انما الاعمال بالنیۃ......

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی چنانچہ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے

یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اس چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، قال: سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقضى يَوْمَ الْقيامة عليه، رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِه، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَها، قال: فَمَا عملتَ فيهاَ؟ قالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لاَنْ يُقالَ: جرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى اُلْقِىَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ العِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وقَرَأَ القُرآنَ، فَأُتِيَ به فعَرَّفَهُ نعمَه فعرفَهَا، قَالَ: فَما فَعَلْتَ فيهَا؟ قَالَ: تعَلَّمْتُ العِلْمَ وَ عَلَّمْتُهُ وَ قرأتُ فيكَ القُرآنَ، قالَ: كَذبْتَ، وَ لٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ العِلْمَ لِيُقَالَ: عالِمٌ وقرأتَ القرآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِيءٌ، فَقَد قِيلَ، ثُمَّ أمِرَبِهِ فَسُحِبَ على وَجْهِهِ حَتّٰى اُلقِيَ فِي النَّارِ، ورَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيهِ و أعْطَاهُ مِن أصنَافِ المَالِ كُلِّه، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمهُ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، و لٰكِنَّكَ فَعَلتَ لِيُقَالَ هُوَجَوَّادٌ. فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم، ... الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن پہلے جس شخص کا فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا جب اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت کی پہچان کرائے گا پس وہ پہچان لے گا پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ بولے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، تو لڑا تھا اس لئے کہ لوگ بہادر کہیں اور تجھے بہادر کہا گیا پھر حکم ہوگا اور اس کو اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا

جائے گا، دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا، اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت یاد دلائے گا پس وہ نعمت اسے یاد آجائے گی پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور سکھلایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لئے علم حاصل کیا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ قاری کہیں، پس تجھ کو عالم اور قاری دنیا میں کہا گیا پھر حکم ہوگا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے سب طرح کا مال خوب دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور اسے یاد آجائیں گی پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا مگر میں نے تیرے واسطے خرچ کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے خرچ کیا تھا کہ لوگ سخی کہیں تو تجھے لوگوں نے دنیا میں سخی کہہ دیا پھر حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریح:

کسی بھی عبادت یا عمل کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط مفقود ہوئی تو اس کی عبادت قابل قبول نہیں ہوگی۔ پہلی شرط: عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اس میں کسی کو شریک نہ کیا گیا ہو۔ دوسری شرط: عبادت رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔

لہذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنی عبادت یا کوئی بھی دینی کام صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے کریں اور سنت رسول ﷺ کے مطابق کریں اس میں دنیاوی کوئی مقصد نہ ہو اور نہ ہی لوگوں سے داد ودہش مطلوب ہو کیونکہ اگر یہ چیزیں مطمح نظر ہوں گی تو

ثواب کے بجائے گناہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک نیتی کے ساتھ دینی کام وکاج کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- عبادت کی قبولیت کے لئے اخلاص کا پایا جانا لازمی جزء ہے۔
- اسلام میں اخلاص کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ بغیر اخلاص کے کوئی عمل قابل قبول نہیں۔
- عمل کو صحیح شکل میں پیش کرنا اس کی قبولیت کے لئے کافی نہیں۔
- ہر کام میں نیت کا صحیح ہونا بھی ضروری ہے۔

☆☆☆

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

ارشاد ربانی ہے: ﴿فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُونَ حَتَّی یُحَکِّمُوکَ فِیمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوا فِی أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوا تَسْلِیمًا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۶۵)۔

ترجمہ: سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن یَکُونَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن یَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِینًا﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۳۶)۔

ترجمہ: اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

نیز فرمایا: ﴿إِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِینَ إِذَا دُعُوا إِلَی اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِیَحْکُمَ بَیْنَهُمْ أَن یَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (سورۂ نور: آیت ۵۱)۔

ترجمہ: ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ اَبَى، قِيلَ: وَمَنْ يَأْبَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبَى. (أخرجه البخاری)

صحیح البخاری: کتاب الإعتصام بالکتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول الله ﷺ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میری امت کے سارے لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جس نے انکار کیا، پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! انکار کرنے والے کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کہا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں پر رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم قرار دیا ہے کیونکہ آپ کی اطاعت کے بغیر اللہ کی اطاعت قابل قبول نہیں ہوگی۔ لہذا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسول ﷺ کے فرمان کو بجالائیں اور آپ ﷺ کے فرمان کے سامنے کسی اور کی باتوں کو نہ مانیں چونکہ جنت کا حصول آپ ﷺ کی اطاعت میں پوشیدہ ہے اور جس نے بھی آپ کی اطاعت کرنے سے انکار کیا وہ جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اطاعت رسول کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔
- ہر امور میں ہمیں آپ ﷺ کی باتوں کو دوسروں کے قول پر مقدم رکھنا واجب ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت دخولِ جنت کا سبب ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی جہنم میں جانے کا سبب ہے۔

☆☆☆

بدعات سے اجتناب ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾(سورۂ آل عمران: آیت ۳۱)۔

ترجمہ: کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

نیز دوسری جگہ فرمایا:﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾(سورۂ نساء: آیت ۶۵)۔

ترجمہ: سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ . (متفق عليه)

صحيح بخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود. صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس دین میں سے نہ ہو تو وہ بات مردود ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ عَمِلَ

عَمَلاً لَيسَ عَلَيهِ أمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ . (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا عمل نہیں ہے پس وہ عمل مردود ہے۔

عَنِ العِربَاضِ بن سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذاتَ يَومٍ ثُمَّ أقبَلَ عَلَينَا فَوَعَظَنَا مَوعِظَةً بَلِيغَةً، ذَرَفَتْ مِنهَا العُيُونُ، وَوَجِلَتْ مِنهَا القُلُوبُ، فقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَأنّ هٰذِهِ مَوعِظَةُ مُوَدِّعٍ فإذا تعهَدُ إلَينَا،فقَالَ: أُوصِيكُم بِتَقوَى اللّٰهِ وَالسَّمعِ وَالطَّاعَةِ وَإنْ عَبدًا حَبَشِيًّا، فَإنّهُ مَن يَعِشْ مِنكُم بعدِىْ فَسَيَرَى اختِلافًا كَثِيرًا فَعَلَيكُم بِسُنَّتِي وَسُنَةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهدِيِّينَ تَمَسكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإيّاكُم وَمُحدَثَاتِ الأمُورِ فَإنَّ كُلَّ مُحدَثَةٍ بِدعَةٌ وَ كُلَّ بدعَةٍ ضَلاَلَةٌ. (اخرجه أبوداود والترمذى)

سنن أبوداود، كتاب السنة، باب فى لزوم السنة. وسنن ترمذى: أبواب العلم، باب ماجاء فى الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، وقال حسن صحيح. ح: ٢٦٧٦، وصححه الألبانى فى صحيح سنن الترمذى: (٢٦٧٦).

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر ایک جامع وعظ فرمایا جس سے ہماری آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور قلوب تھرا گئے۔ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کا خطبہ ایسا لگا جیسے الوداعی خطبہ ہو، آپ ہمیں وصیت کیجئے: آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اور اگر تمہارے اوپر کوئی کالا حبشی حاکم مقرر ہوجائے تو اس کی بھی اطاعت کرنا۔اور جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف پائے گا پس تمہارے اوپر ہماری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کا اختیار کرنا

ضروری ہے، اسے مضبوطی (دانتوں) سے پکڑے رکھو اور نئی چیزوں (بدعتوں) سے بچو اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَقُولُ: إِنَّ خَيرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ. (أخرجه مسلم)

صحیح مسلم: كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بھی نبی ﷺ خطبہ دیتے تو فرماتے کہ سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور دنیا میں نئی باتیں ایجاد کرنی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح:

بدعت کے لغوی معنی کسی ایسی چیز کو ایجاد کرنا جس کی کوئی مثال نہ ملتی ہو، اور اصطلاحی معنی دین میں نئی عبادت ایجاد کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل اور دلیل نہ ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے اہل ایمان کو بدعت سے ڈرایا ہے کیونکہ بدعت ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو گمراہی کی دعوت دیتا ہے اور پھر انسان جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ اسلام نے عبادت کے تعلق سے دو قاعدے متعین کئے ہیں اگر ان قاعدوں پر عمل کیا جائے تو عبادت قبول ہوگی اور انسان بدعت سے بچ جائے گا۔ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ عبادت میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے پس ہر وہ عبادت جو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص نہ ہو اور نہ ہی اس میں رسول اللہ ﷺ کی متابعت ہو اور نہ ہی آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی ہو تو وہ عبادت غیر مقبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعت سے محفوظ رکھے اور سنت نبوی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- دین میں نئی چیز کا ایجاد کرنا بدعت ہے۔
- تمام قسم کی بدعت سے بچنا ضروری ہے کیونکہ وہ برائی اور گمراہی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کا حصول صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں مضمر ہے۔

☆☆☆

نفلی روزوں کی فضیلت

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَصُومُ یَوْمًا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِکَ الْیَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الصیام،باب فضل الصیام فی سبیل اللہ لمن یطیقه بلا ضرر و لا تفویت حق۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت تک جہنم کی آگ سے دور کر دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهِ، وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ، فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْیَقُلْ: اِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب هل یقول إنی صائم إذا شتم، صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل الصیام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے بنی آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ میرے لئے خاص ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ سپر (ڈھال) ہے، جب کسی کا روزہ ہو تو بے ہودگی نہ کرے اور نہ آواز بلند کرے پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑنے کو آوے تو کہہ دے کہ میں روزے سے

ہوں اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے بیشک روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے اور صائم کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک تو وہ جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے، دوسرے وہ جب اپنے پروردگار سے ملے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

تشریح:

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق بندہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ڈائریکٹ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ کے علاوہ ساری عبادتوں کا ثواب متعین کررکھا ہے اور ان کے اجر کو لوگوں کے لئے بیان کردیا ہے جبکہ روزے کے ثواب کو اپنے پاس محفوظ رکھا ہے یعنی جس طرح بندے کا روزہ تمام خامیوں سے محفوظ ہوگا اسی اعتبار سے انسان کو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا۔ روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ اور جہنم کا ڈھال اور اس سے دوری کا سبب ہے۔ نیز روزے داروں کے لئے دو خوشی کے مواقع ہیں ایک افطاری کے وقت دوسرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس نیک عمل کے لئے سبقت کریں اور بھوک وپیاس کو برداشت کریں یقیناً اس کا صلہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفلی روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- روزہ کی بڑی اہمیت اور فضیلت ہے۔
- روزہ گناہوں اور جہنم کا ڈھال ہے۔
- روزہ قیامت کے دن جہنم سے دوری کا سبب ہوگا۔
- روزہ کا ثواب غیر متعین ہے۔

☆☆☆

یوم عاشوراء کو روزہ رکھنے کی فضیلت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلاةُ اللَّيْلِ .(اخرجه مسلم)

صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے روزے کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے، فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (یعنی قیام اللیل) ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَاماً يَومَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُم رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا هٰذَا الْيَومَ الَّذِىْ تَصُومُونَهُ؟ قَالُوا: هٰذَا يَومٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَقَومَهُ، وَغَرَّقَ فِرعَونَ وَقَوْمَهُ، فَصَامَهُ مُوسٰى شُكْرًا، فَنَحْنُ نَصُومُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلَى بِمُوسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صوم يوم عاشوراء.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیسا روزہ تم لوگ رکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا یہ ایک عظیم دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے

نجادت دی تھی اور فرعون اوراس کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے غرق کیا تھا تو شکرانے کے طور پر موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا اس لئے ہم لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام سے تعلق اور حق رکھتا ہوں چنانچہ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَئِنْ بَقِيْتُ إِلَى قَابِلٍ لأَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ . (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الصيام باب وأى يوم يصام فى عاشوراء.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو (۹) محرم کا بھی روزہ ضرور رکھوں گا۔

تشریح:

اسلام میں یوم عاشوراء کے روزے کی بڑی فضیلت آئی ہے رمضان کے روزے کے بعد یوم عاشوراء کے روزے کا مقام ہے۔ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں کے یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے پایا، پوچھا یہ کون سا روزہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی ظالم قوم سے نجات دلائی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم ان سے زیادہ روزہ رکھنے کے حق دار ہیں اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر آنے والے سال میں زندہ رہا تو نو محرم کا بھی روزہ رکھوں گا چونکہ اس میں یہودیوں کی مخالفت بھی مقصود ہے اسی لئے ہمیں دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم یا گیارہویں محرم کو ملانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- محرم کے مہینے میں روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے۔
- دسویں محرم کا روزہ رکھنا مستحب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دلائی تھی۔
- یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے نویں محرم کو دسویں محرم کے ساتھ ملا کر روزہ رکھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

علم کی اہمیت وفضیلت

ارشاد ربانی ہے:﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾(سورۂ زمر: آیت ۹)۔

ترجمہ: بتاؤ تو علم اور بے علم والے کیا برابر کے ہیں؟

دوسری جگہ فرمایا:﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ﴾(سورۂ مجادلہ: آیت ۱۱)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کردے گا۔

عن أبي معاوية رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ.(متفق عليه)

صحيح البخارى، كتاب العلم باب مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهى عن المسألة.

معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی وخیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

وَعَن أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيْقًا مِن طُرُقِ الجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضَالِطَا لِبِ الْعِلْمِ، و إِنَّ العَالِمَ لَيَستَغفِرُ لَهُ مَنْ فى السَّمَاوَاتِ وَالأَرضِ وَالحِيتَانُ فِيْ جَوفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِ القَمَرِ لَيلَةَ البَدرِ عَلى سَائِرِ الكَوَاكِبِ، وإِنَّ

الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيْنَارًا وَلاَ دِرْهَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (اخرجه ابو داود والترمذی)

سنن ابو داؤد، کتاب العلم،باب فی فضل العلم، سنن ترمذی،أبواب العلم عن رسول الله ، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، وصححه الألبانی فی صحیح سنن أبی داؤد رقم:(۳٦٤١).

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی راستے میں حصولِ علم کی خاطر چلا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔ اور بلاشبہ فرشتے طالب علم کے عمل سے راضی ہو کر اس کے لئے اپنے پَر بچھاتے ہیں، اور صاحب علم کے لئے زمین وآسمان کی ہر چیز بخشش طلب کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی۔ اور بلاشبہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر ہوتی ہے، بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درہم و دینار ورثے میں نہیں چھوڑا ہے۔ البتہ انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے۔ جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے بڑا نصیبہ (وافر حصہ) پالیا۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ . (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان کی وفات ہو جاتی ہے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ، یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو ان کے لئے دعا کرے۔

تشریح:

دین میں شرعی علم کی اہمیت وعظمت بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے شرعی علم سیکھنے کے لئے ابھارا اوراس کی ترغیب دی ہے اور اہل علم کو دوسروں پر فوقیت بخشی ہے اور حصول علم کو قربت الٰہی اور دخول جنت کا سبب بتایا ہے۔ کیونکہ علم سیکھنے اور سکھلانے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے اوامر ونواہی اور دین پر قائم ہونے کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ پس علماء اسی بنا پر انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء نے لوگوں کو علم شرعی کا وارث بنایا پس جنہوں نے علوم شرعیہ سیکھا وہی انبیاء کے وارث ہوئے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے لئے دین کے امور کو سیکھنا آسان کر دیتا ہے۔

فوائد:

- علم اور علماء کی اہمیت، کیونکہ یہی لوگ انبیاء کے وارثین میں سے ہیں۔
- دین میں فقاہت کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے لئے بھلائی چاہتا ہے۔
- حصول علم دخول جنت کے اسباب میں سے ہے۔
- انسان کی بہترین وراثت نفع بخش علم ہے کیونکہ اس کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

☆☆☆

لوگوں کو بھلائی کی دعوت دینا

ارشاد ربانی ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (سورۂ جمعہ: آیت ۲)۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۱۰)۔

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازی فی سبیل الله بمرکوب وغیره وخلافته

ابو مسعود عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو کوئی نیکی کی راہ بتادے اس کو اتنا ہی ثواب ہے جتنا نیکی کرنے والے کو۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ، مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سیئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی

کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا۔ مگر اس سے ان کے اجروں میں کچھ کمی نہیں ہوگی اور جو کسی کو کسی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا اتنا وبال بھی ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے۔ اوران کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ البَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلائِكَتَهُ وَ اَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالاَرْضِينَ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وحتّى الحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الخَيْرَ. (اخرجه الترمذی)

سنن ترمذی: أبواب العلم عن رسول الله،باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، وقال حسن صحیح ، وصححه الألبانی فی المشکاة: رقم (۲۱۳).

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل کرتا ہے، اس کے فرشتے ، اور زمین وآسمان میں بسنے والی تمام مخلوقات حتی کی چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی (سمندر میں) اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو دینی تعلیم اور بھلائی کی دعوت دینے کی غرض سے مبعوث کیا ہے ان کے بعد انہیں کے نقشِ قدم پہ چلنے والے علماء کرام کو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر اپنی خاص توجہ رکھتا ہے جو لوگوں کو بھلائی ، نیکی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تعلیم دیتے ہیں حتی کہ ان کے لئے فرشتے ، زمین وآسمان کی ساری مخلوقات اور مچھلیاں تک بھی دعائے خیر کرتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تعلیم کو عام کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- انبیاء کرام کی بعثت کا اولین مقصد لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ دینی تعلیم دینے والوں پر ہوتی ہے۔
- خیر کی دعوت دینے والوں کے لئے زمین وآسمان کی تمام مخلوقات دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔

☆☆☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب

ارشاد ربانی ہے: ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (سورۂ نحل: آیت ۱۲۵)۔

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔

نیز فرمایا: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۵۹)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ. (متفق عليه)

صحيح بخارى، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إذا عرض الذمى وغيره فى سب النبى ﷺ. صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرم ہے اور تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔

وعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (نرمی اختیار کیا کرو) بلاشبہ جس چیز میں نرمی آجاتی ہے تو اسے مزین اور خوبصورت بنادیتی ہے اور جس چیز سے نکال دی جائے اسے بدصورت اور بھدا بنا دیتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرِيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَامَ أعرابيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: دَعُوهُ وهَرِيقُوا عَلٰى بَولِه سِجْلاً مِنْ مَاءٍ. أَوْ ذَنوبًا مِنْ مَاءٍ. فإنَّما بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِيْنَ. (اخرجه البخاري)

صحيح بخاري: كتاب الوضوء،باب صب الماء على البول في المسجد.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ تو لوگ اس پر جھپٹ پڑے۔ (یہ دیکھ کر) رسول کریم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ کیونکہ تم نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو، سختی کے لئے نہیں۔

تشریح:

اسلام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب ہیں جن کی معرفت ایک داعی کے لئے بیحد ضروری ہے اگر دعوت دیتے وقت ان آداب کا لحاظ نہیں کیا گیا تو ممکن ہے کہ جس برائی کو مٹانا چاہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ بڑا فتنہ رونما ہو جائے اس لئے داعی کو چاہئے کہ وہ دعوت دیتے وقت نرمی، حکمت و دانائی اور بصیرت سے کام لیں اور سخت لہجہ سے پرہیز کریں نیز حاکم ومحکوم جیسا معاملہ نہ ہو بلکہ اخوت و بھائی چارگی جیسا معاملہ ہو۔ یہی صفات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھلائی کا حکم دینے اور برائی کو مٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم حکمت ودانائی اور بصیرت سے دینا چاہئے۔
- بھلائی کا حکم دینے اور برائی کو مٹانے میں مصلحت عامہ ومفاسد عامہ کی رعایت ضروری ہے۔

☆☆☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کرنے کا انجام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ إِسْرَائِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُوْدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ۷۸۔۷۹)۔

ترجمہ: بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی، اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔

عَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاَهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوْا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوْهُمْ وَمَا أَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا، وَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى أَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا. (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الشرکة، باب هل يقرع في القسمة والاستهام فيه۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے (یعنی خلاف کرنے والے) کی مثال ایسے ہے جیسے کہ لوگوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا۔ جس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر کا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے، انہیں جب

پیاس لگتی تو دریا کا پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے اوپر سے گزرنا پڑتا۔انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کرلیں۔تا کہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔اب اگر اوپر والوں نے ان کے ارادے سے ان کو نہ روکا تو تمام کشتی والے ہلاک ہوجائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور کشتی میں سوار سارے لوگ بھی بچ جائیں گے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلاَ يَسْتَجِيبُ لَكُمْ . (اخرجه الترمذی)

سنن ترمذی: أبواب الفتن عن رسول الله،باب ما جاء فی الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر، وصححه الألبانی فی الصحيحة،(٢٨٦٨).

حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم بھلائی کا ضرور حکم دو اور برائی سے ضرور روکو، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تمہارے اوپر عذاب بھیج دے پھر تم لوگ دعا کروگے مگر قبول نہ کی جائے گی۔

تشریح:

بہترین معاشرہ کی تشکیل کے لئے اساسی شرط امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بروئے کار لانا ہے یعنی ہر شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ جہاں پر بھی کوئی برائی دیکھے اسے مٹانے کی کوشش کرے یہ نہ سوچے کہ یہ کام تو علماء کا ہے وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔اگر یہ احساس ہر شخص کے اندر پیدا ہوجائے تو یقیناً معاشرہ ہر طرح کی برائیوں سے پاک ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔اللہ تعالیٰ ہم تمامی حضرات کو ایک

صالح معاشرہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بنی اسرائیل پر لعنت برائیوں پر خاموش رہنے کی وجہ سے ہے۔
- سوسائٹی اور معاشرہ کو ہلاک و برباد کرنے کا سبب برائیوں پر خاموشی ہے۔
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک کرنا دعا کی عدم قبولیت کا سبب ہے۔
- عذابِ الٰہی میں گرفتاری کا سبب برائیوں پر خاموش رہنا ہے۔

☆☆☆

نواقض اسلام

ارشاد ربانی ہے:﴿ اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ﴾ (سورۂ نساء: آیت:۱۱۶)۔

ترجمہ: اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے۔ ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت: ۷۲)۔

ترجمہ: یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

نیز ارشاد فرمایا:﴿ قُلْ اَبِاللّٰہِ وَآیَاتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ ☆ لاَ تَعْتَذِرُوا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ ﴾ (سورۂ توبہ: آیت:۶۵،۶۶)۔

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں، تم بہانے نہ بناؤ، یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلاَمِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْآخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ﴾(سورۂ آل عمران: آیت:۸۵)۔

ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

تشریح:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام بندوں کو مکمل طریقے سے اسلام میں داخل ہونے اور اسے مضبوطی سے پکڑنے اور اس کی مخالف چیزوں سے بچے رہنے کی تلقین کی ہے۔اور اسی دعوت کو عام کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا پس جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی وہ مکمل طریقے سے اسلام میں داخل ہوگیا اور جس نے آپ ﷺ کی دعوت سے کنارہ کشی اختیار کی وہ گمراہ ہوگیا۔اور بعض ایسے اعمال ہیں جن کے کرنے کی وجہ انسان دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا مال اور خون حلال ہوجاتا ہے۔ان میں سب سے خطرناک اور کثیر الوقوع دس ایسے نواقض ہیں جنہیں اہل علم نے بیان کیا ہے اس کی اہمیت کی بنا پر ہم اسے قارئین کے لئے مختصرا بیان کررہے ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔یعنی قربانی ونذر ونیاز اور فاتحہ خوانی اور مدد کے لئے مردوں کو پکارنا۔یہ سب شرک میں داخل ہے۔

۲) اپنے اور اللہ کے درمیان کسی غیر کو وسیلہ اور ذریعہ بنا کر پکارنا،اس سے شفاعت طلب کرنا اور اس پر بھروسہ کرنا۔ایسے کرنے والا بالاتفاق کافر ہے۔

۳) مشرکین کو کافر نہ سمجھنا،یا ان کے کفر میں شک کرنا،یا مشرکین کے مذہب کو صحیح قرار دینا،باعث کفر وارتداد ہے۔

۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ دوسروں کا طور وطریقہ یا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے طور وطریقے اور فیصلے سے بہتر اور افضل ہیں،تو اس طرح کا اعتقاد رکھنے والے بھی کافر ہیں۔

۵) نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے کسی بھی جزء اور حصے کو برا سمجھنے والا کافر ہے۔خواہ وہ بظاہر دین محمدی پر عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو۔

۶) اسلام کے کسی جزء کے بارے میں،یا آپ ﷺ کے بتائے ہوئے کسی ثواب

وعقاب کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

۷) جادو کرنا اور کرانا اور اسے سیکھنا اور سکھلانا سب کفر ہے۔

۸) اہل اسلام کے خلاف مشرکین وکفار کی مدد اور تعاون کرنے والا کافر و مرتد ہے۔

۹) یہ اعتقاد رکھنا کہ بعض انسانوں کے لئے شریعت محمدیہ کی پابندی ضروری نہیں ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔

۱۰) مکمل طریقے سے دینی تعلیم سے اعراض کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا نواقضِ اسلام میں شامل ہے۔

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مذکورہ نواقض اسلام سے بچنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ ایسے اعمال ہیں جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان امور کو اچھے طریقے سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور نواقض اسلام سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- نواقض اسلام کے مرتکبین کے لئے دردناک عذاب ہے۔
- انسان نواقض اسلام کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔
- مذاق یا سنجیدگی سے اسلام کے کسی بھی رکن یا شعار کی توہین کرنا نواقض اسلام میں شامل ہے۔

☆☆☆

زبان کی حفاظت کا حکم

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۳۶)۔

ترجمہ: جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب ای الإسلام أفضل، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان تفاضل الإسلام وأی أموره أفضل.

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔

وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ: قُلْ: آمَنْتُ رَبِّي ثُمَّ اسْتَقِمْ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: هٰذَا. (أخرجه الترمذي)

سنن ترمذی: أبواب الزهد عن رسول الله باب ماجاء فی حفظ اللسان وقال حدیث حسن صحیح، وصححه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی: (۲٤۱۰).

سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جسے میں مضبوطی سے پکڑے رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہیئے: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو، میں نے پوچھا یا رسول

اللہ ﷺ! سب سے زیادہ آپ ہمارے تعلق سے کس چیز کے بارے میں خوف کھاتے ہیں؟ آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: اس کے بارے میں۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ: اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ. (أخرجه الترمذي)

سنن ترمذي: أبواب الزهد عن رسول الله، باب ماجاء في حفظ اللسان، وقال حديث حسن صحيح، وصححه الألباني في الصحيحة: (۸۸۸).

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا نجات کس میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کرو اور تمہارا گھر تم پر وسیع ہو جائے (یعنی گھر میں رہا کرو) اور اپنی خطاؤں پر خوب آنسو بہاؤ۔

تشریح:

زبان کو حرام چیزوں اور فضول باتوں سے محفوظ رکھنا عظیم بھلائی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں سب سے زیادہ زبان کے بارے میں ڈر ہے یعنی زبان کی وجہ سے انسان کو جنت ملے گی یا جہنم۔ نیز آپ ﷺ نے زبان کی حفاظت کرنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا کہ انسان کی نجات کا سب سے بڑا ذریعہ اور سبب زبان کی حفاظت ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کریں اور ہمیشہ ذکر الٰہی اور تسبیح وتہلیل میں رطب اللسان رہیں۔

فوائد:

- زبان سے کسی کو تکلیف نہ دینا کامل مومن ہونے کی علامت ہے۔
- زبان کی حفاظت کامیابی کا سبب ہے۔
- بغیر علم کے کوئی بات زبان سے نکالنا ممنوع ہے۔

زبان کی خطرناکی

ارشاد ربانی ہے:﴿مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾(سورۃق:آیت ۱۸)

ترجمہ:(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

عَنْ سَهْلِ بنِ سَعدٍ عنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قالَ:مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنُ لَهُ الجَنَّةَ .(اخرجه البخاري)

صحيح بخاري: كتاب الرقاق،باب حفظ اللسان وقول النبي ﷺ من كان.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کی ذمہ داری لے لے تو میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری لے لوں گا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رسُولَ اللّٰهِ ﷺ يقُولُ: اِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ ينزِلُ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ. (متفق عليه)

صحيح بخاري، كتاب الرقاق،باب حفظ اللسان وقول النبي ﷺ من كان، صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب حفظ اللسان.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے مگر اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڈھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنی کہ پچھم سے پورب دور ہے۔

وَعَن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

اَخْبِرْنِیْ عَنْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِی عَنِ النَّارِ، قَالَ: لَقَدْ سَأَلْتَنِی عَنْ عَظِیْمٍ وإِنَّہُ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَن یَسَّرَہُ اللّٰہُ عَلَیہِ، تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہِ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلاۃَ وَتُؤْتِی الزَّکَاۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ، ثُمَّ قَالَ: اَلاَ اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ، وَالصَّدَقَۃُ تُطْفِیءُ الْخَطِیئَۃَ کَمَا یُطْفِیءُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلاۃُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّیلِ، قَالَ: ثُمَّ تَلاَ: ﴿ تَتَجَافٰی جُنُوبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُونَ رَبَّھُم خَوفاً وَطَمَعاً وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُونَ ۝ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزاءً بِمَا کَانُوا یَعْمَلُونَ﴾ ثُمَّ قَالَ: اَلاَ اُخْبِرُکُمْ بِرَأْسِ الاَمْرِ کُلِّہٖ وَعَمُودِہٖ وَذِرْوَۃِ سِنَامِہٖ؟ قُلْتُ: بَلٰی یَا رَسُولَ اللّٰہِ، قَالَ: رَأْسُ الاَمْرِ الإِسْلَامُ وَعَمُودُہُ الصَّلاۃُ وَذِرْوَۃُ سِنَامِہِ الْجِھَادُ، ثُمَّ قَالَ: اَلاَ اُخْبِرُکَ بِمَلاکِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ؟ قُلْتُ: بَلٰی یَا رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: فَاَخَذَ بِلِسَانِہٖ قَالَ: کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا، فَقُلْتُ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ، وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ؟ فَقَالَ: ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا مُعَاذُ، وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوھِھِم اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ؟ . (اخرجہ الترمذی).

سنن ترمذی، أبواب الإیمان عن رسول اللہ بباب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ. وقال حسن صحیح ح:(٢٦١٦)، وصححہ الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجہ: (٣٩٧٣).

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایسا عمل بتائیے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں اور جہنم مجھ سے دور ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک تم نے بہت بڑی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے لیکن اس کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔ اللہ کی عبادت کرو

اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں خیر کے دروازے (کیا کیا ہیں) کے بارے میں نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو بجھا دیتی ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتی ہے، اور آدمی کا رات کے حصہ میں نماز پڑھنا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ٥ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (سورۂ سجدہ: آیت ۱۶، ۱۷)۔ (ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دین کی بنیاد، اس کے کھمبے اور اس کے کوہان کی بلندی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: دین کی بنیاد اسلام ہے، اس کا کھمبا نماز ہے اور اس کی کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جس پر ان ساری چیزوں کا دارومدار ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا: اس کو روکے رکھو، تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس پر ہمارا مواخذہ ہوگا جو کچھ باتیں ہم اپنی زبان سے نکالتے ہیں؟ آپ نے کہا اے معاذ! تجھے تیری ماں گم کرے، لوگوں کی زبانوں نے جو کچھ کاٹا ہے اسی وجہ سے لوگ اوندھے منہ یا نتھنے کے بل جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

تشریح:

انسان کی زبان کے دو پہلو ہیں ایک اچھائی دوسری برائی۔ اچھائی اس اعتبار

سے کہ اگر وہ نیکی، بھلائی اور دینی کاموں میں استعمال کی گئی تو وہ جنت میں جانے کا سبب بنے گی۔ برائی اس اعتبار سے ہے کہ اگر اسے برے کاموں میں استعمال کیا گیا تو اس کی وجہ سے انسان جہنم رسید ہوگا۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کریں وہ چھوٹی ضرور ہے لیکن بہت ہی خطرناک ہے اسی کی وجہ سے کافی لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- زبان سے غیر مناسب الفاظ کی ادائیگی جہنم میں جانے کا سبب ہے۔
- زبان کی حفاظت جنت میں جانے کا سبب ہے۔
- زبان کو لایعنی باتوں میں استعمال کرنا ممنوع ہے۔

☆☆☆

وقت کی اہمیت

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. (اخرجه البخارى)

صحيح بخارى: كتاب الرقاق، باب الصحة والفراغ ولا عيش إلا عيش الآخرة.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔

وَعَن ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَزُولُ قَدَمَا ابنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ. (اخرجه الترمذى)

سنن ترمذى: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، باب فى القيامة وقال هذا حديث غريب. وصححه الألبانى فى الصحيحة: (٩٤٦).

ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کے قدم اس کے رب کے پاس سے نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال کرلیا جائے نمبر ایک اس نے اپنی عمر کہاں گنوائی، دوسرے جوانی کو کہاں بتایا، تیسرے مال کہاں سے کمایا، چوتھے مال کہاں خرچ کیا، پانچواں جو علم سیکھا اس پر کتنا عمل کیا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ خَافَ أَدْلَجَ وَمَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ، أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذى، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، باب فى ثواب الإطعام والسقى والكسو وحديث من خاف أدلج وقال هذا حديث حسن غريب، وصححه الألبانى فى الصحيحة: (٩٥٤-٢٣٣٥).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ڈرتا ہے رات کی ابتداء ہی میں چل پڑتا ہے اور جو اول شب میں چل دیا اس نے منزل کو پالیا ،خبر دار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی پونجی بڑی قیمتی ہے،خبر دار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی پونجی جنت ہے۔

تشریح:

وقت زندگی کا نام ہے جس نے وقت کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور اسے یوں ہی فضول باتوں اور لایعنی کاموں میں گنوا دیا تو گویا اس نے اپنی زندگی کو ضائع اور برباد کر دیا۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انسان سے اس کی عمر کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو عمر عطا فرمائی تھی اسے کہاں لگایا تھا ،جو وقت تجھے دیا گیا تھا اس کا استعمال کہاں کیا تھا۔اگر اچھی جگہوں میں وقت کا استعمال ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔

لہذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ وقت کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی ناقدری کرنے سے باز رہیں کیونکہ وقت کی ناقدری دنیا وآخرت میں خسارے کا سبب ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لمحہ اپنی رضا کے لئے صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بھلائی کے کاموں میں وقت کا لگانا مشروع ہے۔
- قیامت کے دن ابن آدم سے زندگی کے بارے میں باز پرس ہوگی۔
- صحت اور وقت بہت بڑی نعمت ہے۔

☆☆☆

استیذان کے آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰى أَهْلِهَا﴾(سورۂ نور: آیت ۲۷)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ﴾(سورۂ نور: آیت ۵۹)۔

ترجمہ: اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ: إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ. (متفق علیه)

صحيح بخاری، كتاب الاستئذان،باب التسليم والاستئذان ثلاثا، صحيح مسلم كتاب الآداب، باب الاستئذان.

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہیے۔

وَعَنْ كَلَدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ارْجِعْ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ (اخرجه أبوداؤد والترمذی)

سنن أبوداؤد: كتاب الادب،باب كيف الاستئذان، سنن ترمذی، أبواب الاستئذان،باب ماجاء في التسليم قبل الاستئذان، ح: ۲۷۱۰ وقال حسن غريب، وصححه الألباني في الصحيحة(۸۱۸).

کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس میں بغیر سلام کئے ہوئے داخل ہوا تو آپ نے فرمایا: پیچھے ہٹو اور کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

تشریح:

اسلام نے ہمیں بہت ساری چیزوں کے آداب سکھلائے ہیں انہیں آداب میں سے گھروں میں داخل ہونے کی اجازت بھی شامل ہے۔ گھروں میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینا بہت ہی اہم معاملہ ہے اسلام نے اس پر کافی زور دیا ہے چونکہ اس سے لوگوں کے مخفی حالات اور خاص امور کی حفاظت مقصود ہے۔ اجازت کا طریقہ یہ ہے کہ تین بار دروازہ کھٹکھٹایا یا گھنٹی بجائی جائے یا تین مرتبہ داخلے کی اجازت طلب کی جائے اگر اجازت مل جائے تو داخل ہوں ورنہ واپس ہو جائیں اور اجازت طلب کرتے وقت دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوں تاکہ اچانک دروازہ کھولنے کی صورت میں اندر کی چیز نظر نہ آنے پائیں نیز اندر سے سوال کرنے پر کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ اپنا نام بتائیں یہ نہ کہیں کہ میں ہوں چونکہ میں کا مفہوم مجہول ہوتا ہے کوئی بھی ہو سکتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس طرح کے الفاظ سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استیذان کے آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- گھروں میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔
- گھر والوں کے استفسار پر کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ اپنا نام بتائے نہ کہ ''میں ہوں'' کہے۔
- استیذان تین بار ہے اگر اجازت مل جائے تو داخل ہونا چاہئے ورنہ واپس چلا جانا چاہئے۔

☆☆☆

آداب مجلس

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ، قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِيقَ حَقَّهُ، قَالُوْا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب اللباس و الزينة،باب النهي عن الجلوس في الطرقات وإعطاء الطريق حقه.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں (اورگلی کوچوں) میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، راستوں پر بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں کیونکہ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس اگر تم نہیں مانتے تو راستہ کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کیا اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: آنکھوں کو پست رکھنا، اذیت رسانی نہ کرنا، سلام کا جواب دینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيدٍ الخُدْرِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا. (اخرجه ابو داود).

سنن ابو داؤد: كتاب الأدب،باب في سعة المجلس وصححه الألباني في الصحيحة:(۸۳۰).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: بہترین مجلس وہ ہے جو وسیع اور کھلی ہو۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاجَلَسَ قَوْمٌ

مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ . (اخرجه الترمذي).

سنن ترمذی،أبواب الدعوات عن رسول الله، باب ماجاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون الله.وقال حسن صحیح وصححه الالبانی فی الصحیحة :(٧٤).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اللہ کا ذکر نہ کرے اور نہ ہی اپنے نبی پر درود بھیجے تو اس قوم کو (قیامت کے دن) حسرت وافسوس ہوگا، اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے یا انہیں بخش دے۔

تشریح:

اسلام نے مسلمانوں کو مجلس کے کچھ آداب وسنن سکھلائے ہیں جن کی معرفت اور علم ایک مسلمان کے لئے از حد ضروری ہے انہیں آداب میں سے مجلس کا کشادہ اور وسیع بنانا، ذکر واذکار اور تسبیح وتہلیل سے پُر کرنا اور اصحاب مجلس کا نیک ہونا لازمی امر ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اپنے آپ کو ذکر واذکار اور تسبیح وتہلیل میں مشغول نہ کرے اور نہ ہی اپنے نبی پر درود بھیجے تو ایسی قوم کو قیامت کے دن افسوس ہوگا، اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے یا بخش دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اور دینی مجلسیں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مجلس کا کشادہ کرنا مستحب ہے۔
- راستوں میں مجلسیں قائم کرنا منع ہے الا یہ کہ ان کا حق ادا کر دیا جائے۔
- جن مجلسوں میں ذکر الٰہی نہ ہو ان سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

☆☆☆

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

ارشاد ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (سورۂ مجادلہ: آیت ۱۱)۔

ترجمہ: اے مسلمانوں جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرلو تو تم جگہ کو کشادہ کردو اللہ تمہیں کشادگی دے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب السلام، باب إذا قام من مجلسه ثم عاد فهو أحق به.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر واپس آئے تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، الْمَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ فَقَالَ: مَالِيْ أَرَاكُمْ عِزِيْنَ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الأمر بالسکون فی الصلاۃ والنهی عن الإشارۃ بالید ورفعها عند السلام......

جابر بن سمرہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اس حال میں کہ ہم ٹولیاں بنائے بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم ٹولیوں میں جدا جدا بیٹھے ہو؟

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الاستئذان، باب لا یتناجی اثنان دون الثالث، صحیح مسلم: کتاب السلام، باب تحریم مناجاۃ الإثنین دون الثالث بغیر رضاه.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین لوگ ہوں تو دو لوگ آپس میں تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔

وَعَنْ جابرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنهُ قَال: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي . (أخرجه أبو داود و الترمذي).

سنن ابو داؤد، كتاب الأدب باب في التحلق ح: ٤٨٢٥، سنن ترمذي، أبواب الاستئذان باب في الثلاثة الذين أقبلوا في مجلس النبي ﷺ وحديث جلوس في المجلس حيث انتهوا وقال حسن صحيح غريب، وصححه الألباني في الصحيحة: (٣٣٠).

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی ﷺ کی مجلس میں آتے تھے تو جہاں مجلس پہنچی ہوتی وہیں بیٹھ جایا کرتے تھے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عمروٍ رَضِيَ اللّٰه عَنهُما أَنَّ رَسُول اللّٰه ﷺ قَال : لاَ يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثنينَ إِلاَّ بِإِذْنِهِمَا . (أخرجه الترمذي)

سنن ترمذي، أبواب الأدب باب ماجاء في كراهية الجلوس بين الرجلين بغير إذنهما، ح: ٢٧٥٢ وقال حسن صحيح وقال الألباني حسن صحيح في المشكاة: (٤٠٢ ٧).

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ دو آدمیوں (کے درمیان بیٹھ کر) ان کو جدا جدا کر دے (جو مل کر بیٹھے ہوں) ہاں مگر ان دونوں کی اجازت سے۔

تشریح:

مجلس کے آداب میں سے ہے کہ تمام لوگ ایک ساتھ ہو کر ایک حلقے میں بیٹھیں لیکن اگر موضوعات مختلف ہوں تو حلقے بنالینا جائز ہے نیز مجلس میں اگر صرف تین ہی آدمی ہوں تو دو لوگ تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ چیز مسلمانوں کے درمیان ناراضگی کا سبب بن سکتی ہیں ایسا کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے۔اسی طرح مجلس

میں تاخیر سے آنے والا کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے بلکہ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے البتہ بیٹھنے والوں کے لئے یہ حکم ہے کہ آنے والے کے لئے اپنے درمیان جگہ بنائیں البتہ اگر آگے جگہ خالی ہو اور لوگ راستے میں بیٹھ گئے ہوں تو ان کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آگے جانا جائز ہے۔ یہ بھی آداب مجلس میں سے ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ضرورت سے اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے اور پھر دوبارہ واپس آئے تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔ ایسے ہی اگر دو ساتھی ایک ساتھ بیٹھے ہوں تو ان کے درمیان میں بیٹھنے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ان دونوں کے بیچ کچھ ایسے معاملات ہوں جن پر کسی کا مطلع ہونا وہ ناپسند کرتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان امور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مجلس میں ایک ساتھ مل کر بیٹھنا مستحب ہے۔
- مجلس سے کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔
- مجلس میں تاخیر سے آنے والے شخص کے لئے مشروع ہے کہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔
- جب آدمی اپنی جگہ سے اٹھ جائے پھر دوبارہ آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔
- دو آدمیوں کے درمیان میں بیٹھنا منع ہے۔

☆☆☆

کفارۂ مجلس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ. (اخرجه الترمذی)

سنن ترمذی: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب ما يقول إذا قام من مجلسه، وقال حسن صحيح غريب، وصححه الألباني في المشكاة:(۲٤۳۳).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لایعنی باتیں کیں۔ پھر اپنی اس مجلس سے کھڑے ہونے سے قبل اس نے یہ کہا "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" اے اللہ! تو پاک ہے اپنی خوبیوں کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو اس کے اس مجلس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب وہ اپنی مجلسوں سے اٹھیں تو کفارۂ مجلس کی دعا "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" ضرور پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے جو کچھ بھی لغویات اور فضول باتیں مجلس میں ہوئی ہوں گی وہ معاف ہو جائیں گی۔

فوائد:

- کفارۂ مجلس کی دعا سے مجلس کا اختتام کرنا مستحب ہے۔

جن مجلسوں میں ذکر الٰہی نہ ہو ان سے پرہیز کرنا

ارشاد ربانی ہے: ﴿مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (سورۂ ق: آیت ۱۸)۔

ترجمہ: (انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أنهُ قَالَ: مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً، وَمَنْ اضْطَجَعَ مَضْجِعًا لاَ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً. (اخرجه ابوداود)

سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب كراهية أن يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله، وقال الألباني حسن في الصحيحة: (۷۷)، وفي الكلم الطيب: (۲۲٤)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی جگہ بیٹھا ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو، تو یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی۔ اور جو کوئی کسی جگہ لیٹا ہو اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو، تو یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عنِ النبيِّ ﷺ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ (اخرجه الترمذی)

سنن الترمذي: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب ما جاء في القوم يجلسون ولا يذكرون الله، وقال هذا حديث حسن صحيح، وصححه الألباني في الصحيحة: (۷٤)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں لیکن نہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور نہ اپنے نبی پر درود پڑھتے ہیں تو یہ لوگوں پر حسرت اور نقصان کا باعث ہوگی ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ چاہے عذاب دے یا چاہے معاف

کردے۔

تشریح:

لوگوں کے مجالس میں بیٹھنے اور گفت وشنید کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں لیکن سب سے اچھی مجلس وہ ہے جو ذکر الٰہی سے معمور ہو البتہ وہ مجلس جو ذکر الٰہی اور درود مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہو وہ مذموم ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایسی مجلسوں میں شرکت کرنے سے منع فرمایا ہے نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ جو اپنے اوقات کو لایعنی باتوں میں ضائع کرتے ہیں نقصان اٹھائیں گے مومنین مخلصین کا خاص وصف یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر واذکار کرنے والے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی خلقت میں تفکر وتدبر کرتے رہتے ہیں۔لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ آدمی اپنے فرائض واجبات سے پہلوتہی کرکے بس تسبیح ہی تسبیح پڑھتا رہے اور دوسرے کے حقوق کا خیال نہ رکھے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر واذکار اور تسبیح وتہلیل کرنے والا بنائے۔

فوائد:

- کثرت کلام سے بچنا ضروری ہے۔
- ذکر الٰہی والی مجلسوں کو اختیار کرنا مستحب ہے۔
- جن مجلسوں میں ذکر الٰہی نہ ہو ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆

پرندوں کے ذریعہ بدشگونی لینا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الفَأْلُ الصَّالِحُ ،الكَلِمَةُ الحَسَنَةُ. (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب الطب،باب الفال، صحيح مسلم: كتاب السلام، باب الطيرة والفال وما يكون فيه من الشوم.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ سے بیان کرتے ہیں ،آپ ﷺ نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو متعدی نہیں ہوتی نہ بدفالی کوئی چیز ہے لیکن اچھا فال مجھے پسند ہے، یعنی عمدہ بات (جو انسان دوسرے انسان سے سنتا ہے)۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الطِّيَرَةُ شِرْكٌ. (اخرجه ابوداود)

سنن أبو داؤد: كتاب الكهانة والتطير، باب فى الطيرة، وصححه الألبانی فی صحيح سنن ابن ماجة: (۳۵۳۸).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بدشگونی شرک ہے۔

تشریح:

پرندے جیسے کوا، بلی، الو اور انسانوں کے اسماء وصفات وغیرہ کے ذریعہ فال نکالنے کو بدشگونی کہتے ہیں۔ یعنی انسان نے اگر کسی کام کے کرنے کا عزم وارادہ کیا پھر مذکورہ اشیاء میں سے کوئی چیز سامنے آ گئی جس کی وجہ سے اس کام کو نہیں کیا تو یہی بدشگونی ہے اور یہ شرک ہے کیونکہ انسان کا ان چیزوں کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ انہیں آسانی و پریشانی، نفع وضرر میں مکمل تصرف کا اختیار ہے نیز اس لئے بھی شرک میں شامل ہے کیونکہ

یہ چیز اللہ تعالیٰ پر توکل کے خلاف ہے۔ البتہ نیک فال لینے کی ترغیب دی گئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا ہے۔ آج معاشرے میں بدشگونی عام ہوتی جارہی ہے مثلاً جب لوگ گھروں سے اپنی کاروں یا موٹر سائیکلوں سے آفسوں اور دوسرے کام کے لئے نکلتے ہیں اگر اتفاق سے راستے میں اگر کوئی کتا یا بلی آ گئی اور سڑک کو پار کر لیا تو وہ لوگ اس وقت آگے نہیں بڑھیں گے جب تک کہ کوئی اس راستے سے گذر نہ جائے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر ہم گذریں گے تو ہوسکتا ہے کہ آگے چل کر کوئی حادثہ یا ایکسیڈینٹ ہو جائے یا گاڑی خراب ہو جائے اسی طرح اور بہت سارے وسوسے اور خیالات ان کے ذہن میں آتے ہیں۔ واضح ہو کہ ان سارے وسوسوں کی بنیاد اور اساس صرف دین سے بیزاری اور جہالت ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عقیدے کے مسائل کو ضرور سیکھیں کیونکہ اگر انسان کا عقیدہ درست اور صحیح رہا تو اس کی ساری عبادتیں درست اور اچھی ہوں گی اور شرک وغیرہ سے آسانی سے بچ سکے گا لیکن اگر اس کے عقیدے میں فتور ہے تو اس کے سارے اعمال خراب ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرعی امور کو سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بدشگونی لینا ممنوع ہے اور وہ یہ ہے کہ پرندے اور جانور وغیرہ کو دیکھ کر کوئی کام چھوڑ دیا جائے۔
- بدشگونی شرک میں شامل ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کے بارے میں نفع ونقصان کا اعتقاد ہوتا ہے۔
- اچھا فال نکالنا مستحب ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہے۔

☆☆☆

تعویذ لٹکانے کا حکم

ارشادِ ربانی ہے: ﴿ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴾ (سورۂ زمر: آیت ۳۸)۔

ترجمہ: آپ ان سے کہیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ. (اخرجہ ابوداود)

سنن ابوداؤد: كتاب الطب،باب فی تعليق التمائم،وصححه الألبانی فی صحيح سنن ابی داود:(۳۸۸۳).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ منتر، تعویذ، گنڈے اور حب کے اعمال سب شرک ہیں۔

تشریح:

تعویذ: ہر وہ چیز ہے جسے انسان کے گلے، کمر اور ہاتھ وغیرہ میں نظرِ بد یا اس جیسی چیز سے بچنے کے لئے باندھا جائے۔ پس جس شخص نے کوئی بھی چیز لٹکائی یا باندھا اور اس سے فائدے کا اعتقاد رکھا اگر چہ وہ تعویذ قرآنی آیات ہی سے بنی ہوئی کیوں نہ ہوں یا اسی طرح گاڑی وغیرہ میں نظر بد سے بچنے کے لئے تعویذ لٹکائی یا مصحف رکھا یا جوتے اور چپل کو نیچے باندھا تو اس نے شرک کیا۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیزوں پر

اعتماد اور بھروسہ کیا اور دوسروں کو نفع ونقصان پہنچانے والا سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تعویذ وگنڈا پہننے سے محفوظ رکھے اور دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جس نے تعویذ اس اعتقاد سے پہنی کہ وہ بذات خود نفع ونقصان کی مالک ہے تو اس نے شرک اکبر کا ارتکاب کیا کیونکہ اس نے نفع ونقصان کے بارے میں اللہ کے علاوہ پر اعتقاد رکھا لیکن اگر اس نے صرف تعویذ کو نفع ونقصان کا سبب تسلیم کیا تو شرک اصغر میں مبتلا ہوا۔
- قرآنی آیات سے بنی ہوئی تعویذ لٹکانا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا ہے، نیز اس میں قرآنی آیات کی بے حرمتی اور دوسری چیزیں پہننے کا وسیلہ ہوسکتا ہے۔
- گاڑی وغیرہ میں نظرِ بد سے بچنے کے لئے تعویذ لٹکانا یا مصحف رکھنا وغیرہ بھی شرک کے قبیل سے ہے۔

☆☆☆

کاہنوں، نجومیوں اور ہاتھ دیکھنے والوں کے پاس جانا حرام ہے

ارشاد ربانی ہے: ﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورۂ نمل: آیت ۶۵)۔

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللّٰهِ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ: لَهُمْ رَسُولُ اللهِ لَيْسُوا بِشَيْءٍ، قَالُوا يارسولَ اللهِ: فَإِنَّهُم يُحَدِّثُونَ أحياناً الشَّيْءَ يَكُونُ حَقًّا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْجِنِّ يَخْطِفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ. (متفق علیه)

صحيح بخاري: كتاب الطب، باب الكهانة، صحيح مسلم: كتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: وہ لغو ہیں کچھ اعتبار کے لائق نہیں، لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ان کی بعض باتیں سچ نکلتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سچ باتیں جن (آسمان) سے اچک لیتا ہے اور اپنے دوست (کاہن) کے کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

وَعَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان.

بعض ازواج مطہرات سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کاہن ونجومی کے پاس آکر اس سے کوئی بات دریافت کرے پھر اس کے بیان کی تصدیق کرے تو اس کی چالیس روز کی نماز مقبول نہ ہوگی۔

وَعَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، ثُمّ اتَّفَقَ أَوْ أَتَى امْرَأَةً حَائِضًا أَوْ أَتَى امرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ. (اخرجه ابو داود).

سنن ابو داؤد: كتاب الطب، باب في الكاهن، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (٣٩٠٤).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کاہن کے پاس جا کر اس کی باتوں کی تصدیق کرے یا حائضہ عورت سے ہمبستری کرے یا کسی عورت کے دبر میں مباشرت کرے پس وہ شخص اللہ کے رسول محمد ﷺ پر نازل کی گئی کتاب سے بری ہوگیا۔

تشریح:

غیبی معاملات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے کسی اور کے لئے نہیں خواہ وہ اللہ کے مقربین فرشتے ہوں یا انبیاء کرام ورسل ہوں۔ لہذا اگر کسی شخص نے غیب دانی کا دعویٰ کیا چاہے وہ بڑا سے بڑا عالم ہو یا فقیہ، محدث ہو یا مفسر، پیر و بزرگ ہو یا ولی، وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ غیب کا علم یا غیب کی چابیاں یا مستقبل کی معلومات صرف میرے لئے خاص ہیں کسی اور کو اس کا علم نہیں دیا گیا ہے۔ آج معاشرے اور سوسائٹی میں مختلف قسم کے پیر و بابا موجود ہیں جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے اور طرح طرح کے کرشمے دکھاتے ہیں اور ہاتھوں کی لکیریں دیکھ کر انہیں ان کے مستقبل سے روشناس کراتے ہیں۔ یہ سب سے بڑے جھوٹے اور مکار قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایسے افراد سے

امت کو ڈرنا چاہیے اور ان کے پاس جانے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اہل ایمان کو ان کے پاس جانے اور ان کی باتوں کو تسلیم کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے اوہام اور مصیبت سے محفوظ رکھے اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

فوائد:

- کاہن اور نجومی کے پاس جانا اور ان کی باتوں پر یقین رکھنا کفر ہے۔
- کاہن اور ہاتھ دیکھنے والے ایک سچ میں سو جھوٹ ملاتے ہیں۔

☆☆☆

جادو سے خوف دلانا

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۰۲)۔

ترجمہ: اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت) سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا۔ وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہیں پہنچا سکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کررہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى﴾ (سورۂ طہ: آیت ۶۹)۔

ترجمہ: جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ

بِاللّٰهِ،وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَ أَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ ،وَالتَّوَلِّيْ يَومَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

(متفق علیہ)

صحیح بخاری، کتاب الوصایا،باب قول اللہ تعالی إن الذین یأکلون أموال الیتامی ظلما، صحیح مسلم: کتاب الإیمان ،باب بیان الکبائر و أکبرھا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سات مہلک باتوں سے بچو،صحابہ نے عرض کیا،یارسول اللہ! یہ کیا ہیں؟ فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی جان کو ناحق مارنا، سود کا کھانا،یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا، اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں کو بدنام کرنا۔

تشریح:

جادو حقیقت ہے اور اس کا شمار گناہ کبیرہ میں سے ہے رسول اکرم ﷺ نے جادوگری سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ دنیا وآخرت دونوں میں بربادی اور ہلاکت کا سبب ہے اور وہ جادوگر جو شیطانوں سے مدد لیتے، ان کی عبادت کرتے اور ان کی قربت حاصل کرتے ہیں وہ کافر ومشرک ہیں۔ایسے شخص کے پاس جانا یا اس سے مدد طلب کرنا یا اس کی باتوں پر یقین کرنا سب ناجائز اور حرام ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں جادوگروں سے دور رکھے اور ایمان وعقیدہ پر قائم رکھے۔

فوائد:

- جادو حرام ہے اور مہلک گناہوں میں سے ہے۔
- جادو نواقضِ اسلام میں سے ہے۔
- جادوگر کے پاس جانا یا ان سے معاملات کرنا سب حرام ہے۔

☆☆☆

جھاڑ پھونک کرنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ .(متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب الطب، باب رقیۃ الحیۃ والعقرب، صحیح مسلم: کتاب السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوذات والنفس.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑ پھونک (دَم) کی اجازت دی ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنفُثُ عَلٰى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِيْ مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا ثَقُلَ كُنتُ اَنْفُثُ عَنْهُ بِهِنَّ، وَاَمْسَحُ بِيَدِهِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا.(متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب الطب،باب الرقی بالقرآن والمعوذات.صحیح مسلم: کتاب السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوذات والنفث۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں اپنے اوپر معوذات (سورۂ فلق وسورۂ ناس) کا دَم کیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کے لئے دشوار ہوگیا تو میں ان (سورۂ فلق وسورۂ ناس) کا دَم آپ پر کیا کرتی تھی اور برکت کے لئے آپ ﷺ کا ہاتھ آپ کے جسمِ مبارک پر پھیر دیتی تھی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا :أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ، يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ وَاشْفِهِ وَاَنتَ الشَّافِي،لاَ شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَماً .(متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ، وصحیح مسلم: کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس پر پھیرتے پھر یہ دعا پڑھتے: (اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاسَ وَاشْفِهِ وَاَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا) اے لوگوں کے مالک! بیماری کو دور کر دے اور تندرستی دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا ہی شفا ہے، ایسی شفا دے کہ بالکل بیماری نہ رہے۔

تشریح:

جب انسان بیمار ہو تو اس کے لئے دعا اور دوا دونوں ضروری ہے اور دعا قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ سے ہونی چاہئے کیونکہ قرآن حکیم سراپا شفا ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے امت کو تعلیم دی ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو تو سورۂ فاتحہ اور معوذتین پڑھ کر اس پر دم کیا جائے اور دیگر دعائے ماثورہ پڑھی جائے یقیناً اس میں شفا مضمر ہے۔ لیکن قرآن اور سنت کے علاوہ سے دعا اور جھاڑ و پھونک کرنا اور کرانا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح طریقے سے دم کرنے اور کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- قرآنی آیات اور دعاء ماثورہ سے جھاڑ پھونک کرنا مشروع ہے۔
- قرآنی آیات اور دعاء ماثورہ کے علاوہ کسی اور چیز سے جھاڑ پھونک کرنا حرام ہے۔
- اگر جھاڑ پھونک غیر اللہ کے کلام پر مشتمل ہو تو شرک اکبر ہے۔
- انسان خود اپنے آپ پر دم اور دعا کر سکتا ہے۔

☆☆☆

جادو کا شرعی علاج

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا :أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أهْلِهِ، يَمْسَحُ بِيَدِهِ اليُمْنَى وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أذْهِبِ البَاسَ وَاشْفِهِ وَأنْتَ الشَّافِي،لاَ شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا .(متفق علیه)

تخریج: صحیح بخاری: کتاب الطب، باب رقیة النبی ﷺ، وصحیح مسلم: کتاب السلام، باب استحباب رقیة المریض۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس پر پھیرتے پھر یہ دعا پڑھتے: (اَللّٰهُمَّ ربَّ النَّاسِ اذْهِبِ الْبأْسَ وَاشْفِهِ وَاَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرَ سَقَمًا) اے لوگوں کے مالک! بیماری کو دور کردے اور تندرستی دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا ہی شفا ہے، ایسی شفا دے کہ بالکل بیماری نہ رہے۔

وَعَنْ أبِيْ سَعِيدٍ أنَّ جِبْرِيلَ أتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّد، اشْتَكَيتَ؟ فَقَالَ نَعَمْ، قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أوْعَيْنِ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أرْقِيكَ.(اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ کو تکلیف ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، تو جبریل علیہ السلام نے یہ دعا "بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أوْعَيْنِ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أرْقِيكَ" پڑھ کر دم کیا یعنی اللہ کے نام کے ساتھ میں تم پر دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے، اور ہر مخلوق کے شر سے یا حاسد کی بری نظر سے، اللہ تمہیں

شفا دے، اللہ کے نام کے ساتھ میں تم پر دم کرتا ہوں۔

تشریح:

جادو کے علاج کے تین طریقے مشروع ہیں:

پہلا طریقہ: شرعی دَم کے ذریعہ۔

دوسرا طریقہ: آزمودہ مباح دواؤں کے ذریعہ۔

تیسرا طریقہ: جس چیز میں جادو کیا گیا ہوا سے ختم کرنے یا جلانے کے ذریعہ۔

جادو کے علاج کے لئے سب سے بہترین علاج شرعی دَم ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ سحر زدہ انسان پر سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۂ کافرون واخلاص ومعوذتین اور سورۂ اعراف وسورۂ یونس وسورۂ طٰہٰ کی سحر سے متعلق آیتوں کو پڑھکر دَم کیا جائے۔سورۂ اعراف کی آیات یہ ہیں: ﴿ وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴾ (سورۂ اعراف: آیت: ۱۱۷ تا ۱۱۹)۔

اور سورۂ یونس کی آیات یہ ہیں: ﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوْسٰى اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُلْقُوْنَ ۝ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾ (سورۂ یونس: آیت: ۷۹ تا ۸۲)۔

اور سورۂ طٰہٰ کی آیات یہ ہیں: ﴿ قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّا اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّا اَنْ نَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ

الاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِی یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی﴾ (سورہ طہ: آیت: ۶۵ تا ۶۹)۔

ان عظیم آیات کو پڑھ کر پانی میں دم کیا جائے پھر اس میں مزید پانی ملا کر اس سے غسل کرایا جائے اور اس میں سے تین چلو پانی پلایا بھی جائے۔ نیز اس میں بیری کے سات پتے بھی کوٹ کر ڈالے جائیں تو یہ بھی مفید ہے، اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سحر ختم اور زائل ہو جائے گا اور سحر زدہ انسان اچھا ہو جائے گا۔

نیز سحر زدہ انسان کے لئے یہ بھی مشروع ہے کہ وہ صبح وشام تین تین بار اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگے یعنی یہ دعا پڑھے: ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ''.

ایک علاج یہ بھی ہے کہ جس چیز کے بارے میں گمان ہو کہ اس میں جادو کیا گیا ہے جیسے اون، گنڈا، تعویذ، تو اسے ختم کر دیا، یا جلا دیا جائے تو اس سے بھی جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

سحر زدہ انسان کے لئے کچھ مباح دوائیں بھی ہیں جو انہیں شفا بخشتی ہیں اور ان کے سحر کو ختم کرتی ہیں جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ''النشرة المشروعة'' میں بیان کیا ہے نیز شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ نے اپنی کتاب (فتح المجید شرح کتاب التوحید) باب ماجاء فی النشرہ میں ذکر کیا ہے۔

جادو کو ختم کرنے کے لئے یہ سارے طریقے موجود ہیں البتہ سحر زدہ کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑائے اور اپنی صحت یابی اور عافیت کے لئے دل سے دعا مانگے اور اس بات کو ذہن میں رکھے کہ شفا رب ہی کے ہاتھ میں ہے چاہے تو ان سے فائدہ پہنچائے اور چاہے تو انہیں بے اثر کر دے کیونکہ وہی ہر چیز پر قادر ہے اور وہی نفع ونقصان کا مالک ہے

اور دینے اور روکنے کا حق اسی کو حاصل ہے اس کے علاوہ کسی کو نہیں۔

فوائد:

- قرآنی آیات پڑھ کر سحر زدہ انسان پر دم کرنا مشروع ہے۔
- جادو کے علاج کے لئے کاہنوں اور جیوتشیوں کے پاس جانا حرام ہے۔
- جس چیز کے ذریعہ جادو کیا گیا ہوا سے جلا کر اس کا اثر ختم کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

ممنوع الفاظ

عَن ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لأَخِیهِ: یَا کَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، فَإِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَإِلاَّ رَجَعَتْ عَلَیهِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب من أکفر أخاه بغیر تأویل فهو کما قال، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان حال الإیمان من قال لأخیه المسلم یا کافر۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اگر حقیقۃً وہ کافر ہے جیسا کہ اس نے کہا تو ٹھیک ورنہ کہنے والا ہی کافر ہو جائے گا۔

وَعَنْ أَبِی ذَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: مَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْکُفْرِ أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللّٰهِ، وَلَیسَ کَذٰلِکَ إِلاَّ حَارَ عَلَیهِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان حال الإیمان من قال لأخیه المسلم یا کافر.

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کسی آدمی کو کافر کہا یا اللہ کا دشمن کہا تو کہنے والا ہی کافر یا اللہ کا دشمن ہو جائے گا۔

وَعَن أَبِی الْمُلَیحِ عَن رَجُلٍ قَالَ: کُنْتُ رَدِیفَ النَّبِیِّ ﷺ فَعَثَرَتْ دَابَّتُهُ فَقُلْتُ: تَعِسَ الشَّیطَانُ، فَقَالَ: لاَ تَقُلْ تَعِسَ الشَّیطَانُ، فَإِنکَ إِذا قُلتَ ذٰلِکَ تعاظَمَ حَتّٰی یَکُونَ مِثْلَ البَیتِ وَیقُولُ: بِقُوَّتِی، وَلٰکِنْ قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَإِنَّکَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِکَ تَصَاغَرَ حَتّٰی یَکُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ . (اخرجه ابوداؤد).

سنن ابوداؤد: کتاب الأدب، باب لا یقال خبثت نفسی، وصححه الألبانی فی صحیح الکلم الطیب :(۲۳۷)۔

ابوملیح ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نبی ﷺ کے ساتھ

سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری کو ٹھوکر سی لگی تو میری زبان سے نکلا ”ہلاک ہو شیطان“۔ تو آپ نے فرمایا: یہ مت کہو تم جب یہ کہتے ہو تو وہ پھول جاتا ہے یہاں تک کہ ایک گھر کے برابر ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میری قوت سے اس کو ٹھوکر لگی ہے، البتہ ”بِسْمِ اللّٰہ“ کہو یعنی اللہ کے نام سے، تم جب ایسا کہتے ہو تو وہ سکڑ جاتا ہے حتی کہ مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔

تشریح:

اسلام نے اہل ایمان کے عقائد واعمال میں پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی زبان وبیان کے اسلوب ومحاورات کو بھی پاکیزہ بنایا ہے چنانچہ نے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ ﴾ (سورۂ حجرات:۱۱) کہ ایمان لے آنے کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے۔ مسلمان کے ہر ہر لفظ اور کلام کا محاسبہ ہوتا ہے اگر اس نے اچھی بات کہی ہے تو ثواب کا مستحق ہے اگر بری بات زبان سے نکالی ہے تو اس پر گرفت ہے اور گناہ لکھے جاتے ہیں اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے بعض باتیں کہنے سے منع کیا ہے اور اس کی جگہ پر دوسری مناسب باتیں کہنے کی تعلیم دی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے نام میں بڑی برکت ہوتی ہے اس سے شیطان ذلیل ورسوا ہوتا ہے۔

لہٰذا انسان کو ہر موقع پر مسنون اذکار پڑھنے کا حریص ہونا چاہئے۔

فوائد:

- مسلمان کو کافر کہنا منع ہے۔
- مسلمانوں کو اللہ کا دشمن کہنا ناجائز ہے۔
- جسے کافر یا اللہ کا دشمن کہا گیا ہے اگر وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو وہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔

چند امور جن سے شریعت نے منع کیا ہے

ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت:

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَمْشِ أَحَدُكُم فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا أَو لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب لا يمشى فى نعل واحدة، صحیح مسلم: کتاب اللباس و الزينة، باب استحباب لبس النعل فى اليمنى اولا و الخلع من اليسرى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے، یا تو دونوں نکال دے یا دونوں پہن لے۔

وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَمْشِ فِي الأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا. (أخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب اللباس و الزينة،باب استحباب لبس النعل فى اليمنى اولا و الخلع من اليسرى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب کسی شخص کے جوتا کا تسمہ ٹوٹ جائے تو ایک جوتا پہن کر نہ چلے یہاں تک کہ اس کو صحیح کرا لے۔

عذاب والی جگہوں پہ جانے کی ممانعت:

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجرِ قَالَ: لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِيْنَ أَن يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب أحاديث الأنبياء،باب قول الله تعالى والى ثمود أخاهم صالحا، صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب النهى عن الدخول على أهل الحجر الأمن يدخل باكيا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا: ان لوگوں کی بستی میں جنہوں نے ظلم کیا تھا نہ داخل ہو، لیکن اس صورت میں کہ تم روتے رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے اپنی چادر چہرۂ مبارک پر ڈال لی۔ آپ اس وقت کجاوے پر تشریف رکھتے تھے۔

آگ سے جلانے کی ممانعت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ . (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسیر باب التودیع.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ ایک ایسی چیز ہے جس کی سزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔

وَعَنْ عَلِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ . (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب حکم المرتد والمرتدة واستتابتهم.

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو (یعنی آگ کی سزا)۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے ہمیں جوتا اور چپل ٹوٹ جانے کی صورت میں ایک جوتا یا ایک چپل پہن کر چلنے سے منع کیا ہے ایسے ہی جہاں پہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا ہو وہاں جانے سے روکا ہے اگر کسی وجہ سے وہاں جانا پڑے تو اس راستے سے روتے ہوئے گذرنے کی تعلیم دی ہے اور اس سے عبرت حاصل کرنے پر ابھارا ہے، نیز کسی بھی مخلوق کو آگ سے

عذاب دینے سے روکا ہے کیونکہ آگ سے عذاب دینا اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ کسی بھی شخص کو جائز نہیں کہ کسی مجرم کو آگ سے سزا دے چاہے اس کا جرم کس قدر بڑا ہو۔ ان امور کی تابعداری اہل ایمان پر واجب ہے خواہ اُنہیں اس کی حکمت کا علم ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی مخالفت کرنے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- ایک قدم میں جوتا یا چپل یا موزہ پہن کر چلنا منع ہے۔
- عذاب دیئے گئے شہروں یا بستیوں میں عبرت کے لئے جانا جائز ہے ورنہ نہیں۔
- کسی بھی مخلوق کو آگ سے عذاب دینا منع ہے۔

☆☆☆

ماہِ صفر

ماہِ صفر

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں اہل عرب اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر منتقل ہو جاتے یا جنگ کے لئے نکل جاتے اور اپنے گھروں کو بالکل خالی چھوڑ دیتے تھے اس لئے اس کا نام صفر پڑا۔ نیز عہد جاہلیت میں اس ماہ کو ''ناجر'' یعنی سخت گرمی کا مہینہ کہتے تھے۔

اہم واقعات: ● رسول اللہ ﷺ کی شادی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اسی ماہ میں ہوئی ● غزوہ ابواء یا غزوہ ودان اسی ماہ ۲ھ میں پیش آیا ● غزوہ رجیع اسی ماہ ۴ھ میں پیش آیا جس میں مرثد بن ابی مرثد غنوی، خبیب بن عدی، عاصم بن ثابت، زید بن دثنہ بیاضی، عبداللہ بن طارق اور خالد بن بکیر کو دھوکہ سے شہید کیا گیا ● بئر معونہ کا واقعہ اسی ماہ ۴ھ میں پیش آیا جس میں ۷۰ حفاظ کرام کو شہید کیا گیا ● وادی قریٰ کو اسی ماہ ۷ھ میں فتح کیا گیا ● عمرو بن العاص، خالد بن ولید، عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم اسی ماہ ۸ھ کو مشرف بہ اسلام ہوئے ● امیر المومنین علی بن طالب رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان واقعہ صفین اسی ماہ ۳۷ھ میں پیش آیا ● امام مالک بن انس کی وفات اسی ماہ ۱۹۴ھ کو ہوئی ● صلاح الدین ایوبی کی وفات ۲۲ر صفر ۵۸۹ھ موافق ۴ر مارچ ۱۱۹۳ء کو ہوئی۔

☆☆☆

ماہِ صفر منحوس نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَإِن يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلاَ كَاشِفَ لَهُ إِلاَّ هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلاَ رَآدَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (سورۂ یونس: آیت: ۱۰۷)۔

ترجمہ: اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے اور وہ بڑی رحمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾ (سورۂ جاثیہ: آیت: ۱۵)۔

ترجمہ: جو نیکی کرے گا وہ اپنے ذاتی بھلے کے لئے اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے، پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لاَ عَدْوَى وَلاَ صَفَرَ وَلاَ هَامَةَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا بَالُ الإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمَلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ فَيدخلُ بينها فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ. (اخرجه البخاری ومسلم)۔

صحیح البخاری، کتاب الطب، باب لا صفر وهو داء یأخذ البطن،صحیح مسلم: کتاب السلام، باب لا عدوی، ولا طیرة، ولا هامة، ولاصفر، ولا نوء۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: بیماری کا کسی دوسرے کو لگ جانا، بدشگونی لینا، ماہ صفر کا منحوس ہونا اور الّو کا منحوس ہونا کوئی چیز

نہیں ہے، آپ ﷺ کے اس فرمان کو سن کر ایک بدوی نے کہا: اے اللہ کے رسول ! اگر بیماری کا کسی دوسرے کو لگ جانا کوئی چیز نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ اونٹ کے ریوڑ صحرا میں رہتے ہیں وہ اس طرح صاف ستھرے اور نشیط ہوتے ہیں گویا کہ ہرن ہیں، لیکن ان میں ایک ایسا اونٹ شامل ہو جاتا ہے جو جرب (خارش) کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو پورے ریوڑ کو خارش زدہ کر دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ بتلاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا ہے؟۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے تمام مہینوں کو پیدا کیا ہے اور کسی مہینے کو منحوس نہیں قرار دیا ہے البتہ یہ ضرور کیا ہے کہ بعض مہینوں کو بعض مہینوں پر فوقیت اور فضیلت بخشی ہے جیسے رمضان کا مہینہ تمام مہینوں میں افضل ہے اور اسی طرح سے راتوں میں سب سے افضل رات شب قدر ہے۔اب اگر کوئی انسان یہ سوچے کہ صفر کا مہینہ اس لئے منحوس ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اسی مہینے میں بیمار ہوئے تھے، اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کی طبیعت اسی مہینے میں خراب ہوئی تھی لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ یہ مہینہ بذات خود منحوس ہے، اگر کچھ دیر کے لئے اسے منحوس تسلیم بھی کر لیا جائے تو آپ ماہِ ربیع الاول کو کیا کہیں گے جبکہ اس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی یہ تو اور زیادہ ہی منحوس ہونا چاہئے۔جبکہ کسی انسان کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ربیع الاول نحوست کا مہینہ ہے بلکہ وہ سارے لوگوں کے نزیک بہت متبرک مہینہ ہے۔

اس مہینے میں ایک بدعت اور بھی لوگوں کے درمیان رائج ہے کہ بہت سارے لوگ اس مہینے کے آخری بدھ کو غسل کرتے، خوشبو لگاتے، بہترین لباس زیب تن کرتے اور خوشی مناتے ہیں اور اس دن خاص کر پارک وغیرہ میں تفریح کے لئے نکل جاتے

ہیں۔ چونکہ ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو اسی دن افاقہ ہوا تھا اور آپ کی صحت اچھی ہوگئی تھی اس لئے وہ لوگ یہ سارے اعمال کرتے ہیں۔ جب کہ ان سارے امور کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام انبیاء کی طرح اس دنیا سے کوچ کرنا تھا اور یہ افاقہ آپ کی وفات کا ایک پیش خیمہ تھا اس لئے اس کو دلیل بنانا اور پھر اس چیز کو اپنانا ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم کسی مہینے کو منحوس نہ سمجھیں بلکہ جس مہینے میں ہم نیک کام کریں گے وہ مہینہ ہمارے لئے برکت والا ہوگا اور جس مہینے میں ہم برا کام کریں گے وہ مہینہ ہمارے لئے منحوس شمار کیا جائے گا۔

فوائد:

- صفر کا مہینہ منحوس نہیں ہے۔
- بیماری اور شفا سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

☆☆☆

اللہ پر بھروسہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ﴾ (سورۂ طلاق: آیت ۳)۔

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اسے کافی ہوگا۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (سورۂ تغابن: آیت ۱۳)۔

ترجمہ: اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل رکھنا چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ فَرَأَيتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلَ وَالرَّجُلاَنِ، وَالنَّبِيَّ لَيسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي، فَقِيْلَ لِيْ هٰذا مُوسٰى ﷺ وَقَومُهُ، ولٰكِنْهُ أنْظُرْ إِلَى الأُفُقِ فَنَظَرتُ فإِذَا سوَادٌ عَظِيمٌ فقِيلَ لِي أنظُرْ إِلَى الأُفُقِ الآخرِ فإِذَا سَوادٌ عظِيمٌ فقِيلَ لِي هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُوْلٰئِكَ الذينَ يدخُلُونَ الجَنةَ بِغَيرِ حسَابٍ ولاَ عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُهُم: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ بَعضُهُم: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوْا فِيْ الاِسْلاَمِ وَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ، وَذَكَرُوْا أَشْيَاءَ، فَخَرَجَ عَلَيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فقالَ مَا الَّذِى تَخُوضُونَ فيهِ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: هُمُ الَّذِينَ لاَ يرقُونَ وَلاَ يَستَرقُوْنَ وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ وعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ. (متفق علیہ)۔

صحيح بخاري: كتاب الطب، باب من اكتوى أو كوى غيره فضل من لم يكتو، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر پہلی امتیں پیش کی گئیں تو میں نے نبی کو دیکھا ان کے ساتھ ایک جماعت تھی (جس میں تین افراد سے نو افراد تک تھے) ، اور ایک دوسرے نبی کو دیکھا جن کے ساتھ ایک یا دو مرد تھے، ایک اور نبی کو دیکھا جن کے ساتھ کوئی نہ تھا، اسی اثنا میں ایک بڑی جماعت مجھے دکھائی دی، میں نے خیال کیا کہ یہ میری امت ہے، تو مجھ سے کہا گیا نہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہیں۔ پھر میں نے دیکھا تو ایک بڑی جماعت نظر آئی مجھ سے کہا گیا، یہ تمہاری امت ہے اور ان میں ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب کے داخل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ یہ فرما کر گھر میں تشریف لے گئے، پس لوگوں نے اس ستر ہزار کی بابت چہ میگوئیاں شروع کر دیں، بعض نے کہا شاید وہ لوگ ہوں گے جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور بعض نے کہا شاید مسلمانوں کی وہ اولاد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئی اور کسی قسم کا شرک نہیں کیا، راسی قسم کی اور باتیں بولے۔ اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم لوگ کس چیز کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے؟ انہوں نے آپ ﷺ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ منتر نہیں کرتے اور نہ ہی پھنکواتے اور نہ بدفالی لیتے ہیں۔ اور صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

تشریح:

اسلام میں توکل علی اللہ کی کافی اہمیت وفضیلت ہے چونکہ یہ ایسی عبادت ہے جس کا تعلق قلب سے ہے یعنی انسان اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کی جانب پھیر دے، اسی پر اعتماد کرے، اسی سے دعا والتجاء کرے، اسی کے لئے قربانی کرے، اسی سے شفایابی طلب کرے، اسی کے سامنے روئے، اسی سے مانگے اس کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا اور حاجت روا نہ سمجھے۔ ایسے ہی افراد کے تعلق سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت

کے دن ستر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل کیے جائیں گے۔بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جانا بہت بڑی عظمت اور فضیلت کی بات ہے اللہ تعالیٰ ہمیں جنتیوں میں بنائے۔

فوائد:

- اللہ پر بھروسہ اور اعتماد کا مقام بہت ہی بلند ہے۔
- اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہونے کا سبب ہے۔

☆☆☆

غیر اللہ کی قسم کھانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلاَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ. (متفق عليه).

صحيح بخاری : كتاب الأيمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم، صحيح مسلم: كتاب الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنے آباء کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے، اگر تم میں سے کوئی قسم کھانا ہی چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے، نہیں تو وہ خاموش رہے۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا. (اخرجه ابو داود).

سنن ابو داؤد: كتاب الأيمان والنذر، باب في كراهية الحلف بالأمانة، وصححه الألباني في الصحيحة: (٩٤).

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ: لاَ وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لاَ يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الأيمان والنذور، باب ماجاء في كراهية الحلف بغير الله، وقال هذا حديث حسن، وصححه الألباني في صحيح سنن الترمذی: (١٥٩٠).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو کہتے

ہوئے سنا: نہیں، کعبہ کی قسم، پس ابن عمر نے اس سے کہا اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہ کھائی جائے، بیشک میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا یا کفر کیا۔

تشریح:

قسم کو عربی زبان میں حَلْفٌ یا یَمِیْنٌ کہتے ہیں جن کی جمع أَحْلَافٌ اور أَیْمَانٌ ہے۔ اور یہ کسی چیز کی عظمت واہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے۔ قسم کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم: لغو: یعنی جسے انسان بات بات میں عادۃ بغیر نیت وارادہ کے کھاتا رہتا ہے یا اس کا تکیہ کلام ہوتا ہے اس طرح کی قسم پر کوئی مواخذہ اور کفارہ نہیں۔ دوسری قسم: غموس: یعنی جسے انسان دوسروں کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے کھائے یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے لیکن اس پر کفارہ نہیں۔ تیسری قسم: معقدۃ: یعنی جسے انسان اپنی بات میں تاکید اور پختگی کے لئے ارادۃ کھائے پھر اگر اس نے وہ قسم توڑ دی تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

دور حاضر میں قسم کھانے کا معاملہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ ہر بات میں قسم کھائی جاتی ہے خواہ وہ لین دین کا معاملہ ہو یا خرید وفروخت کا، اسلام نے قسم کھانے کے اصول سکھلائے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی مخلوق یعنی نبی، فرشتے، باپ دادا، شجر وحجر، کعبہ یا دیگر پیر وبزرگ کی قسم کھانا حرام ہے۔ کیونکہ اگر ہم نے کسی اور کی قسم کھائی تو گویا ہم نے اسے اللہ تعالیٰ کے برابر درجہ دے دیا جبکہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی چیز نہیں۔ لہذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ بار بار قسمیں کھانے سے پرہیز کریں اور اگر قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں کسی اور کی قسم نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے امور کو اچھی طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- غیر اللہ کی قسم کھانا حرام اور گناہ کبیرہ میں ہوتا ہے۔
- مخلوقات میں سے نبی، کعبہ، پیر و بزرگ وغیرہ کی قسم کھانا حرام ہے۔
- اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات کی قسم کھانا جائز ہے۔

☆☆☆

جھوٹی قسم کھانا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سمِعتُ رسُولَ اللهِ ﷺ يقُولُ: مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، قَالَ عبد اللهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾ (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الرهن،باب إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه فالبينة على المدعى، صحيح مسلم: كتاب الأيمان،باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے جھوٹی قسم اس مقصد سے کھائی کہ کسی مسلمان کا مال اس کے ذریعہ ناجائز طریقے پر حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ پھر راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اوپر تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق کی۔ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾ (سورۂ آل عمران: آیت:۷۷) بیشک جولوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهٖ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الجَنَّةَ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَإِنْ قَضِيبٌ مِنْ أَرَاكٍ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإيمان،باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار.

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا حق قسم کھا کر مار لے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم کو واجب کر دیا اور اس پر

جنت کو حرام کر دیا۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ! اگر وہ ذرا سی چیز ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چہ پیلو کی ایک ٹہنی ہو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ. (اخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب الأیمان والنذر، باب الیمین الغموس.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہ: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی ناحق جان لینا اور قصداً جھوٹی قسم کھانا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی قسم کے ذریعہ کسی چیز پر لوگوں کا حق تسلیم کیا جاتا ہے اور کبھی انکار کیا جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس معاملے میں کافی سخت وعید سنائی ہے تاکہ لوگوں کے حقوق کو قسموں کے ذریعہ پامال نہ کیا جائے بلکہ جن کا جو حق ہے اسے شرعی طور پر عطا کیا جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے جھوٹی قسم کھانے والے کے لئے سخت عذاب کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے گناہ کبیرہ میں شامل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو جھوٹی قسموں سے محفوظ رکھے نیز زیادہ قسمیں کھانے سے بچائے۔

فوائد:

- جھوٹی قسم کے ذریعہ مسلمان کے مال کا حاصل کرنا سخت حرام ہے۔
- جھوٹی قسم کھانا جہنم میں جانے کا سبب ہے۔
- جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے۔

☆☆☆

قسم کا کفارہ

ارشادِ ربانی ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ۸۹)۔

ترجمہ: اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ. (أخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الأیمان،باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرها خیرا منها ......

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کام پر قسم کھائے، پھر وہ کسی اور چیز میں بہتری دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے اور وہ کام کرے جو بہتر ہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَ اللّٰهِ لَأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب الأیمان والنذر،باب قول الله تعالی لا یؤاخذکم الله باللغو فی أیمانکم ولکن......، صحیح مسلم: کتاب الأیمان،باب النهی عن الإصرار علی الیمین فیما یتأذی به أهل الحالف.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! تم میں سے کسی شخص کا اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم کھا کر اس پر اڑے رہنا، اللہ کے ہاں یہ زیادہ گناہ کا باعث ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اس قسم کا کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔

تشریح:

قسم کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم: لغو: یعنی جسے انسان بات بات میں عادۃ بغیر نیت وارادہ کے کھاتا رہتا ہے یا اس کا تکیہ کلام ہوتا ہے اس طرح کی قسم پر کوئی مواخذہ اور کفارہ نہیں۔ دوسری قسم: غموس: یعنی جسے انسان دوسروں کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے کھائے یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے لیکن اس پر کفارہ نہیں۔ تیسری قسم: معقدۃ: یعنی جسے انسان اپنی بات میں تاکید اور پختگی کے لئے ارادۃ کھائے پھر وہ اپنے ارادے سے باز آ جائے تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قسم سے نکلنے کے لئے راستہ نکال دیا ہے اور وہ قسم کا کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم کے کفارہ کی تفصیل یہ بیان فرمائی ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلایا جائے، یا انہیں کپڑا دیا جائے، یا ایک لونڈی یا غلام آزاد کرایا جائے اگر ان تینوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے یہ روزے اس کی قسم کا کفارہ ہو جائیں گے۔ بعض علماء پے در پے روزے رکھنے کے قائل ہیں اور بعض کے نزدیک ناغہ کر کے بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹی قسموں سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- کفارہ کے ذریعہ قسم توڑنا جائز ہے۔

- قسم کے کفارے میں اختیار ہے چاہے دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑا پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے۔
- جو ان تین (دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑا پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا) چیزوں کی استطاعت نہ رکھے اس پر تین دن کا روزہ فرض ہے۔

☆☆☆

جھوٹ کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ (سورۃ نحل: آیت ۱۰۵)۔

ترجمہ: جھوٹ افترا تو وہی باندھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔ یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا. (متفق علیه).

كتاب الآداب، باب قول الله تعالى يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و كونوا... صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ سچ، آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی۔ اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف۔ ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (متفق علیه).

صحيح بخاری: كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، وباب إثم من عاهد ثم غدر، وصحيح مسلم: كتاب

الإیمان، باب خصال المنافق۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو (وہ ان عادات میں) خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔(وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

تشریح:

جھوٹ بولنا منافقین کی علامتوں میں سے ہے۔رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ بولنے سے سختی سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ یہ صفت انسان کو برائی کی طرف لے جاتی ہے جو دخول جہنم کا سبب بنتی ہے۔جب انسان جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے نیز جو شخص لوگوں کے درمیان جھوٹی باتیں پیش کرتا اور اسے عام کرتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ کے رسول ﷺ نے قیامت کی ہولناکی اور قبر کے عذاب سے خبردار کیا ہے۔

فوائد:

- جھوٹ بولنا منافقین کی علامتوں میں سے ہے۔
- جھوٹ انسان کو برائی کی طرف لے جاتی ہے۔
- جھوٹ دخول جہنم کا سبب ہے۔
- جھوٹی باتیں منتشر کرنے والے کے لئے سخت عذاب ہے۔

☆☆☆

چھوٹے امور میں جھوٹ بولنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: المقدمة، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو بھی بات سنے اس کو آگے بیان کردے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ: هَا، تَعَالَ أُعْطِيكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟ قَالَتْ أُعْطِيهِ تَمْرًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداؤد: كتاب الأدب، باب التشديد فى الكذب، وحسنه الألباني فى الصحيحة (٧٤٨)۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا ادھر آؤ (جب میں بچہ تھا) ایک چیز دوں گی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا: تم اسے کیا دینی چاہتی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ.

(أخرجه أبوداود والترمذى).

سنن ابوداؤد، كتاب الأدب، باب التشديد فى الكذب، وسنن الترمذى: أبواب الزهد، باب ما جاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، وقال: حسن، وحسنه الألباني فى صحيح سنن الترمذى: (٢٤٣١)۔

بھز بن حکیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد (حکیم) نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو اس غرض سے جھوٹ بولے کہ اس سے لوگ ہنسیں۔ ہلاکت ہے اس کے لئے۔ ہلاکت ہے اس کے لئے۔

تشریح:

ہمارے معاشرے میں بہت سارے لوگ مجلسوں میں لوگوں کو ہنسنے اور ہنسانے کے لئے جھوٹ کا پلندہ باندھتے ہیں اور طرح طرح کی من گھڑت روایات اور لطیفے پیش کرتے ہیں تاکہ مجلس کو گرمائیں اور لوگوں سے داد و دہش حاصل کریں یہ سراسر حرام اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ البتہ ایسا مزاح اور خوش طبعی جو مبنی بر حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی حدود و قیود کے اندر ہو جائز اور مباح ہے۔ نیز ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کئے ہوئے بیان کرنا انسان کے گناہ گار ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ اس میں دونوں پہلو یعنی جھوٹ و سچ کا احتمال ہوتا ہے اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

فوائد:

- بچوں سے چھوٹے امور میں بھی جھوٹ سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
- لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا منع ہے۔
- انسان کو ہر سنی سنائی بات کو بیان کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆

کن امور میں جھوٹ بولنا مباح ہے

عَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيُنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذی يصلح بين الناس، وصحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه۔

ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ: وَلَمْ أَسْمَعْ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلاَّ فِي ثَلاَثٍ، تَعْنِي: الْحَرْبَ، وَالإِصْلاَحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيثَ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا.

مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے تین باتوں کے علاوہ کسی اور بات میں جھوٹ کی اجازت دی ہو۔ایک تو لڑائی میں دوسرے لوگوں کے مابین صلح کرانے اور تیسرے زن وشو کی باہم گفتگو میں۔

تشریح:

جھوٹ بولنا سخت حرام اور گناہ کبیرہ میں سے ہے لیکن شرعی مصلحت کے پیش نظر بعض اوقات میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے جیسے زن وشوہر کے درمیان کسی ناراضگی کو دور کرنے کے لئے یا لفظی طور پر ایک دوسرے کو محبت جتلانے کے لئے کوئی بات کہنی

پڑ جائے تو جائز ہے تاکہ ان کی ازدواجی زندگی خوشیوں سے بھری رہے، یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور ان کے درمیان اچھے تعلقات بنانے کے لئے، جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئے بشرطیکہ کسی فریق پر ظلم نہ ہو، یا جنگ میں دشمنوں کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑے تو جھوٹ بولنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- عظیم شرعی مصلحت کی خاطر لوگوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا کرنے اور ان میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔
- جنگ میں جھوٹ بولنا جائز ہے کیونکہ یہ جنگ کا ایک پینترا ہے۔
- عورت کا شوہر سے اور شوہر کا عورت سے بغیر کسی ظلم وزیادتی کے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

☆☆☆

اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء پردازی کرنا

ارشاد ربانی ہے: ﴿قَالَ لَهُمْ مُوسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى﴾ (سورۂ طہٰ: آیت ۶۱)۔

ترجمہ: موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کہا تمہاری شامت آ چکی، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترانہ باندھو کہ وہ تمہیں عذابوں سے ملیا میٹ کر دے، یاد رکھو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا جس نے جھوٹی بات گھڑی۔

نیز ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ﴾ (سورۂ زمر: آیت ۶۰)۔

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔ (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: مقدمه، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بن شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ. (اخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے کسی اور پر جھوٹ باندھنا، پھر جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ اور یہ بھی آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس میت پر نوحہ وماتم کیا گیا اسے اسی کے مقدار عذاب میں گرفتار کیا جائے گا۔

تشریح:

جھوٹ ایک بری خصلت ہے جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے جھوٹ کی قباحت وشناعت اس وقت اور زیادہ ہوتی ہے جب انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اوپر جھوٹ بولتا ہے اور اسی طرح کسی چیز کی حلت یا حرمت یا کوئی ایسی خبر جس کے صحیح نہ ہونے کا اسے علم ہے، اللہ اور اس کے رسول کی طرف جھوٹی نسبت کردیتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔

فوائد:

- اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء پردازی کرنا سخت حرام ہے۔
- جھوٹ بولنا حرام ہے اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔
- میت پر نوحہ وماتم کرنا سخت گناہ ہے۔

☆☆☆

جھوٹی گواہی دینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴾(سورۂ حج: آیت ۳۰)۔

ترجمہ: اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

نیز فرمایا:﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾(سورۂ اسراء: آیت ۳۶)۔

ترجمہ: جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ کیونکہ کان اور آنکھ دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثلاثاً، قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَلَا قَولُ الزُّورِ، وشهادَةُ الزُّورِ، فَمَا زَالَ يقولُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ تین بار کہا، ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔ آپ ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش! آپ

ﷺ خاموش ہو جاتے۔

تشریح:

جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اس سے خبردار کیا ہے کیونکہ اس میں انسان جھوٹ بول کر مسلمانوں کے حقوق کو ضائع کرتا ہے۔ آج یہ چیز ہمارے معاشرے میں بالکل عام ہوگئی ہے لوگ ایک ایک کپ چائے پر بک جاتے ہیں اور دوسروں کے خلاف جھوٹی گواہی دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اس طرح سے لوگوں کے حقوق ناجائز طریقے دوسروں کو دلا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹی گواہی دینے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- جھوٹی گواہی دینا سخت حرام ہے۔
- جھوٹی گواہی دینے سے مسلمانوں کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔
- جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ میں سے ہے۔

☆☆☆

لڑائی جھگڑے سے دور رہنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ. (رواه البخاری ومسلم).

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المظالم والغضب، باب قول الله تعالى وهو الد الخصام، صحیح مسلم: کتاب العلم، باب فی الألد الخصم.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ ناپسند وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ (أخرجه الترمذی).

سنن ترمذی، أبواب تفسیر القرآن عن رسول الله، باب ومن سورة الزخرف، وقال حسن صحیح، وحسنه الالبانی فی صحیح سنن ابن ماجه: (٤٨).

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم بھی ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوئی تو اس وجہ سے کہ وہ جھگڑے میں لگ گئی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ (سورۂ زخرف: آیت ۵۸) تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ،

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارِيْنَ وَالْمُتَشَدِّقِيْنَ، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: الْمُتَكَبِّرُوْنَ. (اخرجه الترمذی)

سنن ترمذی: أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء فی معالی الأخلاق. حديث حسن غريب، وصححه الألبانی فی الصحيحة:(٧٩١)۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے قیامت کے دن میرے نزدیک محبوب ترین اور میرے قریب بیٹھنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو ثرثارین یعنی بہت باتیں کرنے والے، متشدقین یعنی بڑ مارنے والے دہن دراز اور متفیہقون ہیں، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے ثرثارین اور متشدقین کا مطلب تو جان لیا لیکن متفیہقون سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: متکبر اور گھمنڈی۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ثرثار سے مراد وہ شخص ہے جو بتکلف زیادہ بات کرے، اور متشدق سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی باتوں کے ذریعہ فخر کا اظہار کرے اور اپنے کلام کو بڑھا چڑھا کر پیش کرے اور سب پر فوقیت دے، البتہ متفیہق سے مراد وہ آدمی ہے جو تکبر سے باتیں کرے اور خوب کرے نیز تکبر اور گھمنڈ کے سبب عجیب وغریب کلام کرے اور دوسروں کے اوپر اپنی برتری کا اظہار کرے۔

تشریح:

اسلام نے قتل وغارت گری اور لڑائی و جھگڑا سے دور رہنے کی تعلیم دی ہے۔ اور یہی چیز مسلمانوں کے درمیان فرقہ بندی، قطع رحمی اور بغض وحسد کا سبب بنتا ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے اس عظیم آفت سے لوگوں کو خبردار کیا ہے اور اس سے بچنے والے

کے لئے قیامت کے دن اپنی قربت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

فوائد:

- نبی ﷺ نے مخاصمت سے منع فرمایا ہے۔
- قیامت کے دن لمبی لمبی ڈینگیں مارنے والے نبی کریم ﷺ سے دور ہوں گے۔

☆☆☆

مسلم کا قتل کرنا

ارشاد ربانی ہے:﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾(سورۂ نساء: آیت ۹۳)۔

ترجمہ: اور جو کوئی کسی مومن کا قصداً قتل کرڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الدیات، باب قول الله تعالی ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم، صحیح مسلم: کتاب القسامة والمحاربین والقصاص والدیات، باب المحازاة بالدماء فی الآخرة وأنها أول ما یقضی فیه بین.....

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے قیامت کے دن لوگوں کے درمیان خون خرابے کے فیصلہ جات کئے جائیں گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

(متفق علیه).

صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب قول الله ﴿إن الذین یأکلون أموال الیتامی ظلما﴾، کتاب الحدود، باب رمی المحصنات، وصحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان الکبائر وأکبرها۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، بچتے رہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون

سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی میں سے بھاگ جانا (راہ فرار اختیار کرنا جنگ میں کافروں سے ملاقات کے وقت)، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الدیات، باب قول الله تعالی ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن اس وقت تک اپنے دین کی کشادگی میں رہتا ہے جب تک ناحق خون نہ کرے (جہاں ناحق کیا تو مغفرت کا دروازہ تنگ ہو جاتا ہے)۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کے خون اور اس کی زندگی کی بہت اہمیت ہے اسی لئے اللہ کے نزدیک دنیا کا ختم ہونا بنسبت مسلمان کے قتل کرنے کے زیادہ آسان ہے۔ جس نے کسی شخص کو قتل کیا گویا اس نے سارے انسان کو قتل کیا ہے۔ اس لئے اس جیسے مہلک گنا ہ سے تمام انسانوں کو بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دشمنی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- مسلمان کا قتل کرنا سخت منع ہے اور مہلک گناہ کبیرہ میں سے ہے۔
- مسلمان کی حرمت اللہ کے نزدیک بہت زیادہ ہے۔
- قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے ناحق قتل کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

مسلم کا احترام کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ مَالُهُ وَعِرْضُهُ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (اخرجه الترمذي).

سنن ترمذي، أبواب البر والصلة عن رسول الله،باب ماجاء في الذب عن عرض المسلم، وقال حديث حسن وصححه الالباني في غاية المرام: (٤٣١).

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کردے گا۔

تشریح:

اسلام نے مسلمانوں کی عزت و ناموس کی حفاظت کی بڑی اہمیت بتائی ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا بلکہ اسے جنت عطا کرے گا۔ لہذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنی ذات سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچائیں بلکہ ان کی عزت واحترام کریں۔

فوائد:

- مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔
- مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنا سعادت دارین کا سبب ہے۔

☆☆☆

غیبت کی سنگینی

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (سورۂ حجرات: آیت ۱۲)۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے۔ آپ سے پوچھا گیا اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا میں ذکر کروں؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جس کا تو ذکر کرے، تو تو نے اس کی غیبت بیان کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے پھر تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ

فِيْ أَعْرَاضِهِمْ. (أخرجه أبوداود).

سنن ابو داؤد: کتاب الأدب، باب فی الغیبة، وصححه الالبانی فی الصحیحة: (۵۳۳)۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے تو میں نے پوچھا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبریل نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔

تشریح:

موجودہ دور میں انسان پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی غیبت کرتا ہے اور طرح طرح کی برائی بیان کرتا ہے چاہے وہ عیب و برائی اس کی فطری خلقت میں ہو یا یونہی اس کا مذاق بنانا ہو جبکہ دیکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عمل سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے کیونکہ غیبت کرنا گناہ کبیرہ میں سے ہے اور یہ لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد اور دشمنی کا سبب بھی ہے۔ آخرت میں غیبت کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کے چہرہ اور سینہ کو تانبے کے آنکڑوں (ناخن) سے نوچا جائے گا۔

فوائد:

- غیبت کرنا حرام اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔
- آدمی کا ایسے الفاظ میں ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو یہی غیبت ہے۔
- غیبت کرنے والے کو غیبت سے باز رکھنا اور اس کی تردید کرنا ازحد ضروری ہے۔
- عالم برزخ میں غیبت کرنے والے کی سخت سزا ہے۔

☆☆☆

چغل خوری کی ہولناکی

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الجرید علی القبر، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب الدلیل علی نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا دو قبروں سے گذر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے لیکن ایسے کاموں پر نہیں جن سے بچنا مشکل رہا ہو۔ ان میں سے ایک شخص چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ، الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم النمیمة.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو نہ بتلاؤں کہ عضہ کیا ہے؟ یہ چغل خوری ہے (یعنی) لوگوں کے درمیان

باتوں کو پھیلانا۔

تشریح:

اسلام میں چغل خوری کی بہت خطرناک سزا ہے اور یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ لوگوں کے درمیان تفرقہ بازی، قطع تعلقی، بغض وحسد اور فتنہ وفساد پھیلانے کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں اِدھر اُدھر منتقل کرنے کا نام چغل خوری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بری خصلت ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے اس سے خبردار کیا اور سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ ایسا شخص جنت میں نہیں جائے گا یعنی ایسا شخص پہلے جنت میں نہیں جائے گا بلکہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں چغل خوری اور ایک دوسرے کی باتیں اِدھر اُدھر کرنے سے بچائے۔

فوائد:

- چغل خوری حرام اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔
- چغل خور کے لئے سخت عذاب ہے۔

☆☆☆

ظلم کی حرمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ مَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَلَا شَفِيْعٍ يُطَاعُ ﴾(سورۃ غافر: آیت ۱۸)۔

ترجمہ: ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا نہ سفارشی، کہ جس کی بات مانی جائے گی۔

عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا رَوَى عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَاعِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلا تَظَالَمُوْا، يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِيْ أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرُ لَكُمْ، يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِيْ فَتَضُرّوْنِيْ، وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِي، يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى أَفْجَرَ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنكُم مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَاعِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُوْنِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِيْ إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيْكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيرَ ذٰلِكَ فَلاَ يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ. (رواه مسلم).

صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأداب، باب تحريم الظلم.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں پس مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں پس مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب شب وروز خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں پس مجھ سے بخشش مانگو میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کی مجھ تک رسائی نہیں ہوسکتی کہ تم مجھے ضرر پہنچادو اور نہ ہی تمہاری رسائی مجھے نفع پہنچانے تک ہوسکتی ہے کہ تم مجھے نفع پہنچادو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جن، تم میں سب سے زیادہ متقی شخص کے دل پر ہوجائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ کرے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جن، تم میں سب سے زیادہ فاجر شخص کے دل پر ہوجائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ کمی نہ کرے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جن ایک کھلے میدان میں کھڑے ہوجائیں اور سب مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کا سوال دے دوں تو اس سے میرے خزانوں میں کوئی کمی نہ ہوگی سوائے ایسے جیسے ایک سوئی سمندر میں ڈبونے کے بعد کم کردیا کرتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لئے شمار کرکے رکھتا ہوں پھر تم کو اس کا پورا بدلہ دوں گا پس جو بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد بیان کرے اور جو اس کے سوا کچھ اور پائے تو وہ اپنے آپ ہی ملامت کرے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. (أخرجه البخاري)

صحیح بخاری، کتاب المظالم والغضب، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب (عامل بنا کر) یمن بھیجا، تو آپ ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

تشریح:

ظلم سب سے بری خصلت ہے اور اس کا صدور ایسے ظالم و جابر و متکبر انسان سے ہی ہوتا ہے جو اللہ کی عظمت اور اس کے سخت عذاب کو بھول گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کمال عدل کی وجہ سے ظلم کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے اور اسے بندوں کے درمیان بھی حرام کہا ہے اور ظالم کے لئے سخت عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس لئے دنیا میں ظلم کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ظلم و ستم سے باز آجائیں اور لوگوں کے ساتھ پیار و محبت کے ساتھ پیش آئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ظلم و ستم کرنے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ نے ظلم کو سختی سے حرام کہا ہے اور اس سے ڈرایا ہے۔
- ظالم کے حق میں مظلوم کی بد دعا جلد مقبول ہوتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ بہت ہی عدل و انصاف والا ہے۔

☆☆☆

ظلم کا انجام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه)

صحيح البخاري، كتاب المظالم والغصب، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ظلم، قیامت کے دن اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ. (متفق عليه)

صحيح بخاري: كتاب المظالم والغصب، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لے لی تو ساتوں زمینوں کا طوق (قیامت کے دن) اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ فَتُرِحَتْ عَلَيْهِ. (اخرجه البخاري)

صحيح بخاري: كتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت پامال کر کے یا کسی اور طریقہ سے ظلم کیا ہے تو آسے آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا

تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ،قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن،باب قوله و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى وهى ظالمة إن أخذه.

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ جل جلالہ ظالم کو مہلت دیتا ہے، پھر جب اسے پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے۔ (سورۂ ہود: آیت:۱۰۲)۔

تشریح:

ظلم کا معاملہ بہت خطرناک اور اس کا انجام نہایت ہی برا ہے اور آخرت میں ظلم کا انجام تاریکیاں ہی تاریکیاں ہوں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کی سخت پکڑ اور گرفت کا سبب بنے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ظلم کی وجہ سے اپنی گرفت میں نہیں لے رہا ہے تو آدمی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے یا ہمارا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے کیونکہ اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ظلم کرنے سے بچائے۔

فوائد:

- دنیا وآخرت میں ظالم کی سزا سخت ہے۔
- قیامت کے دن ظالم کے سامنے تاریکیاں ہی ہونگی۔
- اللہ تعالیٰ ظالم کو ظلم پر مہلت دیتا ہے پھر اسے سخت عذاب میں گرفتار کر لیتا ہے۔

غصہ کرنے کی مذمت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ: أَوْصِنِی قَالَ: لاَ تَغْضَبْ، فَرَدَّ ذٰلِکَ مِرَارًا، قَالَ: لاَتَغْضَبْ (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کوئی نصیحت فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا: غصہ نہ ہوا کر، انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا لیکن آپ ﷺ نے (وہی) فرمایا: کہ غصہ نہ ہوا کر۔

وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِی يَمْلِکُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأی شیء يذهب الغضب.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

وَعَنْ أَبِی ذَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: إِذَا غَضِبَ أَحَدُکُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلاَّ فَلْيَضْطَجِعْ. (اخرجه ابو داود).

ابو داؤد: کتاب الأدب، باب ما يقال عند الغضب، وصححه الألبانی فی المشکاة: (٥١١٤)۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے اگر کوئی غصہ ہو تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اگر اس حالت میں بھی غصہ دور نہ ہو تو لیٹ جائے۔

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بِنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا، قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأي شيء يذهب الغضب.

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کرر ہے تھے اور ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو غصے کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، پس آپ ﷺ نے کہا میں ایک کلمہ سکھلاتا ہوں اگر اس کو کہہ دے گا تو غصہ اس سے دور ہو جائے گا: (وہ کلمہ یہ ہے)''أعوذ باللّٰه من الشيطن الرجيم''۔

تشریح:

غصہ ایک بری خصلت ہے جو اکثر و بیشتر انسان کو برے اعمال کی طرف کھینچ لاتا ہے اور یہ شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے غصہ نہ کرنے کی وصیت کی ہے اور غصہ کی حدت کو کم کرنے کا طریقہ بتلایا ہے کہ ایسی حالت میں انسان کو چاہیے کہ ہر طرح سے پرسکون رہنے کی کوشش کرے اور اپنی ہیئت کو تبدیل کر دے اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔ نیز وضو کرے اور ''أعوذ باللّٰه من الشيطن الرجيم'' پڑھنے سے بھی غصہ کی حدت کم ہو جاتی ہے۔

فوائد:

- رسول اللہ ﷺ نے غصہ پی جانے والے شخص کی تعریف کی ہے اور اسے بہادر کہا

ہے۔

- غصہ کی حالت میں انسان کو اپنی ہیئت تبدیل کرنے کا حکم ہے اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔
- غصہ کے وقت "اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ" کا پڑھنا مشروع ہے۔

☆☆☆

شراب کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾(سورۂ مائدہ: آیت ۹۰)۔

ترجمہ: شراب اور جوا اورتھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الآخِرَةِ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ کرنے والی شئی شراب ہے اور ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے اور جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا پھر بغیر توبہ کئے ہوئے شراب پیتے پیتے مر جائے گا تو آخرت میں ملنے والی شراب طہور سے محروم ہو جائے گا۔

وَعَنْ جابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ شَرِبَ المُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الخَبَالِ، قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ ؟ قال عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أهلِ النَّارِ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم، كتاب الأشربة،باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور شئی حرام

ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز پئے گا تو اس کو طینۃ الخبال پلادے گا (آخرت میں)۔لوگوں نے عرض کیا،طینۃ الخبال کیا ہے یارسول اللہ!؟ آپ نے فرمایا یہ جہنمیوں کا پسینہ ہے یا جہنمیوں کا پیپ اور پانی۔

وَعَنْ طَارِقِ بنِ سُوَيْدِ الجُعفِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ سَأَلَ النَّبِيّ ﷺ عَنِ الخَمْرِ فَنَهَاهُ،أو كَرِهَ أنْ يَصْنَعَهَا فقالَ: إِنَّمَا أُصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ؟ فَقالَ: إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم،كتاب الأشربة،باب تحريم التداوى بالخمر.

طارق بن سوید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے منع کر دیا یا اسے بنانا ناپسند فرمایا،پس میں نے کہا اس کو دوا کے لئے بناتا ہوں تو آپ ﷺ نے کہا شراب دوا نہیں بیماری ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِن تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيهِ، فَإِنْ عَادَ لَم يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ، لَمْ يَتُبِ اللّٰه عَلَيهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الخَبَالِ. (اخرجه الترمذى).

سنن الترمذى:أبواب الأشربة عن رسول الله،باب ما جاء فى شارب الخمر، هذا حديث حسن، وصححه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه: (۳۳۷۷)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز چالیس دن تک قبول نہ کرے گا پھر اگر اس نے توبہ کی،تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے پھر اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز چالیس دن تک قبول نہیں کرے گا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے

گا۔ پھر اگر اس نے سہ بارہ پی تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز چالیس دن تک قبول نہیں کرے گا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا پھر اگر اس نے چوتھی بار پی لی تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز چالیس دن تک قبول نہیں کرے گا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ کرے گا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ پیپ کے نہر سے پلائے گا (یعنی دوزخیوں کے پیپ)۔

تشریح:

شراب ہر قسم کے فسق و فجور اور برائی و بدکاری کا سرچشمہ ہے اس کا شمار ام الخبائث میں ہوتا ہے اور اس کا پینا گناہ کبیرہ میں سے ہے چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ۔ اہل عرب حرمت شراب سے پہلے شراب پینے اور پلانے پر بڑا فخر و مباحات کرتے تھے ان کا ہر گھر گویا میکدہ تھا لیکن جب شراب کی قطعی حرمت کی آیت نازل ہوئی اور جہاں جہاں اور جس جس مجلس میں یہ خبر پہونچی فوراً ان لوگوں نے شراب نوشی بند کر دی۔ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سب نے حرمت کی ندا آتے ہی جام وسبو پھینک دیئے اور مٹکے توڑ دیئے، شراب بہہ نکلی، بیک وقت صحابہ نے اس طرح تعمیل کی کہ مدینہ کی گلیوں وکوچوں میں شراب کے نالے بہہ نکلے۔

انسان شراب زیادہ پئے یا کم سب حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے خواہ وہ کسی بھی نوع سے ہو اس کا قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور قابل حد ہے اور جو شخص شراب پیتے ہوئے مر جائے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے وعید بیان کی ہے کہ وہ جنت میں ملنے والی شراب سے محروم ہو جائے گا اور جہنمیوں کا پیپ پئے گا۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیاوی شراب سے محفوظ رکھے اور اخروی شراب کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- شراب حرام ہے۔
- شراب پینے والے کے لئے سخت وعید ہے۔
- شراب بیماری ہے دوا نہیں۔
- شرابی جنت میں ملنے والی شراب سے محروم رہے گا۔

☆☆☆

سلام کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (سورۂ نور: آیت: ۲۷)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً﴾ (سورۂ نور: آیت: ۶۱)۔

ترجمہ: دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَىٰ مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. (متفق عليه).

صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، اسلام کی کون سی بات زیادہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم (بھوکے کو) کھلاؤ، اور ہر شخص کو سلام کہو، چاہے تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. (متفق عليه).

صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب إفشاء السلام، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا، بیمار کی مزاج پرسی کرنے کا، جنازے کے پیچھے چلنے کا، چھینکنے والے کے جواب دینے کا۔ کمزور کی مدد کرنے کا، افشاء سلام (سلام کا جواب دینے اور بکثرت سلام کرنے) کا اور قسم (حق) کھانے والے کی قسم پوری کرانے کا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلاَ تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا، أَوَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلاَمَ بَيْنَكُمْ. (رواه مسلم).

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون وأن محبة المؤمنين.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں نہیں جاؤ گے، یہاں تک کہ ایمان لاؤ، اور تم مومن نہیں ہو گے، یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ (وہ یہ کہ) تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور اسے عام کرو۔

تشریح:

سلام و پیام مسلمانوں کی پہچان ہے اور اگر معروف وغیر معروف شخص سے سلام کرنے کی عادت بنالی جائے تو اس سے دوریاں ختم ہوں گی اور قربتیں بڑھیں گی مزید برآں ثواب سے نوازا جائے گا۔ نیز سلام کرنا ایک مسلم کا اپنے دوسرے مسلم بھائی پر حق ہے، اور رسول اکرم ﷺ نے سلام کو عام کرنے اور پھیلانے کو مسلمانوں کے درمیان الفت ومحبت اور دخولِ جنت کا سبب بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سلام و پیام کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- سلام کی عظمت: کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے بہترین تحفہ ہے۔

- سلام کرنا مسلمانوں کے درمیان محبت کی علامتوں میں سے ہے اور دخول جنت کا سبب ہے۔
- تمام مسلمانوں سے سلام کرنا مستحب ہے چاہے آپ انہیں جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

☆☆☆

سلام کا طریقہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولٰئِكَ النَّفَرِ - وَهُمْ - نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ بِهِ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ قَالَ: فَذَهَبَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَقَالُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، قَالَ: فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته، صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب يدخل الجنة أقوام أفئدتهم مثل أفئدة الطير.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو ان سے کہا، جاؤ ان لوگوں (فرشتوں کی بیٹھی ہوئی جماعت) کو سلام کرو اور وہ جو جواب دیں گے اسے غور سے سن، کیونکہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔ پس آدم (علیہ السلام) نے جا کر کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' تو انہوں نے کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' پھر انہوں نے ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر دیا۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ جَلَسَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَشْرٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: عِشْرُوْنَ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: ثَلَاثُوْنَ. (رواه أبو داود والترمذي).

سنن ابوداؤد: كتاب الأدب، باب كيف السلام، سنن ترمذي: أبواب الاستئذان، باب ما ذكر في فضل السلام، وقال: حسن صحيح غريب، وصححه الألباني في صحيح سنن الترمذي: (٢٦٨٩)، وفي التعليق الرغيب: (٣/٢٦٨)۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ''، آپ نے اس کے سلام کا جواب

دیا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اس کے لئے) دس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے "السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اللّٰه" کہا، آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اس کے لئے) بیس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه وَبَرَكَاتُه"، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پس وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اس کے لئے) تیس نیکیاں ہیں۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے آپس میں تحیہ وسلام کے خاص الفاظ متعین کر رکھے ہیں اور وہ یہ ہیں "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ"۔ سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں یعنی جو صرف "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کہے اسے دس، جو اس پر "وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کا اضافہ کرے اسے بیس، اور جو "وَبَرَكَاتُهُ" کا کلمہ اضافہ کرے اسے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ ان کلمات کے علاوہ بہت سے کلمات ہمارے معاشرے میں سلام کی جگہ پر رائج ہیں جیسے خوش آمدید یا نمستے یا گڈ مارننگ یا بائے بائے وغیرہ۔ ان سارے الفاظ سے ہمیں بچنا چاہئے کیونکہ اسلام نے ہمیں اس سے منع کیا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ سلام کرتے وقت سلام کے مسنون الفاظ کا استعمال کریں تا کہ مکمل نیکیاں دستیاب ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نیکی کمانے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- سلام کے مسنون الفاظ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ" ہیں۔
- سلام کا جواب اسی کے مثل دینا واجب ہے اس سے زیادہ دینا مستحب ہے۔
- سلام کے لئے "خوش آمدید یا نمستے یا گڈ مارننگ یا بائے بائے" وغیرہ کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

☆☆☆

کافروں سے سلام کرنا

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لا تَبْدَؤُوا الْیَهُودَ وَلاَ النَّصَارَی بِالسَّلاَمِ، وَإِذَا لَقِیْتُمْ أَحَدَهُمْ فِیْ الطَّرِیْقِ فَاضْطَرُّوهُ إِلٰی أَضْیَقِهِ" (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب السلام، باب النهی عن ابتداء أهل الکتاب بالسلام و کیف یرد علیهم.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو، جب تم ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اسے راستے کے تنگ ترحصے پر چلنے پر مجبور کردو۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ "إِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُم أَهْلُ الْکِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَیْکُمْ" (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الاستئذان،باب کیف الرد علی أهل الذمة بالسلام، صحیح مسلم: کتاب السلام،باب باب النهی عن ابتداء أهل الکتاب بالسلام و کیف یرد علیهم.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں اہل کتاب سلام کریں تو تم (صرف) "وَعَلَیْکُمْ" کہا کرو۔

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ "أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِیْهِ أَخْلاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمُ النَّبِیُّ ﷺ" (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الاستئذان،باب التسلیم فی مجلس فیه أخلاط من المسلمین والمشرکین، صحیح مسلم: کتاب الجهاد والسیر،باب فی دعاء النبی ﷺ الی الله وصبره علی أذی المنافقین.

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک ایسی مجلس سے ہوا جس میں مسلمان اور مشرک بت پرست ملے جلے سبھی لوگ تھے، پس نبی ﷺ

نے انہیں سلام کیا۔

تشریح:

السلام علیکم مسلمانوں کا تحیہ ہے جس میں سلام کیے جانے والے کی تکریم مقصود ہوتی ہے، رسول اکرم ﷺ نے اہل ایمان کو کافروں سے سلام میں پہل کرنے سے روکا ہے کیونکہ اس میں ان کی عزت ہوتی ہے نیز یہ بھی فرمایا کہ جب تم انہیں راستے میں ملو تو انہیں تنگ راستے کی طرف چلنے پر مجبور کر دو لیکن اگر وہ ہم سے سلام کریں تو ہم ان کے سلام کا جواب صرف "وَعَلَيْكُمْ" سے دیں۔ اسی طرح اگر مجلس میں مسلم وکافر دونوں جمع ہوں تو سب کو ایک ساتھ سلام کریں الگ الگ سلام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کافروں اور مشرکوں سے سلام میں پہل کرنے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- کافروں سے سلام کی ابتداء کرنا حرام ہے اور جب وہ ہم سے سلام کریں تو ان کو صرف "وَعَلَيْكُمْ" کہیں۔
- جب کسی مجلس میں مسلم وکافر دونوں ایک ساتھ جمع ہوں تو انہیں بغیر تخصیص کیے ہوئے سلام کرنا جائز ہے۔

☆☆☆

گھر میں داخلے کے وقت اہل خانہ کو سلام کرنا

عَنْ أنس بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهَ عنه قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى أهلِ بَيْتِكَ" (أخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الاستئذان، باب ماجاء فی التسلیم إذا دخل بیته، ح:۲۶۹۸، وقال حدیث حسن صحیح غریب، وقال الألبانی سنده ضعیف فی صحیح سنن الترمذی (۲۶۹۸)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے جب تم اپنے اہل وعیال کے پاس آؤ تو انہیں سلام کرو کیونکہ اس میں تمہارے لئے اور تمہارے اہل وعیال کے لئے برکت ہے۔

وَعَنْ أنسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ" (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الاستئذان، باب التسلیم علی الصبیان، صحیح مسلم: کتاب السلام، باب استحباب السلام علی الصبیان۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے سلام کیا اور کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

تشریح:

ایک مسلم کے لئے سلام و پیام کے آداب وسنن کی معرفت اور جانکاری ضروری ہے۔سلام کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتو اپنے اہل خانہ سے سلام کرے کیونکہ یہ طریقہ اہل خانہ سے الفت ومحبت کا سبب ہے نیز گھر کے ہر فرد سے حتی کہ بچوں سے بھی سلام کرنا آداب میں شامل ہے اس میں بڑے آدمی کے لئے کوئی

ہتک والی بات نہیں بلکہ اس میں خاکساری اور تواضع کا اظہار ہے اور انہیں سلام کے بارے میں تعلیم دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام کرنا مستحب ہے۔
- بچوں سے سلام کرنا مستحب ہے کیونکہ اس میں خاکساری ہے اور انہیں سلام کی تعلیم دینا مقصود ہے۔

☆☆☆

سلام کے آداب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى المَاشِيْ وَالمَاشِيْ عَلَى القَاعِدِ والقَلِيلُ عَلَى الكَثِيرِ" (متفق علیه)

وَفِي رِوَايَةِ البُخَارِىْ: "وَالصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ" (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الاستیذان، باب یسلم الماشی علی القاعد، وصحیح مسلم: کتاب السلام، باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار پیادہ چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ البَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُم بِالسَّلَامِ" (اخرجه ابوداود والترمذی).

سنن ابو داؤد: کتاب الأدب، باب فی فضل من بدأ بالسلام، سنن ترمذی: أبواب الاستئذان، باب ما جاء فی فضل الذی یبدأ بالسلام، وقال حدیث حسن، وصححه الألبانی فی المشکاۃ: (٤٦٤٦)۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو انہیں سلام کہنے میں پہل کرے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُم أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيضًا. (اخرجه ابوداود).

سنن أبوداؤد: کتاب الأدب، باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاه أیسلم علیه، وصححه الألبانی فی الصحیحة (١٨٦)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے

کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے، پس اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے، اور پھر اسے ملے تو اسے چاہئے کہ پھر سلام کرے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ، ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولٰى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ. (اخرجه الترمذی وابوداود).

سنن ترمذی: کتاب الاستئذان، باب ما جاء فی التسلیم عند القیام وعند القعود، وقال حدیث حسن، سنن أبوداؤد: کتاب الأدب، باب فی السلام إذا قام من المجلس، و الألبانی حسن صحیح فی الصحیحۃ: (۱۸۳)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہیے کہ سلام کہے اور جب وہاں سے اٹھنا چاہے تو بھی سلام کرے اور پہلی دفعہ سلام کہنا دوسری دفعہ کے مقابلے میں کوئی زیادہ اہم نہیں ہے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے سلام کے آداب وسنن کو بیان فرمایا ہے کہ سواری پے چلنے والا پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو، چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے کیونکہ اس میں تواضع اور خاکساری ہے اور پیدل چلنے والے کی عزت اور بڑے کا احترام مقصود ہے، جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو ان میں سلام میں پہل کرنے والا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی محبوب ہوتا ہے کیونکہ اس نے بھلائی میں سبقت کی ہے، اسی طرح جب مسلمان اپنے بھائی سے کچھ لمحہ کے لئے جدا ہوا اور پھر ملاقات ہو تو اس سے پھر سلام کرنا مستحب ہے، نیز مجلس میں پہنچنے اور نکلنے کے وقت بھی سلام کرنا مسنون ہے۔ آج اگر اس سنت پر عمل کیا جائے کہ جب بھی ملاقات ہو تو سلام

کریں تو لوگ اسے مذاق اور برا تصور کریں گے اور سوچیں گے کہ اس سلام کے پیچھے ضرور کوئی مطلب یا راز پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

فوائد:

- سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو، چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے یہی مسنون ہے۔
- دو مسلمانوں کا آپس میں بار بار سلام کرنا مستحب ہے اگرچہ دونوں کے درمیان ایک دیوار ہی حائل کیوں نہ ہو۔
- مجلس میں پہنچنے اور واپس جانے پر دونوں بار سلام کہنا مسنون ہے۔

☆☆☆

مصافحہ کرنے کی فضیلت

عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ. (أخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الاستئذان بباب المصافحة.

قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مصافحے کا معمول تھا؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں۔

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا. (أخرجه ابوداود)،

سنن أبوداؤد: كتاب الأدب، باب فی المصافحة، وصححه الألبانی فی الصحيحة: (٥٢٥)۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو قبل اس کے کہ وہ جدا ہوں، ان کو بخش دیا جاتا ہے۔

تشریح:

مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ خوش دلی سے ملنا اور داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا ان اہم امور میں سے ہے جو آپسی محبت کو مضبوط کرتا اور بغض وحسد کو نکالتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے ملیں اور مصافحہ کریں تو اس مصافحہ کا صلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جدا ہونے سے قبل ان کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ واضح ہو کہ مصافحہ ایک مسنون اور مستحب عمل ہے۔

فوائد:

- مصافحہ کرنا صحابۂ کرام کا طریقہ ہے۔
- مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے ملتے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

دعا کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(سورۂ غافر:آیت ٦٠)۔

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾(سورۂ بقرہ: آیت ۱۸٦)۔

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ. (اخرجه الترمذی وابوداود).

سنن ترمذی: أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة المومن، وقال حديث حسن صحيح ؛ سنن أبوداؤد: كتاب الوتر، باب الدعاء، وصححه الألبانی فی صحيح سنن ابن ماجه: (٣٨٢٨)۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک دعا ہی عبادت ہے۔

وَعَنْ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ يَرُدُّ القَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلاَ يَزِيدُ فِي العُمُرِ إِلَّا البِرُّ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی:أبواب القدر عن رسول الله، باب ماجاء لا يرد القدر إلا الدعاء، هذا حديث حسن غريب، وحسنه الألبانی فی الصحيحة: (١٥٤)۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی فیصلہ نہیں لوٹایا جاتا ہے مگر دعا کے ذریعے، اور عمر میں زیادتی نہیں کی جاتی ہے مگر نیکی کے ذریعہ۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنهُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيهِ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذى: أبواب الدعوات عن رسول الله،باب منه، وحسنه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه:(۳۸۲۷)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتا ہے۔

تشریح:

دعا ایک عظیم عبادت ہے، جب انسان اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرتا اور روتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے کافی خوش ہوتا ہے اور اسے تمام چیزیں عطا کرتا ہے نیز دعا اللہ تعالیٰ کی فضل ورحمت کو شامل ہے۔ اسی لئے اسے غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا شرک ہوا۔ لہذا انسان کا یارسول اللہ یا علی یا حسین یا غوث پاک وغیرہ کہہ کر دعائیں کرنا نعرے لگانا یا ان کے طغرے لکھنا اور لٹکانا صریح شرک ہے اس لئے ان سے بچنا واجب ہے۔ نیز دعا کے ذریعہ انسان کی قسمت اور قضاء وقدر میں تبدیلی آسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعا کی اہمیت وفضیلت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- دعا عبادت کا اہم ترین جزء ہے۔
- دعا عبادتوں میں ایک اہم عبادت ہے چونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

اور فقر ومحتاجگی کا اظہار کرنا ہے۔

- دعا ایک ایسی عبادت ہے جسے غیر اللہ کے لئے کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ شرک ہے۔
- دعا کے ذریعہ قضاء وقدر میں تبدیلی ممکن ہے۔
- دعا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ خوش اور نہ کرنے والوں پر غضبناک ہوتا ہے۔

☆☆☆

دعا کے آداب

اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ﴿إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا﴾ (سورۃ مریم: آیت ۳)۔

ترجمہ: جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔

نیز دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (سورۂ اعراف آیت ۵۵)۔

ترجمہ: تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوَى ذٰلِكَ. (اخرجه ابو داود).

سنن أبو داؤد: كتاب الوتر: باب الدعاء۔وصححه الألباني في صحيح سنن ابي داود: (۱۴۸۲)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جامع دعاؤں کو پسند کرتے تھے اور اس کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک کر دیتے تھے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ وَ لاَ تَدْعُوا عَلَى أَوْلاَدِكُم، وَلاَ تَدْعُوا عَلٰى أَمْوَالِكُم لاَ تُوافِقُوا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ. (رواه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق،باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے آپ پر بددعا نہ کرو اور نہ ہی اپنی اولاد کے لئے بددعا نہ کرو اور نہ ہی اپنے مالوں کے لئے بد دعا کرو۔ (کہیں ایسا نہ ہو) تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس گھڑی کو پالو، جس میں اس سے

جو بھی مانگا جائے وہ تمہارے لئے قبول کر لے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّ اللّٰهَ صَانِعٌ مَا شَاءَ، لَا مُكْرِهَ لَهُ (متفق علیه)

صحيح بخاري: كتاب الدعوات، باب ليعزم المسألة فإنه لا مكره له، صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب العزم بالدعاء ولا يقل إن شئت.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو یوں نہ کہے، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کرے، بلکہ مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھ کر مانگے اس لئے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس پر زور ڈالنے والا نہیں۔

تشریح:

دعا ایک عظیم عبادت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چند آداب بتلائے ہیں جن کے ذریعہ دعا گو اللہ سے قریب ہوتا ہے اور دعا کو قبولیت کے قریب کر دیتا ہے پس دعا کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ دعا کے وقت آواز کو پست رکھے چونکہ اس میں خشوع اور انکساری پائی جاتی ہے اور جوامع کلمات کو ہی دعا کے لئے اختیار کرے یعنی ایسی دعائیں جو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کی جامع ہوں نیز ان کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔ نیز اسی طرح مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ پر، یا اولاد پر، یا مال پر بددعا نہ کرے کیونکہ اگر اس کی بددعا قبولیت کے اوقات میں ہوئی تو وہ قبول ہو جائے گی، اور دعا کو ارادہ اور مشیئت پر معلق رکھنے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے بے نیازی جھلکتی ہے اور اس میں گریہ وزاری نہیں پائی جاتی ہے۔

فوائد:

- پست آواز میں دعا کرنا مستحب ہے۔
- جامع کلام سے دعا کرنا مستحب ہے یعنی کلمات مختصر ہوں جو زیادہ بھلائیوں کو شامل ہوں۔
- انسان کو اپنے مال واولاد پر بددعا کرنے سے بچنا چاہیے۔
- دعا میں عزیمت ہونا چاہیے اسے مشیئت پر معلق نہیں رکھنا چاہیے۔

☆☆☆

دعا کی قبولیت کے اوقات

عَنِ أبِی هُرَیرَةَ رَضِـیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ”أَقْرَبُ مَا یَکُونُ الْعُبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَکْثِرُوا الدُّعَاءَ“. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدے میں ہوتا ہے، پس سجدے میں زیادہ دعائیں کرو۔

وَعَنْ أنسٍ رَضِـیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ”لا یَرُدُّ الدُّعَاءِ بَینَ الأذَانِ وَالإقَامَةِ. (اخرجه أبوداؤد)۔

سنن أبوداؤد: کتاب الصلاة، باب فی الدعاء بین الأذان والإقامة، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابی داود: (٥٢١)۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

وَعَن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أو قَلَّ مَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِندَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ البَأسِ حِینَ یُلْحَمُ بَعضُهُم بَعْضًا. (اخرجه أبوداؤد).

سنن أبوداؤد: کتاب الجهاد، باب الدعاء عند اللقاء، وصححه الألبانی فی صحیح سنن أبی داود: (٢٥٤٠)۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو وقت کی دعائیں رد نہیں کی جاتی ہیں یا بہت کم رد کی جاتی ہیں۔ ایک اذان کے وقت اور دوسری جنگ کے وقت، جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھڑ جاتے ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرِ، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب التهجد، باب الدعاء فی الصلاة من آخر الليل، صحيح مسلم: کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نچلے آسمان پر ہر روز نازل ہوتا ہے جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے پس وہ کہتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے بخش دوں؟

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، بیشک رات میں ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اگر مسلم شخص کو وہ وقت مل جائے اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دعا کرے تو وہ دعا مستجاب ہوتی ہے اور یہ وقت ہر رات آتا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کے چند اوقات متعین فرمائے ہیں جن میں اکثر دعا

ئیں قبول ہونے کی امید کی جاتی ہیں۔مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ ان اوقات میں کثرت سے دعائیں کریں۔اوقات مستجاب یہ ہیں۔

(۱) سجدے کی حالت میں، کیونکہ مسلمان سجدے میں اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

(۲) اذان واقامت کے درمیان، کیونکہ مسلمان ان کے درمیان نماز کے انتظار میں ہوتا ہے۔

(۳) میدان جنگ میں دشمنوں سے لڑنے کے وقت، کیونکہ اس کے ذریعہ اللہ کے کلمات کو بلند کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۴) رات کے آخری حصہ میں، کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں ہر دن نچلے آسمان پر نازل ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی اوقات ومقامات ہیں جہاں پہ انسان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔اور قبولیت دعا کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) عین مطلوب چیز کا بروقت مل جانا۔

(۲) تاخیر سے دعا کا قبول ہونا۔جس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور پوشیدہ ہوتی ہے۔

(۳) بعض اوقات عین مطلوب تو نہیں دیا جاتا مگر اس کے بدلے کوئی شر دور کر دیا جاتا ہے یا کوئی فائدہ پہنچا دیا جاتا ہے۔

(۴) یا اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیا جاتا ہے جب کہ انسان از حد محتاج ہوگا۔(عون المعبود)۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوقات کو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اوقات مستجاب میں کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔

● سجدہ کی حالت میں دعا کرنا، اذان واقامت کے درمیان دعا کرنا، رات کے آخری حصہ میں دعا کرنا، میدان جنگ میں دشمنوں سے لڑتے وقت دعا کرنا، یہ سب دعا کی قبولیت کے اوقات ہیں۔

☆☆☆

دعا کی عدم قبولیت کے اسباب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لاَ يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ. (متفق عليه).

صحيح بخارى، كتاب الدعوات، باب يستجاب للعبد ما لم يعجل، وصحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء، باب بيان أنه يستجاب للداعى مالم يعجل۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا ناتا توڑنے کی دعا نہ کرے اور جلدی نہ کرے۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا عَلٰى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَالَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ. (أخرجه الترمذى).

سنن ترمذى: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب فى انتظار الفرج وغير ذلك، وقال هذا حديث حسن صحيح غريب، وقال الألبانى حسن صحيح فى التعليق الرغيب: (۲/۲۷۱-۲۷۲).

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے یا تو وہ چیز عطا کر دیتا ہے یا اسی کے مثل اس سے کسی مصیبت کو دور کر دیتا ہے جب تک کہ وہ کسی گناہ کے لئے دعا نہ کرے یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أيها النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى طَيِّبٌ لا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ

الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ ، يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ.(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الزكاة :باب قبول الصدقة من الكسب الطيب و تربيتها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول فرماتا ہے اور یقیناً اللہ عز وجل نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا حکم رسولوں کو دیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ نیز ارشاد ہے: اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ رزق کھاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، پراگندہ بال اور غبار سے اٹا ہوا ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے، کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام سے اس کی پرورش ہوئی ہے تو کیونکر اس کی دعا قبول ہوسکتی ہے۔

تشریح:

گناہ کا ارتکاب کرنا، رشتہ کو ختم کرنا، حرام مال سے تربیت اور پرورش اور نشو ونما ہونا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک کرنا دعا کی اہم عدم قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔ کبھی ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک گنہگار کی دعا قبول ہوتی ہے جبکہ وہیں پر ایک صالح اور نیک بندے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کی حکمت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن جب ایک نیک وصالح بندہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یا اللہ یا اللہ کہہ کر پکارتا ہے تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو کافی محبوب ہوتا ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو بخش دیتا ہے اور اس کے درجات کو بلند کرتا ہے اور دوسری بہت ساری نعمتوں سے نوازتا ہے اور قیامت کے لئے

اسے ذخیرہ کر دیتا ہے یا اس کے ذریعہ سے اس پر آنے والی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ جبکہ گنہگار شخص جیسے ہی دعا کرتا ہے اس کا مطلوب اسے مل جاتا ہے تاکہ وہ اللہ کے دربار سے پھر جائے اور دنیاوی عیش وعشرت میں مست ہو جائے پھر اسے ڈھیل دے دی جاتی ہے اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے اجر وثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ دعا کی عدم قبولیت پر مایوسی کا شکار نہ ہوں بلکہ ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں۔ اور اپنے بچوں کی پرورش حلال کمائی سے کریں، رشتہ کو جوڑیں، گناہوں سے باز رہیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔

فوائد:

- حرام کھانا اور حرام پہننا دعا کی عدم قبولیت کے اسباب میں سے ہے۔
- دعا کی قبولیت کے لئے جلد بازی کرنا دعا کی عدم قبولیت کے اسباب میں سے ہے کیونکہ اس میں ایک طرح سے اللہ کی رحمت سے نا امیدی کا اظہار ہے۔
- گناہ کا ارتکاب کرنا عدم قبولیت کے اسباب میں سے ہے۔
- رشتہ ختم کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

☆☆☆

پیٹھ پیچھے دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾۔(سورۂ حشر: آیت ۱۰)۔

ترجمہ: اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔

اور ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بتلاتے ہوئے کہا: ﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾۔(سورۂ ابراہیم: آیت ۴۱)۔

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔

اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے بارے میں کہا: ﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾۔(سورۂ نوح: آیت ۲۸)۔

ترجمہ: اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔

اور اللہ نے نبی محمد ﷺ سے کہا: ﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾ ۔(سورۂ محمد: آیت ۱۹)۔

ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور عورتوں کے

حق میں بھی۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الغَيْبِ إِلَّا قَالَ المَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب.

وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: دَعْوَةُ المرْءِ المُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الغَيْبِ مُسْتَجَابَة، عِنْدَ رَأْسِه مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ المَلَكُ المُوَكَّلُ بِه: آمِين، وَلَكَ بِمِثْلٍ.

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ تیرے لئے بھی اسی جیسا ہو۔

اسی جیسی ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کہتے تھے کہ مسلمان کی اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا قبول ہوتی ہے، اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے، وہ جب بھی اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے، آمین (یعنی اے اللہ! اس کی دعا قبول فرما) اور تیرے لئے بھی اس کے مثل ہو۔

تشریح:

ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرنا ایک بہترین سنت ہے یہی عمل انبیاء کرام اور صالحین عظام کا رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے افراد کی تعریف کی ہے اور فرمایا کہ جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرے لئے بھی اسی جیسا ہو۔ چونکہ یہ دعا خالص اللہ کے لئے ہوتی ہے اور اس میں مسلمانوں کی خیر خواہی اور بھلائی اور محبت ہوتی ہے۔

فوائد:

- مسلمانوں کے لئے ان کی عدم موجودگی میں دعا کرنے کی کافی فضیلت ہے۔
- پیٹھ پیچھے دعا کرنا انبیاء کی سنت ہے۔
- پیٹھ پیچھے دعا کرنے والوں کے لئے فرشتے آمین کہتے ہیں۔

☆☆☆

ماہِ ربیع الاول

ماہِ ربیع الاول

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں زمین بڑی زرخیز ہوتی تھی اس لئے اس مہینے کا نام ربیع الاول پڑ گیا اور ربیع کے معنی زرخیزی کے ہیں۔ اور اس مہینہ کو عہد جاہلیت میں ''خوان'' یعنی خیانت کرنے والا بھی کہا جاتا تھا۔

اہم واقعات: ● اسی ماہ میں آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا ● آپ ﷺ اپنے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور میں اسی ماہ میں داخل ہوئے ● مسجد قباء کی بنیاد اسی ماہ میں رکھی گئی ● آپ ﷺ کی وفات اسی ماہ ۱۱ھ میں ہوئی ● سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسلمین اسی ماہ میں چنا گیا ● غزوہ بواط ہجرت کے ایک سال اور ایک مہینہ بعد اسی ماہ میں پیش آیا ● غزوہ دومۃ الجندل اسی ماہ ۵ھ کو پیش آیا ● غزوہ لحیان بن ہذیل بن مدرکہ اسی ماہ ۶ھ میں پیش آیا ● غزوہ غطفان ہجرت کے دو سال اور ایک ماہ بعد اسی ماہ میں پیش آیا ● سقوط غرناطہ اور مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ اسی ماہ ۸۹۷ھ موافق ۱۴۹۲ء کو ہوا ● معرکہ حطین صلاح الدین ایوبی کی قیادت میں اسی ماہ ۵۸۳ھ میں پیش آیا ● امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی پیدائش اسی ماہ ۱۶۴ھ کو ہوئی اور ۲۴۱ھ میں وفات پائی ● سلطان محمد فاتح کی وفات اسی ماہ میں ۸۸۶ھ میں ہوئی۔

☆☆☆

لعنت پر تنبیہ

عَن ثَابِتِ بنِ ضَحَّاكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَعَنُ المُؤمِنِ كَقَتلِهِ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الأدب باب من کفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال، صحیح مسلم: کتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه وأن من قتل نفسه بشيء.....

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے اوپر لعنت کرنا اس کا قتل کرنا ہے۔

وَعَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لاَ يَنبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدواب وغيرها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی صدیق کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کثرت سے لعنت کرے۔

وَعَنْ أَبِي الدَّردَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفُعَاءَ وَلاَ شُهَدَاءَ يَومَ القِيَامَةِ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدواب وغيرها.

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ تو کسی کی شفاعت نہ کرسکیں گے نہ گواہ بن سکیں گے۔

وَعَن أَبِي الدَّردَاءِ رَضِيَ اللّٰهِ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إنَّ العَبدَ إذَا لَعَنَ شَيئًا صَعِدَتِ اللَّعنَةُ إلَى السَّمَاءِ فَتُغلَقُ أَبوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهبِطُ إلَى الأَرضِ فَتُغلَقُ أبوابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأخُذُ يَمِينًا وَشِمَالاً فَإذَا لَم

تَـجِـدُ مَسَـاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِى لُعِنَ فَإِنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلاً وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداؤد: كتاب الأدب، باب في اللعن، وحسنه الألباني في الصحيحة:(١٢٦٩)۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی جانب چڑھتی ہے تو اس پر آسمان کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس پر زمین کے بھی دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں اور بائیں جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی جگہ نہیں پاتی ہے تو جس پر لعنت کی گئی ہے اس پر جا کر واقع ہوجاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ چیز اس کی حقدار ہو ورنہ اس کے کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور پھٹکار کا نام لعنت ہے، کسی شخص کا کسی کے اوپر لعنت بھیجنا ایک خطرناک معاملہ ہے کیونکہ جس پر لعنت بھیجی گئی اگر وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت واپس بھیجنے والے پڑ جاتی ہے لیکن اکثر وبیشتر افراد لعنت کے بارے میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور اسے بہت ہی حقیر سمجھتے ہیں جب کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس سے روکا جانا چاہئے اور اس پر تنبیہہ کرنا چاہئے۔

فوائد:

- مسلمانوں کو لعن وطعن سے ڈرانا ضروری ہے۔
- ناحق لعن طعن، لعنت کرنے والے پر واپس آتا ہے۔
- لعن وطعن کرنا سچے اور نیک لوگوں کی صفات نہیں۔

☆☆☆

حسد کی قباحت

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لاَ تَبَاغَضُوْا وَلاَ تَحَاسَدُوْا وَلاَ تَدَابَرُوْا وَكُونُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيامٍ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب ما ینهی عن التحاسد والتدابر،صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم التحاسد والتباغض والتدابر.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ (ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو) اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (کسی مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑے رکھے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب إنفاق المال فی حقه، صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن وما یتعلق به، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه وفضل من تعلم حکمة من...

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس میں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو دولت دی ہو اور اسے اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے کی قدرت بھی دی ہو اور دوسرے اس میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو حکمت (کی دولت) سے نوازا ہوا اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ: لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هٰهُنَا. يُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ، ثَلَاثَ مِرَارٍ. بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ. (اخرجه مسلم)

تخریج: صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور قیمتیں نہ بڑھاؤ (بازار میں بولی لگا کر) ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے بے رخی نہ اختیار کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر ہی سمجھتا ہے۔ اپنے سینہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے۔ کسی آدمی کے لئے بس اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور آبرو حرام ہے۔

تشریح:

حسد کی دو قسمیں ہیں ایک حسد مذموم دوسرا حسد ممدوح۔ حسد مذموم کا مطلب یہ ہے کہ انسان دوسروں کی نعمتوں کو ناپسند کرے اور اس کے ختم ہونے کی آرزو کرے اور یہ سب سے بری عادت ہے اس سے آپ ﷺ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کیونکہ یہ لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد اور آپس میں بغض وکینہ اور نقصان کا سبب ہوتا ہے۔ آج کے

دور میں یہ مرض اتنا عام ہو گیا ہے کہ دوسروں کو چھوڑیئے ایک بھائی اپنے بھائی کو کھاتا پیتا دیکھنا پسند نہیں کرتا ہے اور ہمیشہ یہی سوچتا رہتا ہے کہ یہ کہاں سے کماتا اور کیسے لاتا ہے اگر اس کی نعمتیں زائل ہو جائیں اور پریشان حال ہو جائے تو بہتر ہے۔

حسد ممدوح کا مفہوم یہ ہے کہ انسان یہ آرزو اور تمنا کرے کہ دوسروں سے دینی امور اور عبادت میں سبقت کر جائے اور یہ سب سے اچھی عادت ہے اس طرح کے رشک کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ابھارا ہے اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینے کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کے بارے میں حسد کرنے سے بچائے۔

فوائد:

- مسلمانوں کے درمیان حسد کرنا ممنوع ہے۔
- بھلائی کے کاموں میں رشک کرنا حسد نہیں ہے۔
- دوسروں کی نعمتوں کو ناپسند کرنے اور اس کے زائل ہونے کی آرزو کرنے کا نام حسد ہے۔

☆☆☆

تکبر وغرور کی حرمت

ارشاد ربانی ہے:﴿قِيْلَ ادْخُلُوْا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾(سورۂ زمر: آیت ۷۲)۔

ترجمہ: کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں ہمیشہ رہیں گے، پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ. (اخرجہ مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الإیمان،باب تحریم الکبر وبیانہ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، کبر کا مطلب حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب الأدب،باب الکبر،صحیح مسلم: کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا وأھلھا، باب النار یدخلھا الجبارون والجنۃ یدخلھا الضعفاء۔

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں خبر نہ کروں؟ ہر سرکش، غرور سے چلنے والا اور گھمنڈ کرنے والا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَنظُرُ اللّٰهُ يَومَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَن جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا. (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْعِزُّ إِزَارِيْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ، فَمَنْ يُنَازِعُنِيْ فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَذَّبْتُهُ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الکبر۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عزت میری ازار ہے اور کبریائی میری چادر۔ پس جو شخص ان میں سے کسی ایک کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرے گا میں اسے عذاب میں گرفتار کروں گا۔

تشریح:

تکبر صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ انسانوں میں اس صفت کا پایا جانا مذموم ہے اور جہنمیوں کے صفات اور گناہ کبیرہ میں سے بھی ہے اللہ تعالیٰ نے ایسی صفت کے حامل انسان کے لئے قیامت کے دن سخت عذاب کی وعید سنائی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اور جو شخص اپنے کپڑے اور جوتے وغیرہ کو صاف وستھرا رکھنا پسند کرتا ہے وہ

تکبر میں نہیں داخل ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچائے۔

فوائد:

- تکبر حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ جہنمیوں کے صفات میں سے ہے۔
- خوبصورتی سے آراستہ ہونا اور صفائی وستھرائی اپنانا تکبر میں داخل نہیں ہے۔
- حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا کبر میں شامل ہے

☆☆☆

حیض کے احکام کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۲۲)۔

ترجمہ: آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہوجائیں، تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّومِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب میں ایام حیض میں ہوتی تو آپ ﷺ روزے کے قضاء کرنے کا حکم دیتے تھے اور نماز کے قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي (اخرجه البخاري) وفي رواية البخاري: ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ. (اخرجه البخاري)

صحيح بخاري: كتاب الحيض، باب إقبال المحيض وإدباره، وصحيح مسلم: كتاب الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا استحاضہ

کی دائمی مریضہ تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بیماری ہے حیض کا خون نہیں پس جن ایام میں حیض کا خون آئے تو ان ایام میں نماز چھوڑ دو اور جب حیض کا خون بند ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی بیٹیوں پر حیض مقدر کر دیا ہے حیض وہ فاسد خون ہے جو عورتوں کے رحم سے نکلتا ہے۔ عورتوں سے ان ایام میں نماز ساقط ہو جاتی ہے اور روزہ بھی لیکن روزہ کی قضا دوسرے ایام میں ان پر واجب ہے۔ نیز ایسے ایام میں عورتوں سے ہمبستری کرنے سے بھی اسلام نے منع کیا ہے۔ البتہ استحاضہ یعنی وہ خون جو عورتوں کے رحم سے بغیر انقطاع کے یا کچھ وقفے کے بعد آتا رہتا ہے وہ حیض کا خون نہیں ہوتا اس میں ہر نماز کے وقت خون کی جگہ کو دھونا ہے اور وضو کر کے نماز ادا کرنا اور روزہ بھی رکھنا ہے۔ استحاضہ کی حالت میں ہمبستری کرنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- حائضہ کے لئے نماز معاف ہے جب تک کہ وہ پاک نہیں ہو جاتی۔
- حائضہ کے لئے روزہ رکھنا منع ہے لیکن دوسرے ایام میں اس کی قضا واجب ہے۔
- حیض کے اختتام پر غسل کرنا واجب ہے۔
- مستحاضہ ہر نماز کے وقت خون کی جگہ کو دھو کر وضو کرے گی اور نماز پڑھے گی۔

☆☆☆

حالتِ حیض میں ہم آغوش ہونا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.(اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الحیض، باب مباشرة الحائض.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی اور آپ اس سے ہم آغوش ہونے کا ارادہ کرتے تو رسول اللہ ﷺ اس کو حکم دیتے کہ اپنے حیض کے غلبہ کے وقت ازار پہن لے پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔(اس حال میں کہ جسم سے جسم لگا ہوا ہوتا)۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي قَالَ: أَنَفِسْتِ ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ .(اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الحیض، باب من سمی النفاس حیضا والحیض نفاسا.

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک مجھے حیض آگیا میں آہستہ سے سرک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لئے تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں نفاس آگیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں اسی چادر میں آپ کے ساتھ لیٹ گئی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَتَى كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ ثُمَّ اتفق أَوْ أَتَى اِمْرَأَةً حَائِضًا أَوْ أَتَى اِمْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ

مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ. (اخرجه ابوداود).

سنن أبوداؤد: كتاب الطب، باب في الكاهن، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود:(٣٩٠٤)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا جو غیب کی خبریں دیتا ہو اور پھر اس کی تصدیق کی، یا اپنی بیوی کے پاس اس کے ایام حیض میں گیا، یا اس کی سرین میں مباشرت کی تو وہ محمد ﷺ پر نازل کردہ دین سے بری ہو گیا۔

تشریح:

اہل ایمان پر حیض کے احکام ومسائل کی معرفت بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بہت سارے لوگ حیض کے ایام میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرتے ہیں اگر بیوی منع کرتی ہے تب بھی نہیں مانتے ہیں جبکہ ایسے ایام میں شریعت نے صحبت کو حرام قرار دیا ہے۔البتہ ایسے ایام میں بیوی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور کھیلنا سب مباح ہے اور بیوی سے ہم آغوش ہونا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ لنگوٹی باندھے ہوئے ہو۔ نیز عورتوں سے غیر فطری طریقے سے صحبت کرنا یعنی لواطت کرنا حرام ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ان احکام کی معرفت مردوں کے لئے بے حد ضروری ہے تاکہ وہ گناہ میں مبتلا نہ ہو سکیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- حالتِ حیض میں جماع کرنا حرام ہے۔
- بیوی سے ہم آغوش ہونا جائز ہے بشرطیکہ وہ لنگوٹی باندھے ہوئے ہو۔
- حائضہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور سونا سب جائز ہے۔
- عورت سے لواطت کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔

☆☆☆

خون کے بعض احکام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَماً مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ (سورۂ انعام: آیت ۱۴۵)۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدانا تَحِيضُ فِي الثَّوبِ كَيفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَ تَنْضَحُهُ وَ تُصَلِّي فِيهِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب غسل الدم، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب نجاسة الدم و کیفیة غسله.

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور پوچھا کہ ہم میں سے کسی کو حیض آ جائے اور کپڑے میں لگ جائے تو کیا کرے، تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے اسے کھرچ ڈالو اور پانی سے مل کر دھولو اور اس پر پانی بہاؤ پھر اس میں نماز پڑھو۔

وَعَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ، فَالْجَرَادُ والْحُوتُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ. (اخرجه احمد)

مسند أحمد، كتاب مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب رضى الله عنه، وصححه الألباني في صحيح الجامع: (۲۱۰).

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دومری ہوئی چیزیں اور دوخون ہمارے لئے حلال کئے گئے ہیں۔ دومری ہوئی چیزیں (جنہیں ذبح نہ کیا گیا ہو) ٹڈی اور مچھلی ہیں۔ باقی رہے دوخون تو اس سے مراد جگر اور تلی ہے۔

تشریح:

اسلامی شریعت نے خون کے بہت سارے اقسام ذکر کئے ہیں ان میں سے کچھ تو پاک ہیں جیسے مچھلی کا خون یا ذبح کے بعد گوشت میں باقی رہنے والا خون، اور کچھ نجس ہیں جیسے جانور ذبح کرتے وقت نکلنے والا خون۔ اسے نہ تو استعمال کیا جا سکتا اور نہ ہی کھایا جا سکتا ہے اور ایسے ہی حیض کے خون کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کو ان کے احکام کی جانکاری ہونی چاہئے تا کہ نجس اور غیر نجس دونوں میں فرق کر سکیں۔

فوائد:

- وہ خون جو جانور کو ذبح کرتے وقت نکلے وہ نجس ہے البتہ گوشت میں باقی رہنے والا خون پاک ہے۔
- دمِ حیض نجس ہے۔
- مچھلی کا خون پاک ہے۔

☆☆☆

جنبی کے احکام

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَتَى أَحَدُكُم أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيَتَوَضَّأْ. (أخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج إذا...

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کے پاس جائے (یعنی تعلق زن وشو قائم ہو جائے) پھر دوبارہ لطف اندوز ہونے کا ارادہ ہو تو درمیان میں وضو کر لے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ. (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب الغسل، بابكينونة الجنب في البيت، صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج إذا...

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' جب تم میں کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو وضو کر لے اور سو جائے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَالَمْ يَكُنْ جُنُبًا. (أخرجه الترمذي).

تخريج: سنن ترمذی: أبواب الطهارة عن رسول الله، باب ماجاء في الرجل يقرأالقرآن على كل حال مالم يكن جنبا، وقال حديث حسن صحيح. وصححه الألباني في تمام المنة (٥٥)۔

علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حالت جنابت کے علاوہ ہر

حالت میں ہمیں قرآن مجید پڑھا دیا کرتے تھے۔

تشریح:

دین اسلام ادب واحترام کا دین ہے اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبہ ہائے زندگی کی تمام زاویے پر روشنی ڈالی ہے اور ازدواجی زندگی کے مسائل کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کے پاس دوبارہ جماع کے لئے آنا چاہے تو اسے نظافت وطہارت اور چستی کے لئے وضو کر لینا چاہیے، اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنبی آدمی بغیر وضو کئے ہوئے نہ سوئے اور بغیر غسل کئے ہوئے قرآن مجید کو بھی نہ پڑھے کیونکہ وہ حدث اکبر کا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جو شخص اپنی بیوی کے پاس دوبارہ ہمبستری کے لئے آنا چاہے تو اس کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ وضو سے انسان کے اندر نشاط اور چستی پیدا ہوتی ہے۔
- جنبی شخص کے لئے سونے سے قبل وضو کرنا مستحب ہے۔
- جنبی شخص کے لئے قرآن کا پڑھنا حرام ہے۔

☆☆☆

واجبات غسل

اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿وَإِن كُنتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ٦)۔

ترجمہ: اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّهُ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۲۲)۔

ترجمہ: آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہوجائیں، تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. (متفق علیه)

وَزَادَ مُسْلِمٌ: وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ .وَفِي رِوَايَةٍ :وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ.

صحیح بخاری: کتاب الغسل، باب اذا التقی الختانان، و صحیح مسلم: کتاب الحیض، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر اپنی پوری کوشش کرلے (یعنی مباشرت کرلے) تو اس پر غسل واجب ہوگیا۔ صحیح مسلم میں یہ زیادتی ہے خواہ انزال نہ ہوا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب ایک ختنہ دوسرے ختنہ سے مل جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلاَةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمِ وَصَلِّيْ . (اخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الحيض،باب إذا رأت المستحاضة الطهر.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دو۔ پھر حیض کے دن گذر جائیں تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔

وَعَنْ عَلِي بنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلاً أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابنتهِ فَسَأَلَ فَقَالَ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ .(متفق عليه)

صحيح بخاري: كتاب الغسل، باب غسل المذي والوضوء منه، صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب المذي.

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کثرت سے مذی کے خارج ہونے کا مریض تھا، اور میں نبی کریم ﷺ کا داماد تھا اس لئے میں نے ایک آدمی سے کہا کہ وہ نبی ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کرے چنانچہ اس نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی حالت میں وضو کرو اور اپنے عضو تناسل کو دھل لو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے بعض اعمال کے ظہور پر امت اسلامیہ پر غسل کو واجب قرار دیا ہے جیسے جماع خواہ منی کا خروج ہوا ہو یا نہ ہو، اسی طرح احتلام کی صورت میں بھی غسل واجب ہے۔ اور حیض ونفاس کے بعد بھی غسل کرنا ضروری ہے کیونکہ اس سے پاکی حاصل ہوتی ہے اور اس کی حکمت اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے نیز جمعہ کے دن اور اسلام میں داخل ہونے کے وقت بھی غسل کرنا واجب ہے۔

فوائد:

- انزال منی سے غسل واجب ہے خواہ وہ جماع کی وجہ سے ہو یا احتلام کی وجہ سے۔
- میاں بیوی کے ختنوں کے آپس میں ملنے سے غسل واجب ہے اگرچہ خروج منی نہ ہوا ہو۔
- مذی کے نکلنے سے غسل واجب نہیں بلکہ عضو تناسل کا دھونا کافی ہے۔
- حیض ونفاس کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔

☆☆☆

غسل کا طریقہ اور اس کی سنتیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَإِن كُنتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا﴾(سورۂ مائدہ: آیت:٦)۔

ترجمہ: اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمّ يَأْخُذُ المَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ، حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمّ غَسَلَ رِجْلَيهِ .(متفق عليه)

صحيح بخاري: كتاب الغسل ، باب الوضوء قبل الغسل، و صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو اس طرح آغاز کرتے، پہلے ہاتھ دھوتے پھر سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنا عضو مخصوص دھوتے۔ پھر وضو کرتے، پھر اپنی انگلیوں کے ذریعہ پانی سر کے بالوں کی تہہ (جڑوں) میں داخل کرتے۔ پھر تین چلو پانی یکے بعد دیگرے سر پر ڈالتے۔ پھر (سب سے آخر میں) باقی پورے جسم پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔

تشریح:

اسلام نے امت کے لئے غسل کے طریقے کو بیان کردیا ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غسل کرنے والا سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوئے پھر بائیں ہاتھ سے شرمگاہ کی صفائی کرے، پھر نماز کے جیسا وضو کرے، پھر انگلیوں کے ذریعہ پانی

بالوں کی جڑوں تک لے جائے پھر تین چلو سر پر پانی ڈالے، اس کے بعد پورے جسم پر پانی بہائے اس طریقہ سے غسل مکمل ہو جائے گا لیکن اگر غسل خانہ کی فرش کچی ہے تو ایسی صورت میں اپنے قدموں کو آخر میں دھوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسنون طریقہ پر غسل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جنبی کے لئے غسل واجب ہے اس کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بشرطیکہ وضو کے ذریعہ غسل کی ابتداء ہوئی ہو۔
- غسل میں واجب یہ ہے کہ پورے جسم پر پانی بہایا جائے اس میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا شامل ہے۔
- وضو کے ذریعہ غسل کی ابتدا کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

برتن کے بعض احکام

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الحیض، باب طهارة جلود المیته بالدباغ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کچے چمڑے کو چرم سازی کر دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يَقُولُ: أَتَيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه إنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ، فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلاَ تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الذبائح والصید، باب ماجاء فی التصید، صحیح مسلم: کتاب الصید والذبائح وما یؤکل من ......باب الصید بالکلاب المعلمة۔

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں کیا ہم ان کے استعمال کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں ان کے علاوہ برتن مل جائیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ، اور اگر ان کے ماسوا برتن میسر نہ ہو سکیں تو پھر ان کو دھو کر ان میں کھا سکتے ہو۔

تشریح:

جن میں کھانے پینے کی چیزیں رکھی جاتی ہیں اسے برتن کہتے ہیں، پہلے زمانے

میں لوگ حیوانوں کے دباغت شدہ چمڑوں کے برتنوں کا زیادہ استعمال کرتے تھے۔ وہ چیز آج بھی بعض ملکوں اور علاقوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آسانی کی خاطر دباغت کے بعد حیوانوں کے چمڑوں کے استعمال کی اجازت دی ہے کیونکہ وہ دباغت کے بعد پاک ہو جاتے ہیں نیز اہل کتاب کے برتنوں کو بھی ضرورت کے وقت استعمال کرنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ ان کے برتن پاک ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- کھائے جانے والے جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔
- اہل کتاب کے برتنوں کو بوقت ضرورت استعمال کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔

☆☆☆

جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا

ارشاد ربانی ہے: ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْناً﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (متفق علیہ)

صحيح بخاري: كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے دین میں ایسی بات پیدا کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ قابل قبول نہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَرَدٌّ. (رواہ مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر آدمی ایسا عمل کرتا ہے جس کی قرآن وسنت میں کوئی دلیل نہیں ملتی، تو وہ قابل قبول نہیں"۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ ...... وَيَقُولُ أَمَّابَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ.

(اخرجہ مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔اما بعد: سب سے بہترین بات اللہ تعالی کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے،سب سے بدترین امر وہ ہے جسے (دین میں) ایجاد کرلیا گیا ہو،ایسی ہرنئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح:

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس کے احکام وعقائد بہت ہی روشن ہیں اس میں کسی طرح کی ترمیم وتنسیخ اور حذف واضافہ کی گنجائش نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں تم جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ان دونوں میں سے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت ہے(مؤطا امام مالک،مستدرک حاکم)۔

عصر حاضر میں ایک بہت بڑی بدعت رونما ہوئی ہے جسے جشن میلاد النبی یا عید میلاد النبی سے موسوم کیا جاتا ہے۔آج پورے عالم اسلام میں مسلمانوں کی ایک معتد بہ تعداد حب رسول کا حوالہ دے کر اسے بہت ہی زور شور سے مناتی اور اسے تیسری عید کا نام دیتی ہے حتی کہ گورنمنٹ بھی عوام کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے سرکاری طور پر چھٹی کا نہ صرف اعلان کرتی ہے بلکہ بعض صوبوں میں سرکاری خزانہ سے سیرت رسول ﷺ پر کانفرس کا انعقاد بھی کراتی ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ یہ تیسری عید آئی کہاں سے؟ اور کب آئی؟ اس کا وجود کب ہوا؟ اس کا موجد کون ہے؟ کیونکہ اسلام میں تو صرف دو ہی عید کا ثبوت ملتا ہے ایک عید الفطر اور دوسری عید الاضحیٰ۔

نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت کے تعلق سے تمام مؤرخین کا شدید اختلاف ہے البتہ دن کے بارے میں تمام مؤرخین اور سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت

باسعادت سوموار کو ہوئی جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوموار کے دن میری پیدائش ہوئی اور اسی دن مجھے نبوت سے سرفراز کیا گیا۔(صحیح مسلم)۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تاریخ ولادت کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی ولادت عام الفیل، ماہ ربیع الاول بروز سوموار کو ہوئی لیکن اس ماہ کے کس تاریخ کو ہوئی اس میں سیرت نگاروں کے درمیان مختلف اقوال ہیں کسی نے دو، کسی نے آٹھ، کسی نے دس، کسی نے بارہ، کسی نے سترہ، کسی نے اٹھارہ، کسی نے بائیس ربیع الاول کہا ہے لیکن ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان میں سے آٹھ تاریخ کو راجح قرار دیا ہے۔(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: البدایۃ والنہایۃ: ۲/ ۲۵۹۔۲۹۲)۔

اسی طرح علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کے نزدیک آپ ﷺ کی پیدائش ۹/ربیع الاول ۱ھ، عام الفیل بروز سوموار ہے۔(الرحیق المختوم: ۱۰۱)۔اسی کی تائید شبلی نعمانی، قاضی سلیمان منصوری پوری، اکبر شاہ نجیب آبادی نے بھی کی ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش ۹/ربیع الاول بروز سوموار ہے۔(دیکھئے: سیرت النبی از شبلی نعمانی: ۱/ ۱۷۱، تاریخ اسلام از اکبر شاہ: ۱/ ۸۷، رحمۃ للعالمین از سلیمان منصور پوری: ۲/ ۳۹۱)۔

البتہ آپ ﷺ کی تاریخ وفات کے تعلق سے تمام مؤرخین اور سیرت نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کی تاریخ وفات ۱۲/ربیع الاول ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ۱۲/ربیع الاول کو تاریخ وفات بتائی۔(البدایۃ والنہایۃ: ۵/ ۲۵۵) ابن سعد اپنی کتاب طبقات ابن سعد ۲/ ۲۷۲ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تاریخ وفات ۱۲/ربیع الاول ہے۔امام نووی، حافظ ابن حجر، ابن جریر طبری، ابن اثیر اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ کے نزدیک بھی آپ ﷺ کی تاریخ وفات ۱۲/ربیع الاول ہے۔اسی طرح برصغیر کے معروف مؤرخین اور سیرت نگار جیسے

علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری ،شبلی نعمانی، قاضی سلیمان منصور پوری بھی آپ ﷺ کی تاریخ وفات ۱۲؍ربیع الاول کے قائل ہیں۔

ان حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ آپ ﷺ کی ولادت ۱۲؍ربیع الاول نہیں بلکہ یہ تاریخ وفات ہے۔اب اس دن کا نام عید میلاد رکھنا کہاں تک صحیح ہے اس کا فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں۔

عید میلاد کے تعلق سے ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ اس کے موجد چوتھی صدی ہجری کے غالی شیعہ رافضی ہیں اور یہ کافر وفاسق، فاجر وملحد، زندیق و بے دین، اسلام کے منکر اور مجوسیت وثنویت کے معتقد تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا زنا کو جائز، شراب اور خوں ریزی کو حلال قرار دیا، یہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو گالیاں دیتے اور سلف صالحین پر لعن وطعن کرتے تھے نیز یہ بہت ہی مالدار، عیاش اور جابر وسرکش تھے ان کے ظاہر وباطن نجاست سے بالکل پر تھے ان کے دور حکومت میں بدعات ومنکرات کو کافی تقویت ملی (البدایۃ والنھایۃ :۱۱/۲۵۵۔۲۷۱)۔

جبکہ علامہ تقی الدین مقریزی میلاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ فاطمی حکمران ہمیشہ میلاد جشن مناتے رہتے کبھی جشن میلاد النبی ہے تو کبھی جشن عاشوراء ہے،تو کبھی جشن حسن وحسین ہے تو کبھی میلاد فاطمہ ہے اسی طرح ان کا سال بھر جشن چلتا اور میلاد کی محفلیں لگی رہتی تھیں۔ (المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار:۱/۳۹۰)۔

پھر اس میلاد کا سلسلہ رافضیوں سے نکل کر سنیوں تک پہنچا لیکن سنیوں نے یہ کیا کہ تمام میلاد یعنی حسن وحسین وفاطمہ وحکمرانوں کے میلاد کو چھوڑ کر صرف میلاد النبی کو اختیار کیا پھر یہ بدعت شاہ اربل نے بڑے ہی دھوم دھام سے سرکاری طور پر منانا شروع کر دیا۔

شاہ اربل کے تعلق سے امام سیوطی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ سب سے پہلے اسی نے اربل میں

عید میلاد کی رسم نکالی وہ اربل کا حاکم الملک المظفر ابوسعید کوکبوری تھا۔ (الحاوی للفتاوی:۱/۱۸۹)۔

ابن خلکان نے بہت ہی تفصیل کے ساتھ شاہ اربل کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے ہاں محرم کے شروع ہوتے ہی بغداد، موصل، جزیرہ، سنجار اور عجم کے شہروں سے فقہاء، صوفیا، شعراء اور قراء حضرات اربل آنا شروع ہو جاتے۔ ان کے اعزاز میں شاہ اربل چار چار پانچ پانچ منزلہ لکڑی کے قبے تیار کرواتا، ان میں سب سے بڑا قبہ اس کا ہوتا اور باقی دوسرے حکمرانوں کا۔ ان قبوں کی سجاوٹ ماہ صفر میں کمپلیٹ ہو جاتی اور ہر طرح کے رقص وسرود کی چیزیں مہیا کر دی جاتیں اور لوگ اپنے کاروبار بند کر کے یہاں لطف اندوز ہونے کے لئے آتے جبکہ بادشاہ کا معمول تھا کہ روزانہ وہ وہاں جاتا اور کسی ایک قبے میں شامل ہو کر وہاں رقص وسرود کی محفلوں سے لطف اندوز ہوتا اور پھر رات گذارنے کے بعد وہیں سے شکار کے لئے نکل جاتا اور دوپہر کو گھر واپس لوٹتا یہی سلسلہ ۱۲؍ربیع الاول تک رہتا۔ واضح ہو کہ اس کے زمانے میں بھی دو تاریخوں میں یعنی آٹھ اور بارہ ربیع الاول کو عید میلاد منائی جاتی کیونکہ اس وقت تک بھی تاریخ میلاد کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ عید میلاد سے دو دن قبل وہ بہت سارے اونٹ، گائے اور بکری اور طبلے اور سارنگیوں کے ساتھ عید میلاد کے لئے نکلتا اور پھر انہیں جانوروں کو ذبح کر کے میلاد میں شریک ہونے والوں کی ضیافت کرتا تھا۔ (وفیات الأعیان لابن خلکان ۳/ ۱۱۷)۔

پھر دھیرے دھیرے یہ بدعت رواج پکڑتی چلی گئی یہاں تک کہ عمر بن حسن جو ابن دحیہ سے مشہور ہے اس کا زمانہ آیا تو اس نے موقع کا بہت فائدہ اٹھایا اور اس میلاد کے جواز اور فضائل کے تعلق سے ایک مکمل کتاب لکھ دی جس میں قرآن وسنت کے نصوص کو کاٹ چھانٹ کر اور سیاق سباق سے ہٹا کر پیش کیا جاتا تا کہ بادشاہوں سے داد ودہش اور انعام

حاصل کر سکے۔ابن دحیہ کے تعلق سے امام ذہبی نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے جبکہ ابن حجر کا قول ہے کہ وہ ظاہری مذہب کا حامل تھا ائمہ کرام اور سلف کے بارے میں گستاخ تھا اور دینی امور میں کم علم اور بے عمل تھا۔(میزان الاعتدال:۳/۱۸۹،لسان المیزان:۳/۲۹۶)۔

ان سارے دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ عید میلاد سراسر بدعت ہے۔لیکن اس کے باوجود بھی لوگ اسے جائز قرار دینے کے لئے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی تاویلات کرتے ہیں اور اسے توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (سورۂ یونس: آیت: ۵۷۔۵۸)۔

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کررہے ہیں۔

اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ نصیحت، شفا، ہدایت اور رحمت وغیرہ صرف حضور کی آمد ہی پر منحصر ہے اور سب سے بڑی نعمت حضور کی ذات گرامی ٹھہری اسی لئے فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا میں خوشی منانے کا حکم ہے۔لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے پورے ۲۳ سال کی زندگی میں کبھی اس کام کو نہیں کیا اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نے اس آیت سے میلاد کو جوڑا اور نہ محدثین ومفسرین وائمہ اربعہ نے اس آیت سے عید میلاد کا مفہوم نکالا۔یہ کیسے لوگ ہیں کہ انہیں صدیوں بعد یہ ہوش آیا کہ

اس آیت سے مراد عید میلاد النبی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس آیت میں عید میلاد کا کوئی تذکرہ بھی نہیں ہے بلکہ یہ آیت اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ تم نزول قرآن پر خوش ہو جاؤ جو تمہارے لئے سرچشمۂ ہدایت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ عید میلاد النبی کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ سلف صالحین نے محفل میلاد کا انعقاد نہیں کیا اور نہ ہی اس کے انعقاد میں کوئی رکاوٹ تھی اگر یہ محض خیر و بھلائی ہی کا کام ہوتا یا اس میں خیر کا پہلو زیادہ ہوتا تو سلف صالحین اسے حاصل کرنے کے لئے ہم سے زیادہ حقدار تھے وہ ہماری نسبت اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ محبت کرتے تھے اور ان کی تعظیم وتکریم میں ہم سے زیادہ سبقت کرنے والے تھے آپ کی اطاعت وفرمانبرداری ہی آپ سے محبت کی علامت ہے (اقتضاء الصراط المستقیم: ۲۹۵)۔

اسی طرح تاج الدین فاکہانی نے لوگوں کے عید میلاد النبی کے استفسار پر فرمایا کہ کتاب وسنت سے اس میلاد کی کوئی دلیل مجھے نہیں ملی اور نہ ہی علماء امت کے ہاں بھی کوئی دلیل اس بارے میں موجود ہے کہ انہوں نے عید میلاد منائی ہے بلکہ حقیقت میں یہ بدعت اور من گھڑت چیز ہے جسے خواہش نفس کے پجاریوں اور پیٹ پرستوں نے گھڑ لیا ہے۔ (الحاوی للفتاوی: ۱/۱۹۰)۔

جبکہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے سوال کیا گیا کہ کیا ربیع الاول کے ماہ میں نبی کریم ﷺ کی روح کو کھانا کھلانے سے ثواب پہنچتا ہے تو اس کے جواب میں فرمایا کہ اس کام کے لئے وقت، دن اور مہینہ کی تعیین کرنا بدعت ہے اور سنت کے مخالف اور حرام ہے۔ (فتاوی عزیزہ: ۹۳)۔

یہ عید میلاد النبی کی مختصر سی تاریخ ہے جس سے واضح ہو گیا کہ کسی بھی صورت میں یہ چیز جائز نہیں ہے بلکہ بدعت ہے کیونکہ اسے رسول اکرم ﷺ نے کبھی نہیں منایا اور نہ ہی

اس کا حکم دیا جب کہ آپ ﷺ دین کے مبلغ اور رب کی شریعت کے شارع تھے۔ یہ کام خلفاء راشدین، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا اور نہ ہی تابعین عظام اور ائمہ کرام نے کیا بلکہ اس کام کو لوگوں نے صدیوں بعد ایجاد کیا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو اپنے اوپر لازم پکڑیں اور شرک و بدعات اور باطل عقائد ونظریات سے اجتناب کریں کیونکہ اسی میں سعادتِ دارین کا راز مضمر ہے۔

فوائد:

- جشن عید میلاد النبی منانا اور اس کا اہتمام کرنا بدعت ہے۔
- بدعت انسان کو جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔
- جشن عید میلاد النبی اسلام کے خلاف ہے۔

☆☆☆

قضاءِ حاجت کے آداب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِیلَ لَهُ: قَدْ عَلَّمَكُم نَبِیُّكُم كُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی الْخِرَاءَةَ؟ قَالَ: فَقَالَ: أَجَلُ، لَقَد نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَولٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِیَ بالْیَمِیْنِ، أَوْأَنْ نَسْتَنْجِیَ بِأَقَلِّ مِنْ ثَلاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِیَ بِرَجِیعٍ أَوْ عَظْمٍ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب الاستطابة.

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ یقیناً تمہارے نبی ﷺ نے تم کو ہر چیز سکھائی ہے یہاں تک پیشاب و پاخانہ کے طورطریقے بھی، تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ہمیں قبلہ کی طرف منہ کرکے پیشاب و پاخانہ کرنے اور داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع کیا ہے نیز تین ڈھیلے سے کم میں استنجاء کرنے سے، اور گوبر، لید یا ہڈی سے استنجاء کرنے سے بھی روکا ہے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْیُوتِرْ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب الإیتار فی الاستنثار والاستجمار.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے استنجاء کرے تو طاق ڈھیلے یا پتھر استعمال کرے۔

وَعَنْ أَبِی قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: إِذَا بَالَ أَحَدُكُم فَلاَ یَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِیَمِینِهِ، وَلاَ یَسْتَنْجِ بِیَمِینِهِ، وَلاَ یَتَنَفَّسُ فِی الإِنَاءِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب لا یمسك ذکره بیمینه إذا بال، وصحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب النهی عن الاستنجاء بالیمین۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے بیٹھے تو اپنے ذکر (عضو مخصوص) کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔اور داہنے ہاتھ سے استنجاء نہ کرے،اور پینے والے برتن میں سانس نہ لے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن مَسْعُودٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلاَ بِالعَظْمِ فَإنَّهُ زَادُ إخْوَانِكُم مِنَ الجِنِّ . (اخرجه الترمذى وابوداؤد)

سنن ترمذی: أبواب الطهارة عن رسول الله، باب ماجاء في كراهية ما يستنجى به،سنن أبوداود: كتاب الطهارة، باب ماينهى عنه أن يستنجى به، وصححه الألبانى فى الإرواء: (٤٦)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے جن بھائیوں کا توشہ ہے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قضاء حاجت کے آداب سکھلائے ہیں اور فرمایا کہ آدمی قضاء حاجت کے وقت اپنے عضو تناسل کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ ہی آب دست لے،اور استنجا کے لئے تین ڈھیلے سے کم استعمال نہ کرے۔تین سے زائد پانچ یا سات طاق ڈھیلے کا استعمال کرنا مستحب ہے اگر ٹشو پیپر وغیرہ سے استنجاء کر لے تو بھی کوئی حرج نہیں البتہ گوبر اور پلید چیزوں سے استنجاء کرنا جائز نہیں اسی طرح ہڈی سے بھی استنجاء کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ جنوں کا طعام ہے اس لئے اس سے استنجاء کرنے سے منع کیا گیا ہے۔لیکن ڈھیلے کے ساتھ ساتھ اگر پانی کا استعمال کیا جائے تو زیادہ افضل ہے۔

فوائد:

- شرمگاہ کو داہنے ہاتھ سے چھونا یا استنجا لینا منع ہے۔

- ڈھیلے سے استنجاء لینے کے لئے کم از کم تین بار شرط ہے۔
- استنجاء کے لئے وتر یعنی تین، یا پانچ یا سات پتھروں کا استعمال کرنا مستحب ہے۔
- ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا حرام ہے کیونکہ وہ جنوں اور چوپایوں کا کھانا ہے۔

☆☆☆

بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ . (متفق عليه)

صحيح بخارى: كتاب الدعوات، باب الدعاء عندالخلاء، صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب مايقول إذا أراد دخول الخلاء.

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں، خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: غُفْرَانَكَ . (أخرجه أبوداود والترمذى)

سنن ابو داود: كتاب الطهارة، باب مايقول الرجل اذا خرج من الخلاء، سنن ترمذى: أبواب الطهارة، باب مايقول اذا خرج من الخلاء هذا حديث غريب حسن، وصححه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه: (۳۰۰).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب قضاء حاجت سے فارغ ہوکر بیت الخلاء سے باہر آتے تو "غُفْرَانَكَ" پڑھتے (اے اللہ تیری بخشش اور پردہ پوشی مطلوب ہے)۔

تشریح:

اسلام ایک ایسا عظیم دین ہے جو مسلمانوں کے تمام معاملات کو منظم کرتا ہے خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اور ہر ایک کے لئے کچھ آداب متعین کئے ہیں جو مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت میں نفع کا باعث بنتے ہیں انہیں امور میں سے قضاء حاجت بھی ہے۔ نبی

کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ جب ہم بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کریں تو سب سے پہلے بایاں قدم رکھیں اور داخل ہونے سے قبل یہ دعا پڑھیں ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَعُوذُبِکَ مِنَ الخُبُثِ وَالخَبَائِثِ'' کیونکہ بیت الخلاء شیطانوں اور جنوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں۔ اور شیطانوں کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا مستحب ہے۔

اسی طرح بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں ''غُفْرَانَکَ'' کیونکہ جسمانی تکلیف سے نجات کے بعد انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے برائیوں اور گناہوں کے بوجھ سے بھی چھٹکارا طلب کرے۔ ان دعاؤں کے ذریعہ انسان کئی طرح کی ظاہری وباطنی پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور آج کل جو گھر گھر میں جنوں اور آسیب کے حملوں کا چرچا ہے اس کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ لوگ خود ناپاک رہتے ہیں یا اس سنت مطہرہ کے تارک ہوتے ہیں۔

فوائد:

- مسلمان کا بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَعُوذُبِکَ مِنَ الخُبُثِ وَالخَبَائِثِ'' پڑھنا مستحب ہے۔
- بیت الخلاء سے نکلتے وقت ''غُفْرَانَکَ'' کہنا مشروع ہے۔

☆☆☆

قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کر کے قضاء حاجت کرنا منع ہے

عَنْ أَبِي أَيُّوب الأنصارِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَتَيْتُمُ الغَائِطَ فَلاَ تَسْتَقْبِلُوا القِبْلَةَ، وَلاَ تَسْتَدْبِرُوهَا، وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب الصلاة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، وصحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب الاستطابة۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) تم پیشاب یا پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کیا کرو۔ بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو۔

وَعَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: ارتقيتُ فوقَ بَيْتِ حَفْصَةَ، فَرَأَيتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْضِيُ حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ القِبْلَةَ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ماجاء فی بیوت أزواج النبی ﷺ، و صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب الاستطابة.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں (ایک دن چند ضرورت کے تحت) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا، تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ شام کی طرف منہ کر کے اور کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے قضاء حاجت کر رہے ہیں۔

تشریح:

پیشاب و پاخانہ کے وقت عمدا قبلے کی طرف منہ یا پشت کرنا بالکل نا جائز ہے۔ والدین یا سرپرستوں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس مسئلے میں چھوٹے بچوں کا بھی خیال رکھا کریں اگرچہ وہ غیر مکلف ہوتے ہیں کیونکہ وہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ اس کی

تعظیم کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو قبلہ رو ہو کر پیشاب و پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ گھروں میں تعمیر شدہ بیت الخلاء کے تعلق سے رخصت ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی تعمیر کے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس کی سیٹ کسی بھی طرح قبلہ کی جانب نہ ہو مجبوری کی حالت میں جائز ہے۔

فوائد:

- قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی طرف چہرا یا پیٹھ کرنا منع ہے۔

☆☆☆

کن مقامات پر قضاء حاجت کرنا ممنوع ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اتَّقُوْا اللَّعَّانَيْنِ، قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: الَّذِيْ يَتَخَلَّى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْفِي ظِلِّهِمْ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ، باب الھنی عن التخلی فی الطرق والظلال۔

ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: لعنت کے دو کاموں سے بچو۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! لعنت کے وہ کون سے دو کام ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے سائے میں پاخانہ کرتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ انهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ، باب النھی عن البول فی الماء الراکد.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح:

اسلام نے ان تمام امور سے منع کیا ہے جو مسلمانوں کے عام وخاص معاملات میں تکلیف دینے کا سبب ہوں اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے عام شاہراہ، سایہ، رکے ہوئے پانی اور گھاٹ پر پیشاب و پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ جگہیں عام لوگوں اور جانوروں کے لئے بہت ہی اہم ہیں گندگی کی صورت میں اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقامات پر پیشاب و پاخانہ کرنے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- عام راستہ، سایہ اور پانی کے گھاٹ پر پیشاب کرنا حرام ہے۔
- ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا حرام ہے۔

قضاء حاجت کے لئے دور جانا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

عَنْ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيرَةُ! خُذِ الإِدَاوَةَ ،فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى تَوَارَىٰ عَنِّي فَقَضَىٰ حَاجَتَهُ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الصلاة باب الصلاة فی الجبة الشامیة۔ صحیح مسلم: کتاب الطهارة باب المسح علی الخفین۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے مغیرہ! پانی کا برتن (ساتھ) لے چلو۔ چنانچہ میں نے لیا پھر آپ رفع حاجت کے لئے (اتنی دور) تشریف لے گئے کہ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَانْتَهٰى إِلٰى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ:أُدْنُهُ، فَدَنَوْتُ حَتّٰى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ، فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب البول قائما وقاعدا، وصحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھور (کوڑے کا ڈھیر) پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں سرک گیا آپ ﷺ نے فرمایا. نزدیک آ۔ میں نزدیک چلا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

تشریح:

قضاء حاجت کے لئے لوگوں سے دور جانا مستحب ہے تا کہ لوگوں سے اپنی ستر

پوشی کر سکے، نیز کسی چیز کی آڑ میں اپنی ضرورت پوری کرے۔ البتہ بعض حالات میں پیشاب لوگوں کے قریب بھی کیا جا سکتا ہے نیز ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی اسلام میں جائز ہے بشرطیکہ چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو لیکن سنت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر ہی پیشاب کرے کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جو شخص تمہیں یہ بیان کرے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس کی بات کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ ﷺ تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے (سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی النہی عن البول قائما حدیث:۱۲)، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے اور پھر بیٹھ کر پیشاب کرنے میں پردہ پوشی بھی زیادہ ہے اور آدمی پیشاب کے چھینٹوں سے بھی زیادہ محفوظ رہتا ہے۔ آج کل ماڈرن قسم کے لوگ ہوٹلوں، پارکوں، سڑکوں اور عام شاہراہوں میں غیروں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے کھڑے ہو کر ہی پیشاب کرتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں غیروں کی مشابہت سے بچائے اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

فوائد:

- لوگوں سے ستر پوشی کرنا واجب ہے، قضاء حاجت کے وقت لوگوں سے چھپنا اور دور جانا مستحب ہے۔
- پیشاب کرنے کے لئے دور جانا شرط نہیں ہے بلکہ قریب میں بھی کر سکتے ہیں۔
- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے، بشرطیکہ پیشاب کے قطرے اوپر پڑنے کا خطرہ نہ ہو۔

☆☆☆

پانی پاک ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ. (أخرجه أبو داود والترمذي).

سنن أبو داؤد: كتاب الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، وسنن ترمذي: أبواب الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (٣٨٦-٣٨٨)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں، ہمارے ساتھ تھوڑا بہت پانی ہوتا ہے، اب اگر ہم اس پانی سے وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ. وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقٰى فِيْهَا الْحِيَضُ وَلُحُومُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: إِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ. (اخرجه أبو داؤد والترمذي).

سنن أبو داؤد: كتاب الطهارة، باب ما جاء في بئر بضاعة، سنن ترمذي: أبواب الطهارة، باب ما جاء أن الماء لا ينجسه شيء، وصححه الألباني في صحيح أبي داود: (٥٩) وفي المشكاة: (٤٧٨)۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم بئر بضاعہ کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں (بئر بضاعہ ایک پرانا کنواں تھا جس میں حیض والے کپڑے، کتے کے گوشت کے ٹکڑے اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی تھیں) تو

آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

تشریح:

پانی انسان ہی کیا ساری مخلوق کے لئے بہت ہی ضروری ہے بغیر اس کے زندگی ناممکن ہے پانی بذات خود پاک ہے اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا بھی ہے اگر چہ کسی پاک چیز کے گرنے سے اس کا رنگ بدل جائے۔ لیکن اگر اس میں کوئی ایسی نجاست والی چیز گر جائے جو اس کا مزہ، رنگ اور وصف وغیرہ کو تبدیل کر دے تو ایسی صورت میں وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے اس سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں۔ البتہ سمندر کا پانی پاک ہے اسے پینے اور وضو کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فوائد:

- پانی بذات خود پاک ہے۔
- پانی کسی نجاست کے گرنے کی وجہ سے ناپاک ہوتا ہے۔
- سمندر کا پانی پاک ہے اسے پینے اور طہارت کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔

☆☆☆

طہارت کے احکام

عَنْ أنسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: جَاءَ أعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ، فَزَجَرَهُ النَّاسُ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا قَضَى بَوْلَهُ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَأُهْرِيقَ عَلَيْهِ. (متفق عليه)

صحيح بخاري: كتاب الوضوء، باب يهريق الماء على البول، صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات إذا حصلت في المسجد.....

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے لگا، پس لوگوں نے اس کو ڈانٹنا شروع کردیا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو منع کیا، جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اس پر پانی بہانے کا حکم دیا تو اس پر پانی ڈالا گیا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا وَطِيءَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداؤد: كتاب الطهارة، باب الأذى يصيب النعل، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (٣٨٥)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے جوتوں سے گندگی پر چلے تو بیشک مٹی اسے پاک وصاف کردیتی ہے۔

وَعَنْ أَبِي السَّمْحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداؤد: كتاب الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، وصححه الألباني في صحيح أبي داؤد (٣٧٦)۔

ابو سمح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: لڑکی کے

پیشاب سے کپڑا دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب سے کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ.

(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پیئے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھوئیں اور پہلی بار مٹی سے مانجھیں۔

تشریح:

اسلامی شریعت نے بعض چیزوں پر نجاست کا حکم اس کے نقصان دہ ہونے یا گندگی کی وجہ سے لگایا ہے یا اور بھی کچھ حکمتیں ہوسکتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی ہے کہ اگر جوتے یا چمڑے کے موزے پر گندگی لگ جائے خواہ وہ سیال بھی ہو تو اسے پاک مٹی پر رگڑ دیا جائے تو پاک ہے بشرطیکہ اس پر بظاہر کوئی اثر باقی نہ رہے، اور دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر صرف پانی کے چھینٹے مار دینے کافی ہیں جبکہ بچی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے، نیز جس برتن میں کتا اپنا منہ ڈال دے اسے سات بار دھونا اور پہلی بار مٹی سے دھونا ضروری ہے۔

فوائد:

- آدمی کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے۔
- نجاست کو پانی سے دھونا ہی اصل ہے لیکن جوتے میں لگی ہوئی گندگی کو دور

کرنے کے لئے اسے زمین پر رگڑنا ہی کافی ہے۔

- دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا ہی کافی ہے تاہم بچی کے پیشاب کا دھلنا ضروری ہے۔
- جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہوا سے سات بار دھلنا اور پہلی بار مٹی سے دھلنا ضروری ہے۔

☆☆☆

طہارت کے مسائل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب الاستجمار وترا، وصحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب کراهة غمس المتوضی وغیره یده المشکوك فی نجاستها۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ کو پانی کے برتن میں ڈالنے سے پہلے دھوئے۔ کیونکہ اسے یہ معلوم نہیں کہ رات بھر ہاتھ کہاں کہاں گردش کرتا رہا۔ (اور کس چیز کو چھوتا اور مس کرتا رہا)۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ (متفق علیه)۔

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب البول فی الماء الدائم، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب النهی عن البول فی الماء الراکد۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ تم میں سے کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور پھر اس کے اندر غسل کرے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فِي الْمَنِيِّ: كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب حکم المنی۔

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ منی کے بارے میں کہتی ہیں کہ میں نبی کریم

ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی تھی پھر آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے تھے۔

وَعَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أخبرهُ أَنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتِسلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة وغسل الرجل.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ أُنَاسٌ مَنْ عُكَلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا. (اخرجه البخاری)

صحيح بخاری: كتاب الوضوء، باب أبوال الإبل والدواب والغنم ومرابضها.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قبیلۂ عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہیں مدینے کی آب وہوا راس نہ آئی (اور بیمار ہو گئے) تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو چند اونٹنیاں عطا فرمائیں اور حکم دیا کہ وہ ان کا پیشاب اور دودھ پئیں۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے انسان کی آسانی کے لئے بہت ساری چیزوں کو مباح قرار دیا ہے جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے کپڑے میں منی لگ جاتی تو میں اسے کھرچ ڈالتی اور پھر آپ ﷺ اسی کپڑے میں نماز ادا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی منی پاک ہے لیکن بہت سے افراد یہ سوچتے ہیں کہ وہ بذات خود ناپاک ہے اور اس کا دھلنا ضروری ہے جبکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ

ﷺ منی کھرچنے کے بعد بغیر دھلے ہوئے اسی کپڑے میں نماز نہیں پڑھتے۔ اسی طرح عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کا غسل کرنا اور وضو کرنا جائز اور مباح ہے۔ نیز کھانے والے جانوروں کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے اگر کپڑے وغیرہ میں ان جانوروں کے پیشاب وغیرہ لگ جائیں تو بغیر دھلے ہوئے اسی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

ان احادیث میں پانی سے متعلق بعض احکام کا بیان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی سو کر اٹھے تو اپنے ہاتھوں کو پہلے تین بار دھوئے پھر پانی میں اپنے ہاتھوں کو ڈالے کیونکہ انسان نہیں جانتا ہے کہ اس کا ہاتھ سونے کی حالت میں جسم کے کس کس حصہ پہ جاتا ہے، اسی طرح ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب و پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- نیند سے بیداری کے بعد تین بار ہاتھ دھونے سے قبل پانی میں ہاتھ ڈالنا منع ہے۔
- ٹھہرے ہوئے پانی میں جنابت کا غسل کرنا اور پیشاب کرنا دونوں منع ہے۔
- انسان کی منی پاک ہے اگر کپڑے میں لگ جائے تو اسے دھلنا ضروری نہیں ہے۔
- عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کا غسل کرنا جائز ہے۔
- جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا پیشاب و پاخانہ اور تھوک پاک ہے۔

☆☆☆

بلی کا جھوٹا پاک ہے

عَنْ أَبِی قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ. (اخرجه أبو داود والترمذی).

سنن ابو داؤد: کتاب الطهارة، باب سؤر الهرة، وسنن ترمذی: أبواب الطهارة، باب ما جاء فی سؤر الهرة، وقال حديث حسن صحيح، وقال الألبانی حسن صحيح فی صحيح أبی داؤد: (۷۵)۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بلی نجس نہیں ہے، یہ تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔

تشریح:

بلی ایک پالتو جانور ہے جس کے جھوٹے کے تعلق سے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کا جھوٹا پاک ہے اب اگر کسی کے برتن میں بلی کھا لے یا دودھ یا گھی وغیرہ میں منہ ڈال دے تو اسے استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا جانور ہے جس سے انسانوں کا بچنا مشکل ہے چونکہ یہ ہمیشہ گھروں میں گھومتی رہتی ہے اور بسا اوقات بچوں سے کھیلتی بھی رہتی ہے۔

فوائد:

- بلی کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ وہ گھروں میں آنے جانے والی ہے، اس سے بچنا مشکل ہے۔

☆☆☆

داڑھی بڑھانا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَ قَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ، قَالَ الرَّاوِي وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خصائل الفطرة.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دس صفات فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کا کاٹنا، داڑھی کا بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے درمیان خلال کرنا، بغل کے بال اکھیڑنا، موئے زیرناف اتارنا، پانی سے استنجا کرنا، روای کہتے ہیں کہ دسویں چیز میں بھول گیا غالب گمان یہ ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خصائل الفطرة.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھیں کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ۔

تشریح:

داڑھی رکھنا اور اسے بڑھانا ایک عظیم سنت ہے اور یہ فطرت اسلام میں سے ایک فطرت ہے جس کے بڑھانے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے، اور اس کے مونڈانے پر

سخت وعید فرمائی ہے۔آج معاشرے میں لوگ داڑھی رکھنے کا اہتمام نہیں کرتے ہیں بلکہ کافروں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے سرے سے صاف کرواتے رہتے ہیں اگر انہیں اس بات پر تنبیہہ کی جاتی ہے تو وہ ہنس کر ٹال دیتے ہیں کہ بہت ساری سنتیں ایسی ہیں جس پر پابندی نہیں ہو پاتی ہے اسی میں سے ایک یہ بھی ہے یا یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ابھی شادی وغیرہ نہیں ہوئی ہے جب شادی وغیرہ ہو جائے گی تو اس بارے میں غور و خوض کریں گے، داڑھی کا رکھنا شادی کے لئے تو مانع نہیں یا اس سے انسان کی عمر کی تعیین تو نہیں ہوتی اگر یہ ساری چیزیں وقتی طور پر مان بھی لی جائیں تب بھی ہمیں سنت رسول ﷺ سے اعراض کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔اگر کوئی شخص داڑھی رکھتا بھی ہے تو ایسی رکھتا ہے جسے ہم داڑھی نہیں کہہ سکتے بلکہ اسے ایک فیشن کہہ سکتے ہیں ایسی داڑھی رکھنے سے اسلام نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح ڈھنگ سے اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- داڑھی بڑھانا واجب ہے اور اس کا مونڈانا حرام ہے۔
- وہ بال جو دونوں کنپٹیوں کے درمیان اور تھوڑی سے نکلیں اسے داڑھی کہتے ہیں۔اس لئے کنپٹیوں کے درمیان کا بال مونڈانا جائز نہیں ہے۔
- مونچھ مونڈانا فطرت میں سے ہے۔

☆☆☆

مونچھیں کاٹنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الإِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب قص الشارب، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خصائل الفطرة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال اتارنا، ناخن کا کاٹنا، بغل کے بال اکھیڑنا، مونچھیں کاٹنا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خصائل الفطرة.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھیں کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الأدب عن رسول الله، باب ماجاء في قص الشارب وقال هذا حديث حسن صحيح، وصححه الألباني في المشكاة: (٤٤٣٨)۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص مونچھوں کو نہ کاٹے وہ ہم سے نہیں۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ

الأظْفَارِ، وَنَتْفِ الاِبِطِ، وَحَلْقِ العَانَةِ ألاَ نَتْرُكَ أكْثَرَ مِنْ أرْبَعِينَ لَيْلَةٍ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خصائل الفطرة.

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، زیر ناف بال اتارنے، بغل کے بال اکھیڑنے کا وقت مقرر کردیا گیا ہے، ہم میں سے کوئی چالیس دن سے زیادہ اس کو نہ چھوڑے۔

تشریح:

اسلام نے جہاں بہت ساری چیزوں کو فطرت میں شمار کیا ہے وہیں ایک اور فطرت کی چیز کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ مونچھ کا کاٹنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مونچھ نہیں کاٹی بلکہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا تو اس کا یہ عمل مسلمانوں کا عمل نہیں ہے اس بارے میں سستی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسے ہمیشہ کاٹتے رہنا چاہئے کیونکہ نہ کاٹنے والے پر سخت وعید آئی ہوئی ہے۔

فوائد:

- مونچھ کا نہ کاٹنا اور اسے اس کے حال پہ چھوڑنا سخت منع ہے۔
- مونچھ کا کاٹنا سنت ہے۔
- چالیس دن سے زیادہ مونچھ کو بغیر کاٹے چھوڑنا منع ہے۔

☆☆☆

بعض فطرت کی سنتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب قص الشارب، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خصائل الفطرة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال اتارنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھیڑنا، مونچھیں کاٹنا۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْاِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَلَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خصائل الفطرة.

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، زیر ناف بال اتارنے، بغل کے بال اکھیڑنے کا وقت مقرر کردیا گیا ہے، ہم میں سے کوئی چالیس دن سے زیادہ اس کو نہ چھوڑے۔

تشریح:

اسلام صفائی وپاکی کو پسند کرتا ہے اور فطرت کی جتنی بھی چیزیں ہیں سب صفائی پر منحصر ہیں اور صفائی کی دعوت دیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو ایک جیسی فطرت پر پیدا کیا ہے، ختنہ کروانا فطرت کی سنتوں میں سے ہے اور یہ مردوں کے حق میں واجب ہے

جبکہ عورتوں کے لئے بہتر ہے۔ ناخن کاٹنا بھی فطرت کی سنتوں میں شامل ہے کیونکہ اس سے صفائی اور حیوانوں کی مشابہت سے دوری ہوتی ہے۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ عورتیں ناخن رکھنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتی ہیں اسی لئے ان کے ناخن کافی لمبے ہوتے ہیں جبکہ یہ حکم ہر ایک لئے عام ہے چاہے مرد ہو یا عورت انہیں ناخن بڑھانے سے منع کیا گیا ہے۔ بغل کا بال نکالنا اور موئے زیر ناف بنانا یعنی وہ بال جو شرمگاہ کے آس پاس نکلے ہوں اسے مشین یا کریم یا کسی آلہ وغیرہ سے بنانا بھی رسول اللہ ﷺ سے مشروع ہے۔ ان ساری سنتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ان ساری چیزوں سے صفائی ستھرائی مقصود ہے۔

فوائد:

- مردوں کے لئے ختنہ کروانا واجب ہے۔
- ناخن کا کاٹنا اور موئے زیر ناف اور بغل کا بال نکالنا ضروری ہے۔
- فطرت کی چیزوں کا چالیس دن سے زیادہ تک چھوڑنے سے منع کیا گیا ہے۔
- ناخن کا لمبا کرنا مکروہ ہے۔

☆☆☆

تیمّم کا بیان

ارشادربانی ہے:﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِّنْهُ﴾(سورۂ مائدہ:آیت ۶)۔

ترجمہ: اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔

عَنْ جَابِرِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا،وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبعَثُ إِلٰى قَومِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلٰى النَّاسِ كَافَّةً، وَأُعطِيتُ الشَّفَاعَةَ. (متفق عليه)

صحيح بخارى: كتاب الصلاة، باب قول النبى ﷺ جعلت لى الأرض مسجدا، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب .

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو بھی نہیں دی گئیں۔ مجھے ایک مہینہ کی مسافت سے (دشمن پر) رعب ودبدبے سے مدد دی گئی ہے۔ ساری زمین میرے لئے سجدہ گاہ اورطہارت وپاکیزگی کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔ اب جس آدمی کو (جہاں بھی) نماز کا وقت آجائے اسے نماز پڑھ لینی چاہئے اور میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہےاور ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھےاور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھے شفاعت کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

وَعَنْ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ المَاءَ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدِكَ هٰكَذَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى الأَرْضِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى اليَمِينِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ. (متفق عليه)

صحیح بخاری: کتاب التیمم، باب التیمم ضربه، صحیح مسلم: کتاب الحیض، باب التیمم.

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے کسی ضرورت وحاجت کے سلسلہ میں بھیجا، میں جنبی ہوگیا اور پانی مجھے دستیاب نہ ہوسکا تو میں مٹی میں اس طرح لوٹ پوٹ ہوا جس طرح چوپایہ لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔(ضرورت سے فارغ) ہوکر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ آپ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' تجھے اپنے ہاتھ سے اس طرح کر لینا ہی کافی تھا۔'' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا پھر بائیں کو دائیں پر ملا اور اپنی ہتھیلیوں کی پشت پر اور چہرے پر۔

تشریح:

اسلامی شریعت نے مسلمانوں کی آسانی کی خاطر پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کو جائز قرار دیا ہے یعنی جب آدمی کو پانی نہ ملے یا بیماری کی وجہ سے پانی استعمال نہ کرسکتا ہو یا استعمال کی وجہ سے بیماری کے بڑھنے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں پانی کے قائم مقام مٹی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔اور تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ایک بار اپنے ہاتھ کو مٹی پر مارے اور پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ملے اور چہرے پر مسح کرے۔

فوائد:

- پانی نہ ملنے کی صورت میں یا اس کے استعمال سے خطرہ ہو تو تیمم کرنا مشروع ہے۔
- تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر ایک بار مارا جائے پھر اسے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا جائے۔

☆☆☆

موزوں پر مسح کرنا

عَنُ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَهْوَيتُ لأَنزِعَ خُفَّيهِ فَقَالَ: دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدخَلتُهُمَا طَاهِرَتَينِ، فَمَسَحَ عَلَيهِمَا. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الوضوء، باب إذا دخل رجليه وهما طاهرتان، صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، آپ نے وضو کرنا شروع کیا تو میں آپ ﷺ کے موزے اتارنے کے لئے لپکا، آپ ﷺ نے فرمایا: چھوڑ دو میں نے جب یہ موزے پہنے تھے تو میں وضو سے تھا۔ پھر آپ نے ان پر مسح فرمایا۔

وَعَنْ صَفْوَانَ بنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفرًا أو مُسَافِرِينَ أَلَّا نَنزِعَ خِفَافَنَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذى: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب ماجاء فى فضل التوبة والاستغفار وما ذكر من رحمة الله لعباده، وقال هذا حديث حسن صحيح، وحسنه الألبانى فى التعليق الرغيب:(٤/٧٣)۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم مسافر ہوتے یا سفر میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں، الا یہ کہ حالت جنابت لاحق ہو جائے، البتہ بیت الخلاء جانے کی صورت میں، پیشاب اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

وَعَنْ عَلِي بنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ

ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين.

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسافر کے لئے موزوں پر مسح کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مدت مقرر فرمائی ہے۔

تشریح:

اسلام میں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے خواہ وہ موزہ اون کا ہو یا چمڑے کا، عرف عام میں جس پر بھی موزے کا اطلاق ہوتا ہے اس پر مسح کرنا جائز ہے۔ چونکہ موزے پہننے اور نکالنے میں کافی وقت و پریشانی ہوتی ہے اور خاص کر سفر کے دوران اور ہی زیادہ پریشانی ہوتی ہے اسی لئے اس پریشانی کو دور کرنے کی خاطر اسلام نے موزوں پر مسح کرنے کو مباح قرار دیا ہے۔ اور اس کی مدت بھی بیان کردی ہے کہ مقیم آدمی ایک دن اور ایک رات اور مسافر آدمی تین دن اور تین رات اپنے موزوں پر مسح کرسکتا ہے، اس دوران انہیں موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وضو کرتے وقت اس پر مسح کرنا کافی ہے بشرطیکہ اسے مکمل وضو کرکے پہنا گیا ہو۔ اور مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے دونوں قدموں کے اوپری حصہ پر ایک ساتھ مسح کیا جائے۔ قدموں کے نیچے مسح نہ کیا جائے۔ لیکن بعض افراد عقلی دلیل کی بنا پر قدموں کے نیچے مسح کو بہتر سمجھتے ہیں اور نیچے مسح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گندگی قدموں کے نیچے والے حصہ پر ہوتی ہے اس لئے وہ بجائے اوپر کے نیچے مسح کرتے ہیں حالانکہ انہیں یہ جان لینا چاہئے کہ اسلام میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہے۔

فوائد:

- مکمل طہارت کے بعد پہنے ہوئے موزوں پر مسح کرنا مشروع ہے ایسی صورت

میں مسح کرنا دھونے سے افضل ہے۔

- جنابت کی صورت میں مسح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ قدموں کا دھونا ضروری ہے۔
- مسافر کے لئے مسح کی مدت تین دن تین رات ہے، جبکہ مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے اور اس کی ابتدا وضو ٹوٹنے کے بعد پہلے مسح سے ہو گی۔

☆☆☆

مسواک کی فضیلت اور اس کا حکم

عَنْ أَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِی لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ صَلاَةٍ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الجمعة، باب السواك یوم الجمعة، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب السواك۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں امت پر مشقت نہ سمجھتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

وَعَنْ أَنسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَکْثَرْتُ عَلَیْکُمْ فِیْ السِّوَاکِ. (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الجمعة، باب السواك یوم الجمعة.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے مسواک کے بارے میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔

وَعَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیءٍ قَالَ: سألتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قُلْتُ بِأَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدأُ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَیْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاکِ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب السواك.

شریح بن ہانی سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے پوچھا کہ آپ جب گھر میں داخل ہوتے تو پہلے کیا کام کرتے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مسواک۔

وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللیلِ یَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب السواك، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب السواك.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک کرتے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. (أخرجه النسائي)

سنن نسائي: كتاب الطهارة، باب الترغيب في السواك، وصححه الألباني في صحيح الجامع.(٣٦٩٥)وفي المشكاة: (٣٨١)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

تشریح:

آدمی کے لئے جس طرح جسم اور کپڑے کی صفائی ضروری ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ منہ کی صفائی اہم ہے کیونکہ اس کے ذریعہ انسان دوسروں کے نزدیک محبوب ہوتا ہے خدانخواستہ اگر کسی کے منہ سے بدبو آرہی ہو تو لوگ اس سے باتیں کرنا پسند نہیں کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے منہ کی صفائی وستھرائی کے لئے مسواک کرنے لئے ابھارا اور ترغیب دی ہے نیز منہ کی بو کو تبدیل کرنے، قرآن حکیم کی تلاوت کرنے اور نماز کے لئے جانے کی صورت میں مسواک کا اہتمام کرنا چاہئے۔ آپ ﷺ کثرت سے مسواک کرنا پسند کرتے اور صحابہ کرام کو بھی کثرت سے مسواک کرنے کا حکم دیتے تھے۔

فوائد:

- مسواک کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔
- مسواک رضاء الٰہی اور منہ کی صفائی کا سبب ہے۔
- نماز، بیداری کے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنے کی تاکید ہے۔

وضو کی اہمیت وفضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب لا تقبل صلاة بغیر طهور، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بے وضو کی نماز قبول نہیں کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔

وعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سمعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء، صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجیل فی الوضوء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے روز میری امت کے لوگ ایسی حالت میں آئیں گے کہ وضو کے اثرات کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ تم میں سے جو شخص اس چمک اور روشنی کو زیادہ بڑھا سکتا ہے اسے ضرور بڑھانا چاہیے۔

وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ. (أخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب خروج الخطایا من ماء الوضوء.

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خوب اچھی طرح سے وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں

یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: إِسْبَاغُ الْوَضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ باتیں نہ بتلاؤں جن سے گناہ مٹ جائیں اور درجات (جنت میں) بلند ہوں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) پورا وضو کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ جانا (یعنی مسجد گھر سے دور ہو اور ہر نماز میں جائے) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی رباط ہے۔

تشریح:

وضو ایک ایسی عظیم عبادت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نماز کی صحت کے لئے ضروری قرار دیا ہے اسی طرح طواف کرنے اور قرآن حکیم کو چھونے کے لئے بھی وضو لازم ہے۔ قیامت کے دن اعضاءِ وضو چمک رہے ہوں گے جس سے امت محمدیہ کے لوگ پہچان لئے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے وضو کو گناہوں کی بخشش کا سبب بتایا ہے اور اس پر عمل کرنے والے کے لئے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

فوائد:

- وضو گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔
- نماز کی صحت کے لئے وضو شرط ہے۔
- قیامت کے روز اعضاءِ وضو چمک رہے ہوں گے۔

وضو کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ۶)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب الاستجمار وترا، صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ، باب کراھۃ غمس المتوضی وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستھافی.....

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اسے یہ معلوم نہیں کہ رات بھر ہاتھ کہاں کہاں گردش کرتا رہا۔

وَعَنْ حُمْرَانَ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْوَضُوءِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وَضُوئِيْ هٰذَا. (اخرجہ البخاری)

صحیح بخاری، کتاب الوضوء باب المضمضۃ فی الوضوء۔

حمران مولیٰ عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کا

پانی طلب فرمایا۔ پہلے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں تین مرتبہ دھوئیں۔ اور منہ میں پانی ڈال کر کلی کی پھر ناک میں پانی چڑھایا اور اسے جھاڑ کر صاف کیا۔ پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر اپنے قدم کو تین تین مرتبہ دھویا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح ابھی میں نے وضو کیا ہے۔

تشریح:

آپ ﷺ نے سو کر اٹھنے والے شخص کو پانی میں ہاتھ ڈالنے سے منع فرمایا ہے چونکہ اس میں اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ انسان کا ہاتھ نیند کی حالت میں نہ جانے جسم کے کس کس حصہ کو چھوتا ہے اسی لئے امت کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بیدار ہونے کے بعد سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوئیں پھر اسے پانی میں ڈالیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے وضو کے طریقہ کو بہت ہی باریک بینی کے ساتھ نقل کیا ہے اور فرمایا کہ وضو کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین بار ہتھیلیوں کو دھلے، پھر تین بار کلی کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈال کر صاف کرے، پھر تین بار چہرہ دھوئے، پھر تین بار دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے (پہلے دایاں پھر بایاں) پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے، پھر تین بار دونوں قدموں کو دھوئے (پہلے دایاں پھر بایاں)۔

فوائد:

- نیند سے بیدار ہونے والا شخص تین بار ہاتھ دھونے سے قبل اپنے ہاتھوں کو پانی میں نہ ڈالے۔
- استنجاء وضو کا جزء نہیں ہے۔
- اعضاء وضو کا ایک بار دھونا واجب ہے جب کہ تین بار دھونا سنت ہے سوائے سر کے مسح کے۔

وضو کے سنن

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ. (متفق علیه).

صحيح بخاری: كتاب الوضوء، باب التيمن فی الوضوء والغسل. صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب التيمن فی الطهور وغيره۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جوتا پہنے، بالوں میں کنگھی کرنے اور وضو کرنے بلکہ ہر کام کے لئے دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُول اللّٰهِ ﷺ قَال: لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلاَةٍ. (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب السواك۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں امت پر مشقت نہ سمجھتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْكُم مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلاَّ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء.

عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھی طرح کرے پھر یوں کہے "أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، (میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ

کے سوا کوئی الہ نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں) مگر اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ اب جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوَضُوءَ، ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَشَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ فُتِحَتْ لَهُ ثمانيةَ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. (اخرجه والترمذی).

سنن الترمذی: کتاب الطهارة، باب ما یقال بعد الوضوء. وصححه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی: (۴۸).

عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے کیا پھر یہ دعا پڑھی "أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لاَشَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِين، (میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ مجھے توبہ کرنے اور پاک رہنے والوں میں سے کردے) تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ اب جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

تشریح:

نماز کے سنن کی طرح وضو کے بھی چند سنن ہیں جن کی مسلمانوں کو رعایت کرنا چاہیئے تاکہ وضو کامل ہو اور اس پر جو اجر متعین کیا گیا ہے وہ حاصل ہو جائے۔ وضو کے سنن بعض یہ ہیں: مسواک کرنا، بسم اللہ کہنا اور بعض لوگوں نے بسم اللہ کو وجوب میں شامل کئے

ہیں، دونوں ہتھیلیوں کو پہلے تین بار دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا، کان کا مسح کرنا، انگلیوں اور داڑھیوں کے درمیان خلال کرنا، پے در پے اعضاء وضو کا دھونا، تمام اعضاء وضوء کا تین تین بار دھونا، اعضاء وضو کو داہنی طرف سے دھونا، وضو کے بعد مسنون دعا پڑھنا، یہ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان پر عمل کرلے تو یقیناً وہ عظیم اجر کا مستحق ہوگا۔

فوائد:

- اعضاء وضو کو داہنی طرف سے دھونا مستحب ہے۔
- وضو کے وقت مسواک کرنا ثابت ہے۔
- وضو کے بعد مسنون دعا پڑھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

نواقض وضو

عَنْ صَفْوَانَ بنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أو مُسَافِرِينَ أَلَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَولٍ وَنَومٍ. (اخرجه الترمذی)

سنن ترمذی: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب ماجاء فی فضل التوبة والاستغفار وما ذکر من رحمة الله لعباده، وقال هذا حديث حسن صحيح، وحسنه الألبانی فی التعليق الرغيب:(٤/ ٧٣)۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم مسافر ہوتے یا سفر میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں، الا یہ کہ حالت جنابت لاحق ہوجائے۔ البتہ پیشاب وپاخانہ اور نیند کی وجہ سے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

عَنْ عَبَادِ بنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ شَكَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: لَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا. (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب الوضوء، باب من لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك فی الحدث فله.

عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں شکایت کی جسے یہ کھٹکتا ہو کہ نماز کی حالت میں ہوا خارج ہوگئی ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مسجد سے باہر نہ جائے تاوقتیکہ (یقین نہ ہوجائے) یعنی یا تو آواز سن لے یا تو بدبو محسوس کرلے۔

عَنْ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً

فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. (متفق علیه)

صحيح بخاری: كتاب الغسل، باب غسل المذی والوضوء منه، صحيح مسلم: كتاب الحيض باب المذی.

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے کثرت سے مذی خارج ہوتی تھی مجھے شرم آتی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کروں کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں، میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کریں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے عضو تناسل کو دھو ڈالو اور وضو کرلو۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الغَنَمِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلاَ تَوَضَّأْ، قَالَ: أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ. (رواه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب الوضوء من لحوم الإبل.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے دریافت کیا، کیا بکری کا گوشت کھانے سے وضو کرنا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر دل چاہے تو کرلو ورنہ نہ کرو۔ اس شخص نے پھر عرض کیا، کیا اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کروں؟ فرمایا: ہاں، اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد ضرور وضو کرنا چاہئے۔

عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سمعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. (اخرجه ابوداود والترمذی)

سنن أبوداود: كتاب الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، سنن ترمذی: أبواب الطهارة عن رسول الله،

باب الوضوء من مس الذکر، وصححه الألبانی فی صحیح سنن أبی داود:(١٨١) وصحیح ابن ماجه: (٤٧٩).

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگایا اسے وضو کرنا چاہئے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے نواقض وضو کو بیان فرمادیا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ وہ طہارت کو ختم کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کو ان اعمال کی ادائیگی کے لئے جن میں طہارت اور باوضو ہونا شرط ہے جیسے نماز پڑھنا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا اور قرآن حکیم کو چھونے کے لئے دوبارہ وضو کو واجب کر دیتے ہیں۔

فوائد:

نواقض وضو مندرجہ ذیل ہیں:

- گہری نیند، اس میں بے ہوشی اور پاگل پن بھی شامل ہے۔
- پیشاب و پاخانہ کے راستے سے نکلنے والی چیزیں خواہ وہ پیشاب و پاخانہ کی شکل میں ہو یا خون اور مذی وغیرہ۔
- اونٹ کا گوشت کھانا یہ اس کے تمام اجزاء یعنی چھاتی، جگر اور اوجھڑی وغیرہ کو شامل ہے۔
- عضو تناسل کو شہوت کے ساتھ بغیر کسی کپڑے کے چھونا۔

☆☆☆

ماہِ ربیع الآخر

ماہِ ربیع الآخر

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں زمین بڑی زرخیز ہوتی تھی اس لئے اس کا نام ربیع الآخر پڑ گیا کیونکہ ربیع کے معنی ہوتے ہیں زرخیزی کے اور اس مہینہ کو عہد جاہلیت میں ''صوان'' یعنی حفاظت کرنے والا کہا جاتا تھا۔

اہم واقعات: ● غزوہ بحران یا نجران اسی ماہ ۳ھ میں پیش آیا ● مدینہ منورہ سے بنی نضیر کے یہودیوں کو اسی ماہ ۴ھ کو نکالا گیا ● سریہ زید بن حارثہ بنی سلیم کی جانب اسی ماہ ۶ھ کو بھیجا گیا ● رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو حارث بن کعب کی جانب اسی ماہ ۱۰ھ کو بھیجا ● سریہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ذی القصہ کی جانب اسی ماہ ۶ھ کو بھیجا ● دمشق کا محاصرہ خالد بن ولید اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کی قیادت میں اسی ماہ ۱۴ھ میں کیا گیا ● سلطان عبدالحمید ثانی کی وفات اسی ماہ ۱۳۳۶ھ میں ہوئی۔

☆☆☆

اذان دینے کی فضیلت

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَومَ الْقِيَامَةِ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه.

معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے قیامت کے دن موذن کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہوگی۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اِنَّهُ لاَ يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلاَ اِنْسٌ وَلاَ شَيءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَومَ الْقِيَامَةِ. (اخرجه البخاری)

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک موذن کی اذان کی انتہاء کو جن وانس اور جو چیز سنتی ہے تو قیامت کے دن اس کی گواہی دے گی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَو يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا اِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيهِ لاَسْتَهَمُوا، وَلَو يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لاَسْتَبَقُوا إِلَيهِ، وَلَو يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لأَتَوهُمَا وَلَو حَبْوًا. (متفق علیه)

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها والازدحام.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صفِ اول میں کیا ثواب ہے پھر اپنے لئے قرعہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگوں کو علم ہو جائے نماز کے لئے

جلدی آنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور دوسروں سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے اور اگر جان لیں کہ عشاء اور فجر با جماعت ادا کرنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور ان دونوں (کی جماعت) میں آئیں اگر چہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔

تشریح:

آج معاشرے میں لوگ امام وموذن کو نیچی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ان کے مقام ومرتبہ کو نہیں پہچان پاتے ہیں جبکہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اذان اسلام کی ظاہری شعائر اور افضل عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر کافی ثواب متعین کر رکھا ہے، اگر لوگوں کو اذان دینے کے ثواب کی مقدار معلوم ہو جائے تو لوگ اسے حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے موذن کی عظمت اور فضیلت کو بیان فرمایا ہے کہ موذن قیامت کے دن جبکہ لوگ پسینہ سے شرابور ہوں گے سب سے لمبی گردن والے ہوں گے، یہ مقام ومرتبہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کے عوض میں عطا کیا جائے گا جن وانس اور ہر وہ چیز جو اذان سنتی ہے قیامت کے دن موذنوں کے لئے گواہی دے گی۔

فوائد:

- اذان کی بہت ہی فضیلت وعظمت ہے۔
- موذن قیامت کے دن سب سے لمبی گردن والے ہوں گے جب لوگ پسینہ سے شرابور ہوں گے۔
- موذن کے لئے دنیا کی تمام چیزیں جنہوں نے اذان سنی ہے گواہی دیں گی۔
- اذان میں آواز کو بلند کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

اذان کا جواب دینے کی فضیلت

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الخُدرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَمَا یَقُولُ المُوَذِّنُ. (متفق علیه)

بخاری: کتاب الأذان، باب ما یقول إذا سمع المنادی، مسلم: کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اذان سنو تو تم بھی وہی کلمات کہو جو موذن کہتا ہے۔

وَعَنْ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلاَةِ: لاَ حَولَ وَلاَ قُوةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعنَا نَبِیَّكُم ﷺ یَقُولُ. (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب مایقول إذا سمع المنادی.

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب موذن نے "حَیَّ عَلٰی الصَّلاَةِ" کہا تو انہوں نے "لاَحَولَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کہا اور کہنے لگے کہ ہم نے نبی ﷺ سے ایسا ہی کہتے سنا ہے۔

وعن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ حِینَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ القَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الوَسِیلَةَ وَالفَضِیلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِیْ وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِی یَومَ القِیَامَةِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سنتے وقت یہ دعا پڑھے: "اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ القَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا

الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ" (اے اللہ! جو اس کامل پکار اور قائم ہونے والی نماز کا مالک ہے۔ محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا کر کے انہیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔) تو اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ: ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ. (اخرجہ مسلم)

مسلم: کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبی ﷺ۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب موذن کی اذان سنو تو تم وہی کہو جو موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں (محمد ﷺ) ہی ہوں گا اور جو کوئی میرے لئے وسیلہ (مقام محمود) طلب کرے گا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے جہاں پر اذان دینے والے کی فضیلت بیان کی ہے وہیں پر اذان سننے والے کے لئے بھی کچھ سنن مشروع قرار دیئے ہیں اور ان پر عظیم نیکیاں اور ثواب

متعین کر رکھا ہے انہیں سنتوں میں سے اذان کی متابعت کرنا اور اس کا جواب دینا بھی ہے یعنی جس طرح موذن اذان کے کلمات کہے ٹھیک اسی طرح اسی کے ساتھ یہ کلمات کہے جائیں اور پھر اذان کے آخر میں مذکورہ دعا پڑھی جائے نیز آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے اور اللہ تعالیٰ سے شفاعت طلب کی جائے۔

فوائد:

- موذن کی متابعت کرنا اور اس کا جواب دینا مستحب ہے۔
- موذن کے کلمات "حَیَّ عَلَی الصَّلاَةِ" اور "حَیَّ عَلَی الفَلاَحِ" کہنے کے وقت "لاَحَولَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ" کہنا مشروع ہے۔
- اذان کے اختتام پر دعا پڑھنا اور رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجنا مستحب ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے وسیلہ طلب کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

مسجد جانے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلاً مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ . (متفق علیه)

صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح، صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح وشام مسجد میں جائے تو اللہ تعالیٰ جنت سے اس کی اتنی مرتبہ مہمانی کرے گا جتنی دفعہ وہ مسجد میں گیا ہوگا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صَلاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلاتِهِ فِي بَيتِهِ، وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلاَّ الصَّلاةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلاَّ رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيهِ، مَادَامَ فِي مُصَلاَّهُ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلاَ يَزَالُ أَحَدُكُم فِي صَلاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلاةَ. (متفق علیه)

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل الصلاة المكتوبة في الجماعة وفضل انتظار الصلاة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز اس کے گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے

پھر مسجد کا راستہ پکڑتا ہے اور سوائے نماز کے اور کوئی دوسرا ارادہ اس کا نہیں ہوتا، تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لئے برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم کر اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو۔

وَعَنْ اَبِی مُوسَی الأَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِی الصَّلاَةِ أَبْعَدُهُمْ اِلَیْهَا مَمْشًی فَأَبْعَدُهُمْ .

(اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل کثرة الخطا إلى المساجد

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز میں لوگوں میں سب سے زیادہ اجر والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ دور سے چل کر اس کی طرف آتا ہے، پھر وہ جو اس سے کم دوری سے آتا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی کشادہ اور وسیع ہے کہ وہ انسانوں کو صرف عبادتوں کی ادائیگی پر ہی نہیں بلکہ ان کی نیتوں پر ثواب عطا کرتا ہے اور ان تمام وسائل پر بھی نیکیاں مرتب کرتا ہے جو عبادتوں کی ادائیگی کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ انہیں وسائل میں سے عبادت کی غرض سے مسجد کی طرف جانا بھی ہے۔ حدیث رسول ﷺ میں عبادت کی غرض سے مسجد جانے کی فضیلت کافی آئی ہوئی ہے خاص کر وہ افراد جو مسجد میں دور دراز سے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کا ہر قدم کے عوض میں ایک درجہ بلند کرتا اور ایک برائی مٹاتا ہے جتنی بار وہ مسجد میں عبادت کی غرض سے گیا ہے اتنی بار اللہ تعالیٰ کی جانب

سے اس کی ضیافت کی جائے گی۔ اور وہ افراد بہت ہی بدنصیب ہیں جو اذان اور اقامت سننے کے باوجود بھی مسجد نہیں جاپاتے ہیں بلکہ اپنے گھروں اور آفسوں میں ہی نماز ادا کر لیتے ہیں یا سرے سے نمازوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مسجد جانے کی کافی فضیلت ہے۔
- باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت ہے۔
- جو شخص دور سے نماز کے لئے مسجد میں آتا ہے اس کے لئے نیکیاں زیادہ ہیں بہ نسبت اس شخص کے جو قریب سے آتا ہے۔
- بندے کو عبادت کے لئے وسائل اختیار کرنے اور اس کے مقدمات پر نیکیاں دی جاتی ہیں۔

☆☆☆

گھر سے نکلنے کی دعا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ. فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ، فَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ، فَيَقُولُ شَيْطَانٌ آخَرُ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ. (اخرجه أبو داود والترمذي).

سنن أبو داود: كتاب الأدب، باب مايقول إذا خرج من بيته، سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ماجاء مايقول إذا خرج من بيته، وقال هذا حديث حسن صحيح غريب، وصححه الالباني في صحيح سنن الترمذي: (٣٤٢٦).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اپنے گھر سے نکلے اور یہ دعا پڑھے (بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) (اللہ کے نام سے، میں اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتا ہوں۔ کسی شر اور برائی سے بچنا اور کسی نیکی یا خیر کا حاصل ہونا اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔) تو اس وقت اسے یہ کہا جاتا ہے: تجھے ہدایت ملی، تیری کفایت کی گئی اور تجھے (ہر بلا سے) بچا لیا گیا۔ چنانچہ شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور وہ دوسرے شیطان سے کہتا ہے تیرا داؤ ایسے آدمی پر کیونکر چلے گا جسے ہدایت دی گئی اور کفایت کر دی گئی اور اسے بچا لیا گیا۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ. (اخرجه أبو داود والترمذي).

سنن أبو داود: كتاب الأدب، باب مايقول إذا خرج من بيته، سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب منه (بسم الله توكلت على الله...)، هذا حديث حسن صحيح، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه:(٣٨٨٤)۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے گھر سے نکلتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ دعا پڑھتے :(اللّٰهُمَّ إنِّي أعُوذُبِكَ أن اَضِلَّ أو أُضَلَّ أوأزِلَّ أو أُزَلَّ، أو اَظْلِمَ أو أُظْلَمَ أو اَجهَلَ أو يُجْهَلَ عَلَيَّ) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کردیا جاؤں، یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں، یا ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے، یا کوئی جہالت کا کام کروں یا کوئی مجھ سے جہالت کا برتاؤ کرے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ سے گھروں سے نکلتے وقت کچھ اذکار ثابت ہیں جنہیں پڑھ کر انسان ہر طرح کی مصیبت و پریشانی سے محفوظ رہتا ہے اور شیطانوں کے مکر وفریب سے بچا رہتا ہے یہی نہیں بلکہ ان کے پڑھنے پر کافی اجر وثواب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ جب گھروں سے نکلیں تو رسول اکرم ﷺ سے ثابت شدہ دعاؤں کو ضرور پڑھ لیا کریں اور اس کے پڑھنے میں سستی نہ کریں اور بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کو یاد کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- گھروں سے نکلتے وقت مسنون دعا پڑھنا مستحب ہے۔
- یہ دعا اللہ کی اجازت سے مسلمان کو شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ رکھے گی۔

☆☆☆

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا

عَنْ أَبِی حُمَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب مايقول إذا دخل المسجد.

ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِی أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" اے اللہ! اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔ اور جب باہر نکلے تو کہے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ" اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا طلب گار ہوں۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، قَالَ: أَقَطْ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ فَإِذَا قَالَ ذٰلِکَ، قَالَ الشَّيْطَانُ حُفِظَ مِنِّی سَائِرَ الْيَوْمِ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداود: كتاب الصلاة، باب مايقول الرجل عند دخوله المسجد، وصححه الألبانی فی صحیح سنن أبی داود: (٤٦٦)۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہا کرتے تھے: "أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" میں شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے، میں اس کے انتہائی محترم چہرے اور اس کے سلطان قدیم کی پناہ لیتا ہوں۔ فرمایا صرف یہی کہوں، میں نے کہا ہاں۔ انسان جب یہ کہہ لیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ آج سارے دن کے لئے یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. (أخرجه ابن ماجه).

سنن ابن ماجه، كتاب المساجد والجماعات، باب الدعاء عند دخول المسجد، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (۷۷۲۷).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور کہے: "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" "اے اللہ! اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے"۔ اور جب باہر نکلے تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور کہے: "اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرجيم" "اے اللہ! مجھ کو شیطان سے بچا"۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ سے مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا ثابت ہے اور آپ ﷺ نے اس کے پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے، اس دعا میں اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کیا گیا ہے اور شیطانوں کے شر سے نمازیوں کو محفوظ رکھنے کی دعا کی گئی ہے۔

فوائد:

- مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت مسنون دعا پڑھنا مستحب ہے۔
- اس دعا کے ذریعہ ان شاء اللہ مسلمان شیطانوں کے مکر وفریب سے محفوظ رہے گا۔
- اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کافی فضیلت ہے۔

☆☆☆

مسجد کے آداب

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ. فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ. أَوْإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ. فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ: أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا . (متفق علیه)

صحيح بخاری: كتاب الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة وغيرها.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ قبلہ کی جانب کچھ تھوک دیکھا تو آپ پر سخت ناگوار گزراحتی کہ اس کا اثر آپ کے چہرۂ مبارک پر دیکھا گیا آپ خود کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک سے صاف کیا اور ایک روایت میں سنگریزہ سے صاف کرنے کا ذکر ہے پھر فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے لہذا تم میں سے کوئی بھی (بحالت نماز) اپنے قبلے کی طرف نہ تھوکے بلکہ بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے (تھوک سکتا ہے) پھر آپ نے اپنی چادر کے ایک کنارے میں تھوکا اور چادر کے دوسرے حصہ سے اسے رگڑ دیا پھر آپ نے فرمایا کہ یا اس طرح کرلے۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا. (متفق علیه)

صحيح بخاری: كتاب الصلاة، باب كفارة البزاق فى المسجد، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة وغيرها.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَالَّةً فَقُولُوا: لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ. (اخرجه الترمذی)

سنن ترمذی: أبواب البيوع عن رسول الله، باب النهي عن البيع في المسجد، هذا حديث حسن غريب، وصححه الألباني في المشكاة: (۷۳۳) وفي الإرواء (۱۴۹۵).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی شخص کو دیکھے کہ مسجد میں وہ خرید وفروخت کر رہا ہے تو تم اس سے کہو: اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو گم شدہ چیز مسجد میں ڈھونڈھتے ہوئے دیکھے تو کہے اللہ کرے تیری چیز نہ ملے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ. يَعْنِي الثُّومَ. فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا (متفق علیہ)

صحیح بخاری: كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب نهي عن أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها مما له رائحة......

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا: جو شخص اس درخت سے کھائے (یعنی لہسن) تو وہ ہرگز ہماری مسجد میں نہ آئے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَ الثُّومَ وَ الْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب نهي عن أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها مما له......

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پیاز، لہسن، گندنا (ایک ترکاری کا نام ہے جو لہسن کے مشابہ ہوتی ہے) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب بالکل نہ آئے اس لئے کہ ایسی چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے جن سے

آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ. (اخرجه ابو داود).

سنن أبوداود: كتاب الصلاة، باب اتخاذ المساجد في الدور، سنن ترمذي: أبواب الصلاة، باب ماذكر في تطييب المسجد، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (٤٥٥).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور انہیں پاکیزہ، صاف ستھری اور معطر رکھا جائے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰهُ عنهما قال: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أُمِرتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدَ، قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى. (اخرجه ابو داود).

سنن أبودلود: كتاب الصلاة، باب في بناء المساجد، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (٤٤٨) ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مسجدوں کو پختہ بنانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم انہیں (یعنی مساجد کو) ضرور مزین کرو گے جیسے کہ یہود ونصاریٰ نے (اپنے عبادت خانے) مزین کئے ہیں۔

تشریح:

اس روئے زمین پر سب سے اچھی جگہ مسجد ہوتی ہے جو یقیناً ذکر اور نماز کے لئے بنائی گئی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب جگہ ہے اس لئے اس کے کچھ خاص آداب ہیں جن کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں کی ہے اور فرمایا کہ جب کوئی چیز انسان کی غائب ہو جائے تو وہ مسجد میں نہ تلاش کرے اسی طرح مسجدوں میں گندگی نہ پھیلائی جائے اور نہ ہی اس میں تھوکا جائے اور نہ ہی کوئی چیز خرید وفروخت کی جائے اور نہ ہی اس میں بیہودہ باتیں کی جائیں بلکہ مسجد جن مقاصد اور غرض وغایت کے لئے بنائی گئی ہے اس میں وہی

کام کیا جائے یعنی نماز، ذکر واذکار اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ۔ نیز مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اسے ہمیشہ صاف وستھرا اور خوشبوؤں سے معطر رکھنا چاہئے اسی طرح اس میں آنے جانے والے نمازیوں کو بھی اپنی اور اپنے کپڑوں کی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے اس میں کچی پیاز، لہسن اور مولی کھا کر نہیں آنا چاہئے نیز بیڑی سگریٹ اور حقہ وغیرہ پی کر آنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ ساری چیزیں استعمال کرنے کے بعد انسان کے منہ سے بو آتی ہے جو دوسروں کو بری لگتی ہے جب ان چیزوں کی بو ایک انسان کو خراب لگتی ہیں جو انہیں کے جنس سے ہیں تو فرشتوں کو مزید تکلیف ہوتی ہوگی اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ان چیزوں کے استعمال کے بعد ہمیں مسجدوں میں نماز کے لئے آنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ نیز آپ ﷺ نے مسجدوں میں بہت زیادہ نقش ونگار کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

فوائد:

- مسجدوں میں تھوکنا منع ہے اگر کوئی شخص تھوکے تو اسے دفن کردے۔
- مسجدوں میں خرید وفروخت حرام ہے کیونکہ مسجدوں میں خرید وفروخت کرنے والے پر آپ ﷺ نے بددعا کی ہے۔
- مسجدوں میں گم شدہ چیزوں کا اعلان کرنا ناجائز ہے۔
- بدبودار آدمی کو مسجد میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔
- مسجدوں کی لمبی چوڑی تعمیر اور اس کے نقش ونگار میں مبالغہ آرائی سے کام لینا مکروہ ہے۔
- مسجدوں کو خوشبوؤں سے معطر کرنا اور اسے صاف وستھرا رکھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

نماز کے ارکان وواجبات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِيْن﴾(سورۂ بقرہ: آیت:۲۳۸)۔

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون﴾(سورۂ حج: آیت:۷۷)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدرِيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مِفْتَاحُ الصَّلاةِ الطُّهُوْرُ، وَتَحرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ، وَلاَ صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالحَمْدِ، وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيرِهَا. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذی:أبواب الصلاة،باب ما جاء فی تحریم الصلاة وتحلیلها، ح: ۲۳۸، وقال هذا حدیث حسن، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه: (۲۷۵-۲۷۶)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت ہے، اور اس کی حرمت تکبیر تحریمہ ہے، اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔ اور جس نے سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت فرض نماز یا اس کے علاوہ کسی نفل نماز میں نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ

فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ السَّلَامَ ،قَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى فعلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ الرَّجُلَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا عَلِّمْنِي، قَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الأذان،باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلاة کلها فی الحضر. صحیح مسلم: کتاب الصلاة،باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رکعة وإنه إذا لم یحسن الفاتحة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد اس نے آکر نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور واپس آکر پھر آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ دوبارہ جا کر نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ آخر اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے آپ مجھے سکھلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو (پہلے) تکبیر تحریمہ کہہ پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ، اس کے بعد رکوع کر اور پوری طرح رکوع میں چلا جا۔ پھر سر اٹھا

اور پوری طرح کھڑا ہو جا۔ پھر جب تو سجدہ کرے تو پوری طرح سجدہ میں چلا جا۔ پھر (سجدہ سے) سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ جا۔ دوبارہ بھی اسی طرح سجدہ کر۔ یہی طریقہ نماز کی تمام (رکعتوں میں)اختیار کر۔

تشریح:

نماز تمام مسلم مرد وعورت پر فرض ہے لیکن اس کے کچھ ارکان وواجبات ہیں جن کی معرفت ہر مسلم مرد وعورت کے لئے لازم وضروری ہے۔ رکن کا مطلب یہ ہے کہ جس کے سہواً چھوٹ جانے یا قصداً ترک کرنے کی وجہ سے نماز سرے سے نہیں ہوتی جب تک کہ اسے دوبارہ ادا نہ کر لیا جائے۔ واجبات کا مطلب یہ ہے کہ اگر سہواً یا بھول کر کوئی واجب چھوٹ جائے تو اسے دوبارہ لوٹانا نہیں ہے بلکہ سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔

نماز کے چودہ ارکان ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) قدرت ہو تو کھڑے ہونا (۲) تکبیر تحریمہ (۳) سورہ فاتحہ کا پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا (۶) سجدہ کرنا (۷) سجدے سے پوری طرح اٹھنا (۸) دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا (۹) تمام ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا (۱۰) تمام ارکان کو ترتیب سے ادا کرنا (۱۱) آخری تشہد (۱۲) آخری رکعت مں تشہد کے لئے بیٹھنا (۱۳) قعدۂ اخیرہ میں نبی کریم ﷺ پر درود بھجنا (۱۴) دائیں بائیں سلام پھیرنا۔

اور نماز کے آٹھ واجبات ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے علاوہ ساری تکبیرات (۲) امام اور منفرد کے لئے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا (۳) امام، مقتدی اور منفرد کے لئے" ربنا ولک الحمد "

کہنا (۴) رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہنا (۵) سجدہ میں "سبحان ربی الاعلی" کہنا (۶) دونوں سجدوں کے درمیان "رب اغفرلی" کہنا (۷) تین یا چار رکعتوں والی نماز میں پہلا تشہد کرنا (۸) التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارکان وواجبات کو صحیح طریقے سے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- رکن کے چھوٹ جانے پر اسے دوبارہ لوٹانا ضروری ہے سجدۂ سہو اس کے لئے کافی نہیں ہے۔
- واجبات کے چھوٹ جانے پر اس کی تلافی سجدۂ سہو سے ہو جائے گی۔

☆☆☆

نماز کی فضیلت

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : بُنِيَ الاِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلاَةِ، وَاِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ البَيتِ، وَصَومِ رَمَضَانَ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: كتاب الإيمان، باب بنى الإسلام على خمس، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام ودعائمه العظام.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کا اقرار کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ وَيُؤتُوا الزَّكَاةَ، فَاِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَأَموَالَهُم اِلَّا بِحَقِّ الاِسْلَامِ وَحِسَابُهُم عَلَى اللّٰهِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الإيمان، باب فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقول لا إله إلا الله محمد رسول الله.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑائی کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ جب یہ کام کرلیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلئے سوائے اسلامی حقوق

کے اور ان کا حساب لینا اللہ کے اوپر ہے۔

وَعَن أَبِی هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَومَ القِيَامَةِ مِن أَعمَالِهِم الصَّلاةُ قَالَ: يَقُولُ رَبُّنَا عَزَّوجَلَّ لِمَلائِكَتِهِ وَهُوَ أَعلَمُ أُنظُرُوا فِي صَلاةِ عَبدِي أَتَمَّهَا أَم نَقَصَهَا؟ فَإِن كَانَت تَامَّةً كُتِبَت لَهُ تَامَّةً وَإِن كَانَ انتَقَصَ مِنهَا شَيئًا قَالَ أُنظُرُوا هَل لِعَبدِي مِن تَطَوُّعٍ فَإِن كَانَ لَهُ تَطَوُّعٍ قَالَ: أَتِمُّوا لِعَبدِي فَرِيضَتَهُ مِن تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تُؤخَذُ الأَعمَالَ عَلٰى ذَاكَ. (اخرجه ابوداود).

سنن أبوداود: كتاب الصلاة، باب قول النبي ﷺ كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود:(٢٥٧١)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ ان کی نماز ہوگی۔ ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ (پہلے ہی) خوب جاننے والا ہے میرے بندے کی نماز دیکھو! کیا اس نے اس کو پورا کیا ہے یا اس میں کوئی کمی ہے چنانچہ وہ کامل ہوگی تو پوری کی پوری لکھ دی جائے گی اور اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو فرمائے گا کہ دیکھو! کیا میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نفل ہوئے تو وہ فرمائے گا کہ میرے بندے کے فرضوں کو اس کے نفلوں سے پورا کردو پھر اسی انداز سے دیگر اعمال لئے جائیں گے۔

تشریح:

کلمہ توحید کے بعد اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال میں سب سے افضل اور سب سے محبوب عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کو انسان کے خون اور مال کی حفاظت کا ضامن بتایا ہے، قیامت کے دن بندوں کے اعمال میں سے سب سے

پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا اگر انسان نماز میں کامیاب ہو گیا تو اسے نجات مل گئی اگر خدانخواستہ اس کی نماز اچھی نہیں رہی نماز کے بارے میں سستی و کاہلی سے کام لیا یا نماز نہیں پڑھی تو وہ قیامت کے دن خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا یعنی نماز ہی پر اس کی کامیابی اور ناکامی موقوف ہے۔

فوائد:

- نماز قائم کرنا مسلمانوں کے خون کی حفاظت کا سبب ہے۔
- قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

☆☆☆

نماز چھوڑنے پر تنبیہ

ارشادِ ربانی ہے: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ (سورۂ مریم: آیت ۵۹)۔

ترجمہ: پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ. (متفق علیه)

صحيح بخاري: كتاب الإيمان، باب فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لاإله إلا الله محمد رسول الله.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑائی کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ جب یہ کام کر لیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے، سوائے اسلامی حقوق کے اور ان کا حساب لینا اللہ کے اوپر ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم. كتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة.

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ نماز انسان اور شرک و کفر کے درمیان حد فاصل ہے۔

وَعَن بُرَيدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: العَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُم الصَّلاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ .(اخرجه الترمذى)

سنن ترمذی: أبواب الإيمان عن رسول الله، باب ماجاء فى ترك الصلاة وقال هذا حديث حسن صحيح غريب، وصححه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه:(١٠٧٩).

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمارے اور کافروں ومنافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔

تشریح:

اسلام میں نماز کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے۔ یہ مومن کی پہچان ہے، رسول اکرم ﷺ نے اس کے چھوڑنے یا سستی کرنے سے ڈرایا اور دھمکایا ہے نیز یہ بھی بتلایا کہ نماز کی ادائیگی اور عدم ادائیگی ہی ایمان اور کفر، مومن اور منافق کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے، علماء کے درمیان یہ مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے کہ نماز ترک کرنے والا کفر اصغر کا مرتکب ہے یا کفر اکبر کا، نماز چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟ آیا مکمل طور پر نماز کو چھوڑ دینا ہے جیسا کہ بعض افراد نماز مکمل طریقے سے نہیں پڑھتے، یا کسی سستی وکاہلی کی بنا پر کسی ایک فرض نماز کا چھوڑنا ہے جیسا کہ بعض دفعہ بعض لوگ کرتے ہیں بہرحال ہمیں نماز کی حفاظت کرنی چاہئے کیونکہ نماز کا اہتمام کرنے والے ہی حقیقت میں کامیاب ہیں نہ کہ وہ افراد جو دنیا میں بہت ساری اولاد، مال ومتاع، جاہ ومنصب اور اونچے خاندان والے ہیں۔

فوائد:

- نماز ترک کرنے والے کے لئے سخت وعید ہے۔
- نماز کا چھوڑنا اور ترک کرنا کفر ہے۔

☆☆☆

باجماعت نماز کا وجوب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامُ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ. (متفق علیه).

صحيح بخاري: كتاب الأذان، باب فضل صلاة العشاء في الجماعة، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعه وبيان التشديد في التخلف عنها۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافقین پر سب سے ثقیل وبوجھل نمازیں، عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں اگر ان کو علم ہو جائے کہ ان دونوں میں حاضر ہونے کا کتنا (عظیم) اجر وثواب ہے تو یہ لازماً ان کے لئے آتے خواہ ان کو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا۔ میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دوں پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو، جس کے ساتھ لکڑیوں کا گھٹا ہو، لے کر ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ہیں، اوران کے گھروں کو ان کے سمیت آگ لگادوں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّي فِي بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ فَأَجِبْ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب يجب إتيان المسجد على من سمع النداء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ساتھ کوئی رہنما نہیں ہے جو مجھے مسجد تک رہنمائی کیا کرے، اس لئے آپ ﷺ سے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں نماز اپنے گھر میں پڑھ لیا کروں، تو آپ ﷺ نے رخصت دیدی، لیکن جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم کو اذان کی آواز سنائی دیتی ہے؟ کہا، ہاں! تو آپ ﷺ نے کہا: تب تو تمہارے اوپر مسجد میں آنا واجب ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالىٰ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُم ﷺ سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُم صَلَّيْتُم فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَىٰ مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَىٰ بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ . (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس کو قیامت کے دن مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی خوشی ہو تو ضروری ہے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے اور جہاں اذان ہوتی ہو (وہیں ادا کرے)۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کردیئے ہیں اور یہ نمازیں بھی انہی میں سے ہیں اگر تم ان کو

گھر میں پڑھنے لگو جیسے فلاں جماعت کا چھوڑنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو بیشک تم نے اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیا اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑا تو بیشک تم گمراہ ہو جاؤ گے اور جو بھی آدمی وضو کرتا ہے اور اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک قدم کے عوض میں ایک نیکی لکھتا اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی ایک برائی مٹاتا ہے۔ اور میں اپنے لوگوں کو دیکھتا تھا تو دیکھتا کہ پکا منافق ہی نماز باجماعت سے پیچھے رہتا ہے اور آدمی دو شخصوں کے کاندھوں پر لایا جاتا تھا یہاں تک کہ صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

تشریح:

باجماعت نماز ادا کرنا اسلام کے شعائر میں سے ہے اس میں عظیم فائدے ہیں۔ باجماعت نماز کے وجوب پر اور اسے مسجدوں میں پڑھنے کے تعلق سے بیشمار احادیثیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اس نے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگی لیکن آپ ﷺ نے اسے اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ مسجد میں نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ لہذا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور اہل نفاق کی مشابہت سے بچیں۔

فوائد:

- مردوں پر باجماعت نماز ادا کرنا واجب ہے۔
- باجماعت نماز نہ ادا کرنا منافق کی علامت ہے۔

☆☆☆

باجماعت نماز کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : صَلاةُ الرَّجُلِ فِي الجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلاتِهِ فِي بَيتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمسًا وَعِشرِينَ ضِعفًا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحسَنَ الوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى الْمَسْجِدِ، لاَ يُخرِجُهُ إِلاَّ الصَّلاةُ لَم يَخطُ خُطوَةً إلاَّ رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ المَلائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيهِ، مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلاَ يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلاةَ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة المكتوبة في جماعة وفضل إنتظار الصلاة وكثرة الخطا إلى المساجد.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس (۲۵) درجہ زیادہ بہتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کا راستہ پکڑتا ہے اور سوائے نماز کے اور کوئی دوسرا ارادہ اس کا نہیں ہوتا، تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لئے برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم کر اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو۔

وَعَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلاةُ الجَمَاعَةِ تَفضُلُ صَلاةَ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشرِيْنَ دَرَجَةً. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل الجماعة.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز ا کیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ. (اخرجه ابوداؤد).

سنن ابوداود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، وحسنه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد: (٥٤١)۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس گاؤں یا بستی میں تین آدمی ہوں اور جماعت نہ قائم کریں تو شیطان ان پر مسلط ہوجاتا ہے لہذا جماعت کو ضروری سمجھو کیونکہ بھیڑیا بچھڑی ہوئی بکری کو کھاتا ہے۔

تشریح:

باجماعت نماز کی کافی اہمیت ہے اور اس میں خاص وعام سب کے لئے فائدے بھی ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی رغبت دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی باجماعت نماز تنہا نماز پڑھنے سے پچیس یا ستائیس گنا زیادہ افضل ہے نیز جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا شیطان کے مکر وفریب سے بچنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔

فوائد:

- باجماعت نماز کی زیادہ فضیلت ہے۔
- باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے۔
- انسان کا باجماعت نماز ادا نہ کرنا اس پر شیطان کے غالب ہونے کا سبب ہے۔

☆☆☆

نماز کے لئے آرام وسکون سے جانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ الإِقَامَةَ فَامْشُوْا إِلَى الصَّلاةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ وَلاَ تُسْرِعُوا فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا. (متفق علیه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب لا يسعى إلى الصلاة وليأت بالسكينة والوقار، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة والنهي عن إتيانها.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم لوگ تکبیر کی آواز سن لو تو نماز کے لئے (معمولی چال سے) چل پڑو۔ سکون اور وقار کو (بہر حال) لازم پکڑے رکھو اور دوڑ کے مت آؤ۔ پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو، اور جو نہ مل سکے اسے بعد میں پورا کرلو۔

وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخبَرَهُ قَالَ: بَينَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ جَلَبَةً فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: اسْتَعْجَلنَا إِلَى الصَّلاةِ، قَالَ فَلاَ تَفْعَلُوا، إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلاةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة والنهي عن إتيانها سعيا.

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے خبر دی ہے کہ ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ نے جلبہ: یعنی تیز چلنے کی آواز یا چیخ سنی تو فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے؟ تو صحابۂ کرام نے کہا ہم لوگوں نے نماز کے لئے جلدی کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کرو، جب تم نماز کے لئے چلو تو سکون

اور وقار کو لازم پکڑے رکھو، پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو اور جو نہ مل سکے اسے بعد میں پورا کرلو۔

تشریح:

نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد آنے کے کچھ آداب ہیں جن کی رعایت ہر نمازی کو کرنی چاہئے بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ پہلی رکعت یا کسی بھی رکعت کو پانے کے لئے انسان بہت ہی تیزی کے ساتھ مسجد میں آتا ہے اور اگر امام رکوع کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ اپنے قدموں کو تیزی سے رکھتا ہے یا کھانستا ہے تاکہ امام کو پتہ چل جائے کہ کچھ افراد رکوع میں شامل ہونا چاہتے ہیں تاکہ وہ رکوع میں دیر تک رہے۔ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ اسے سوچنا چاہئے کہ وہ ایک اہم عبادت کے لئے نکلا ہے جس میں وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اس لئے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے چلنے کے انداز کو پُرسکون اور پُروقار بنائے اور جتنی نماز اسے ملے اسے ادا کرے اور جتنی چھوٹ جائے اسے بعد میں پوری کرے کیونکہ یہی چیزیں اس کی نماز میں خشوع وخضوع کا باعث ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کے لئے اطمینان اور آرام سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز کے لئے سکون واطمینان سے چلنے کا حکم ہے۔
- نماز کے لئے تیزی سے چلنا منع ہے اگرچہ رکوع پانے ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔
- نماز کا جو حصہ مل جائے پڑھ لینا چاہئے اور جو حصہ چھوٹ جائے اسے بعد میں پورا کرلینا چاہئے۔

☆☆☆

نماز کے لئے جلدی جانے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ، مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وإنتظار الصلاة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کا راستہ پکڑتا ہے اور سوائے نماز کے اور کوئی دوسرا ارادہ اس کا نہیں ہوتا، تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لئے برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم کر اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَا

سْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعلَمُونَ، مَا فِي التَّهْجِيرِ لاَسْتَبَقُوا إِلَيهِ، وَلَوْ يَعلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا (متفق علیه)

صحيح بخاری: كتاب الأذان باب الاستهام فی الأذان، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها فضل الأول فالأول منها والازدحام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کیا ثواب ہے پھر اپنے لئے قرعہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے اور اگر لوگوں کو علم ہو جائے نماز کے لئے جلدی آنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں گے اور اگر جان لیں کہ عشاء اور فجر با جماعت ادا کرنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور ان دونوں (کی جماعت) میں آئیں گے اگر چہ سرین کے بل چل کر آنا پڑے۔

تشریح:

اسلام میں نماز کے لئے جلدی جانے کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر لوگوں کو نماز میں جلدی جانے کا اجر معلوم ہو جائے تو لوگ اسے حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کریں گے اسی طرح اگر پہلی صف کا ثواب معلوم ہو جائے تو پہلی صف میں پہنچنے کے لئے قرعہ ڈالیں گے۔اللہ تعالیٰ نماز کے لئے مسجد جلدی جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز میں جلدی جانے کی بڑی عظمت وفضیلت ہے
- نماز کے انتظار میں کافی نیکیاں ہیں۔

☆☆☆

تحیۃ المسجد

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الصلاۃ باب إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُم الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب استحباب تحیۃ المسجد برکعتین و کراھۃ الجلوس قبل صلاتھما.

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ: يَا سُلَيْكُ، قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا، ثُمَّ قَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الجمعۃ، باب من جاء والإمام یخطب صلی رکعتین خفیفتین، صحیح مسلم: کتاب الجمعۃ، باب التحیۃ والإمام یخطب.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں آئے اور بیٹھ گئے اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے کہا: یا سلیک، اٹھو اور دو رکعت ہلکی نماز پڑھو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو یا خطبہ کے لئے نکل چکا ہو تو وہ دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

تشریح:

حدیث میں تحیۃ المسجد کی کافی اہمیت آئی ہوئی ہے یعنی جو بھی شخص مسجد میں کسی

بھی وقت داخل ہو اسے چاہئے کہ بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز ادا کر لے حتی کہ خطبہ جمعہ کے دوران بھی اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوئے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ بیٹھنے سے قبل دو ہلکی رکعت نماز ادا کر لے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے فرمایا تھا اسی طرح اگر کوئی شخص عصر یا فجر کے بعد مسجد میں آئے تو اسے بھی دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھنا چاہئے جب کہ ان دونوں نمازوں کے بعد کوئی نفلی نماز نہیں ہوتی ہے۔

فوائد:

- جو مسجد میں بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔
- مسجد میں داخل ہوتے وقت دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اگرچہ امام جمعہ کا خطبہ ہی کیوں نہ دے رہا ہو۔

☆☆☆

نماز کی پہلی صف کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ، مَا فِی التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الأذان ،باب الاستهام فی الأذان، صحیح مسلم: کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها فضل الأول فالأول منها والازدحام......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کیا ثواب ہے پھر اپنے لئے قرعہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے اور اگر لوگوں کو علم ہو جائے نماز کے لئے جلدی آنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں گے اور اگر جان لیں کہ عشاء اور فجر با جماعت ادا کرنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور ان دونوں (کی جماعت) میں آئیں گے اگرچہ سرین کے بل چل کر آنا پڑے۔

وَعَنْ أَبِی سَعِيدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ رَأَى فِی أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِی وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها فضل الأول فالأول منها والازدحام.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو پچھلی صف میں دیکھ کر فرمایا: میرے قریب آؤ اور پہلی صف پوری کرو پھر دوسری صف والے تمہاری پیروی کریں اور جو لوگ ہمیشہ پیچھے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بھی ان کو پیچھے رکھے گا۔

وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ

صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها فضل الأول فالأول منها والازدحام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر صف پہلی ہے اور سب سے بری آخری ہے اور خواتین کے لئے سب سے بری صف پہلی صف ہے (جب مردوں کی صفیں ان کے قریب ہوں) اور سب سے اچھی صف پچھلی صف ہے۔ (جو کہ مردوں سے دور ہو)۔

تشریح:

باجماعت نماز کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے اور جو افراد امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ سے نماز میں شامل ہوتے ہیں ان کی فضیلت وخصوصیت اور ہی زیادہ ہے اور وہ اشخاص بلند مرتبت اور اعلیٰ مقام کے حامل ہیں جو نماز کی پہلی صف میں ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف کی اہمیت وفضیلت کو بیان فرمایا اور اس کی ترغیب دلائی ہے نیز فرمایا ہے کہ مردوں کی سب سے افضل صف پہلی صف ہے اور سب سے قبیح اور بری صف آخری صف ہے۔ اور جان بوجھ کر پہلی صف سے پیچھے رہنے والے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل سے کافی دور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ پہلی صف میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز میں آگے اور پہلی صف میں رہنے کی بڑی فضیلت ہے۔
- مردوں کی سب سے بہترین صف پہلی اور سب سے بری صف آخری صف ہے۔
- رسول اکرم ﷺ نے پہلی صف سے پیچھے رہنے والوں کو رحمت الٰہی سے دوری کا سبب بتایا ہے۔

☆☆☆

صفوں کی درستگی

عَن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلاَ تُصَفُّونَ كَمَا تُصَفُّ المَلاَئِكَةُ عِندَ رَبِّهَا عَزَّوَجَلَّ؟ فَقُلنَا يا رَسُولَ اللّٰهِ: وَكَيفَ تُصَفُّ المَلاَئِكَةُ عِندَ رَبِّهَا ؟ قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الأُوَلَ وَ يَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة والنهي عن الإشارة باليد---

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس طرح صف بندی کرو جس طرح بارگاہ الٰہی میں فرشتے صف بستہ رہتے ہیں۔ ہم لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیسے فرشتے بارگاہِ الٰہی میں صف بندی کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ سب سے پہلے اگلی صف پوری کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

وَعَن أَبِي مَسعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلاَةِ وَيَقُولُ: اِستَوُوا وَلاَ تَختَلِفُوا فَتَختَلِفَ قُلُوبُكُم، وَلِيَلِنِي مِنكُمْ أُولُو الأَحلاَمِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُم ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها فضل الأول فالأول منها والازدحام.

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے برابر کھڑے ہو اور آگے پیچھے نہ رہو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ نیز میرے قریب وہ کھڑے ہوں جو سمجھدار اور عقلمند ہوں اور پھر جوان سے قریب ہوں اور پھر وہ جوان سے قریب ہوں عقل اور سمجھ میں۔

وَعَن أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاَةِ. (متفق عليه).

صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها فضل الأول فالأول منها والازدحام.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنی صفیں برابر رکھا کرو کیونکہ صف کی برابری سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔

وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَآنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّونَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ. (اخرجه مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها فضل الأول فالأول منها والازدحام.

سماک بن حرب نے کہا کہ میں نے نعمان بشیر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں برابر کیا کرتے تھے حتی کہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ان سے تیر کی لکڑی برابر فرمارہے ہیں یہاں تک کہ آپ نے دیکھا ہم نے یہ بات آپ ﷺ سے سیکھ لی پھر ایک روز آپ نماز کے لئے نکلے اور کھڑے ہوئے۔ آپ تکبیر تحریمہ کہنے ہی والے تھے کہ اتنے میں آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا سینہ صف سے نکلا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ کے بندو! تم لوگ ضرور بالضرور اپنی صفیں برابر کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں مخالفت ڈال دے گا۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ. (اخرجه البخاري).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف.

انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صفیں برابر کرلو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص اپنا مونڈھا اپنے ساتھی کے مونڈھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔

تشریح:

حدیث میں صف بندی کی بہت زیادہ اہمیت آئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے کندھوں کو کندھوں سے اور قدموں کو قدموں سے ملائے اور ایک دوسرے کے بیچ میں جگہ نہ چھوڑے بلکہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا ہو۔ آج مسجدوں میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے مل کر نہیں کھڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی کندھا ملاتے ہیں بلکہ اگر کوئی شخص ان سے اپنا قدم ملانا چاہتا ہے تو وہ اپنے قدموں کو سمیٹتے ہوئے چلے جاتے ہیں جبکہ اس مسئلے میں نبی کریم ﷺ کے عمل کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نمازیوں کے سینوں اور کندھوں کو اپنے ہاتھ سے برابر کرتے تاکہ صف درست رہے۔ صحابہ کرام صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ کوئی خلا باقی رہتا اور نہ کوئی ٹیڑھا پن ظاہر ہوتا۔

امام کو چاہیئے کہ تکبیر تحریمہ سے قبل نمازیوں کو آپس میں مل کر کھڑے ہونے کی تاکید کرے اور صفوں کو خود درست کرائے اسی لئے امام ایسا ہونا چاہیئے جو صاحب علم، باعمل اور باوقار بھی ہو کہ دینی امور میں اپنے سے چھوٹوں اور بڑوں کی بالفعل اصلاح کر سکے، نوعمر، علم وعمل میں کوتاہ اماموں کے لئے صفوں کی درستگی بالعموم مشکل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صفوں کی درستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صف کی درستگی رسول اکرم ﷺ کے حکم کے بموجب واجب ہے۔
- صفوں میں ٹیڑھا پن رحمت الٰہی سے دوری کا سبب ہے۔
- صف کی عدم درستگی نمازیوں کے قلوب میں اختلاف کا ذریعہ ہے۔
- صف کی درستگی نماز کی صحت کی علامت ہے۔

☆☆☆

نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: تَفْضُلُ صَلاةُ الْجَمِيعِ صَلاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا وَتَجْتَمِعُ مَلائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلاةِ الْفَجْرِ . ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ (إِنَّ قُرآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا) (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة،صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة،باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها وأنها فرض كفاية.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز اکیلے پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے۔ اور رات و دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم پڑھنا چاہو تو (سورۂ بنی اسرائیل) کی یہ آیت پڑھو ﴿إِنَّ قُرآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودا﴾ یعنی فجر میں قرآن پاک کی تلاوت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَثْقَلَ صَلاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلاةُ الْعِشَاءِ وَصَلاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْيَعلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوهُمَا وَلَو حَبْوًا، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ انطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُم حُزَمٌ مِنَ حَطَبٍ إِلَى قَومٍ لا يَشْهَدُونَ الصَّلاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيهِم بُيُوتَهُم بِالنَّارِ . (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب الأذان،باب فضل العشاء جماعة،صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة،باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها وأنها فرض كفاية.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافقین پر سب

سے ثقیل و بوجھل نمازیں، عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں اگر ان کو علم ہو جائے کہ ان دونوں میں حاضر ہونے کا کتنا (عظیم) اجر وثواب ہے تو یہ لازماً ان میں شامل ہوتے خواہ ان کو سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا۔ میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دوں پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں کچھ آدمیوں کو، جن کے ساتھ لکڑی کا گٹھا ہو، لے کر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ہیں، اوران کے گھروں کو ان کے سمیت آگ لگا دوں۔

وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى العِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيلِ، وَمَن صَلَّى الفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيلَ كُلَّهُ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح فى جماعة.

عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔

وَعَنْ جُنْدُبِ بنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى صَلاةَ الصُّبحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلاَ يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَن يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يُكِبُّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح فى جماعة.

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے

صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے۔سو اللہ اپنی پناہ میں سے کسی چیز کا مطالبہ تم سے نہ کرے کیونکہ اللہ جس سے اپنی پناہ میں سے کچھ طلب کرلے گا تو اس کو گرفت میں لے لے گا پھر چہرے کے بل اس کو واصل جہنم کردے گا (یعنی اگر اس کو ستاؤ گے جو صبح کی نماز پڑھ چکا ہے تو گویا اللہ کی پناہ میں خلل ڈالا اور اس کا حق تلف کیا)۔

تشریح:

تمام نمازوں کی فضیلت برحق ہے ہر نماز کا ثواب اللہ تعالیٰ نے لکھ رکھا ہے لیکن فجر کی نماز کا معاملہ بہت ہی اہم ہے کیونکہ یہ دن کی پہلی نماز ہوتی ہے اور اس کی ادائیگی کے لئے انسان کو کافی محنت کرنی پڑتی ہے اسے اپنی گہری نیند اور نرم نازک بستر کو چھوڑنا پڑتا ہے اسی لئے اس نماز کی اہمیت دیگر نمازوں سے الگ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نماز میں رات ودن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں پس جس نے فجر کی نماز با جماعت ادا کی اور اس نے عشاء کی نماز بھی با جماعت پڑھی تو گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔اور جو فجر کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ کی حفظ وامان اور ذمہ داری میں رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں فجر کی نماز با جماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جس نے فجر اور عشاء کی نماز با جماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔
- فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔
- نماز فجر منافقوں پر بھاری ہے۔
- جس شخص نے نمازِ فجر با جماعت ادا کیا وہ اللہ کی حفظ وامان میں رہا۔

☆☆☆

فجر کی نماز میں قراءت لمبی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴾ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۸)۔

ترجمہ: اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ، وَكَذٰلِكَ الصُّبْحِ. (متفق علیه)

صحیح بخاری: كتاب الأذان، باب إذا أسمع الإمام آية، صحیح مسلم: كتاب الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر.

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو نماز پڑھاتے تھے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے تھے اور ظہر کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی ہوتی ایسا ہی صبح کی نماز میں کرتے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنْزِيلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾. (متفق علیه)

صحیح بخاری: كتاب الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة، صحیح مسلم: كتاب الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز

میں ﴿الٓمٓ تَنْزِيلُ﴾ اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ آيَةً. (اخرجه مسلم)۔

صحیح مسلم: كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح.

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ (۶۰) سے ایک سو (۱۰۰) آیات تک پڑھا کرتے تھے۔

وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا. (اخرجه ابوداؤد)

سنن أبو داود: كتاب الصلاة، باب الرجل يعيد سورة واحدة في الركعتين، وحسنه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (۸۱۶).

قبیلہ جہینہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی دونوں رکعتوں میں سورۂ زلزلہ پڑھتے ہوئے سنا۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ سے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ہر نماز کے بارے میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورتوں کی قراءت ثابت ہے۔ پہلی رکعت کی سورتیں دوسری رکعت کے بہ نسبت لمبی ہوتی تھیں لیکن فجر کی نماز کے تعلق سے آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ اس میں دوسری نمازوں کے بہ نسبت لمبی قراءت کرتے تھے کیونکہ اس میں رات و دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھار چھوٹی سورتیں بھی پڑھنی ثابت ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تعلیم دینے کی غرض سے آپ ﷺ نے ایک ہی سورت یعنی سورۂ زلزلہ کو دو رکعت میں بھی پڑھا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک ہی سورت کو دو رکعت میں پڑھے تو جائز ہے۔ اسی طرح

جمعہ کو فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ انسان کی تلاوت ثابت ہے۔

فوائد:

- فجر کی نماز میں لمبی قراءت کرنا مستحب ہے۔
- کبھی کبھار چھوٹی سورتوں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
- سورۂ انسان اور سورۂ سجدہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھنا سنت ہے۔
- ایک ہی سورت دونوں رکعتوں میں پڑھنا جائز ہے۔

☆☆☆

فجر کی سنت کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماهما تطوعا.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کسی نفل نماز کی فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔

وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، وَبَدَا الصُّبْحُ، رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما.

حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، صبح کی نماز کے لئے جب موذن اذان دیتا اور صبح واضح ہو جاتی ہے، تو رسول اکرم ﷺ ہلکی سی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

رَجُلاً يُصَلِّي بَعْدَ صَلاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، فَصَلَّيْتُهُمَا الآنَ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. (اخرجه ابوداود).

سنن أبوداود: كتاب التطوع، باب من فاتته متى يقضيها وصححه الألباني في صحيح أبي داود: (١٢٦٧).

قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز فجر کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز فجر کی دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ آدمی نے جواب دیا کہ جو دو رکعتیں اس سے پہلے ہوتی ہیں وہ میں نے نہیں پڑھی تھیں لہذا اب وہ پڑھی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ خاموش رہے۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے نفلی عبادتوں اور سنتوں پر عمل کرنا فرض قرار نہیں دیا ہے لیکن اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کے فضائل بیان کئے ہیں نیز انہیں فرائض کی کمی وکوتاہی کے ازالے کا سبب بتلایا ہے اس لحاظ سے سنتوں اور نفلی عبادتوں کی بڑی اہمیت ہے اور قرب الٰہی کے حصول کا ایک سبب۔ رسول اللہ ﷺ نے فرائض سے پہلے یا بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے: دو رکعت فجر سے پہلے، چار رکعت ظہر سے پہلے، اور دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد۔ ان سنتوں کی اہمیت وفضیلت بہت زیادہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص فرائض کے علاوہ ان بارہ رکعت کو ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ حالتِ سفر میں سنتیں نہیں پڑھنی چاہئے لیکن آپ ﷺ نے فجر کی سنت سفر میں کبھی ترک نہیں کی ہے بلکہ اس پر مداومت برتی ہے اور اپنے ساتھیوں کو اس کی ترغیب بھی دی

ہے نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ سنت دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ دوسری سنتوں کے مقابلے میں فجر کی سنتوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔نیز یہاں پر ایک مسئلہ کی وضاحت بھی کردینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت ہورہی ہو تو ایسی صورت میں کسی کے لئے سنت یا نفل پڑھنا جائز نہیں اگرچہ یقین ہو کہ سنتوں کے بعد پہلی رکعت پالوں گا یہی حکم فجر کی سنتوں کا بھی ہے۔کسی انسان کے لئے جماعت کے دوران مسجد کے زاویہ یا باہر صحن میں سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو جس حالت میں ہے اسی حالت میں سنت کو چھوڑ کر جماعت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور فجر کی سنت کو بعد میں پڑھ لے جیسا کہ حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ بعد میں سنت پڑھنے والوں کو آپ ﷺ نے کچھ نہیں کہا۔اللہ تعالیٰ ہمیں جماعت کے ثواب کو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز فجر سے قبل دو رکعت سنت پڑھنا ثابت ہے۔
- اس سنت کی عظیم فضیلت ہے۔
- فجر کی نماز کے بعد اس کی ادائیگی جائز ہے۔
- جماعت کھڑی ہونے کی صورت میں کوئی نفلی نماز نہیں ہے۔

☆☆☆

فجر کی سنت کے احکام

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى إِنِّي لَأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب التهجد، باب مایقرأ فی رکعتی الفجر.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی (فرض) نماز سے پہلے دو (سنت) رکعتوں کو بہت مختصر کرتے تھے۔ میں (دل میں) کہتی کہ آپ نے ان رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھی بھی یا نہیں؟

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب استحباب رکعتی سنة الفجر والحث علیهما وتخفیفهما.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ اذان کی آواز سنتے تو دو رکعت پڑھتے اور ان میں تخفیف فرماتے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب استحباب رکعتی سنة الفجر والحث علیهما وتخفیفهما.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں میں یہ دو سورتیں پڑھیں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾.

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرأُ فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ بِ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ و ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (اخرجه أحمد).

مسند أحمد: كتاب باقي مسند الأنصار، حديث السيدة عائشة رضي الله عنها. (٦/١٨٤)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ فجر کی دو سنتوں میں یہ دوسورتیں پڑھتے تھے، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فِي الْأُولَى مِنْهُمَا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا......﴾ (البقرة: ١٣٦) الآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الآخِرَةِ منهما ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ٥٢) (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) میں سے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی یہ آیت پڑھتے ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا......﴾ (آخر تک)۔ اور دوسری رکعت میں ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ پڑھتے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ فجر کی سنت کو بہت ہلکی پڑھتے تھے۔ اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۂ کافرون، دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھتے، یا پہلی رکعت میں آیت: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ پڑھتے تھے۔

فوائد:

- فجر کی سنت کو ہلکی پڑھنا مستحب ہے۔
- فجر کی سنت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۂ کافرون، دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص، یا پہلی رکعت میں آیت: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ پڑھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

ظہر اور عصر کی قراءت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَأْتِي وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِمَّا يُطَوِّلُهَا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی الظهر والعصر.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی پھر جانے والا بقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر وضو کر کے آتا اور رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے اس قدر اس کو لمبا کرتے۔

وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب إذا أسمع الإمام آية، صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی الظهر والعصر.

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو نماز پڑھاتے تھے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے تھے اور ظہر کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی ہوتی اسی طرح صبح کی نماز بھی ہوتی۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ (اللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى) وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ

ذٰلِکَ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی الصبح.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ پڑھتے اور عصر میں بھی اتنی بڑی سورتیں پڑھتے اور فجر کی نماز میں اس سے لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں اوساط مفصل کی سورتیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ ظہر کی پہلی رکعت کو اتنی لمبی کرتے کہ آدمی اقامت کے بعد بیت الخلاء کے لئے جاتا اور پھر قضاء حاجت سے فارغ ہو کر اور وضو بنانے کے بعد پہلی رکعت میں آ کر شامل ہو جاتا یعنی اسے پہلی رکعت مل جاتی اور دوسری رکعت کو پہلی رکعت کے بہ نسبت ہلکی کرتے تھے۔

فوائد:

- نماز ظہر کی پہلی رکعت کو دوسری رکعت کے بنسبت لمبی کرنا مستحب ہے۔
- ظہر اور عصر کی نماز میں اوساط مفصل کی سورتوں کا پڑھنا سنت ہے۔

☆☆☆

نمازِ عصر کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلاَةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۳۸)۔

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلاَئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلاَئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَ يَجْتَمِعُونَ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ وَصَلاَةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُم. وَهُو أَعْلَمُ بِهِمْ. كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

(متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات اور دن میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔ اور فجر اور عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور رخصت پانے والوں کا) اجتماع ہوتا ہے۔ پھر تمہارے پاس رہنے والے فرشتے جب اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالی پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے، کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے تب وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔

وَعَنْ جَرِيْرِ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا يَومًا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ

ﷺ اِذْ نَظَرَ اِلٰی الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: أَمَا اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا، یَعْنِیْ الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ، ثُمَّ قَرَأَ جَرِیْرٌ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب قوله وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیهما۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا کہ تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو اب دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی زحمت بھی نہیں ہوگی، پس اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے والی نماز (فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز (عصر) سے تمہیں کوئی چیز روک نہ سکے تو ایسا ضرور کرو۔ پھر جریر نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ پس (سورۂ طٰہ: آیت ۱۳۰) اور اپنے پروردگار کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے۔

وَعَنْ أَبِیْ بَکْرٍ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاة، باب فضل صلاة الفجر، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیهما۔

ابوبکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (وقت پر) پڑھیں (فجر اور عصر) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب التبکیر بالصلاۃ فی یوم غیم.

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، اس کا نیک عمل ضائع ہوگیا۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے عصر کی نماز کو بیچ والی نماز کہا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے مداومت کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے عصر کی نماز کی محافظت کرنے والے کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے نیز اسے ترک کردینے پر عمل کے برباد ہونے اور نیکیاں کے ضائع ہونے کی خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عصر کی نماز کی حفاظت اور اس پر مداومت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- عصر کی نماز کی کافی فضیلت ہے۔
- عصر کی نماز کی محافظت کرنا دخولِ جنت کا سبب ہے۔
- عصر کی نماز نہ پڑھنے والے کے لئے سخت وعید ہے۔
- عصر کی نماز ہی بیچ والی نماز ہے۔

☆☆☆

مغرب کی نماز میں جلدی اور عشاء کی نماز میں تاخیر کرنا

عَنْ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي المَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس.

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مغرب کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھ کر جب واپس ہوتے (تو اتنا اجالا باقی رہتا تھا کہ) ایک شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا۔

وَعَنْ أبِي أيّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لاَ تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيرٍ .أوْ قَالَ: عَلَى الفِطْرَةِ .مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا المَغْرِبَ إلٰى أنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومِ. (اخرجه ابو داود).

سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب وقت المغرب، وقال الألباني حسن صحيح في صحيح سنن أبي داود: (٤١٨)۔

ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہے گی یا فرمایا کہ فطرت پر رہے گی جب تک نماز مغرب میں اتنی دیر نہیں کرے گی کہ خوب تارے نکل آئیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: أعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيلِ حَتّٰى نَامَ أهلُ المسجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى وقَالَ: إنَّهُ لَوَقْتُهَا لَولاَ أنْ أشُقَّ عَلَى أُمَّتِي. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب وقت العشاء وتأخيرها.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء دیر میں پڑھائی یہاں تک کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا اور لوگ سو گئے پھر آپ ﷺ نکلے اور نماز

پڑھائی اور فرمایا اس کا وقت یہی ہے۔ اگر مجھے اپنی امت پر مشکل کا خیال نہ ہوتا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب وقت العشاء وتأخیرها.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز عشاء کو پڑھانے میں تاخیر کیا کرتے تھے۔

تشریح:

نماز کو اس کے اول وقت پر ادا کرنا سب سے افضل عمل ہے رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور اس کے لئے لوگوں کو ابھارتے تھے۔ مغرب کی نماز میں جلدی کرنا خیر کی علامت ہے لیکن اگر کسی وجہ سے اسے تاخیر کرنا چاہیں تو اسے غروب شفق سے پہلے تک موخر کر سکتے ہیں ویسے اسے جلدی پڑھنا بہتر ہے ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ بعض مساجد میں دیکھا جاتا ہے کہ اذان ختم ہوتے ہی فوراً جماعت کے لئے اقامت شروع کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی شخص دو رکعت مغرب سے پہلے سنت پڑھنا چاہے تو اسے موقع نہیں ملتا۔ امام کو چاہئے کہ اذان اور اقامت میں کچھ وقفہ رکھے اور مغرب سے پہلے کی سنت کو زندہ کرے۔ عشاء کی نماز کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازیوں کے لئے مشکل نہ ہو تو اسے تاخیر سے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

فوائد:

- مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔
- مغرب کی نماز کو غروب شفق تک مؤخر کرنا ثابت ہے۔
- عشاء کی نماز کو رات کے تہائی حصہ تک مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز کی قراءت

عَنْ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ فِيْ الْمَغْرِبِ . (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب الجهاد والسير، باب فداء المشركين، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح.

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔

وَعَن جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَومَهُ، فَصَلّٰى لَيلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ العِشَاءَ ثُمَّ أَتٰى قَومَهُ فَأَمَّهُمْ، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ البَقَرَةِ، فَانحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى وَحدَهُ وَانصَرَفَ، فَقَالُوا لَهُ: أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَلَأُخبِرَنَّهُ، فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا أَصحَابُ نَوَاضِحَ نَعمَلُ بِالنَّهَارِ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ العِشَاءَ ثُمَّ أَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ البَقَرَةِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾، ﴿وَالضُّحٰى﴾، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾، وَ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب القراءة في العشاء.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر گھر آ کر اپنے لوگوں کی امامت کرتے وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے پھر اپنی قوم کی امامت کی اور سورۂ بقرہ شروع کر دی ایک

شخص نے، وہاں سے ہٹ کر سلام پھیر دیا اور اکیلے نماز پڑھ کر چلا گیا، لوگوں نے کہا تو منافق ہو گیا ہے؟ وہ بولا نہیں، اللہ کی قسم! میں منافق نہیں ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور جاؤں گا اور آپ سے ماجرا بیان کروں گا پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم اونٹوں والے ہیں دن بھر اونٹوں سے پانی نکالتے ہیں اور معاذ آپ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے اور سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ معاذ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے معاذ! کیا تو فسادی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ ﴿وَالضُّحٰى﴾ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ پڑھا کر۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى العِشَاءَ الآخِرَةَ فَقَرَأَ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَينِ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيتُونِ﴾.
(متفق علیہ).

صحیح بخاری: كتاب الأذان، باب القراءة في العشاء، صحیح مسلم: كتاب الصلاة، باب القراءة في العشاء.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سفر میں تھے اور عشاء کی پہلی دو رکعت میں سے کسی ایک رکعت میں آپ نے ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيتُونِ﴾ پڑھی۔

تشریح:

نبی ﷺ مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں پڑھتے تھے کبھی مغرب کی نماز میں قصار مفصل سے پڑھتے تو کبھی طوال مفصل سے پڑھتے، البتہ عشاء کی نماز میں آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾، ﴿وَالضُّحٰى﴾،

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾، ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ کو پڑھا اور انہیں زیادہ لمبی قراءت کرنے سے منع فرمایا۔لیکن اگر امام ان سورتوں کے علاوہ کسی بھی وقت کوئی بھی سورت یا آیت پڑھنا چاہے یا پڑھتا ہے تو جائز ہے لیکن امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے لمبی یا چھوٹی سورت پڑھنی چاہئے۔سورۂ حجرات سے سورۂ ناس تک کی سورتوں کو ''مفصل'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لئے کہ ان میں (بسم اللہ) سے فصل کا تکرار ہے۔سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک ''طوال مفصل''،سورۂ بروج سے لے کر سورۂ بینہ تک ''اوساط مفصل'' اور سورۂ بینہ سے لے کر سورۂ ناس تک ''قصار مفصل'' کہلاتی ہیں۔

فوائد:

- کبھی کبھی مغرب کی نماز میں قراءت لمبی کرنا مشروع ہے۔
- عشاء کی نماز میں اوساط مفصل کی سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔
- قراءت کو اتنی لمبی کرنا کہ لوگوں کے لئے بھاری ہو خلاف سنت ہے۔

☆☆☆

اقامت کے بعد امام کا کسی وجہ سے تاخیر کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ، فَقَالَ: عَلٰى مَكَانِكُمْ، فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الأذان، باب إذا قال الإمام مكانكم حتى رجع انتظروه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نے فرمایا کہ نماز کے لئے اقامت کہی جا چکی تھی اور لوگوں نے صفیں سیدھی کر لی تھیں۔ پھر رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور آگے بڑھے۔ لیکن حالت جنابت میں تھے (مگر پہلے خیال نہ رہا) اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ غسل کئے ہوئے تھے اور سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَعَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ . (أخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الأذان، باب الكلام إذا أقيمت الصلاة.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ تکبیر ہو چکی تھی، اتنے میں ایک شخص نبی کریم ﷺ سے راستہ میں ملا اور آپ کو نماز کے لئے تکبیر کہی جانے کے بعد بھی روکے رکھا۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ. (أخرجه البخاري) .

صحيح بخاري: كتاب الأذان، باب الإمام تعرض له الحاجة بعد الإقامة.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لئے تکبیر ہو چکی تھی اور نبی ﷺ کسی شخص سے مسجد کے ایک گوشے میں چپکے چپکے کان میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لائے تو لوگ سو رہے تھے۔

تشریح:

اقامت اور تکبیر کہنے کے بعد اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آ جائے تو امام نماز کو کچھ دیر کے لئے مؤخر کر سکتا ہے اور پھر دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیش آیا تھا کہ تکبیر کے بعد آپ ﷺ مسجد کے زاویہ میں کسی سے باتیں کر رہے تھے اور آپ ﷺ کے آنے کے بعد دوبارہ اقامت نہیں کہی گئی بلکہ پہلی اقامت سے ہی نماز پڑھی گئی۔

فوائد:

- کسی ضرورت کے پیش نظر امام کا اقامت کے بعد تاخیر کرنا جائز ہے۔
- نماز قائم کرنے کے لئے پہلی اقامت کافی ہے دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆☆☆

حالتِ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ ؟ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ : لَيَنْتَهِيَنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الأذان،باب رفع البصر إلى السماء فى الصلاة، صحيح مسلم: كتاب الصلاة،باب النهى عن رفع البصر إلى السماء فى الصلاة.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے نہایت سختی سے روکا۔ یہاں تک آپ نے فرمایا کہ لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کی بینائی اچک لی جائے گی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ. (اخرجه ابو داؤد).

سنن أبو داؤد: كتاب الصلاة: باب الالتفات فى الصلاة، وصححه الألبانى فى صحيح سنن أبى داود:(٩١٠)۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اچکنا ہے۔ اس کو شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔

تشریح:

نماز میں خشوع وخضوع ضروری ہے جب تک یہ چیزیں انسان میں نہیں پائی

جائیں گی اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ حالتِ نماز میں زیادہ حرکت نہ کریں ادھر اُدھر نہ دیکھیں، اپنی نظر کو سجدے کی جگہ پر مرکوز رکھیں، کپڑوں کو بار بار درست نہ کریں اور نہ ہی اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھائیں کیونکہ یہی چیزیں اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور نماز کے خشوع وخضوع کو برباد اور ختم کرنے والی ہیں۔ اہل ایمان نماز کے دوران اگر یہ سوچیں کہ شاید یہ میری آخری نماز ہو یا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں یا اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے تو ایسی صورت میں خشوع وخضوع کا کافی اہتمام رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کو بہت سکون واطمینان کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز میں کثرت سے حرکت کرنا اور اِدھر اُدھر دیکھنا منع ہے۔
- نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا منع ہے۔
- حالتِ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے والے پر سخت وعید آئی ہے۔

☆☆☆

نماز کا طریقہ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ السَّلَامَ ،قَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَعَلَيكَ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا عَلِّمْنِي، قَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان،باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلاة كلها فی الحضر. صحيح مسلم: كتاب الصلاة،باب وجوب قراءة الفاتحة فی كل ركعة وإنه إذا لم يحسن الفاتحة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد اس نے آکر نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور واپس آکر پھر آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ دوبارہ جا کر نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ آخر اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے آپ مجھے سکھلا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو (پہلے) تکبیر کہہ پھر قرآن مجید میں سے جو

کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ، اس کے بعد رکوع کر اور پوری طرح رکوع میں چلا جا۔ پھر سر اٹھا اور پوری طرح کھڑا ہو جا۔ پھر جب تو سجدہ کرے تو پوری طرح سجدہ میں چلا جا۔ پھر (سجدہ سے) سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ جا۔ دوبارہ بھی اسی طرح سجدہ کر۔ یہی طریقہ نماز کی تمام (رکعتوں میں) اختیار کر۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ رَأَيتُ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلاةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ، وَلا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلا حِينَ يَرفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب إلى أين يرفع يديه، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع کرتے اور تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھا کر لے جاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور "رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ" کہتے۔ سجدہ کرتے وقت یا سجدہ سے سر اٹھاتے وقت اس طرح رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا. (اخرجه أبوداود و الترمذی).

سنن ابوداود: كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، سنن ترمذی: أبواب الصلاة، باب ماجاء فی نشر الأصابع عند التكبير و صححه الألبانی فی صحيح سنن أبی داود: (۷۵۳).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے اٹھاتے۔

تشریح:

نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کے کچھ آداب وسنن ہیں جن کی رعایت ہر نمازی کو کرنا چاہیئے اور اسی طرح کچھ ارکان بھی ہیں جن کے بغیر سرے سے نماز نہیں ہوگی۔ انہیں ارکان میں سے تکبیر تحریمہ یعنی نماز شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر کہنا بھی ہے، بغیر تکبیر تحریمہ کے خواہ سہواً ہو یا قصداً اسے ترک کردینے سے نماز نہیں ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے تکبیر تحریمہ کا طریقہ یہ بتلایا ہے کہ نمازی اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھائے اور پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے پر باندھے۔ بعض حضرات تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک نہیں اٹھاتے بلکہ اپنے سینے یا پیٹ کے مقابل اٹھا کر نیت باندھ لیتے ہیں یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ یہاں پر ایک اہم پوائنٹ کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے بعض علماء نے نماز کی نیت الفاظ کے ساتھ کرنے کی تعلیم دی ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ تکبیر تحریمہ کے وقت زبان سے نماز کی نیت کرتے ہیں جبکہ اس کی کوئی دلیل نہیں، بسا اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ آدمی نیت کرنے میں مشغول ہوتا ہے اور اس کی سورۂ فاتحہ بھی چلی جاتی ہے جبکہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بھی نماز کے ارکان میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق دے تا کہ ہماری نماز درست اور اللہ کے دربار میں مقبول ہو۔

فوائد:

- تکبیر تحریمہ نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔
- تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا مستحب ہے۔
- نماز کے لئے الفاظ کے ساتھ نیت کرنا بدعت ہے۔

☆☆☆

نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأذان،باب وضع الیمنیٰ علی الیسری فی الصلاۃ.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کوحکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں۔

وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ،باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الإحرام تحت......

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بایں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔اور بحالت قیام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" پڑھ کر رفع الیدین کیا اور پھر آپ ﷺ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ

الیُسریٰ عَلٰی الیُمنٰی فَرَآہُ النَّبِیُّ ﷺ فَوَضَعَ الیُمنٰی عَلٰی الیُسریٰ . (أخرجه ابو داود).

کتاب الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة، إسناده صحيح، وصححه الألبانی فی صحيح سنن أبی داود (۷۵۵).

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ کو داہنے پر رکھ کے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

تشریح:

اسلام نے نمازیوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھیں کیونکہ یہی سنت نبوی ہے نیز یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے لئے نہایت عاجزی، انکساری اور خشوع وخضوع کی علامت بھی ہے اور نماز میں حاضر دماغی اور خشوع وخضوع پر معاون بھی ثابت ہوتی ہے۔

فوائد:

- داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر باندھنا مستحب ہے۔
- دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

تکبیر تحریمہ کے بعد کی دعائیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ هُنَيْهَةً قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب مايقول بعد التكبير، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب مايقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان تھوڑی دیر چپ رہتے تھے۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ اس تکبیر اور قراءت کے درمیان کی خاموشی کے بیچ میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھتا ہوں ”اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ“ ۔ اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی مشرق اور مغرب میں ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھوڈال۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا

اسْتَفْتَحَ الصَّلاةَ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلاَإِلٰهَ غَيْرُكَ. (اخرجه ابو داود و الترمذی).

سنن ابوداود: كتاب الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، سنن ترمذی: أبواب الصلاة، باب مايقول عند افتتاح الصلاة وصححه الألبانی فی صحيح سنن أبی داود: (٧٧٦)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر تحریمہ کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلاَإِلٰهَ غَيْرُكَ"۔ پاک ہے تو اے اللہ! اور تیری ہی حمد ہے اور تیرا نام بابرکت ہے اور بلند ہے تیری شان اور نہیں کوئی عبادت کے لائق تیرے سوا۔

تشریح:

اہل ایمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء استفتاح یعنی دعاء ثنا پڑھیں کیونکہ اس کا پڑھنا سنت ہے دعاء ثنا کا مطلب اللہ رب العزت کی حمد بیان کرنی ہے۔ اور دعاء ثنا میں تنوع پیدا کرنا مستحب ہے بشرطیکہ وہ دعا رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہو تا کہ تمام دعاؤں کے اوپر عمل ہو جائے۔ پھر أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کسی دوسری سورت کو پڑھ کر نماز کی ابتداء کرنی چاہیئے۔

فوائد:

- نمازی کے لئے دعاء ثنا کا پڑھنا مستحب ہے۔
- نبی ﷺ سے ثابت دعائے ثناء کو ادل بدل کر پڑھنا چاہیئے۔

☆☆☆

سورۂ فاتحہ پڑھنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾(سورۂ نحل: آیت ۹۸)۔

ترجمہ: قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها في الحضر، صحيح مسلم: كتاب الصلاة باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وإنه إذا لم يحسن الفاتحة.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ. ثَلَاثًا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصلاة باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وإنه إذا لم يحسن الفاتحة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے۔ یہ تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان باب جهر الإمام بالتأمين، صحيح مسلم: كتاب الصلاة باب التسميع والتحميد والتأمين.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کے آمین کے ساتھ ہوئی تو اس کے پچھلے

تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِي : إِذَا قَالَ الإِمَامُ غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ، فَقُولُوا: آمِين.

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔

تشریح:

نمازی خواہ منفرد ہو یا امام یا مقتدی، حاضر ہو یا مسافر ہر ایک کے لئے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ تمام نہیں ہوتی۔ دوسری جگہ فرمایا جس نماز میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ قبول نہیں ہوتی۔ اس قسم کے مختلف الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے اس کا پڑھنا واجب اور فرض ہے الا یہ کہ کوئی اس کے پڑھنے سے عاجز ہو۔ اس حکم میں تمام قسم کی نمازیں چاہے وہ فرض ہوں یا نفل ہوں سب شامل ہیں۔ نیز رسول اکرم ﷺ نے سورۂ فاتحہ کے آخر میں بلند آواز سے آمین کہنے کے لئے بھی فرمایا ہے اور آمین کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ارکان نماز میں سے ہے بغیر اس کے نماز صحیح نہیں ہوتی۔
- سورۂ فاتحہ کے اختتام پر لفظ ''آمین'' بلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔

☆☆☆

ماہِ جمادی الاولیٰ

جمادی الاولیٰ

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں سخت سردی کی وجہ سے پانی جم جاتا تھا اس لئے اس کا نام جمادی پڑ گیا کیونکہ جمادی کے معنی جم جانے کے ہوتے ہیں اور زمانہ جاہلیت میں اس کا نام ''حنین'' یعنی چاہنے والا تھا۔

اہم واقعات: ● غزوہ بدر لأ ولی اسی ماہ ۲ھ میں پیش آیا ● غزوہ ذات الرقاع اسی ماہ ۴ھ میں پیش آیا ● سریہ زید بن حارثہ جسے عیص کی جانب بھیجا گیا تھا اسی ماہ ۶ھ میں روانہ کیا گیا ● واقعہ اجنادین اسی ماہ پیش آیا ● غزوہ مؤتہ اسی ماہ ۸ھ میں پیش آیا ● عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اسی ماہ ۸ھ میں ہوئی ● جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کی شہادت اسی ماہ ۸ھ کو ہوئی ● عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اسی ماہ ۷۳ھ کو شہید کیا گیا ● قسطنطنیہ کی فتح سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں اسی ماہ ۸۵۷ھ موافق ۱۴۵۳ء کو ہوئی ● امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی وفات ۱۹/ جمادی الاول ۹۱۱ھ موافق ۲۰/۱۰/۱۵۰۵ء کو ہوئی ● محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی وفات ۱۴ جمادی الاول ۱۴۳۰ھ کو ہوئی۔

☆☆☆

رکوع وسجدہ میں اطمینان ہونا چاہئے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ السَّلَامَ ،قَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰی کَمَا کَانَ صَلّٰی، ثُمَّ جَاءَ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَیهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَعَلَیکَ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰی فعلَ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِی بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَیْرَهٰذَا عَلِّمْنِیْ، قَالَ:إِذَا قُمْتَ إِلَی الصَّلَاةِ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرآنِ، ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِی صَلَاتِکَ کُلِّهَا. (متفق علیہ).

تخریج: صحیح بخاری: کتاب الأذان،باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم فی الصلاۃ کلها فی الحضر.
صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ،باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ وإنہ إذا لم یحسن الفاتحۃ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد اس نے آکر نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور واپس آکر پھر آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ دوبارہ جا کر نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ آخر اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے

ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے آپ مجھے سکھلایئے۔ آپ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو (پہلے) تکبیر تحریمہ کہہ پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ، اس کے بعد رکوع کر اور پوری طرح رکوع میں چلا جا۔ پھر سر اٹھا اور پوری طرح کھڑا ہو جا۔ پھر جب تو سجدہ کرے تو پوری طرح سجدہ میں چلا جا۔ پھر (سجدہ سے) سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ جا۔ دوبارہ بھی اسی طرح سجدہ کر۔ یہی طریقہ نماز کی تمام (رکعتوں میں) اختیار کر۔

وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّهُ أنا كُنتُ أحفَظُكُم لِصَلاَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُهُ كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيهِ حَذْوَ مَنْكِبَيهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيهِ مِنْ رُكْبَتَيهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتّٰى يَعُودَ كُلَّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيهِ غَيرَ مُفْتَرِشٍ وَلاَ قَابِضَهُمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَينِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد.

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی نماز کو آپ کے لئے پیش کرتا ہوں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے، جب آپ رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور پیٹھ کو جھکا دیتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جاتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلے ہوئے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ

کی طرف رکھتے۔ جب آپ دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر دیتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو آگے کر لیتے اور دائیں کو کھڑا کر دیتے پھر مقعد پر بیٹھتے۔

تشریح:

رکوع اور سجدہ نماز کے ارکان میں سے ہیں بغیر اس کے نماز صحیح نہیں ہوتی خواہ انسان رکوع اور سجدہ کو سہواً چھوڑے یا قصداً، جب تک اسے وہ دوبارہ نہیں کر لیتا ہے سجدہ سہو سے کام نہیں بنے گا کیونکہ سجدہ سہو سے صرف واجبات کی تلافی ہوتی ہے رکن کی نہیں البتہ رکن کی ادائیگی کے ساتھ سجدہ سہو بھی کرنا ہے نیز رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا بھی رکن میں شامل ہے۔ آج مساجد میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر و بیشتر افراد رکوع سے سیدھا کھڑے نہیں ہوتے بلکہ رکوع سے ذرا ہی اٹھتے ہیں اور سجدے میں چلے جاتے ہیں یہ عمل خلاف سنت ہے اور ایسی صورت میں رکن کا ترک لازم آتا ہے۔ رکوع کا طریقہ یہ ہے کہ سر اور پیٹھ بالکل برابر ہوں اور ہاتھوں سے گھٹنے کو پکڑے ہوئے ہوں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو جو اپنی نمازوں میں رکوع اور سجدہ کو جلدی جلدی کرتا تھا کو بار بار لوٹایا اور کہا پھر سے نماز پڑھ اور اسے صحیح ڈھنگ سے اطمینان کے ساتھ رکوع کرنے اور اس سے اٹھنے اور بالکل سیدھا کھڑا ہونے اور پھر سات اعضاء پر سجدہ کرنے کی تعلیم دی۔

لہذا مصلیان حضرات کو چاہئے کہ وہ رکوع اور سجود کو بہت ہی اطمینان سے کریں۔ اور رکوع سے بالکل سیدھا کھڑے ہوں پھر سجدے میں جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کے ارکان کی حفاظت کرنے اور سنت رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- رکوع اور سجدہ نماز کے ارکان ہیں۔
- رکوع سے بالکل سیدھا کھڑا ہونا بھی نماز کے ارکان میں شامل ہے۔
- رکوع کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سر اور پیٹھ بالکل برابر ہوں اور ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے رکھا جائے۔

☆☆☆

رفع الیدین کا بیان

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: رَأَيتُ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلاةِ فَرَفَعَ يَدَيهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ، وَلاَ يَفعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلاَ حِينَ يَرفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب إلى أين يرفع يديه، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع کرتے اور تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھا کر لے جاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب " سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور "رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ " کہتے۔ سجدہ کرتے وقت یا سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلاةِ رَفَعَ يَدَيهِ حَتّٰى تَكُونَا بِحَذْوِ مَنْكِبَيهِ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلاَ يَفْعَلُهُ حِينَ يَرفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرتے یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک

اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے تب بھی اسی طرح کرتے۔ البتہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

تشریح:

رفع الیدین کا مطلب ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا۔ نبی کریم ﷺ سے رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت اور پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے سے قبل ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے پچاس صحابہ کرام سے اس سنت کو نقل فرمایا ہے جن میں خلفاء راشدین اور عشرۂ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

لہذا نمازیوں کو چاہئے کہ وہ نبی ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے ان مقامات پر رفع الیدین کریں۔ اس کے علاوہ سجدے میں جاتے یا اٹھتے ہوئے یا کسی اور جگہ پر رفع الیدین کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔

فوائد:

- تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے اور پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے سے قبل رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔
- سجدے میں جاتے یا اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنا ثابت نہیں ہے۔

☆☆☆

رکوع وسجدے کی دعائیں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان،باب الدعاء في الركوع، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے رکوع اور سجود کے اندر "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" "اے ہمارے رب تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں تو مجھے بخش دے" کہتے تھے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے کے اندر "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ"" بہت پاک ہے بہت مقدس ہے فرشتے اور جبریل کا رب" کہتے تھے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، وَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصلاة،باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو! تم کو معلوم رہے کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔رکوع میں تم اپنے

رب کی بڑائی بیان کرو اور سجدہ میں خوب دعائیں کرو، وہ اس لائق ہیں کہ قبول کی جائیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ سجدے میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، پس تم سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعائیں کرو۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ) وَفِي سُجُودِهِ (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى) .

(أخرجه أبوداود وترمذي).

سنن ابوداود: كتاب الصلاة، باب مايقول الرجل في ركوعه وسجوده، سنن ترمذي: أبواب الصلاة، باب ماجاء في التسبيح في الركوع والسجود، وقال هذا حديث حسن صحيح وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (۸۷۱).

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" "میں اپنے بڑے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں" اور سجدے میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" "میں اپنے بلند پروردگار کی پاکی بیان کرتا ہوں" کہتے تھے۔

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے رکوع میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تعظیم بیان کرنے اور سجدے کی حالت میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے کی وصیت کی ہے اور فرمایا کہ انسان سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے ایسی حالت میں اسے عاجزی وانکساری اور خشوع

وخضوع کے ساتھ اللہ رب العالمین کی پاکی وتسبیح بیان کرتے ہوئے خوب دعائیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کی عاجزی وانکساری کے مطابق ثواب عطا فرماتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقے سے نماز پڑھنے اور دعا کرنے کا طریقہ سکھائے، ہمیں سجدے میں اپنی پاکی وبزرگی وعظمت بیان کرنے کی توفیق دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر صحیح ڈھنگ سے عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- رکوع میں کم از کم ایک بار "سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم" کہنا واجب ہے۔
- سجدے میں کم از کم ایک بار "سُبحَانَ رَبِّیَ الأعْلٰی" کہنا واجب ہے۔
- رکوع میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتسبیح بیان کرنا سنت ہے۔
- رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن مجید پڑھنا ممنوع ہے۔
- سجدے میں کثرت سے دعا کرنا مستحب ہے کیونکہ ایسی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ سے سب سے قریب ہوتا ہے۔

☆☆☆

رکوع کے بعد کی دعائیں

عَن أبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إذَا قَالَ الإِمَامُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَولَهُ قَولَ المَلائِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (اخرجه البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب الأذان،باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، صحیح مسلم: کتاب الصلاة،باب التسمیع والتحمید والتأمین.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جب امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہے تو تم "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الحَمْدُ" کہو۔ کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

وَعَن أبِی سَعِیدٍ الخُدرِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إذَا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّکُوعِ قَالَ: رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الأرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ العَبْدُ وکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ یَنْفَعُ ذَالجَدِّ مِنْکَ الجَدُّ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاة،باب مایقول إذا رفع رأسه من الرکوع.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے" رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الأرضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ العَبْدُ وکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لامَانِعَ لِمَا أعطَیتَ وَلاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ یَنْفَعُ ذَالجَدِّ مِنْکَ الجَدُّ "اے ہمارے پروردگار! تیرے لئے آسمان اور زمین بھر کے تعریف ہے اور پھر اس

کے بعد جو چیز بھر کے تو چاہے۔ تو لائق تعریف اور بزرگی والا ہے جو بندہ نے کہی ہے سب سے سچی بات ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ ہمیں جو تو عطا کرے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں۔ صاحب دولت کی دولت تجھ سے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي يَوْمًا وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟ قَالَ: أَنَا. قَالَ: رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد.

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہا تو ایک شخص نے پیچھے سے کہا "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ" آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کے کلمات کے لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ (اس سے ان کلمات کی فضیلت ثابت ہوتی ہے)۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے نماز سے متعلق اپنی امت کے لئے پوری تفصیل بیان کر دی ہے جسے صحابۂ کرام نے امانتداری کے ساتھ آپ ﷺ سے نقل فرما دیا ہے اس تفصیل میں

رکوع کے بعد اٹھنے کی دعا بھی شامل ہے آپ ﷺ نے ایک بار نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام سے پوچھا کہ کس نے یہ دعا "رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ" پڑھی ہے لوگ خاموش رہے ایک شخص نے جواب دیا کہ میں نے پڑھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ تیس سے زائد فرشتے ان کلمات کے لکھنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی دعائیں ثابت ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ رکوع سے اٹھنے کے بعد بھی دعائیں مشروع ہیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ رکوع سے اٹھنے کے بعد دعا کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ یہ خلاف شرع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رکوع سے اٹھنے کے بعد کی دعا کا اہتمام کرنے اور اسے یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- امام کے لئے رکوع سے اٹھتے وقت " سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ " کہنا مشروع ہے۔
- امام، منفرد اور مقتدی سب کے لئے رکوع کے بعد "رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ " کہنا مشروع ہے۔
- رکوع سے اٹھتے وقت ثابت شدہ دعاؤں کا پڑھنا سنت ہے۔

☆☆☆

سجدے کے احکام

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ- وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ- وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الأذان باب السجود علی الأنف، صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب أعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب وعقص الرأس.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر (اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا)، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔ اس طرح کہ ہم نہ کپڑے سمیٹیں نہ بال۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَنْبَسِطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الأذان باب لا یفترش ذراعیه فی السجود، صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب الإعتدال فی السجود ووضع الکفین علی الأرض ورفع المرفقین.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سجدہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور اپنے بازوؤں کو کتوں کی طرح نہ پھیلایا کرو۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ باب الإعتدال فی السجود ووضع الکفین علی الأرض ورفع المرفقین.

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ اور کہنیاں زمین سے اٹھا لے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بنِ مَالِكٍ بْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُو بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الصلاۃ، باب یبدی ضبعیه ویجافی فی السجود. صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب مایجمع صفة الصلاۃ وما یفتتح به ویختم به وصفة الرکوع.

عبداللہ بن بحینہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے اتنا جدا رکھتے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھلائی دیتی۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے سجدے کے احکام کے متعلق فرمایا کہ انسان جب سجدہ کرے تو اس بات کا خیال رکھے کہ اس کے ہاتھ اس کے پہلوؤں سے پوری طرح جدا ہوں نیز زمین پر اپنے ہاتھوں کو کتوں کی طرح نہ پھیلائے بلکہ اپنی کہنیوں کو کھڑا رکھے۔ اور سجدے کی حالت میں ہاتھ اور قدموں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرے۔ اور سات اعضاء پر سجدہ کرے۔ جس کی تفصیل یہ ہے: پیشانی مع ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔ موجودہ دور میں نمازیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر پیشانی زمین پر رکھی ہے تو ناک اٹھی ہوئی ہے اور اگر ناک زمین پر ہے تو پیشانی اٹھی ہوئی ہے ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زمین پر بچھانا منع ہے۔
- سجدے کی حالت میں دونوں کہنیوں کو اٹھانا مشروع ہے۔
- سجدے کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا مستحب ہے۔
- سجدے کی حالت میں قدموں کو کھڑا رکھنے کی صورت میں انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرنا سنت ہے۔
- سات ا۱ع

سجدے کی فضیلت

عَنْ أَبِی طَلْحَۃ الیَعْمُرِی قَالَ لَقِیتُ ثَوبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ فَقُلْتُ أَخْبِرنِیْ بِعَمَلٍ أعمَلهُ یدْخُلنِی اللّٰہُ بِهِ الجَنَّةَ، فَقَالَ: سَأَلْتُ النَّبِیَ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ، فَقَالَ: عَلَیْکَ بِکَثْرَةِ السُّجُودِ فَإِنَّکَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰہِ سَجْدَۃً إِلَّا رَفَعَکَ اللّٰہُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْکَ بِهَا خَطِیئَةً. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیه.

ابوطلحہ یعمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے ایسا کوئی عمل بتلائیے کہ جس کے کرنے سے مجھے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے اس سے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو سجدہ بہت کیا کر اس واسطے کہ ہر ایک سجدہ سے اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا۔

وَعَن رَبِیعَةَ بنِ کَعبِ الأَسْلَمِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ قَالَ: کُنْتُ أَبِیْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَأَتَیهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِیْ: سَلْ: فَقُلتُ: أَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ، قَالَ: أَوْ غَیرَ ذٰلِکَ، قُلتُ هُوَ ذَاکَ. قَالَ: فَأَعِنِّی عَلَی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُودِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیه.

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا پس میں آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی اور حاجت کی چیزیں لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ اور بھی۔ میں نے عرض کیا بس یہی، آپ ﷺ نے فرمایا: (اچھا) کثرتِ سجود سے تو میری مدد کر۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ. (متفق علیه).

صحيح بخاري: كتاب الأذان بباب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، صحيح مسلم: كتاب الصلاة بباب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں وہ شخص جو (رکوع یا سجدہ میں) امام سے پہلے اپنا سر اٹھالیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح نہ بنادے یا اس کی شکل و صورت گدھے کی شکل وصورت کی طرح نہ بنادے۔

تشریح:

سجدہ عظیم عبادتوں میں سے ہے کیونکہ اس میں انسان اللہ تعالیٰ کے لئے نہایت درجہ عاجزی اور خضوع کا اظہار کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات کو بلند کرتا ہے اور اس کے عوض میں نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ نیز سجدے سے امام سے قبل سر اٹھانے سے منع کیا گیا ہے اور حدیث میں امام سے سبقت کرنے والے پر سخت وعید آئی ہے۔ لہذا نمازیوں کو چاہئے کہ وہ سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا اور گریہ وزاری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے اور امام کی متابعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سبقت کرنے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- سجدے کی کافی فضیلت ہے۔
- سجدہ دخول جنت کا سبب ہے۔
- نماز میں امام سے سبقت کرنے والے پر سخت وعید آئی ہوئی ہے۔

دو سجدوں کے درمیان کی دعا

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ .(أخرجه ابن ماجة).

سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب مايقول بين السجدتين، وصححه الألباني في الإرواء:(٣٣٥)۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان "رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ" کہتے تھے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ. (اخرجه ابوداود والترمذي).

أبو داؤد: كتاب الصلاة، باب الدعاء بين السجدتين،سنن الترمذي: أبواب الصلاة، باب ما يقول بين السجدتين، ح ٢٨٤، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (٨٩٨)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" "اے اللہ تو مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھ کو عافیت دے، اور مجھے ہدایت دے، اور مجھے روزی دے" کہتے تھے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ جب پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرے سجدے میں جانے سے قبل بیچ میں اتنی دیر تک بیٹھتے جتنی دیر تک پہلے سجدے میں رہتے اور اس میں دعا بھی پڑھتے

تھے اور یہ دعا امام، منفرد اور مقتدی سب کو شامل ہے۔ اگر کسی نے صرف "رَبِّ اغْفِرْلِیْ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ" ہی پڑھ لیا تو بھی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کے پڑھنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا نماز کا رکن ہے۔
- دو سجدوں کے درمیان دعائیں پڑھنا واجب ہے۔

☆☆☆

تشہد میں بیٹھنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالقِرَاءَةِ بِـ(الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ) وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ، وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ اِفْتِرَاشَ السَّبُعِ، وَكَانَ يَخْتِمُ صَلَاتَهُ بِالتَّسْلِيمِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصلاة،باب مايجمع صفه الصلاة وما يفتتح به ويختم به وصفة الركوع.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز اللہ اکبر کہہ کر اور قراءت ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو سر کو اونچا نہ رکھتے نہ نیچا بلکہ بیچ میں (پیٹھ کے برابر رکھتے)، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھا بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد (قعدے میں) التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھا کر داہنا پاؤں کھڑا کرتے اور شیطان کی بیٹھک سے منع کرتے اور اس بات سے بھی منع کرتے تھے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم کرتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ

لِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُهُ كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتّٰى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأذان،باب سنة الجلوس فی التشهد.

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی نماز کو آپ کے لئے پیش کرتا ہوں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے، جب آپ رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور پیٹھ کو جھکا دیتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوجاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہوجاتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ پھیلے ہوئے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے، پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھتے۔ جب آپ دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کردیتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو آگے کرلیتے اور دائیں کو کھڑا کردیتے پھر مقعد پر بیٹھتے۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّسُولُ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ، وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب صفه الجلوس فی الصلاة وکیفیة وضع الیدین علی الفخذین.

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنے بائیں قدم کوران اور پنڈلی کے درمیان رکھتے اور دائیں قدم کو کھڑا رکھتے، اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے اور پھر اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ احادیث میں تشہد میں بیٹھنے کے طریقہ کی وضاحت فرمائی ہے کہ جب نمازی پہلے تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنے بائیں قدم کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنے قدم کو کھڑا رکھے اور جب آخری تشہد کے لئے بیٹھے تو بائیں قدم کو آگے کر لے یعنی دائیں قدم کے نیچے سے داہنی جانب کر لے اور اپنے سرین پر بیٹھے اور داہنے قدم کو پہلے تشہد کی طرح کھڑا رکھے اس آخری بیٹھک کو تورک کہتے ہیں۔ اور یہ طریقہ مرد و عورت ہر ایک کے لئے یکساں ہے۔ دونوں کی بیٹھک میں کوئی فرق نہیں ہے۔

فوائد:

- دوسرا تشہد یعنی سلام سے پہلے والا تشہد نماز کا ایک رکن ہے۔
- پہلے تشہد میں داہنے قدم کو کھڑا رکھنا اور بائیں قدم کو بچھا کر اس پر بیٹھنا مستحب ہے۔
- آخری تشہد میں بائیں قدم کو دائیں پیر کے نیچے سے نکال کر اپنے سرین پر بیٹھنا سنت ہے اس بیٹھنے کو تورک کہتے ہیں۔
- تشہد میں داہنے ہاتھ کو دائیں ران پر رکھ کر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا رکھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

تشہد کی دعائیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ، السلامُ علىٰ فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ النبيُّ ﷺ لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ. فَإِنَّكُم إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ أَو بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعجَبَهُ إِلَيهِ فَيَدْعُوا. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب مايتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے (السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلىٰ فُلَانٍ وَفُلَانٍ)، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہو کہ اللہ کے اوپر سلامتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی سلام ہے بلکہ تم یہ کہو (التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ) ''سب زبانی عبادتیں اور مالی وبدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں، کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سلام کہتے ہو تو آسمان یا آسمان کے درمیان اور زمین میں موجود اللہ کے تمام نیک بندوں کو یہ پہنچتا ہے'' أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" پھر جو مانگنا چاہے مانگے۔

وَعَنْ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: قَد عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبی ﷺ، صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی ﷺ بعد التشهد.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم ہے کہ کس طرح ہم آپ پر سلام بھیجیں لیکن ہم لوگ آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہو" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" اے اللہ تو اپنی رحمت نازل فرما محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر جیسی تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہم السلام پر تو بے شک بڑی تعریفوں والا اور بڑا بزرگ ہے۔ اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد (ﷺ) پر جیسی تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، تو بے شک بڑی تعریفوں والا اور بڑا بزرگ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُم فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. (أخرجه البخاري ومسلم).

صحيح بخاري: كتاب الأذان، باب الدعا قبل السلام، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه في الصلاة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تشہد میں بیٹھے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور کہے "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ" "الٰہی میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے تشہد میں پڑھی جانے والی دعاؤں کے متعلق فرمایا کہ نمازی تشہد میں سب سے پہلے (التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ......) پڑھے پھر درود وسلام (اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ......) پڑھے، اس کے بعد جہنم اور قبر کے عذاب نیز مسیح دجال اور موت وحیات کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔ ان دعاؤں کے علاوہ دیگر دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

فوائد:

- آخری تشہد اور اس کے لئے بیٹھنا نماز کے ارکان میں سے ہے۔
- تشہد میں التحیات اور درود شریف کا پڑھنا مشروع ہے۔
- تشہد میں جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی وموت کے فتنے اور دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

سلام پھیرنا

عَن سَعدِ بنِ أَبِی وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنتُ أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰی أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها.

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو آپ ﷺ کے گال کی سفیدی نظر آتی۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

(أخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الصلاة، باب ماجاء فی التسليم فی الصلاة وقال هذا حديث حسن صحيح، وصححه الألبانی فی صحيح سنن ابن ماجه:(٩١٤)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے " اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ"۔

وَعَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدِ، وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيرِهَا. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الصلاة، باب ما جاء فی تحريم الصلاة وتحليلها، ح: ٢٣٨، وقال هذا حديث حسن، وصححه الألبانی فی صحيح سنن ابن ماجه: (٢٧٥-٢٧٦)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت ہے، اور اس کی حرمت تکبیر تحریمہ ہے، اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔ اور جس

نے سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت فرض نماز یا اس کے علاوہ کسی نفل نماز میں نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَعَنْ شِمَالِهِ: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. (اخرجه ابو داؤد).

سنن أبو داؤد: كتاب الصلاة، باب في السلام، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (۹۹۷)۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی، آپ ﷺ دائیں جانب سلام پھیرتے تو کہتے "السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ" اور جب بائیں جانب سلام پھیرتے تو کہتے "السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ"۔

تشریح:

نماز کی کنجی طہارت، تکبیر تحریمہ سے بات وغیرہ حرام ہو جاتی ہے اور دونوں طرف سلام پھیر دینے سے بات وغیرہ حلال ہو جاتی ہے۔ اور سلام پھیرنا نماز کا ایک رکن ہے۔ بغیر سلام پھیرے ہوئے نماز نہیں ہوگی۔ سلام پھیرنے کے بعد اس کے لئے ساری چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو اس پر نماز کی وجہ سے حرام ہوگئی تھیں۔ اور سلام کے کلمات "السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" ہیں جسے وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب رخ کر کے کہے گا۔

فوائد:

- سلام پھیرنا نماز کے ارکان میں شامل ہے۔
- سلام پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی دائیں اور بائیں جانب مڑتے ہوئے "السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہے۔ اور اتنا مڑے کہ گال دائیں بائیں صف والوں کو مکمل طور پر نظر آئے۔

نماز کے بعد کی دعائیں

عَنْ ثَوبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلاَتِهِ اِسْتَغْفَرَ ثَلاثًا وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ وَمِنْکَ السَّلاَمُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلاَلِ وَالإِکْرَامِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفته.

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار "أَسْتَغْفِرُ اللّٰه" کہتے اور "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ وَمِنْکَ السَّلاَمُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلاَلِ وَالإِکْرَامِ" پڑھتے "اے اللہ تو سلام ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے، تو برکت والا ہے اور بزرگی اور عزت والا"۔

وَعَنِ الْمُغِیرَةَ بنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلاَةِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِیکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ، اَللّٰهُمَّ لاَمَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلاَ یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب القدر، باب لا مانع لما أعطی الله، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفته.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو کہتے: "لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِیکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ، اَللّٰهُمَّ لاَمَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلاَ یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ"۔ "نہیں کوئی معبود مگر وہ اکیلا اللہ، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ہے بادشاہت اور تعریف، اور وہ ہر چیز پر

قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اس کو روکنے والا کوئی نہیں، اور جو تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں، اور دولت مند کی دولت تجھ سے کوئی فائدہ نہ دے گی"۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ الزُّبيرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ دُبُرَ كُلِّ صَلاَةٍ حِينَ يُسَلِّمُ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لاَإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلاَ نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الحَسَن، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الكَافِرُون. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لاَإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلاَ نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الحَسَن، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الكَافِرُون"۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ہے بادشاہت اور تعریف، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور نہیں ہے گناہوں سے پھرنے کی طاقت اور عبادت کرنے پر قوت مگر اللہ ہی کی امداد سے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں! اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کے لئے ہے نعمت وفضل، اور اچھی تعریف، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، ہم اسی کے لئے خالص عبادت کرنے والے ہیں اگرچہ کافر برا مانیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ ثَلاَثًا وَّثَلاَثِينَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلاَثًا وَّثَلاَثِينَ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ

ثَلاثًا وَّثَلاثِينَ، فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُونَ، وَقَالَ تَمَامِ الْمِائَةَ : لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفته.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد (۳۳) بار "سُبْحَانَ اللّٰهِ" (۳۳) بار، "الْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور (۳۳) بار "اللّٰهُ أَكْبَر" پڑھا اس طرح (۹۹) بار ہوگئے اور "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"، کہہ کر سو (۱۰۰) پورا کردیا "اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ہے بادشاہت اور تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ.(اخرجه البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب الذکر بعد الصلاۃ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں فرض نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد لوگ ذکر بلند آواز سے کرتے تھے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے تین بار استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے اور تسبیح وتحمید اور حمد وثنا پر مشتمل دیگر دعائیں

پڑھتے اور اس پر مداومت کرتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول بھی یہی رہا ہے کہ جتنی دعائیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں انہیں پڑھتے پھر سنت وغیرہ میں مشغول ہوتے۔ لہذا مصلیان کو چاہئے کہ وہ نبی ﷺ سے ثابت شدہ تمام دعاؤں کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں، سلام پھیرنے کے بعد فورا دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائیں اور نہ ہی مسجد سے جلدی نکل کر جانے کی کوشش کریں جیسا کہ آج مساجد میں لوگوں کا معمول بن چکا ہے کہ لوگ سلام کے فوراً بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر جلدی سے مسجد سے بغیر سنت پڑھے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت رسول ﷺ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز سے فارغ ہونے کے بعد کی دعاؤں پر مداومت کرنا مستحب ہے۔
- بلند آواز سے دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔
- ہر نماز کے بعد ۳۳ بار "سُبحَانَ اللّٰه"، ۳۳ بار "الحَمْدُ لِلّٰه"، ۳۳ بار "اللّٰهُ أَكْبَرُ" اور ایک بار " لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" کا پڑھنا مسنون ہے۔

☆☆☆

اوقاتِ نماز

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الصَّلاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۰۳)۔

ترجمہ: یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿ أَقِمِ الصَّلاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوداً﴾ (سورۂ اسراء: آیت ۷۸)۔

ترجمہ: نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔

عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَقْتُ الظُّهرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَالَم تَحضُرِ العَصْرُ، وَوَقْتُ العَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ صَلاةِ المَغْرِبِ مَالَم يَغِبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلاةِ العِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الفَجْرِ مَا لَم تَطْلُعِ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَينَ قَرْنَيْ شَيْطَان. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب أوقات الصلوات الخمس.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظہر کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے جب تک کہ آدمی کا سایہ اس کے جسم کے برابر نہ ہو جائے اور جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے اور عصر کا وقت اس وقت باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب میں زردی نہ آ جائے، اور مغرب کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ شفق غائب نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے اور فجر کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے۔ پھر جب آفتاب نکل آئے تو نماز سے رکے

رہو اس لئے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ سے نکلتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ، وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى المِائَةِ، وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَالعَصْرَ وَأَحَدُنَا يَذْهَبُ إِلٰى أَقْصَى المَدِينَةِ وَرَجَعَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي المَغْرِبِ وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيرِ العِشَاءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الظهر عندالزوال، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب التبکیر بالصبح فی أول وقتها وهو التغلیس وبیان...

ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب ہم اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیتے تھے۔ صبح کی نماز میں آپ ﷺ ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے۔ اور آپ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ ہم مدینہ منورہ کی آخری حد تک (نماز پڑھنے کے بعد) جاتے اور واپس آتے تب بھی سورج تیز رہتا تھا۔ اور مغرب کی نماز کے بارے میں کیا کہا میں بھول گیا اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: صَلِّ مَعِي، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، وَالعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَالمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَالعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الإِنْسَانِ مِثْلَهُ، وَالعَصْرَ حِينَ كَانَ فَيْءُ الإِنْسَانِ مِثْلَيْهِ، وَالمَغْرِبَ حِينَ كَانَ قُبَيْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، وَالعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ. (اخرجه النسائی).

سنن نسائی: کتاب المواقیت، باب أول وقت العصر، وصححه الألبانی فی الإرواء الغلیل (۲۵۰) وفی صحیح سنن الترمذی: (۱۵۰)۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے ساتھ نماز پڑھو، آپ ﷺ نے ظہر کی نماز زوال شمس کے بعد پڑھی، عصر کی نماز ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جانے کے بعد پڑھی، مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد ادا فرمائی، عشاء کی نماز سورج کی سرخی کے غائب ہونے کے بعد پڑھی، راوی کا بیان ہے: پھر رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز انسان کا سایہ اس کے مثل ہو جانے کے بعد پڑھی، اور عصر کی نماز انسان کا سایہ اس کے دو گنا ہونے کے بعد ادا کی، اور مغرب کی نماز شفق کے غائب ہونے سے کچھ قبل پڑھی اور عشاء کی نماز تہائی رات گذرنے کے بعد پڑھی۔

تشریح:

نماز کی صحت کے لئے وقت کا داخل ہونا شرط ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ نماز کے اول وآخر وقت کی تحدید فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کا وقت زوال شمس سے لے کر عصر کے وقت تک رہتا ہے، عصر کا وقت جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے تو شروع ہو جاتا ہے اور سورج کے پیلا پڑنے کے وقت تک رہتا ہے مگر جب سورج پیلا پڑ جائے تو گرچہ عصر کا وقت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے مگر یہ وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے یعنی وہ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے غائب ہو جائے، اور عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد سے لے کر آدھی رات تک رہتا ہے اور فجر کا وقت طلوع فجر صادق سے لے کر سورج نکلنے تک رہتا ہے۔ اب انسان ان اوقات میں جب بھی نماز ادا کرنا چاہے ادا کر سکتا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ نماز کو اس کے وقت میں ہی ادا کیا جائے اسے مؤخر نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کو اس کے اوقات محددہ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- دخول وقت نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔
- ظہر کا وقت زوال شمس سے لے کر عصر کے وقت تک رہتا ہے۔
- عصر کا وقت جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے تو شروع ہوتا ہے اور غروب تک رہتا ہے۔
- مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔
- عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد سے لے کر آدھی رات تک رہتا ہے۔
- فجر کا وقت طلوع فجر صادق سے لے کر سورج نکلنے تک رہتا ہے۔

☆☆☆

اوقات نہی

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا، حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے یا مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے، سورج نکلنے کے وقت یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے، عین زوال شمس کے وقت یہاں تک کہ سورج مائل ہو جائے اور سورج غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ سورج مکمل غروب ہو جائے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ . (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس. صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصورها، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرے سامنے چند معتبر حضرات نے گواہی دی، جن میں سب سے زیادہ معتبر میرے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ تھے، کہ نبی ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے کچھ ایسے اوقات کی تحدید کی ہے جن میں نماز پڑھنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے اوقات میں ان مشرکین اور غیر مسلموں کی مشابہت ہوتی ہے جو شمس وقمر اور شجر وحجر اور آگ کی پوجا کرتے ہیں، اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے مومنین کو ان کی مشابہت سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ البتہ ان اوقات میں سبب والی نمازیں جیسے تحیہ المسجد یا نمازِ قضاء اور جنازہ وغیرہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوقات ممنوعہ کا خیال رکھنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نفلی نماز نہیں البتہ فجر کی دو رکعت سنت پڑھنا جائز ہے۔
- عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نفلی نماز نہیں البتہ سبب والی نماز کا پڑھنا جائز ہے۔
- زوال کے وقت نفل نماز پڑھنا حرام ہے۔
- سبب والی نمازیں جیسے تحیۃ المسجد یا نمازِ قضاء اوقاتِ نہی سے مستثنیٰ ہیں۔

☆☆☆

نمازِ قضاء

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ نَسِیَ صَلَاۃً فَلْیُصَلِّهَا اِذَا ذَکَرَهَا لَا کَفَّارَۃَ لَهَا اِلَّا ذٰلِکَ. ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ﴾ (اخرجه البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب من نسی صلاۃ فلیصل إذا ذکر ولا یعید إلا تلک الصلاۃ.

صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائها.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آجائے اس کو پڑھ لے۔ اس قضاء کے سوا اور کوئی کفارہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿أَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ﴾ نماز میرے یاد آنے پر قائم کر۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سِرْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ لَیْلَۃً، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: أَخَافُ أَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلَاۃِ، قَالَ بِلَالٌ: أَنَا أُوْقِظُکُمْ. فَاضْطَجَعُوْا، وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَہُ إِلٰی رَاحِلَتِهٖ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاہُ فَنَامَ، فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَالَ: یَا بِلَالُ، أَیْنَ مَا قُلْتَ؟ قَالَ: مَا أُلْقِیَتْ عَلَیَّ نَوْمَۃٌ مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ قَبَضَ أَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَیْکُمْ حِیْنَ شَاءَ، یَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاۃِ، فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْیَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰی. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الأذان بعد ذهاب الوقت.

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (خیبر سے لوٹ کر) نبی کریم ﷺ

کے ساتھ رات میں سفر کر رہے تھے۔ پس کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اب آپ پڑاؤ ڈال دیتے تو بہتر ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہیں نماز کے وقت بھی تم سوتے نہ رہ جاؤ۔ اس پر بلال رضی اللہ عنہ بولے کہ میں آپ سب لوگوں کو جگا دوں گا۔ چنانچہ سب لوگ لیٹ گئے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی پیٹھ اپنی سواری سے لگالی۔ اور ان کی بھی آنکھ لگ گئی۔ تو نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اس حال میں کہ سورج کے اوپر کا حصہ نکل چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: بلال! تو نے کیا کہا تھا۔ وہ بولے آج جیسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ارواح کو جب چاہتا ہے قبض کر لیتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے واپس کر دیتا ہے۔ اے بلال! اٹھ اور اذان دے۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور جب سورج بلند ہو کر روشن ہو گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بن الخَطَّاب جَاءَ يَومَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَربَتِ الشَّمسُ، فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيشٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي العَصرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمسُ تَغْرُب، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا. فَقُمْنَا اِلٰى بُطْحَان (وَادٍ فِي الْمَدِينة) فَتوضَّأَ لِلصَّلاةِ وتَوَضَّأنَا لَهَا، فَصَلَّى العَصْرَ بَعدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعدَهَا المَغرِبَ. (أخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب من صلی بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور وہ کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! سورج غروب ہونے کے قریب میں نے نماز عصر پڑھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو پڑھی ہی نہیں۔ پھر ہم وادی

بطحان (مدینہ کی ایک وادی) میں گئے، اور آپ ﷺ نے وہاں نماز کے لئے وضو کیا، ہم نے بھی وضو بنایا۔ اس وقت سورج ڈوب چکا تھا۔ پہلے آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

تشریح:

بھولنا انسان کی فطرت میں شامل ہے اب اگر کسی انسان کے ساتھ نیند یا نسیان کا معاملہ بغیر قصد وارادہ کے پیش آجائے جس کی وجہ سے اس کی نماز فوت ہو جائے تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن ایسے انسان پر واجب ہے کہ جب اسے نماز یاد آجائے یا نیند سے بیدار ہوئے اور سارے موانع ختم ہو جائیں تو وہ فوراً نماز ادا کرے۔ اب اس کے لئے نماز کو مؤخر کرنا یا کسی دوسرے وقت میں ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے نوازے اور نمازوں کو یاد آجانے کے بعد فوراً ادا کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بے شمار ہے۔
- جس کی نماز سہوا یا سونے کی وجہ سے چھوٹ گئی ہو تو یاد آتے ہی فوراً اسے ادا کرے۔
- فوت شدہ نمازوں کی قضاء ترتیب سے ادا کرنا مسنون ہے۔

☆☆☆

کن مقامات پر نماز پڑھنی ممنوع ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الصلاة،باب الصلاة في مرابض الغنم، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ابتناء مسجد النبی ﷺ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بکری کے باندھنے کی جگہوں میں نماز پڑھتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الصلاة، باب ماجاء في الصلاة في مرابض الغنم وأعطان الإبل، حديث حسن صحيح، وصححه الألبانی فی صحيح سنن ابن ماجه: (٧٦٨)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بکریوں کے باندھنے کی جگہوں میں نماز پڑھو اور اونٹ کے باندھنے کی جگہوں میں نہ پڑھو۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداود: كتاب الصلاة،باب في المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة، وصححه الألباني في صحيح أبي داود:(٤٩٢).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمام زمین مسجد ہے سوائے بیت الخلاء اور قبرستان کے۔

تشریح:

مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے

تمام روئے زمین کو مسلمانوں کے لئے پاک بنایا ہے اب مسلمانوں کو چاہئے کہ جہاں بھی نماز کا وقت داخل ہو جائے وہیں پر نماز ادا کر لیں۔سوائے ان جگہوں کے جنہیں شریعت نے مستثنیٰ قرار دیا ہے وہاں نماز پڑھنا درست نہیں ہے اس کی وجہ یا تو شرک اور اس کے وسائل سے بچانا ہے جیسے قبرستان، یا تو وہ شیاطین اور خبیث کے ٹھکانے اور اڈے ہیں جیسے اونٹ کے رہنے کی جگہ، یا تو اس کی نجاست اور گندگی کی وجہ سے ہے جیسے بیت الخلاء اور غسل خانہ وغیرہ۔ان جگہوں پر نماز نہیں پڑھنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- قبرستان میں نماز پڑھنا حرام ہے۔
- بیت الخلاء میں نماز پڑھنا منع ہے۔
- اونٹ کے باندھنے کی جگہ میں نماز پڑھنا منع ہے۔
- بکریوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز پڑھنا درست ہے۔

☆☆☆

نفل نماز

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الأَسْلَمِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فأتيه بِوَضُوئِه وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: سَلْ: فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ. قَالَ: فَأَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الصلاة،باب فضل السجود والحث عليه.

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی ﷺ نے مجھے (مخاطب کرکے) فرمایا "مانگ لے (جو کچھ مانگنا ہے)" میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا طلبگار رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا" کچھ اس کے علاوہ مزید بھی۔" میں نے عرض کیا بس وہی مطلوب ہے۔ آپ نے فرمایا "تو پھر اپنے مطلب کے حصول کے لئے کثرت سجود سے میری مدد کر۔"

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: كتاب الصلاة،باب كراهية الصلاة في المقابر. صحیح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں بھی کچھ نمازیں پڑھا کرو اور انہیں بالکل قبریں نہ بنالو (کہ جہاں نماز ہی نہ پڑھی جاتی ہو)۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: كتاب الأذان،باب صلاة الليل، صحیح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب استحباب

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انسان کے لئے گھر میں نماز پڑھنا سب سے بہتر ہے سوائے فرض نمازوں کے۔

تشریح:

نماز پڑھنا ایک بہترین کام ہے اور یہ انسان کے لئے اپنے رب سے قریب ہونے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نفل نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ جب قیامت کے دن فرائض میں کمی واقع ہوگی تو نفل نمازوں کے ذریعہ اس کا تدارک کیا جائے گا اور کثرتِ سجود دخولِ جنت کا سبب ہے۔ نفل نمازوں کا گھروں میں پڑھنا بنسبت مسجد کے زیادہ افضل ہے اور آپ ﷺ نے اسی کا حکم بھی دیا ہے۔ کیونکہ گھروں میں نفل پڑھنے کی حکمت گھروں کو قبرستان بنانے سے روکنا اور عمل کو پوشیدہ رکھنا ہے نیز گھر والوں کو نماز کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو نفل نمازوں کو گھروں میں پڑھنے اور اس کے اہتمام کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- نفل نمازوں کی کثرت دخولِ جنت کا سبب ہے۔
- نفل نمازوں کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے۔
- گھروں کو قبرستان بنانے کا مطلب اس میں نماز نہ پڑھنا ہے اور یہ ممنوع ہے۔

☆☆☆

نفل نماز کے احکام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب التقصیر، باب ینزل للمکتوبة، صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب جواز صلاة النافلة علی الدابة فی السفر حیث توجهت.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے چاہے اس کا منہ کدھر ہی ہو اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے البتہ فرض اس پر نہیں پڑھتے تھے۔

وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ، يُومِيءُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الجمعة، باب ینزل للمکتوبة۔ صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب جواز صلاة النافلة علی الدابة فی السفر حیث توجهت.

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر نفل نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ سر کے اشاروں سے پڑھ رہے تھے اس کا خیال کئے بغیر کہ سواری کا منہ کدھر ہوتا ہے لیکن فرض نمازوں میں آپ اس طرح نہیں کرتے تھے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ؟ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي

بِالنَّاسِ المَغرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَينِ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ العِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيلِ تِسعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلاً طَوِيلاً قَائِمًا وَلَيْلاً طَوِيْلاً قَاعِدًا، وَكَانَ إذَا قَرأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَكَانَ إذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز النافلة قائما وقاعدا وفعل بعض الركعة قائما وبعضها...

عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کی نفل نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے پھر نکلتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر گھر میں آ کر دو رکعت پڑھتے، اور لوگوں کے ساتھ مغرب پڑھتے پھر گھر میں آ کر دو رکعت پڑھتے، اور عشاء لوگوں کے ساتھ پڑھ کر گھر میں آتے اور دو رکعت پڑھتے، اور رات کو نو (۹) رکعت پڑھتے اسی میں وتر شامل ہوتی اور بڑی رات تک کھڑے ہو کر پڑھتے اور بڑی رات تک بیٹھ کر پڑھتے جب قراءت کھڑے ہو کر کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب قراءت بیٹھ کر کرتے تو سجدہ اور رکوع بھی بیٹھ کر کرتے اور جب فجر ہو جاتی تو دو رکعت پڑھ لیتے۔

وَعَنْ عَبدِاللّٰه بنِ عَمرٍو رَضِيَ اللّٰه عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصفُ الصَّلاةِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز النافلة قائما وقاعدا وفعل بعض الركعة قائما وبعضها...

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو

بیٹھ کر نماز پڑھنے پر آدھا ثواب ملتا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے نفل نماز کے بعض احکام کو فرض نمازوں سے مختلف قرار دیا ہے اور یہ صرف مسلمانوں کی آسانی اور ان کے آرام کے لئے ہے تاکہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں اور جس حالت میں ہوں اگر نفل نماز کی نیت رکھتے ہوں تو آسانی اسے ادا کر سکیں جیسے نفل نماز کا سواری پہ ادا کرنا مباح قرار دیا ہے گرچہ اس کا رخ کسی بھی طرف ہو اسی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرنا، لیکن کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا افضل ہے۔ بعض افراد طاقت رکھنے کے باوجود بھی نفل نماز کو بیٹھ کر پڑھنا افضل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کو بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر کھڑے ہونے کے مقابل میں نصف ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نفل نماز سواری پر پڑھنا جائز ہے خواہ اس کا رخ کسی طرف بھی ہو۔
- نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔
- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابل آدھا ثواب ہے۔

☆☆☆

نمازِ چاشت کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيْلِي ﷺ بِثَلَاثٍ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ. (**متفق علیه**).

صحیح بخاری، کتاب التهجد وابواب التطوع، باب صلاۃ الضحی فی الحضر، وصحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے قبل وتر ادا کرنے کی وصیت فرمائی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى أَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ. (رواہ مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا زیادہ بھی ادا کر لیتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى. (رواہ مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے ہر عضو پر صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر ایک بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر بار الحمدللہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ لا إلہ إلا اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان کے مقابلے میں چاشت کی دو رکعتیں بھی کفایت کر جاتی ہیں۔

تشریح:

فرائض کے ساتھ ساتھ نفلی عبادتوں کا اہتمام بھی ضروری ہے کیونکہ نفلی عبادتیں کبھی کبھی فرائض کو پہنچ جاتی ہیں اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے انہی نفلی عبادتوں میں سے چاشت کی نماز بھی ہے۔ اگر انسان چاشت کی دو رکعت نماز ادا کر لے تو تمام عضو کی جانب سے صدقہ ہو جاتا ہے، اس سے بھی چاشت کی نماز کی اہمیت وفضیلت واضح ہوتی ہے، اور یہ نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے اور اس کی تعداد دو رکعت، چار رکعت اور آٹھ رکعت تک حدیث سے ثابت ہے، اور اس کا وقت سورج نکلنے کے بعد سے زوال شمس تک ہوتا ہے۔ اس درمیان جب بھی انسان نماز پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے لیکن افضل وقت دھوپ میں تیزی آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے۔

فوائد:

- تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل سے اپنی زبان کو تر کرنا صدقہ ہے۔
- انسان کے تمام عضو کا صدقہ نمازِ چاشت کی دو رکعت سے ادا ہو جاتا ہے۔
- نماز چاشت مستحب ہے۔

☆☆☆

نماز کے لئے انتظار کرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لاَ يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلاةُ تَحْبِسُهُ، لاَ يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلاةُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة ، وفضل المساجد، وصحيح مسلم: كتاب المساجد، باب فضل الصلاة المكتوبة في جماعة وفضل انتظار الصلاة......۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی ہمیشہ نماز ہی میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو روکے رکھے، اس کو اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنے میں نماز کے سوا کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ أَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ صَلاةَ الْعِشَاءِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلّٰى، ثُمَّ قَالَ: قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوا، أَمَا إِنَّكُمْ فِي صَلاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا. (رواه البخاری).

صحیح بخاری: كتاب الصلاة، باب وقت العشاء إلى نصف الليل۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کردی، پھر نماز پڑھائی اور فرمایا: (دوسرے) لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو، برابر نماز کی حالت میں ہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تُصَلِّي عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. (رواه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة و كتاب المساجد، باب فضل المساجد۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس آدمی کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں جب تک آدمی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے، جب تک وہ بے وضو نہ ہو جائے، فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کے لئے مسجد میں بیٹھ کر انتظار کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس پر بے شمار اجر و ثواب متعین فرمایا ہے بشرطیکہ وہ باوضو ہوں، فرشتے ایسے افراد کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے بندوں کو اپنے عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا، نیز جب تک وہ مسجد میں رہیں گے انہیں نماز کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر یہ صفت پیدا فرمائے۔

فوائد:

- مسجد میں دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے۔
- مسجد میں بیٹھنے والوں کے لئے فرشتے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

☆☆☆

سنت مؤکدہ کی اہمیت

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلّٰى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً. وَفِيْ رِوَايَةٍ: تَطَوُّعًا. فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن.

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "جو شخص شب وروز میں بارہ رکعت (سنت مؤکدہ) پڑھے گا ان کے بدلہ میں اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔" (ایک روایت میں ہے کہ نفل کے طور پر پڑھی)۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرَ رَكَعَاتٍ: رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِيْ بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب التهجد، باب الركعتين قبل الظهر، صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی دس رکعت (سنتیں) یاد ہیں، ظہر سے پہلے دو رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت گھر میں، عشاء کے بعد دو رکعت گھر میں، اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. (اخرجه البخارى)

صحيح بخارى: كتاب الجمعة، باب الركعتين قبل الظهر.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت

سنت اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت نہیں چھوڑتے تھے۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: صَحِبتُ النَّبِیَّ ﷺ فَلَم أَرَهُ یُسَبِّحُ فِی السَّفَرِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجمعة، باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلاۃ قبلها.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کو سفر میں کبھی سنت مؤکدہ پڑھتے نہیں دیکھا۔

تشریح:

نبی کریم ﷺ سے کچھ سنتیں ثابت ہیں جنہیں رسول اکرم ﷺ ہمیشہ پڑھتے تھے اور اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے اسے سنن رواتب یا سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے جو فرض نماز سے قبل یا بعد میں پڑھی جاتی ہیں، دن اور رات میں یہ بارہ رکعت ہوتی ہیں اس کی حفاظت کرنے والے کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے البتہ یہ سنتیں حالتِ سفر میں معاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر مداومت کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- سنت مؤکدہ کی حفاظت کی تاکید آئی ہے۔
- سنت مؤکدہ یہ ہیں: ظہر سے پہلے چار رکعت بعد میں دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت، عشاء کے بعد دو رکعت، اور فجر سے قبل دو رکعت۔
- سنت مؤکدہ کی حفاظت پر کافی اجر ہے۔
- دورانِ سفر سنت مؤکدہ ترک کرنا سنت ہے۔

☆☆☆

وتر کی اہمیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِجْعَلُوا آخِرَ صَلاَتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب لیجعل آخر صلاتہ وترا، صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ اللیل مثنی مثنی والوتر رکعۃ من آخر اللیل.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ صَلاَۃِ اللَّیْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: صَلاَۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی، فَإِذَا خَشِیَ أَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃً وَاحِدَۃً تُوتِرُ لَہُ مَا قَدْ صَلّٰی. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب ماجاء فی الوتر، صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ اللیل مثنی مثنی والوتر رکعۃ من آخر اللیل.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے رات میں نماز کے متعلق معلوم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے، وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔

وَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کُلَّ اللَّیْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَانْتَھٰی وِتْرُہُ إِلَی السَّحَرِ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب ساعات الوتر، صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھی ہے اور اخیر میں آپ کی وتر صبح کے قریب ہوتی۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ خَافَ أَلاَّ

يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو خوف ہو کہ آخر شب میں نہ اٹھ سکے گا تو اول شب میں عشاء کے بعد وتر پڑھ لے اور جسے آخر شب میں اٹھنے کا طمع ہو تو چاہیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے۔ اس لئے کہ شب کے آخری وقت کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ کی سنتوں میں سے وتر کی نماز بھی ہے۔ آپ ﷺ وتر کی نماز کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے چاہے آپ سفر میں ہوں یا حضر میں، ہر حال میں وتر کا اہتمام کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی وتر کی نماز کی ترغیب دی ہے۔ اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک رہتا ہے اور اس کی کم سے کم تعداد ایک رکعت ہے اور یہ رات کی آخری نماز ہے اسے اگر رات کے آخری حصہ میں پڑھا جائے تو زیادہ افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وتر کی نماز کی حفاظت کرنے اور اس پر مداومت کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- وتر کی نماز کی کافی فضیلت اور اہمیت ہے کیونکہ آپ ﷺ سفر وحضر ہر حالت میں اسے پڑھتے تھے۔
- وتر کی نماز کی تعداد کم سے کم ایک رکعت ہے۔
- وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک رہتا ہے۔
- وتر کی نماز کو رات کے آخری حصہ میں ادا کرنا افضل ہے۔

وتر کے احکام

عَنْ طَلْقِ بنِ عَلیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ: لاَ وِتْرَانِ فِی لَیلَۃٍ ۔ (اخرجہ ابو داود والترمذی).

سنن أبو داود: کتاب الوتر، باب فی نقض الوتر، سنن ترمذی: أبواب الوتر،باب ماجاء لاوتران فی لیلۃ، حدیث حسن غریب، صححہ الألبانی فی صحیح سنن أبی داود: (۱۴۳۹).

طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایک رات میں دومرتبہ وتر نہیں۔

وَعَنْ الحَسَنِ بنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا قَالَ: عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کَلِمَاتٍ أَقُولُھُنَّ فِیْ الْوِتْرِ: اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی فِیمَنْ ھَدَیْت، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیت، وَبَارِکْ لِیْ فِیمَا أَعْطَیت، وقِنِی شَرَّمَا قَضَیْتَ، إِنَّکَ تَقْضِی وَلاَ یُقْضٰی عَلَیْکَ وَإِنَّہُ لاَ یَذِلُّ مَنْ وَّالَیتَ، وَلاَ یَعِزُّ مَنْ عَادَیْت، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ. (اخرجہ ابو داود والترمذی).

سنن أبو داود: کتاب الوتر، باب القنوت فی الوتر،سنن ترمذی: أبواب الوتر، باب ماجاء فی القنوت فی الوتر وقال ھذا حدیث حسن، وصححہ الألبانی فی المشکاۃ:(۱۲۷۳) وفی الإرواء (۴۲۹).

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں وتر میں پڑھنے والی دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی فِیمَنْ ھَدَیت، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیت، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیت، وَبَارِکْ لِیْ فِیما أَعْطَیتَ، وقِنی شَرَّمَا قَضَیْتَ، اِنَّکَ تَقْضِی وَلاَ یُقْضٰی عَلَیْکَ وَإِنَّہُ لاَ یَذِلُّ مَنْ وَّالَیتَ، وَلاَ یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ،تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے۔ اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ

عافیت دے (یعنی ہر قسم کی برائیوں اور پریشانیوں وغیرہ سے) اور جن کا تو والی بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی والی بن۔ اور جو نعمتیں تو نے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے۔ اور جو فیصلے تو نے فرمائے ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ بلاشبہ فیصلے تو ہی کرتا ہے، تجھ پر فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ اور جس کا تو والی اور محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اور جس کا تو مخالف ہے اور وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا، بڑی برکتوں والا ہے تو اے ہمارے رب! اور بہت بلند و بالا ہے۔

وَعَنْ عبدِ العزيزِ بْنِ جُرَيْجٍ -رَحِمَهُ اللّٰهُ- قَالَ: سَأَلْتُ عائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا بِأَيِّ شَيءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالت: كَانَ يَقْرأُ فِيْ الأُولٰى ب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلٰى﴾ وفي الثانية ب ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ﴾ وفي الثالثة ب﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ والمعوذتين. (اخرجه ابو داود والترمذی).

تخريج: سنن أبوداود: كتاب الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، سنن ترمذی: أبواب الوتر، باب ماجاء ما يقرأ في الوتر، وقال هذا حسن غريب، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (١١٧٣).

عبدالعزیز بن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں کون سی سورت پڑھتے تھے؟ تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلٰى﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

وَعَنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ فِيْ الوِتْرِ قَالَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ. (اخرجه ابوداود).

وفي رواية۔: ثَلاثًا طَوَّلَ فِي الثَّالِثَةِ.

تخريج: سنن أبوداود: كتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، سنن نسائي، كتاب قيام الليل، باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه. وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (١٤٣٠)۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز وتر کا سلام پھیرتے تو "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس" کہا کرتے تھے۔(ایک روایت میں ہے کہ تین مرتبہ کہتے تھے اور تیسری مرتبہ میں آواز لمبی کرتے تھے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے وتر سے متعلق بعض احکام کو ذکر فرمایا ہے اور کہا کہ ایک رات میں وتر کی نماز ایک بار ہی پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے دعاء قنوت پڑھنے کا حکم دیا اور اسے یاد کرنے کی ترغیب دی، نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر وتر کی نماز تین رکعت پڑھی جائے تو پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ دوسری میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص کی قراءت کی جائے، اور سلام پھیرنے کے بعد "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس" تین بار کہا جائے اور تیسری مرتبہ لمبی آواز سے کہی جائے۔

فوائد:

- نمازِ وتر رات میں ایک بار سے زیادہ پڑھنا منع ہے۔
- نمازِ وتر میں دعاء قنوت کا پڑھنا مستحب ہے۔
- نمازِ وتر میں سورۂ اعلیٰ وسورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کا پڑھنا مستحب ہے۔
- نماز وتر کے بعد تین بار "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس" پڑھنا اور تیسری بار لمبی آواز سے کہنا مستحب ہے۔

☆☆☆

تہجد کی اہمیت وفضیلت

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا﴾ (سورۂ سجدہ: آیت ۱۶)۔

ترجمہ: ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿كَانُوا قَلِيلاً مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (سورۂ ذاریات: آیت ۱۷۔۱۸)۔

ترجمہ: وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ، أَفْضَلُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الفَرِيْضَةِ صَلاَةُ اللَّيْلِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ، اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات کی نماز ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَيقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلَّى رَكْعَتَينِ جَمِيْعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداود: كتاب التطوع، باب قيام الليل، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (١٣٠٩).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات کے وقت آدمی اپنی بیوی کو جگائے اور دونوں دو رکعتیں پڑھیں یا ایک دو رکعت پڑھے تو وہ اللہ کا ذکر کرنے والوں اور ذکر کرنے والیوں میں سے لکھ دیئے جاتے ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى مَكَانِ كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَهُ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب التهجد، باب عقد الشیطان علی قافیة الرأس إذا لم یصل باللیل، صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب الحث علی صلاة اللیل وإن قلت.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی گدی پر جب وہ سوتا ہے تو شیطان تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر یہ کہتا ہے کہ تیرے لئے رات بہت لمبی ہے، پس خوب سو۔ اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ وضو بھی کر لیتا ہے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز بھی پڑھ لیتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ ہشاش بشاس اور پاکیزہ نفس ہوتا ہے، ورنہ اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ وہ خبیث النفس اور سست ہوتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب فی اللیل ساعة مستجاب فیها الدعاء.

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، رات میں ایک گھڑی ہے جس مسلمان آدمی کو وہ میسر آجائے اور وہ اس میں دنیا اور آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمادیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔

تشریح:

نمازِ تہجد ایک ایسی عبادت ہے جو رات کے آخری حصہ میں پڑھی جاتی ہے جس کی کم سے کم تعداد دو رکعت ہے، جس کے پڑھنے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے ترغیب دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تہجد پڑھنے والوں کی تعریف کی ہے اور ان کے لئے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز ہے۔ چونکہ ایسے وقت میں سارے افراد سوئے ہوتے ہیں صرف اللہ کا نیک بندہ ہی اپنے نرم نازک بستر ےکو چھوڑ کر رضاء الٰہی کی خاطر اٹھتا اور اپنے آپ کو عبادت الٰہی میں محو رکھتا ہے اس لئے ایسے وقت میں جو بھی دعائیں کی جاتی ہیں قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تہجد کی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز تہجد کی کافی فضیلت ہے۔
- نماز تہجد دل کو کھولنے اور نفس کی پاکیزگی کا سبب ہے۔
- نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔
- اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں کی گئی دعا قبول فرماتا ہے۔

☆☆☆

تہجد کا طریقہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب التھجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں (تہجد) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے، بس نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور کتنی لمبی ہوتی تھیں؟ پھر چار رکعت پڑھتے، پس ان کے حسن اور لمبائی کی بابت مت پوچھو۔ پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا وتر پڑھنے سے پہلے آپ سوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى، قَامَ حَتّٰى تَفَطَّرَتْ رِجْلَاهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَصْنَعُ هٰذَا، وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ (متفق علیہ)

صحیح بخاری: کتاب التھجد، باب قیام النبی ﷺ اللیل، صحیح مسلم: کتاب صفات المنافقین واحکامھم، باب إکثار الأعمال والاجتھاد فی العبادۃ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو نماز پڑھتے تھے تو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے پیر مبارک پھٹ جاتے۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! آپ اتنا لمبا قیام کیوں کرتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگذار بندہ نہ بنوں؟

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِوبن العاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أخبرهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ : أَحَبُّ الصَّلاةِ إِلٰى اللّٰهِ صَلاةُ دَاوُد عَلَيهِ السَّلامُ، وَأَحَبُّ الصِّيامِ إِلٰى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يومًا وَيُفطِرُ يومًا . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجمعة، باب من نام عندالسحر.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور روزوں میں بھی داؤد علیہ السلام ہی کا سب سے پسندیدہ روزہ ہے۔آپ آدھی رات تک سوتے،اس کے بعد تہائی رات نماز پڑھنے میں گزارتے۔پھر رات کے چھٹے حصے میں بھی سوجاتے۔اس طرح آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُم الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى . (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، صحیح مسلم : کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة اللیل مثنی مثنی والوتر رکعة من آخر اللیل.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے رات میں نماز کے متعلق معلوم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب کوئی

صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت نماز پڑھ لے، وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو اپنی نماز (تہجد) کا آغاز دو مختصر رکعتوں سے فرماتے تھے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے تہجد کی نماز کو دو دو رکعت پڑھنا سنت قرار دیا ہے اور اس کی کم سے کم تعداد دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعت ہے جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان۔ لیکن یہ نمازیں کافی لمبی کر کے پڑھتے اور اچھے ڈھنگ سے پڑھتے۔ بعض دوسری روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کی قراءت اتنی لمبی ہوتی کہ آپ کے قدم مبارک میں ورم آجاتا تھا، نیز آپ ﷺ رات کی نماز دو ہلکی رکعت سے شروع کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے اور اس کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔
- تہجد کی نماز گیارہ رکعت پڑھنا سنت ہے۔
- رات کے تہائی حصہ میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔
- رات کی نماز دو رکعت سے شروع کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

جمعہ کے دن کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا. (رواہ مسلم)۔

صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب فضل یوم الجمعة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم کو پیدا کیا گیا، اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن نکالے گئے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَه مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجمعة،باب فضل من استمع وأنصت فی الخطبة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے کیا، پھر جمعہ پڑھنے کے لئے آیا اور کان لگا کر (خطبہ) سنا اور خاموش رہا، تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کی درمیانی مدت اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا، اس نے لغو کام کیا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرَ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الطهارة،باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرماتے تھے: پانچ

نمازیں، ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے بشرطیکہ گناہِ کبیرہ سے محفوظ رہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ذَكَرَ يَومَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: فِيهِ سَاعَةٌ لاَ يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُو قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الجمعة باب الساعة التي في يوم الجمعة صحيح مسلم: كتاب الجمعة باب الساعة التي في يوم الجمعة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس مسلمان بندے کو وہ میسر آجائے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کے مختصر ہونے کا اشارہ فرمایا۔

تشریح:

جمعہ کا دن ایک عظیم دن ہے اور مسلمانوں کے لئے ہفتہ کی عید ہے اس دن ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جس میں بندہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے اس گھڑی اور لمحہ کی تخصیص نہیں کی گئی ہے البتہ ایک معتد بہ علماء کی رائے ہے کہ وہ گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان آتی ہے اور یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اپنے خاص فضل ورحمت سے عطا کی ہے اور یہود ونصاریٰ کو اس نعمت سے محروم کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت خاص سے وہ وقت عطا فرمائے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

فوائد:

- ہفتے میں سب سے اچھا دن جمعہ کا دن ہے۔
- جمعہ کی نماز کی فضیلت یہ ہے کہ وہ گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔
- جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

جمعہ کے آداب وسنن

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب وإذا قال لصاحبه أنصت، صحيح مسلم: كتاب الجمعة، باب فى الإنصات يوم الجمعة فى الخطبة.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن (دوران خطبہ) جب تم اپنے پاس والے کو کہو کہ خاموش ہوجاؤ تو تمہارا یہ کام لغو ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ بُسرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: جَاءَ رَجلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ. (اخرجه أبوداود والنسائى).

سنن ابوداود: كتاب الصلاة، باب تخطى رقاب الناس يوم الجمعة، سنن نسائى: كتاب الجمعة، باب النهى عن تخطى رقاب الناس والإمام على المنبر يوم الجمعة. وصححه الالبانى فى صحيح سنن أبى داود: (١١١٨).

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن ایک آدمی آیا اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے جارہا تھا اور آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا بیٹھ جا، تو نے لوگوں کو تکلیف دی اور آنے میں تاخیر کردی۔

وَعَنْ أوسِ بنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُم يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفخةُ، وَفِيهِ الصَّعقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، قَالَ:

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلاَتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ، قَالَ: يَقُولُونَ بَلِيتَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰه عزّوجلّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. (أخرجه ابو داود).

سنن ابو داود: كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة،، وصححه الالباني في صحيح سنن أبي داود: (١٠٤٧)۔

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے افضل ایام میں ایک جمعہ کا دن ہے۔ اس دن آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں نفخہ (دوسری دفعہ صور پھونکنا) ہے، اور اسی میں صعقہ ہے (یعنی پہلے دفعہ صور پھونکنا ہے، جس سے تمام بنی آدم ہلاک ہو جائیں گے) سو اس دن تم مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے (یعنی آپ کا جسم)۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیئے ہیں۔

تشریح:

جمعہ کے دن کی کافی فضیلت ہے اور اس کے کچھ آداب وسنن ہیں جیسے سورۂ کہف کی تلاوت کرنا جس کے پڑھنے کی رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دلائی ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی طرح کثرت سے اپنے اوپر درود بھیجنے کے لئے بھی حکم دیا ہے نیز ہر اس چیز سے باز رہنے کے لئے فرمایا ہے جو نمازیوں کو تکلیف دے یا انہیں خطبۂ جمعہ سننے سے باز رکھے، جیسے کندھوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنا لیکن اگر آگے کی صفیں خالی ہوں تو آگے جانے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے اور خطبہ کے دوران کسی کو غلط بات پر ٹوکنا بھی منع ہے۔ اللہ تعالیٰ جمعہ کی اہمیت اور اس کی فضیلت کی معرفت عطا فرمائے۔

فوائد:

- جمعہ کی نماز کے لئے مسجد جلدی جانا مستحب ہے۔
- دورانِ خطبہ خاموش رہنا واجب ہے۔
- جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔
- جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا مستحب ہے۔

☆☆☆

جمعہ کے دن خوشبو لگانا اور غسل کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ۔ (متفق علیہ)۔

صحیح بخاری: کتاب الجمعۃ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ وهل على الصبي شهود يوم الجمعة صحیح مسلم: کتاب الجمعۃ بالبیت باب۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لئے آنا چاہے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔ (متفق علیہ)۔

صحیح بخاری: کتاب الأذان باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور وحضورهم صحیح مسلم: کتاب الجمعۃ باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال وبيان ما أمروا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ کے لئے غسل ضروری ہے۔

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ۔

(اخرجہ ابوداود و الترمذی)۔

تخریج: سنن ابو داود: کتاب الطهارة باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة سنن ترمذی: ابواب الجمعة، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة وقال حديث حسن۔ وصححه الألباني في صحيح ابي داود (۳۸۰)۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

وَعَنْ سَلْمَانَ الفارسی رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لاَ یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الجُمُعَةِ وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنَ الطُّهْرِ وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهِ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلاَ یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّی مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ یُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة.

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے اور تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوشبو میسر ہو استعمال کرے پھر نمازِ جمعہ کے لئے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے، پھر جتنی ہو سکے نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموشی سے سنتا رہے تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تشریح:

جمعہ کا دن مسلمانوں کے اکٹھا ہونے کا دن ہے۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے نمازیوں کو صفائی وستھرائی اور خوشبو لگانے کی ترغیب دی ہے تاکہ ایک دوسرے کے جسم اور بدن سے بدبو نہ نکلے اور دوسروں کو تکلیف پہنچے۔ جمعہ کے دن اگر کوئی غسل کر کے خوشبو استعمال کر کے مسجد میں آئے اور بغیر کسی کو تکلیف دیئے ہوئے خطبہ جمعہ سنے تو اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جمعہ کے دن غسل کرنے کے تعلق سے بیشمار احادیثیں وارد ہیں جو اس بات کی رہنمائی کرتی ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں جمعہ کے آداب وسنن کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔
- جمعہ کے دن خوشبو لگانا اور صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا مستحب ہے۔
- جمعہ کا خطبہ سننا واجب ہے۔

☆☆☆

جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جانے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾(سورۂ جمعہ: آیت ۹)۔

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ اغْتَسَلَ يَومَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ. (متفق علیه).

صحيح بخاری: كتاب الجمعة باب فضل الجمعة، صحيح مسلم: كتاب الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کر کے نماز پڑھنے جائے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی (اگر پہلی گھڑی میں پہنچا) اور جو شخص دوسری گھڑی میں گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی اور جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو کوئی چوتھی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی دی اور جو کوئی پانچویں گھڑی میں گیا اس نے گویا اللہ کی راہ میں انڈا قربان کیا۔ لیکن جب امام خطبہ کے لئے

آجاتا ہے تو ملائکہ خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلٰى أَعوَادِ مِنبَرِهِ: لَيَنتَهِيَنَّ أَقوَامٌ عَن وَدْعِهِمُ الجُمُعَاتِ أَو لَيَختِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِم ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الغَافِلِينَ .(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب التغلیظ فی ترك الجمعة.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو منبر سے بیان کرتے ہوئے سنا، کہ لوگ جمعہ (کی نماز) چھوڑنے سے باز آجائیں یا ان کے دلوں پر اللہ مہر لگادے گا پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

تشریح:

جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جانا جمعہ کے آداب وسنن میں شامل ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جمعہ کی اذان سنتے ہی فوراً جمعہ کی نماز کے لئے جانے کا حکم دیا اور بیع وشراء اور خرید وفروخت ترک کرنے کے لئے کہا ہے۔مسجد میں سب سے پہلے پہنچنے والے کے لئے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ جبکہ جمعہ سے پیچھے رہنے والوں کے لئے سخت وعید سنائی ہے اور فرمایا کہ اگر یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہیں آتے تو ایسے لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگادے گا اور انہیں ہر طرح کی خیر وبھلائی سے محروم کردے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں جمعہ کے دن سب سے پہلے مسجد میں پہنچنے اور خطبہ جمعہ سننے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اذان سنتے ہی جمعہ کی نماز کے لئے مسجد جانے کا حکم ہے۔
- نمازِ جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت ہے۔
- نمازِ جمعہ ترک کرنے والے کے لئے سخت وعید آئی ہے۔
- نمازِ جمعہ ترک کرنے والے کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر ثبت کردے گا۔

نمازِ استخارہ

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُم بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي. أَوْقَالَ: عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ. فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي،ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي. أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ. فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ، قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهُ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری، کتاب التهجد،باب ماجاء في التطوع مثنی مثنی.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اسی طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے۔ آپ ﷺ فرماتے کہ جب کوئی اہم معاملہ تمہارے سامنے ہوتو فرض کے علاوہ دورکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔ ”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُوَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي“. یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ”عَاجِلِ أَمْرِي وَ آجِلِهِ.فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي

وَمَعَاشِی وَعَاقِبَةِ أمرِی" یا یہ کہا: "عَاجِلِ أمْرِیْ وَآجِلِهِ. فَاصْرِفْهُ عَنِّی وَاصْرِفْنِی عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ أرْضِنِی بِهِ، قَالَ وَیُسَمِّی حَاجَتَهُ" اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت تجھ سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا طلبگار ہوں۔تو ہی قادر ہے میں طاقت نہیں رکھتا،علم تجھ کو ہی ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔اے میرے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے میرے لئے بہتر ہے یا (آپ نے یہ فرمایا) کہ میرے لئے جلد یا بدیر یہ (خیر ہے) تو اسے میرے لئے نصیب کر اور اس کا حصول میرے لئے آسان کر، اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میرے معاش اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے برا ہے یا (آپ نے یہ کہا کہ) کہ میرے حق میں جلد یا بدیر (برا ہے) تو اسے مجھ سے ہٹا دے اور مجھے بھی اس سے ہٹا دے۔ پھر میرے لئے خیر مقدر فرمادے جہاں بھی وہ ہو اور اس سے میرے دل کو مطمئن بھی کر دے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ (الامر) کام کی جگہ اس کام کا نام لے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے ہمیں استخارہ کی تعلیم دی ہے اور یہ اس وقت مشروع ہوتا ہے جب بندۂ مسلم کوئی کام کرنا چاہے تو ایسی صورت میں استخارہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ سونے سے قبل دو رکعت نماز ادا کریں پھر رسول اکرم ﷺ سے ثابت شدہ دعا کو پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کریں تو اس طرح سے کرنے یا نہ کرنے کی ترجیحی صورت سامنے آجائے گی اور جس پس وپیش میں وہ پڑا ہے وہ ختم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کام کے کرنے اور نہ کرنے میں اطمینان ہو جائے گا اور دونوں صورتوں میں اسے خیر و برکت حاصل ہوگی۔

فوائد:

- جب مسلمان کسی ایسے کام کا ارادہ کرے جس کا انجام واضح نہ ہو تو اس کے لئے استخارہ کرنا مستحب ہے۔
- تمام امور اور کام کے کرنے سے قبل استخارہ کرنا مشروع ہے۔

☆☆☆

سورج اور چاند گرہن کی نماز

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا وَادْعُوْا حَتّٰى يَنْكَشِفَ مَا بِكُمْ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری، کتاب الکسوف، باب الصلاۃ فی کسوف الشمس.

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورج کو گرہن لگنا شروع ہوا۔ نبی کریم ﷺ (اٹھ کر جلدی میں) چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں گئے۔ ساتھ ہی ہم بھی گئے، آپ نے ہمیں اس وقت تک دو رکعت نماز پڑھاتے رہے تا آنکہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت و ہلاکت سے نہیں لگتا لیکن جب تم گرہن دیکھو تو اس وقت تک نماز پڑھتے اور دعا کرتے رہو جب تک گرہن ختم نہ جائے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُولٰى، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ

مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِي أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو بڑی دیر تک کھڑے رہے، پھر رکوع کیا اور رکوع میں بہت دیر تک رہے۔ پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد دیر تک دوبارہ کھڑے رہے لیکن یہ آپ کے پہلے قیام سے کچھ کم تھا، پھر رکوع کیا تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے۔ لیکن پہلے رکوع سے کچھ مختصر، پھر سجدہ میں گئے اور دیر تک سجدہ کی حالت میں رہے۔ دوسری رکعت میں بھی آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو گرہن کھل چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے امت محمدیہ (ﷺ) کے لوگو! دیکھو اس بات پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت کسی اور کو نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے۔ اے امت محمدیہ! واللہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہو جائے تو تم لوگ ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُودِيَ: إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الکسوف، باب النداء ب الصلاة جامعة فی الکسوف.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن لگا تو یہ اعلان کیا گیا کہ نماز ہونے والی ہے۔

تشریح:

سورج یا چاند میں گرہن لگنا اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ہے۔ گرہن کا مطلب یہ ہے کہ سورج یا چاند کی روشنی اور حرارت کا مدھم پڑ جانا یا بالکل ہی ختم ہو جانا، نظم کائنات میں بلا شرکت غیر، ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تصرف اور اختیار میں ہے، اس کا تعلق کسی کی موت وحیات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر رسول اکرم ﷺ پر سخت گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور خوف الٰہی سے پریشان ہو جاتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے نماز کا اہتمام فرماتے چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے باجماعت دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا۔ پھر دو سجدے کیئے پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا، پھر دو رکوع کیئے اور پھر دو سجدے کیئے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا پھر خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور جنت وجہنم کا تذکرہ کیا۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ایک رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے ہوں گے اس طرح سے دو رکعت کے اندر چار رکوع اور چار سجدے ہوں گے۔ نماز کے بعد امام لوگوں کے لئے خطبہ دے گا جس میں لوگوں کو خوف الٰہی اور توبہ واستغفار کی طرف بلائے گا اور گناہوں سے ڈرائے گا اور صدقہ وخیرات کرنے پر ابھارے گا اور جب تک گرہن ختم نہیں ہوگا اس وقت تک نماز، ذکر واذکار، استغفار اور توبہ میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ

ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- چاند یا سورج گرہن کے وقت نماز پڑھنا مستحب ہے۔
- سورج یا چاند گرہن کے لئے لوگوں کو (الصَّلاةُ جَامِعَةٌ) کہہ کر بلانا مشروع ہے۔
- ایک رکعت میں دو طویل رکوع ہوں گے۔
- نماز کے بعد امام کا خطبہ دینا اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا اور خوف الٰہی اور جنت وجہنم کا تذکرہ کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

ماہِ جمادی الآخرۃ

ماہِ جمادی الآخرۃ

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں سخت سردی کی وجہ سے پانی جم جاتا تھا اس لئے اس کا نام جمادی الآخر پڑ گیا کیونکہ جمادی کے معنی جمنا کے ہوتے ہیں اور زمانہ جاہلیت میں اس کا نام ''زیاء'' تھا اور یہ ایک قاتل عورت کا نام تھا جس کے نام پر اس ماہ کا نام رکھا گیا۔

اہم واقعات: ● غزوہ ذی العشیرہ اسی ماہ ۲ھ میں پیش آیا ● ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات اسی ماہ ۴ھ میں ہوئی ● غزوہ ذی قرد اسی ماہ ۶ھ میں پیش آیا ● غزوہ ذات السلاسل اسی ماہ ۸ھ میں پیش آیا ● امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات اسی ماہ ۱۳ھ کو ہوئی ● عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو اسی ماہ ۱۳ھ میں امیر المومنین منتخب کیا گیا ● واقعہ یرموک اسی ماہ ۱۳ھ کو پیش آیا اور ایک دوسرا قول ہے کہ رجب ۱۵ھ کو پیش آیا ● طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو اسی ماہ ۳۶ھ میں شہید کیا گیا ● ہارون رشید کی لڑائی رومیوں سے اسی ماہ ۱۶۵ھ میں ہوئی اور کامیابی بھی ملی ● ابو حامد الغزالی کی وفات اسی ماہ کی ۱۴ تاریخ ۵۰۵ھ کو ہوئی ● محمد بن علی بن محمد الشوکانی کی وفات اسی ماہ ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔

☆☆☆

سفر کے آداب وسنن

عَنْ كَعْبِ بن مالكٍ رَضِيَ اللّٰه عنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ: وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فيه رَكْعَتَيْن. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب المغازی، باب حديث كعب بن مالك،صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه.

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

وَعَنْ كَعْبِ بنِ مالكٍ رَضِيَ اللّٰه عنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يومَ الخَمِيسِ. (أخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب الجهاد والسير،باب من أراد غزوة فوری بغيرها ومن أحب الخروج يوم الخميس.

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے تھے۔ آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

وَعَنِ ابنَ عمرَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: لَوْ يَعلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ. (أخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب الجهاد والسير،باب السير وحده.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جتنا میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو بھی اکیلے سفر (کی برائیوں) کے متعلق اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار رات میں اکیلا سفر نہ کرتا۔

وَعَنْ عَمرِو بنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

ﷺ : الـرَّاكِـبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، والثَّلاثَةُ رَكْبٌ. (اخرجه ابوداود والترمذی)

سنن أبوداود: كتاب الجهاد، باب في الرجل يسافر وحده، سنن ترمذی: أبواب الجهاد، باب ماجاء في كراهية ان يسافر الرجل وحده، وقال حسن۔ وحسنه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد (٢٦٠٧)۔

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے، دوسفر کرنے والے دوشیطان ہیں اور تین مسافر قافلہ ہیں۔

وَعَـنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: إِذَا خَرَجَ ثَلاَثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُم. (اخرجه ابوداود).

سنن أبوداود: كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم، وقال الألباني حسن صحيح في صحيح سنن أبي داود: (٢٦٠٨).

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین آدمی کسی سفر میں نکلیں تو وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں۔

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے سفر کے کچھ آداب وسنن بتائے ہیں۔ انہیں آداب وسنن میں سے یہ ہے کہ سفر شروع کرنے سے قبل اچھے ساتھیوں کا انتخاب کرنا اور ان میں سے کسی ایک کو امیر منتخب کرنا اور جمعرات کے دن سفر کرنا نیز سفر کے لئے تین افراد کا ہونا مستحب ہے اگر اس سے کم ہیں تو وہ شیطان ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کسی ضرورت سے کہیں چلا جائے تو دو آدمی آپس میں ایک دوسرے سے مل جل کر باتیں کرسکتے ہیں انہیں کسی طرح کی اکتاہٹ نہیں ہوگی لیکن اگر ایک آدمی یا دو آدمی ہیں تو ایک کے جانے کی صورت میں دوسرے کو اکتاہٹ اور پریشانی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

سفر کے سنن میں سے یہ بھی ہے کہ جب مسافر سفر سے گھر واپس آئے تو سب سے پہلے مسجد میں جائے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھے اور لوگوں سے ملاقات کرے جیسا کہ آپ ﷺ کرتے تھے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اگر گھر میں بیوی و بچوں کو مہمان کے آنے کی اطلاع نہیں ہوئی ہے تو اس درمیان میں انہیں اطلاع مل جائے گی اور وہ اپنی تیاری کر لیں گے۔ آج کے دور میں اتصالات اور مواصلات کے ذرائع بہت ہی آسان ہو گئے ہیں اس لئے مسافر کو چاہئے کہ گھر آنے سے قبل اپنے اہل وعیال کو اپنے آنے کی اطلاع دیدے تاکہ گھر پہنچنے کے بعد اسے بیوی و بچوں کو دیکھ کر کسی ناگواری کا احساس نہ ہونے پائے بلکہ خوشی ہی خوشی ملے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جمعرات کو سفر کے لئے نکلنا مستحب ہے۔
- تین آدمیوں کا ایک ساتھ سفر کرنا بہترین سفر ہے۔
- سفر میں ساتھیوں میں سے کسی ایک کو امیر بنانے کا حکم ہے۔
- مسلمان کے لئے سفر سے واپسی پر سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

سفر کی دعائیں

عَنِ ابنِ عُمرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ: كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلٰى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثلاثًا قَالَ: سُبحَانَ الَّذِي سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقرِنِينَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ، اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا البِرَّ وَالتَّقوٰى وَمِنَ العَمَلِ مَاتَرضٰى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَينَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ المَنْظَرِوَسُوءِ المُنْقَلَبِ فِي المَالِ وَالأَهْلِ، وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ. (رواه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته......

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہونے کے وقت جب اپنے اونٹ پر سیدھے ہوکر بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ "اللّٰهُ أَكْبَرُ" کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے: سُبحَانَ الَّذِي سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقرِنِينَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ، اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا البِرَّ وَالتَّقوٰى وَمِنَ العَمَلِ مَاتَرضٰى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَينَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ، اللّٰهُمَّ أنتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ المَنْظَرِوَسُوءِ المُنْقَلَبِ فِي المَالِ وَالأَهْلِ۔

''پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے تابع کردیا اور ہم اس کو قابو کرنے والے نہیں تھے، بے شک ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! ہم

تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا اور ایسے عمل کا، جسے تو پسند کرتا ہے، سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان کر دے، اس کی دوری (مسافت) کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں (ہمارا) ساتھی اور گھر والوں کا نگراں (خلیفہ) ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی سختی سے، دلدوز منظر سے اور مال، گھر اور اولاد کی بری تبدیلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ اور جب سفر سے واپس لوٹتے تو اس دعا میں یہ زیادہ کرتے "آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ"۔ تیری طرف رجوع کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. (اخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الجهاد والسير، باب التسبيح إذا هبط واديا.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو تکبیر "اللّٰهُ أَكْبَرُ" اور جب نیچے اترتے تو تسبیح "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھتے۔

وَعَنْ خَولَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِن شَرِّمَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرتَحِلَ مِن مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره.

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی منزل پر پڑاؤ ڈالے، پھر یہ کہے "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِن شَرِّمَا خَلَقَ" (میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے سے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں) تو اسے اپنی اس منزل سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

تشریح:

نبی کریم ﷺ سے سفر کی مختلف دعائیں ثابت ہیں جن کا اہتمام کرنا اور ان پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں مفید ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو سفر شروع کرنے سے پہلے، سواری پر چڑھتے ہوئے، سفر سے گھر واپسی کی دعائیں سکھلائی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اگر انسان کہیں کسی جگہ ٹھہرنے کی غرض سے اترے تو اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعہ مخلوق کے شر سے پناہ مانگے اس کے ذریعہ جب تک وہ وہاں ٹھہرے گا کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ نیز آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ معمول تھا کہ جب کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب کسی وادی میں اترتے تو اللہ کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سفر کی دعاؤں کو یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- سفر کے لئے نکلتے وقت اور سفر سے واپسی کے وقت نبی ﷺ سے منقول دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔
- بلندی پر چڑھتے وقت "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا اور نیچے اترتے وقت "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہنا مستحب ہے۔
- اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کرنے سے انسان ہر شر سے محفوظ رہتا ہے۔

☆☆☆

عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لاَ يَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب التقصیر، باب فی کم یقصر الصلاۃ، صحیح مسلم: کتاب الحج، باب سفرا المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لئے، جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے، جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر اختیار کرے۔

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلاَ تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ، فَقَامَ رَجُلٌ: فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأۃ إلا ذو محرم الدخول علی المغیبۃ، صحیح مسلم: کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے مگر اس حالت میں کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم رشتے دار ہو۔ اور عورت محرم رشتے دار کے بغیر سفر نہ کرے۔ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لئے جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھا جا چکا ہے؟ (یعنی اب میرے لئے کیا حکم

ہے؟) آپ نے فرمایا جاتو اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

تشریح:

سفر کے آداب وسنن میں سے یہ بھی ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے خواہ وہ سفر ہوائی جہاز کا ہو یا بس کا، قریب کا ہو یا دور کا، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے اور انہیں ایک بہت بڑے فتنے اور خطرات سے محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا حرام ہے خواہ وہ سفر جہاز سے ہو یا بس سے۔

☆☆☆

سفر کی نماز

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۰۱)۔

ترجمہ: جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ.

(أخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا. باب صلاۃ المسافرین وقصرھا۔

یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۰۱) کہ (حالت سفر میں) نماز کے قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔ اور اب تو لوگ امن وامان میں ہیں (یعنی اب قصر کی کیا ضرورت ہے؟) تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا تھا جیسا کہ تم کو تعجب ہوا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ نے تم کو صدقہ دیا ہے تو اس کا صدقہ قبول کرو (یعنی بغیر خوف کے بھی سفر میں قصر کرو)۔

وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ

رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ.

(متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الصلاة:باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء، صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها. باب صلاة المسافرين وقصرها۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں سفر و حضر میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی لیکن پھر سفر کی نماز ویسی ہی رہی اور حضر کی نماز بڑھادی گئی۔

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبانی حضر میں چار رکعت فرض کی ہے اور سفر میں دو اور خوف میں ایک رکعت۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الحج: باب من بات بذي الحليفة حتى أصبح، صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها. باب صلاة المسافرين وقصرها۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے سفر میں امت محمدیہ ﷺ پر بہت آسانی فرمائی ہے یعنی ہر چار رکعت والی نماز (ظہر، عصر اور عشاء) کو قصر کر کے دو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا ہے اور سنت مؤکدہ

کی چھوٹ دے دی ہے البتہ وتر کی نماز اور فجر کی سنت آپ ﷺ نے کبھی بھی چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں انہیں نہیں چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سفر کی رخصتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- سفر میں نماز قصر کرنا مشروع ہے۔
- سفر میں نماز قصر کرکے پڑھنا مکمل پڑھنے سے افضل ہے۔
- سفر میں سنت کا نہ پڑھنا افضل ہے البتہ وتر اور فجر کی سنت کا اہتمام ضروری ہے۔

☆☆☆

سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب التقصیر ،باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ملا کر پڑھتے اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو بھی ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَيُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ، ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ صَلاةِ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتّٰى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب التقصیر، باب هل یؤذن أو یقیم إذا جمع بین المغرب والعشاء.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو جب جلدی سفر طے کرنا ہوتا تو مغرب کی نماز مؤخر کر دیتے۔ پھر اسے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے تھے، مغرب کی تکبیر پہلے کہی جاتی اور آپ تین رکعت مغرب کی نماز پڑھ کر سلام پھیر دیتے۔ پھر معمولی سے توقف کے بعد عشاء کی تکبیر کہی جاتی اور آپ اس کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے۔ دونوں نمازوں کے درمیان ایک رکعت بھی سنت وغیرہ نہ پڑھتے اور اسی طرح عشاء کے بعد بھی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ درمیان شب میں اٹھتے (اور تہجد ادا کرتے)۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي

غَزْوَةِ تَبُوكٍ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَن يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ، وَإِنْ يَرْتَحِلَ قَبْلَ أَن تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَن يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَينَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَإِنْ يَرْتَحِلَ قَبْلَ أَن تَغِيبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا . (اخرجه أبوداود والترمذی).

سنن أبوداود، كتاب صلاة المسافر،باب الجمع بين الصلاتين،سنن الترمذی: أبواب السفر، باب ماجاء فی الجمع بين الصلاتين، وقال حسن غريب، وصححه الألبانی فی صحيح سنن أبی داؤد:(۱۲۰۸).

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے اور جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے حتی کہ عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے اسی طرح مغرب میں کرتے، جب کوچ کرنے سے قبل سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھ لیتے اور اگر غروب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ جب عشاء کے لئے پڑاؤ ڈالتے تو دونوں کو جمع کر لیتے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے مسافروں کو بہت ساری آسانیاں عطا فرمائی ہیں انہیں آسانیوں میں سے نمازوں کو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کر کے پڑھنا بھی ہے کیونکہ ہر نماز کے لئے رکنا اور وضو کرنا پریشان کن عمل ہے اس پریشانی اور مصیبت سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسافروں کو ظہر کی نماز کو عصر کی نماز کے ساتھ اور مغرب کی نماز کو عشاء کی نماز کے ساتھ جمع تقدیم یا جمع تاخیر کے ساتھ ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔ البتہ فجر کی نماز کو کسی اور نماز کے ساتھ ملانے سے منع کیا ہے اور نہ ہی اس میں قصر ہے۔

فوائد:

- سفر میں ظہر اور عصر کو ایک ساتھ اور مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنا مشروع ہے۔
- مسافر کے لئے جمع تقدیم یا جمع تاخیر جس میں آسانی ہو دونوں جائز ہے۔
- دو نمازوں کو جمع کرنے کے دوران کوئی نفل نماز مشروع نہیں ہے۔

☆☆☆

استسقاء (بارش طلب کرنا)

عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وِجَاهَ المِنبَرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيثُنَا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اللّٰهُمَّ اسْقِنَا، قَالَ أَنَسٌ: وَلاَ وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلاَ قَزَعَةٍ وَلاَ شَيْئًا، وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيتٍ وَلاَ دَارٍ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلَ التُّرْسِ، فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا رَأَينَا الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ البَابِ فِي الجُمُعَةِ المُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَتِ الأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكُهَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَى الآكَامِ وَالجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالأَودِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ، قَالَ: فَانقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ.

(متفق علیہ)۔

صحیح بخاری: کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع صحیح مسلم: کتاب صلاۃ الاستسقاء باب الدعاء فی الاستسقاء۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن منبر کے سامنے والے دروازے سے مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، اس نے بھی کھڑے کھڑے رسول اللہ ﷺ کا سامنا کیا اور کہا یا رسول اللہ! (بارش نہ ہونے سے) اموال ضائع ہوگئے اور راستے بند ہوگئے، آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا

فرمایئے۔انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی کہ ”اللّٰھُمَّ اسْقِنَا ،اللّٰھُمَّ اسْقِنَا، اللّٰھُمَّ اسْقِنَا“(اے اللہ! ہمیں سیراب کر،اے اللہ! ہمیں سیراب کر،اے اللہ! ہمیں سیراب کر۔)انس رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ کہیں دور دور تک آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آتا تھا اور نہ کوئی اور چیز (ہوا وغیرہ جس سے معلوم ہو کہ بارش آئے گی)اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی اور مکان گھر بھی نہ تھا(کہ ہم بادل ہونے کے باوجود نہ دیکھ سکیں)یکا یک پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کے برابر بادل نمودار ہوا اور بیچ آسمان تک پہنچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور بارش شروع ہوگئی، اللہ کی قسم! ہم نے سورج چھ روز تک نہیں دیکھا۔پھر ایک شخص دوسرے جمعہ کو اسی دروازے سے آیا۔رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے ،اس شخص نے پھر آپ کو کھڑے کھڑے ہی مخاطب کیا کہ یارسول اللہ ﷺ (بارش کی کثرت سے)مال ومنال پر تباہی آگئی اور تمام ذرائع بند ہوگئے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے۔پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی”اللّٰھُمَّ حَوَالَینَا وَلاَ عَلَینَا، اللّٰھُمَّ عَلٰی الآکَامِ وَالجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالأودِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ“(یااللہ اب ہمارے اردگرد بارش برسا ہم سے اسے روک دے۔ٹیلوں ،پہاڑوں، پہاڑیوں، وادیوں اور باغوں کو سیراب کر)۔انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس دعا سے بارش ختم ہوگئی اور ہم نکلے تو دھوپ نکل چکی تھی۔

تشریح:

اسلام میں نماز استسقاء مشروع ہے۔استسقاء کے معنی ہیں” بارش طلب کرنا“ یعنی اگر قحط سالی ہوجائے اور بارش روک دی گئی ہو اور فصلوں کو بارش کی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر رسول اکرم ﷺ سے دعاؤں کے علاوہ باجماعت دورکعت نماز پڑھنا بھی ثابت

ہے جسے نماز استسقاء کہا جاتا ہے۔ایسے موقع پر رسول اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے ہمیں شہر سے باہر نہایت ہی عاجزی وانکساری کے ساتھ نکلنا چاہئے پھر امام بغیر اذان و اقامت کے دو رکعت نماز پڑھائے اور خطبہ دے جس میں لوگوں کو توبہ واستغفار کے لئے ابھارے۔پھر دعا کے لئے اپنے ہاتھوں کو اتنا اٹھائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے یاد رہے کہ ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں۔دعا کے بعد لوگ اپنی اپنی چادریں امام کے ساتھ ہی پلٹ دیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ جس طرح ہم نے اپنے ہاتھ الٹے کر لئے ہیں اور چادروں کو پلٹ لیا ہے تو بھی موجودہ صورت حال کو اسی طرح بدل دے۔یعنی بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور تنگی کو خوشحالی میں بدل دے۔

رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں قحط سالی پڑی تو ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس خطبہ کے دوران آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مویشی مر رہے ہیں، زمین خشک ہو رہی ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کریں تو آپ ﷺ نے خطبہ میں بارش کے لئے دعا مانگی۔ دعا کا یہ اثر ہوا کہ ایک ہفتہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ لوگوں نے پھر آپ ﷺ سے طلب کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بارش بند ہونے کے لئے دعا کریں۔چنانچہ پھر آپ ﷺ نے بارش رکنے کے لئے دعا فرمائی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- یکا یک بارش کا ہونا بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔
- خطبۂ جمعہ میں بارش کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔
- جب لوگ ہلاک ہو رہے ہوں اور ان کو نقصان پہنچ رہا ہو تو بارش کا رخ موڑنے کی دعا کرنا جائز ہے۔

نمازِ استسقاء

عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يوم خَرجَ يَسْتَسْقِي قَالَ: فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ واسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ يَدْعُوْ، ثُمَّ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلّٰى لَنا رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ. (متفق علیہ).

صحيح بخاري: كتاب الاستسقاء، باب كيف حول النبي ﷺ ظهره إلى الناس، صحيح مسلم: كتاب صلاة الاستسقاء، باب:باب.

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک دن دیکھا کہ استسقاء کے لئے باہر نکلے تو قبلہ رو ہو کر دعا کی۔ پھر اپنی چادر پلٹی اور دو رکعت ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز میں آپ ﷺ نے قراءتِ قرآن بلند آواز سے کی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَا النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُحُوْطَ المَطَرِ، فَأَمَرَ بِمِنبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلّٰى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَعَدَ عَلٰى المِنبَرِ فَكَبَّرَ ﷺ وَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوجَلَّ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُم شَكَوتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ المَطَرِ عَن إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُم، وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ عَزَّوجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُم أَن يَستَجِيبَ لَكُمْ، ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ الغَنِيُّ وَنَحْنُ الفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتّٰى بَدَا بَيَاضُ إِبْطَيهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلٰى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَّبَ أَوْ حَوَّلَ

رِدَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَنْشَأَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أُمْطِرَتْ بِإِذْنِ اللّٰهِ، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُولُ، فَلَمَّا رَأٰى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ.

(اخرجه ابوداود)۔

سنن أبوداود: كتاب صلاة الإستسقاء، باب رفع اليدين في الإستسقاء، وحسنه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (۱۱۷۳)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ کے حکم سے آپ کے منبر کو نماز گاہ میں لے جایا گیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے اس کے لئے دن متعین کیا کہ اس میں نماز استسقاء کے لئے باہر نکلیں گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو اس وقت سورج کا ایک کنارہ نظر آرہا تھا آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا" کے کلمات فرمائے پھر آپ نے فرمایا، تم نے اپنے علاقے کے بارے میں قحط سالی کا شکوہ کیا کہ بارش اپنے وقت سے پیچھے ہوگئی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اس نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ تمہاری دعاؤں کو قبول کرے گا۔ بعدازاں آپ نے فرمایا، "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلٰى حِينٍ" (ہر طرح کی حمد وثنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو جہاں والوں کا پروردگار ہے، رحم کرنے والا

مہربان ہے، جزاوسزا کے دن کا مالک ہے، صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو معبودِ برحق ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بے پرواہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر بارش نازل کر اور نازل کردہ بارش کو ہمارے لئے باعث قوت اور کچھ وقت تک کے لئے (ضرورتوں کو پورا کرنے کا) ذریعہ بنا۔ بعدازاں آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اتنا اٹھایا کہ آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی پیٹھ حاضرین کی جانب کی اور ہاتھ اٹھاتے ہوئے اپنی چادر کو تبدیل کیا۔ پھر لوگوں کی جانب چہرہ کیا اور منبر سے اتر کر آپ نے دو رکعت نماز استسقاء ادا کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے بادل نمودار فرمایا، وہ گرجا اور چمکا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش ہوئی ابھی آپ مسجد میں نہیں پہنچ پائے تھے کہ وادیاں بہنے لگیں جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ نہایت تیزی کے ساتھ پناہ گاہوں کی جانب لپک رہے ہیں تو آپ مسکرا دیئے یہاں تک کہ آپ کے داڑھ کے دانت نظر آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ" (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں)۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ خَرَجَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا. (اخرجه الترمذي).

سنن ترمذي: أبواب السفر، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء وقال حسن صحيح وحسنه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (١٢٦٦).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بڑی تواضع کے ساتھ، سادہ لباسی اور نہایت عاجزی وانکساری کرتے ہوئے نماز کے لئے باہر نکلے۔

تشریح:

جب قحط سالی ہو اور بارش روک دی گئی ہو تو اس صورت میں آپ ﷺ سے

ثابت ہے کہ مسلمان عاجزی، نہایت خشوع وخضوع اور پھٹے پرانے کپڑوں میں نماز ِاستسقاء کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلیں وہاں پر امام دو رکعت نماز پڑھائے اور خطبہ دے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرے اور بارش کے لئے دعا کرے۔ لیکن اگر کھلے میدان میں نماز پڑھنے کا انتظام نہ ہو جیسا کہ شہروں میں کھلی جگہ نہیں ہوتی ہے تو ایسی صورت میں مسجدوں میں استسقاء کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

فوائد:

- نمازِ استسقاء دو رکعت پڑھنا اور نماز کے بعد چادر کا پلٹنا مستحب ہے۔
- نماز سے قبل یا بعد میں خطبہ دینا جائز ہے۔
- نمازِ استسقاء کے لئے نہایت خشوع اور عاجزی وانکساری کے ساتھ نکلنا مستحب ہے۔

☆☆☆

بارش سے متعلق احکام

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ. (اخرجه البخاری)

صحيح بخاري: كتاب الأذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم.

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات میں بارش ہو چکنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ لوگ بولے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پروردگار فرماتا ہے آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی۔ ایک مومن ہے اور ایک کافر۔ جس نے کہا اللہ کے فضل ورحمت سے بارش ہوئی وہ تو مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے بارش ہوئی تو اس نے میرا کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا. (اخرجه البخاری)

صحيح بخاري: كتاب الاستسقاء، باب ما يقال إذا مطرت.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ بارش ہوتی دیکھتے تو یہ دعا کرتے "اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا" اے اللہ نفع بخشنے والی بارش برسا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِفْتَاحُ

الغَيْبِ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ: لاَيَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مَـايَكُـونُ فِـي الْأَرْحَامِ، وَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ .(أخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب الاستسقاء، باب لایدری متی یجیء المطر إلا الله.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالی کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے، کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی)، کل کیا کرتا ہوگا اس کا بھی کسی کو علم نہیں۔ نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ اسے موت کس جگہ آئے گی اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ بارش کب ہوگی۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے بارش کے دوران دعا پڑھنے کی تعلیم دی ہے کہ جب بارش ہو تو یہ دعا "اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا" پڑھی جائے، اور یہ اللہ تعالی کی طرف سے تمام مخلوقات کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ اب اگر اس نعمت کی نسبت کسی ستارے یا کسی اور چیز کی طرف کی جائے تو کفر ہوگا، اور اگر اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جائے تو یہ ایمان کی علامت ہے۔ اور بارش کا ہونا غیبیات میں سے ہے اس کا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی اور کو نہیں ہے۔

فوائد:

- بارش کی نسبت کسی نچھتر یا کسی ستارے کی طرف کرنا حرام ہے۔
- بارش کے وقت "اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا" کہنا مستحب ہے۔
- بارش کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے۔

پیڑ و پودا لگانے اور کھیتی کرنے کی فضیلت

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰی أُمِّ مُبَشِّرٍ الأَنْصَارِيَّةِ فِي نَخْلٍ لَهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ؟ فَقَالَتْ: بَلْ مُسْلِمٌ، فَقَالَ: لَا يَغْرِسُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ غَرْسًا، وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ . (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساقاۃ، باب فضل الغرس و الزرع.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام مبشر انصاریہ کے کھجور کے باغ میں گئے تو آپ نے فرمایا یہ کھجور کے درخت کس نے لگائے، مسلمان یا کافر نے؟ انہوں نے کہا مسلمان نے۔ آپ نے فرمایا جس مسلمان نے کوئی درخت لگایا یا کھیتی اگائی پھر اس میں سے کوئی آدمی یا حیوانات یا کوئی اور جاندار کھائے تو اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساقاۃ، باب فضل الغرس والزرع.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان نے کوئی درخت لگایا پھر اس میں سے کسی نے کچھ کھالیا تو لگانے والے کو صدقے کا ثواب ملے گا اور اگر کچھ چوری ہو جائے تو اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو درندے کھا جائیں اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو پرندے کھا جائیں اس میں بھی

صدقے کا ثواب ملے گا الغرض جو کچھ کم ہوگا اس کے حق میں صدقہ ہوگا۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے انسانوں کی زندگی کے تمام شعبہ میں رہنمائی فرمائی ہے یہاں تک کہ باغات اور پیڑ و پودا کے تعلق سے بھی کہ جب آدمی باغات لگاتا ہے اور اس میں پھل آجاتے ہیں اب اگر اس میں سے حیوان یا انسان یا پرندے وغیرہ کچھ کھا لیتے ہیں تو ان لوگوں کا کھانا اس انسان کے لئے نیکی کا باعث بنتا ہے اور اس کے حق میں صدقہ ہوتا ہے۔ لیکن آج معاشرے اور سوسائٹی پر نظر ڈالا جائے تو اس کا الٹا معاملہ ہوتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی انسان نے آم کا باغ لگایا اور کسی مسافر اور راہ گیر نے گرے ہوئے پھل کو اٹھا لیا تو باغباں اس پر برس پڑتا ہے اسی طرح کسان جو گیہوں یا دھان وغیرہ بوتے ہیں اب اگر اس میں سے چرند اور پرند کچھ کھا لیتے ہیں تو اس پر انہیں کافی تکلیف ہوتی ہے جب کہ انہیں تکلیف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ان کے حق میں رسول اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق صدقہ ہے اور نیکیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- پیڑ اور پودا لگانے کی بڑی فضیلت ہے۔
- حیوانوں اور انسانوں کا پیڑ اور پودوں سے کچھ کھانا ان کے لگانے والوں کے حق میں صدقہ ہے۔

☆☆☆

دوست اور ساتھی کا بیان

ارشاد ربانی ہے:﴿اَلْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾(سورۂ زخرف: آیت ٦٧)۔

ترجمہ: اس دن (گہرے) دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الذبائح والصيد باب المسك، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحين ومجانبة قرناء السوء.

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے، مشک والا یا تو تجھے تحفہ کے طور پر کچھ دے دے گا یا تو اس سے خریدے گا یا تو اس سے اچھی خوشبو پائے گا، لیکن بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو تم کو بدبو ملے گی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ. (أخرجه أبوداود والترمذي).

سنن أبوداود: كتاب الأدب، باب من يؤمر أن يجالس، سنن ترمذي: أبواب الزهد عن رسول الله باب ماجاء في أخذ المال بحقه وقال حسن غريب، وحسنه الألباني في صحيح سنن الترمذي: (٢٤٩٧)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: انسان اپنے عزیز

ساتھی کے دین پر ہوتا ہے تو تمہیں چاہیے کہ غور کرو کہ تم کس سے دوستی کر رہے ہو۔

تشریح:

انسان کو چاہئے کہ وہ آپس میں بھائی چارگی اور دوستی بنائے رکھیں یہی وہ چیز ہے جو انسان کو پریشانی اور مصیبت کے اوقات میں کام آتی ہے۔ دوست واحباب کے تعلق سے اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ دوست نیک ہوں اچھے کردار و اخلاق کے حامل ہوں اور یہ دوستی اللہ کے لئے ہو کسی دنیاوی اغراض و مقاصد کے لئے نہ ہو کیونکہ دوست کا اثر دوسرے دوست کے اوپر پڑتا ہے اب اگر دوست اچھے ہوں گے تو اچھا مشورہ دیں گے لیکن خدانخواستہ اگر دوست برے اخلاق اور بری خصلت کے ہیں تو وہ اپنے دوست کو برائی کی طرف لے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اچھے ساتھی اور دوست کے اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے اور بہترین دوست کی مثال عطر فروش سے دی ہے جس کی دوستی فائدہ سے خالی نہیں اگر آپ اس سے عطر نہیں خریں گے تو وہ آپ کو خوشبو ضرور عطا کرے گا اور برے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی پھونکنے والے سے دی ہے کہ وہ آپ کے کپڑے کو جلائے گا یا بدبو سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین دوست اختیار کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- دنیاوی اغراض و مقاصد کے لئے دوستی کرنا منع ہے۔
- نیک دوست اختیار کرنا چاہئے۔
- ایک دوست کا دوسرے دوست کے اوپر گہرا اثر ہوتا ہے۔

☆☆☆

مسلمانوں کی ستر پوشی کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لاَ يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنيَا، إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يومَ القِيَامَةِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب بشارة من ستر الله تعالى عيبه في الدنيا بأن يستر عليه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شخص دنیا میں کسی بندہ کا عیب چھپادے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا عیب چھپادے گا۔

وَعَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أخبرهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَن فَرَّجَ عَنْ مُسلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبَاتِ يَوم القِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَومَ القِيَامَةِ. (اخرجه البخاری و مسلم).

صحيح بخاری: کتاب المظالم، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اسے ہلاکت میں ڈالے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں مشغول ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرنے میں ہے اور جس نے کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کردی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکالیف سے اس کی ایک تکلیف دور کردے گا اور جس نے کسی مسلمان پر پردہ ڈالا یعنی عیب چھپایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پردہ ڈال دے گا۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ المِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوتٍ رَفِيعٍ قَالَ: يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الايمَانُ إِلٰى قَلْبِهِ، لاَ تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلاَ تعيّرُوهُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ،

فَإِنَّهُ مَن تَتَبَّعَ عَورَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَورَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَورَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء فی تعلیم المؤمن بهذا حدیث غریب، وحسنه الألبانی فی المشكاة: (٥٠٤٤).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے پکارا اے وہ لوگو! جو اپنی زبان سے اسلام لائے ہو اور ابھی ایمان جن کے دلوں تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کو ایذا مت دو اور انہیں عار مت دلاؤ اور ان کے عیبوں کو مت ڈھونڈھو اس لئے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب ڈھونڈھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ڈھونڈھے گا اور جس کے عیب کو اللہ ڈھونڈھے گا اس کو ذلیل کر دے گا اگر چہ وہ اپنے مکان میں ہو۔

تشریح:

اسلام میں ستر پوشی کی بہت اہمیت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیز بہت ہی محبوب اور پسندیدہ ہے اسی لئے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلمان کی ستر پوشی کریں، ان کے عیوب کو نہ ڈھونڈیں، ان کے ٹوہ میں نہ پڑیں کیونکہ یہ چیزیں متفق علیہ حرام ہیں۔ نیز نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے دنیا میں کسی بندے کی ستر پوشی کی تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا اور جس نے دنیا میں کسی کے عیوب کو تلاش کیا اور ان کے ٹوہ میں پڑا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن رسوا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلم کی عیب جوئی کرنے سے بچائے اور ان کی ستر پوشی کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- مسلم کی ستر پوشی ضروری ہے۔
- مسلم کے عیوب کو تلاش کرنا اور ان کے ٹوہ میں لگنا منع ہے۔
- مسلم کے ٹوہ میں لگنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسوا کرے گا۔

شیطانی فتنوں سے بچنا

ارشادربانی ہے:﴿وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ﴾(سورۂ اسراء: آیت ۵۳)۔

ترجمہ: اور میرے بندوں کو کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، باب تحريش الشيطان وبعثه سراياه لفتنة الناس وأن مع كل.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے کہ شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہے کہ عرب کے جزیرہ میں نمازی اسے پوجیں گے (جیسے جاہلیت کے زمانے میں پوجتے تھے)۔ لیکن شیطان ان کو بھڑکا دے گا (آپس میں لڑا دے گا)۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ، فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ يَفْتِنُونَ النَّاسَ، فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، باب تحريش الشيطان وبعثه سراياه لفتنة الناس وأن مع كل.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ابلیس کا تخت سمندر پر ہے وہ اپنے لشکروں کو لوگوں کو بہکانے کے لئے بھیجتا ہے اس کے نزدیک سب سے عظیم وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ کرے (یعنی لوگوں کو بہت بھڑکائے)۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْكُم مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ قَرِينَهُ مِنَ الجِنِّ، قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعَانَنِي عَلَيهِ فَأَسْلَمُ فَلاَ يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيرٍ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، باب تحريش الشيطان وبعثه سراياه لفتنة الناس وأن مع كل.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایک شیطان کو اس کا ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کیا آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد کی ہے تو میں سلامت رہتا ہوں اور مجھ کو نیکی کے علاوہ کوئی بات نہیں بتلاتا ہے۔

تشریح:

بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن حکیم میں بیشمار جگہوں پر اس کے مکروفریب سے بچنے کی تاکید کی ہے کیونکہ شیطان ہمیشہ اسی کوشش میں رہتا ہے کہ وہ کسی بھی طرح مسلمانوں کے درمیان دشمنی، فتنہ وفساد، قطع تعلقی، بغض وحسد اور قتال وغیرہ پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے مکروفریب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- شیطان مسلمانوں کا کھلا ہوا دشمن ہے۔
- شیطانی فتنوں سے بچنا ضروری ہے۔

☆☆☆

نیک لوگوں کو تکلیف دینا

ارشادِ ربانی ہے:﴿إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِيْنَ آمَنُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ﴾(سورۂ حج: آیت ۳۸)۔

ترجمہ: سن رکھو! یقیناً سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے۔ کوئی خیانت کرنے والا ناشکرا اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيهِ، وَمَازَال عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الرقاق، باب التواضع.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے جن چیزوں سے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سب سے محبوب میرے فرائض ہیں، میرا بندہ نفل کے ذریعہ برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے ضرور محفوظ کر دیتا ہوں۔

وَعَنْ جُنْدُبِ بنِ عبدِ اللّٰهِ رضیَ اللّٰهُ عَنهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلّٰى صَلاَةَ الصُّبحِ فِي جَمَاعَةٍ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰه ، فَلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة.

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہوگیا۔ سواللہ اپنی پناہ کے سلسلے میں تم سے کسی چیز کا سوال نہ کرے (یعنی گناہ کر کے اللہ کو سوال کا موقع نہ دینا) کیونکہ اللہ اپنی دی گئی پناہ میں سے کسی سے اگر کچھ پوچھ لیا تو اسے نہ چھوڑے گا پھر اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔

تشریح:

حقیقت میں اللہ کے دوست (ولی) وہ افراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے جملہ احکامات کی تعمیل کرتے اور تمام اوامر کی اتباع کرتے اور نواہی سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی افراد کو دوسروں پر فضیلت اور فوقیت بخشی ہے اور یہی افراد ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ونگرانی میں ہوتے ہیں۔ اور جو افراد ان سے بغض وحسد اور دشمنی رکھتے ہیں، ان کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کی داڑھیوں کا مزاق اڑاتے ہیں ایسے افراد اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں برے اور بدتر انسان ہیں نیز ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ڈرایا، دھمکایا اور سخت عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں کی صحبت عطا فرمائے اور بروں کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- نیک لوگوں سے دشمنی کرنا اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا ہے۔
- نیک لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔
- نیک لوگوں کا مذاق اڑانا سخت منع ہے۔

کافروں سے مشابہت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب الأرواح جنود مجندة.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روحیں فوج در فوج ہیں جن کا آپس میں تعارف ہوگیا ہے وہ دوست ہوگئیں اور جو ایک دوسرے سے مانوس نہ ہوسکیں وہ علحدہ ہوگئیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (اخرجه أبوداود).

سنن أبوداود: كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة. وقال الألباني حسن صحيح في الإرواء: (۱۲٦۹)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔

تشریح:

مسلمانوں کی شخصیت دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک الگ حیثیت رکھتی ہے ان کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی اونچا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ غیر مسلموں اور کفار ومشرکین سے بالکل الگ رہیں۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے غیر مسلموں اور کفار ومشرکین کی مشابہت سے خبردار کیا ہے اوران کی عادات وتقالید کو اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے نیز بہت سے مقامات پران کی مخالفت کا حکم بھی دیا ہے۔ اسی طرح ان کے تہوار اور میلوں میں شرکت سے بھی روکا ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں ان کی

مشابہت میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی مشابہت سے محفوظ رکھے اور ہمیں سنت رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق دے۔

فوائد:

- غیر مسلموں کی مشابہت حرام ہے۔
- ان کے لباس یا عادات وغیرہ کو اپنانا بھی ان کی مشابہت ہے۔
- ان کے تہوار اور میلوں میں شرکت کرنا منع ہے۔

☆☆☆

منافقین کے صفات

ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۴۲)۔

ترجمہ: بیشک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں، اور یاد الٰہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الإیمان، باب علامة المنافق، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان خصال المنافق.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ ان عادتوں میں خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا. (متفق عليه).

صحيح بخاری: کتاب الأذان، باب فضل العشاء في الجماعة، صحيح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد والتخلف عنها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: منافقوں پر فجر اورعشاء کی نماز سے زیادہ اورکوئی نماز بھاری نہیں اوراگرانہیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ ہے (اور چل نہ سکتے) تو چوتڑ کے بل گھسٹ کرآتے۔

تشریح:

قرآن مجید اوراحادیث رسول ﷺ میں منافقین کی بہت ساری علامتیں بتائی گئی ہیں جن سے مومنین کوخبردار کیا گیا ہے اور بچنے کی تاکید کی گئی ہے وہ علامتیں یہ ہیں۔امانت میں خیانت کرنا،وعدہ خلافی کرنا،جھوٹ بولنا،بدزبانی کرنا،نیز اس کے علاوہ اوربھی نفاق کی علامتیں ہیں جیسے عشاء اورفجر کی نماز کا بھاری ہونا یہ ساری کی ساری علامتیں صرف منافق میں ہی جمع ہوسکتی ہیں کسی اور میں نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں منافقوں کی علامتوں سے محفوظ رکھے اورصحیح معنوں میں مسلمان بنائے۔

فوائد:

- خیانت،جھوٹ،وعدہ خلافی اور بدزبانی منافقین کی علامتوں میں سے ہیں۔
- عشاءاورفجر کی نماز منافقین کے لئے بھاری ہے۔

☆☆☆

وعدہ خلافی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (سورۃ مائدہ: آیت ۱)۔

ترجمہ: اے ایمان والو عہد و پیماں پورے کرو۔

نیز دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً﴾ (سورۃ اسراء: آیت ۳۴)۔

ترجمہ: اور وعدے پورے کرو کیونکہ قول وقرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔

عَنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (متفق علیہ)۔

صحیح بخاری: کتاب الإیمان، باب علامة المنافق، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان خصال المنافق۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ (ان عادات میں) خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو امانت میں خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

وَعَنْ عبدِ اللهِ عمرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلاَنٍ. (متفق علیہ)۔

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب مايدعى الناس بآبائهم، صحیح مسلم: کتاب الجهاد والسیر، باب تحریم الغدر۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دھوکے باز کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی دھوکے بازی ہے۔

تشریح:

اسلام میں عہد و پیمان کی کافی اہمیت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے وعدہ خلافی کو منافقین کی خصلتوں میں سے شمار کیا ہے اور ان کے لئے سخت وعید سنائی ہے نیز وعدہ خلافی کرنے والوں کو قیامت کے دن ایک اونچا جھنڈا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی وعدہ خلافی ہے تا کہ وہ لوگوں کے درمیان ذلیل ورسوا ہو کیونکہ وہ دنیا میں لوگوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرتا اور انہیں دھوکہ دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو وعدہ خلافی سے محفوظ رکھے اور دھوکہ دہی اور فریب سے بچائے۔

فوائد:

- وعدہ خلافی کرنا حرام ہے۔
- وعدہ خلافی منافقین کی صفات میں سے ہے۔
- وعدہ خلافی کرنے والے کو قیامت کے دن ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔

☆☆☆

دھوکہ دہی کی مذمت

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلاً، فَقَالَ: مَاهٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَارَسُولَ اللّٰه! قَالَ: أَفَلاَ جَعَلْتَهُ فَوقَ الطَّعَامِ كَیْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم : كتاب الإيمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فليس منا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کا غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزر ہوا، پس آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ کی انگلیوں نے تری محسوس کی۔ آپ نے پوچھا، اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اسے بارش پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا تو تو نے اس (بھیگے ہوئے حصے) کو غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا۔ تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں (یاد رکھ) جس نے دھوکہ دیا پس وہ ہم سے نہیں۔

وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم : كتاب الإيمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فليس منا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ وفریب دے، وہ ہم میں سے نہیں۔

وَعَنْ تَمِيمِ بنِ أوسٍ الداریّ رَضی اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ، قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُوْلِهِ، وَلأَئِمَّةِ

الْمُسْلِمِينَ، وَعامَّتِهِم. (أخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان أن الدین النصیحة.

تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ہم نے کہا کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول (ﷺ) کی، مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔

تشریح:

مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا، انہیں صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرنا، بھلائی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا، دین کا ایک جزء اور ایک حصہ ہے۔لوگوں کے ساتھ احسن طریقے سے معاملات کرنا، خرید و فروخت کرنا، لین دین کرنا اور عہد و پیمان کرنا بھی دین کا حصہ ہے۔ گر کوئی کسی سے کوئی معاملہ کرتے وقت دھوکہ دیتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کو خرید و فروخت، لین دین اور کسی بھی معاملہ میں دھوکہ دیا تو اس نے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کے زمرے سے خارج ہوگیا۔اللہ تعالیٰ ہمیں دھوکہ دہی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مسلمانوں کو دھوکہ دینا حرام اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔
- مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کرنا واجب ہے۔

☆☆☆

اطاعت الٰہی انشراح صدر کا سبب ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (سورۃ رعد: آیت ۲۸)۔

ترجمہ: یادرکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

نیز فرمایا: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾ (سورۃ طٰہٰ: آیت ۱۲۴)۔

ترجمہ: اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (سورۃ نحل: آیت ۹۷)۔

ترجمہ: جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ. (اخرجہ مسلم)۔

صحیح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير.

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا عجب حال ہے، اس کے ہر حال میں بھلائی ہے اور ایسا صرف مومن کے لئے ہے اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ بھی خیر اور اگر اس کو نقصان پہنچتا ہے اور صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى مَكَانِ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ. (اخرجه البخاري).

صحيح بخاری: كتاب الجمعة، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل.

ابو ہریرہ رضی اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سویا ہوا ہوتا ہے، تو شیطان اس کے سر کی گدی پر خوب اچھی طرح سے تین گرہیں لگا دیتا ہے کہ سو تارہ بہت رات باقی ہے۔ لیکن اگر وہ شخص جاگ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب نماز فجر پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور صبح کو خوش مزاج خوش دل رہتا ہے ورنہ بدمزاج سست رہ کر دن گزارتا ہے۔

تشریح:

انسان اپنی اس دنیاوی زندگی کے عیش وعشرت کے لئے ہر طرح کی کوشش کرتا ہے وہ دولت وثروت کے اعتبار سے کروڑ پتی بن جاتا ہے، جاہ ومرتبہ کا حامل ہو جاتا ہے اور اس کے پاس آسائش کی ساری چیزیں موجود ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اسے قلبی سکون میسر نہیں ہوتا ہمیشہ پریشان نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا دل اطاعتِ الٰہی سے خالی ہے کیونکہ حقیقی سکون، نیک بختی، سعادت مندی اور کامیابی وکامرانی صرف اللہ کی اطاعت میں مضمر ہے۔ اور جب تک انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اسے کوئی غم نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا ذکر کرنے والا بنا دے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ کی اطاعت دلی سکون کا سبب ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اعراض کرنا بدبختی کی علامت ہے۔

خشیت الٰہی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ (سورۂ رحمٰن: آیت ۴۶)۔

ترجمہ: اور اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى﴾ (سورۂ نازعات: آیت ۴۰۔۴۱)۔

ترجمہ: ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يومَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُه مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجتَمَعَا عَلَى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخفَى حَتّٰى لاَ تعلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ و فضل المساجد، صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب فضل إخفاء الصدقة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات طرح کے ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرا وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھا دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد الٰہی محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا

لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. (أخرجه الترمذي).

سنن ترمذي: أبواب فضائل الجهاد عن رسول الله، باب ماجاء في فضل الحرس في سبيل الله، هذا حديث حسن غريب، وصححه الألباني في المشكاة:(۳۸۲۹).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی: ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روتی ہے اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں پہرہ داری کرتے ہوئے رات گزار دیتی ہے۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کا خوف اپنے دلوں کے اندر پیدا کرنے کا حکم دیا ہے، خشیت الٰہی کوئی ظاہری چیز نہیں ہے جسے ملاحظہ کیا جا سکے یا دیکھا جا سکے بلکہ وہ ایک قلبی عبادت اور سچے مومن کی پہچان ہے اگر یہ صفت انسانوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے تو وہ انہیں ہر برے کام سے روکے گی اور نیک اعمال کے کرنے کی دعوت دے گی۔ اس کی فضیلت حدیث میں بہت ہی زیادہ آئی ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کا خوف رکھنے والے عرش الٰہی کے نیچے ہوں گے اور انہیں جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنا خوف بسا دے اور نیک کام کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- خشیت الٰہی سے عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔
- خوف الٰہی گناہوں سے مانع ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے جہنم میں نہیں جائیں گے۔

گمنامی اور سرداری سے دور رہنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَعِسَ عَبْدُ الدِّينارِ وَعَبدُ الدِّرْهَمِ وَعَبدُ الخَمِيصَةِ، إنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ وإِذَا شِيكَ فلا انْتَقَشَ، طُوبٰى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعَنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰه أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٌ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الحِرَاسَةِ كَانَ فِي الحِرَاسَةِ وإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنْ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ . (أخرجه البخاري).

صحيح بخاری: كتاب الجهاد والسير، باب الحراسة فى الغزو فى سبيل الله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اشرفی کا بندہ، سونے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا، اگر اس کو کچھ دیا جاتا ہے تب تو خوش ہو جاتا ہے اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے، ایسا شخص تباہ سرنگوں ہو۔ اس کو کانٹا لگے تو اللہ کرے کہ نہ نکلے۔ مبارک ہے وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس حال میں اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گردوغبار سے اٹے ہوئے ہیں، اگر اسے پہرے داری پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لئے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اگر چہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔

وَعَنْ عَامِرِ بنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ سَعدُ بن أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ

فِي إِبِلِهِ فَجَاءَهُ ابْنُهُ عُمَرُ، فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الرَّاكِبِ، فَنَزَلَ فَقَالَ لَهُ: أَنَزَلْتَ فِي إِبِلِكَ وَغَنَمِكَ وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَتَنَازَعُونَ الْمُلْكَ بَيْنَهُم ؟ فَضَرَبَ سَعْدٌ فِي صَدْرِهِ وَقَالَ: اسْكُتْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ . (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزهد و الرقائق، باب:باب.

عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے اتنے میں ان کے لڑکے عمر حاضر ہوئے، سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا میں اس سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، عمر اپنی سواری سے اترے اور کہا آپ اپنے اونٹ اور بکریوں میں ہیں اور لوگوں کو ریاست کے بارے میں جھگڑتے ہوئے چھوڑ دیا ہے، تو سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر مارا اور کہا خاموش! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ گمنام بے نیاز اور متقی بندے کو پسند کرتا ہے۔

تشریح:

دنیاوی جاہ ومنصب اور مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام نے ہمیں ریا کاری اور دکھاوے اور شہرت طلبی سے سختی سے منع فرمایا ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ہمیں عمل کو پوشیدہ رکھنے اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکاری اور شہرت طلبی سے محفوظ رکھے اور متقی و پرہیزگار بندہ بنائے۔

فوائد:

- انسان کے اندر تواضع ہونا چاہئے۔
- عمل کو پوشیدہ رکھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

حاکم وقت کی اطاعت صرف معروف کاموں میں واجب ہے

ارشاد ربانی ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ﴾(سورۂ نساء: آیت ۵۹)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنهُ قَالَ: عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن معصية، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غير معصية وتحريمها فی المعصية.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان مرد پر (اپنے مسلمان حکمران کی بات) سننا اور ماننا فرض ہے، خواہ وہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند۔ مگر یہ کہ اسے گناہ کرنے کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا اور ماننا فرض نہیں۔ (بلکہ انکار ضروری ہے)۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَومَ الْقِيَامَةِ لاَ حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وفی كل......

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے (حکمران کے جائز کاموں میں) اطاعت سے ہاتھ اٹھالیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے

قیامت کے روز اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

وَعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شيئًا فَلْيَصْبرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ سترون بعدى أمورا تنكرونها، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وفى كل......

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے حاکم کا کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے تو اس کو چاہیے کہ صبر کرے اس لئے کہ اگر وہ بالشت برابر بھی حاکم کی اطاعت سے نکلا تو اس کی موت، جاہلیت کی موت ہوگی۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرِوبنِ العاص رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰه ﷺ فِي سَفَرٍ،فَنَزَلنَا مَنْزِلاً، إذ نَادٰى مُنَادِى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: الصَّلاةَ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعْنَا إلٰى رَسُولِ اللّٰه ﷺ فقَالَ: إنَّه لَمْ يَكُن نَبِيٌّ قَبْلِي إلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُم، وَيُنْذِرَهُم شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُم، وَإنَّ أُمَّتَكُم هٰذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَها بَلاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، وَتَجِيْءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيْءُ الفِتْنَةُ فيقُولُ المُؤمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيْءُ الفِتْنَةُ فَيقُولُ المُؤمِنُ: هٰذِهِ هٰذِهِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَاليَومِ الآخِرِ، وَلْيَأْتِ إلَى النَّاسِ الَّذِى يُحِبُّ أَنْ يُؤتٰى إلَيهِ، وَمَنْ بَايَعَ إمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إنْ اسْتَطَاعَ، فَإنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الآخَرِ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعه الخليفة الأول فالأول.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے پس ہم نے ایک منزل پر قیام کیا، کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آواز لگائی کہ نماز تیار ہے۔ پس ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا: مجھ سے پہلے جو بھی نبی ہوا اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنی امت کی رہنمائی ایسے کاموں کی طرف کرے جنہیں ان کے لئے بہتر جانتا اور ان کو ان کاموں سے ڈرائے جن کو ان کے لئے برا جانتا، اور تمہاری یہ امت اس کی عافیت اس کے ابتدائی حصے میں رکھ دی گئی ہے اور اس کے آخری حصے میں ایسی آزمائش اور ایسے امور ظہور پذیر ہوں گے جو تمہیں برے لگیں گے اور ایسے فتنے پیدا ہوں گے جو ہلکا کر دے گا (یعنی ایک سے بڑھ کر ایک فتنہ رونما ہوگا کہ بعد میں آنے والے فتنے کے مقابلے میں پہلا فتنہ بالکل ہلکا لگے گا) ایک فتنہ سامنے آئے گا تو مومن کہے گا، یہی میری ہلاکت کا باعث ہوگا پھر وہ دور ہو جائے گا اور کوئی اور فتنہ ظہور پذیر ہوگا تو مومن کہے گا یہی وہ فتنہ ہے جو سب سے بڑا ہے۔ پس جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ جہنم کی آگ سے دور ہو اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کو موت اس حالت میں آنی چاہئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اپنے ساتھ کئے جانے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اسے اپنا ہاتھ اور اپنے دل کا پھل دے دے (یعنی دل میں اس کی بیعت کے پورا کرنے کا عزم رکھے) تو اس کو چاہئے کہ امکان بھر اس کی اطاعت کرے، پھر اگر دوسرا کوئی اس کو اپنا تابع بنانے کے لئے اس سے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن مار دو (اسے قتل کر دو)۔

تشریح:

اسلام میں امیر، حاکم اور امامِ وقت کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے لیکن ان

کے لئے کچھ اصول وضوابط بنائے گئے ہیں اگر ان کی جانب سے صادر ہونے والے احکامات قرآن وسنت کے موافق ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کی معصیت نہیں ہے اور خواہشات نفس کا دخل نہیں ہے اور معاشرے وسوسائٹی کے مفاد میں ہیں تو ایسے احکامات کی پاسداری کرنا مسلمانوں پر واجب ہے لیکن اگر ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے یا کسی شخصی مصلحت کی وجہ سے احکامات جاری ہوئے ہوں جو معاشرے اور سوسائٹی کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں تو ایسے احکامات پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حاکم وقت کی دینی امور میں اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی معصیت سے بچائے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ کی معصیت کے علاوہ تمام معاملات میں حاکمِ وقت کی اطاعت واجب ہے۔
- حاکم وقت کی اطاعت دین کا ایک جزء ہے۔
- حاکم کی اطاعت قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

مسلم حکمرانوں کا احترام اور اطاعت

عَنْ عُبادةَ بنِ الصَّامِتِ رضيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: دَعَانا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ فَكَانَ فِيمَا أَخذَ عَلَينَا، أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثرَةٍ عَلَينَا وَأَلَّا نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوا كُفْرًا بَواحًا عِنْدَكُم مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ. (اخرجه البخاری و مسلم).

صحيح بخاری: كتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ سترون بعدی أمورا تنكرونها، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غير معصية وتحريمها فی المعصية.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا پس ہم نے آپ سے بیعت کی ،آپ نے جو عہد لیے ان میں یہ بھی تھا کہ ہم خوشی اور ناخوشی میں اور سختی اور آسانی میں اور اپنی حق تلفیوں میں بھی سمع وطاعت پر بیعت کریں گے اور ولی الامر سے ہم جھگڑا نہ کریں گے مگر جب تم کھلا کھلا کفر دیکھو جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے پاس حجت ہو۔

وَعَنْ عَوفِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَن رَسُولِ اللّٰه ﷺ قَالَ: خِيَارُ أَئِمَّتِكُم الَّذِينَ تُحِبُّونَهم وَيُحبُّونكم وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُم وَتُصَلُّونَ عَلَيهِم، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُم الَّذِينَ تُبْغِضُونَهم وَيُبْغِضُونكم وَ تَلْعَنُونَهم و يَلْعَنُونَكُم . قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلاَ نُنَابِذُهم بالسُّيُوفِ ؟ فَقَالَ: لاَ ، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلاَةَ ، وَإِذَا رَأَيْتُم مِنْ وُلاَتِكُم شَيئًا تَكْرَهُونَهُ، فَاكْرَهُوا عَمَلَهُ، وَلاَ تَنزِعُوا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب خيار الأئمة وشرارهم.

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارے اچھے حاکم وہ ہیں جن سے تمہیں محبت ہو اور وہ بھی تم سے محبت رکھتے ہوں اور جو تمہارے لئے دعا کرتے ہوں اور تم ان کے لئے دعا کرتے ہو۔ اور برے حاکم وہ ہیں جن سے تم کو بغض ہو اور وہ بھی تم سے عناد رکھتے ہوں، تم ان پر لعنت کرتے ہو وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ایسے برے حاکموں کو تلوار سے نہ دفع کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں اور جب تم اپنے حاکموں میں ایسی کوئی بات دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو تو اس کے عمل کو ناپسند کرو لیکن اپنا ہاتھ اطاعت سے باہر نہ کھینچو۔ (یعنی بغاوت نہ کرو)۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ، وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نُقَاتِلُهُم؟ قَالَ: لَا، مَا صَلَّوْا. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف الشرع وترك قتالهم.

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایسے امیر مقرر ہوں گے جن کے تم اچھے کام بھی دیکھو گے اور برے بھی، پھر جس نے برے کام کو برا جانا وہ گناہ سے بچ گیا اور جس نے برا کہا وہ بھی بچ گیا لیکن جو راضی ہوا اور اسی کی پیروی کی (وہ تباہ ہوا)۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ان سے لڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

(متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ سترون بعدي أمورا تنكرونها، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وفي كل......

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس کو اپنے امیر سے کوئی بات ناگوار گزرے تو صبر کرے، کیونکہ سلطان سے جو ایک بالشت بھی نکل گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

تشریح:

اسلام نے ہمیں مسلم حکمرانوں کی اطاعت کرنے کی تعلیم دی ہے ان کی مخالفت اور بغاوت سے سختی سے منع کیا ہے کیونکہ ان کی بغاوت کرنے سے معاشرے میں فتنہ وفساد برپا ہوگا، قتل وخونریزی ہوگی، ملک وملت کو نقصان پہنچے گا، ملک ترقی کے بجائے تنزلی کی راہ پر گامزن ہوگا، عوام بے روزگار ہو جائے گی، لوٹ کھسوٹ بڑھ جائے گی، کرپشن بالکل عام ہو جائے گا ہر طرف افراتفری کا عالم ہوگا اور لوگوں کو دینی ودنیوی اعتبار سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حاکم وقت کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی بغاوت سے بچائے۔

فوائد:

- مسلم حکمراں کی بغاوت حرام ہے۔
- جس نے مسلم حکمراں کی مخالفت کی تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

☆☆☆

یتیم کی کفالت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ (سورۂ ضحیٰ: آیت ۹)۔

ترجمہ: پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ (سورۂ انسان: آیت ۸)۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ أَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ الْوُسْطٰى وَ فَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. (أخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب الطلاق، باب اللعان۔ وقول اللہ تعالی: والذین یرمون أزواجھم......۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کے درمیان کشادگی رکھی (یعنی قریب ہونے کے باوجود، درجات میں فرق وتفاوت ہوگا)۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَأَشَارَ الرَّاوِي بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

(أخرجه البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب: فضل من یعول یتیما، صحیح مسلم: کتاب الزھد، باب فضل الإحسان إلی الأرملة والمسکین والیتیم۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ یتیم کا قریبی ہو یا غیر، جنت میں میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی

طرح ہوگا۔ آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

تشریح:

اسلام میں یتیم کی کفالت کی کافی اہمیت ہے۔ یتیم کا مطلب یہ ہے کہ جن بچوں کے باپ کا انتقال سن بلوغ سے پہلے ہو جائے تو وہ بچے یتیم کہے جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے یتیم کی کفالت اور ان کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے تمام امور کا خیال رکھنے کی ترغیب دی ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ یعنی جو لوگ دنیا میں یتیم کی کفالت کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اونچا مقام عطا فرمائے گا اور وہ جنت میں رسول اکرم ﷺ کے بہت قریب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یتیموں کی کفالت کرنے اور ان کے مالوں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- یتیم کی کفالت کی فضیلت اور اس کی ترغیب دینا۔
- یتیم کی کفالت دخول جنت کا سبب اور بلندئ درجات کا ذریعہ ہے۔
- یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اللہ کے رسول ﷺ کے بہت قریب ہوگا۔

☆☆☆

یتیم کے مال کو ناحق کھانے کی سنگینی

ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۰)۔

ترجمہ: جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ . (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی إن الذین یأکلون أموال الیتامی ظلما، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان الکبائر وأکبرھا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات گناہوں سے جو تباہ کردینے والے ہیں بچتے رہو۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی سے بھاگ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ . (اخرجه ابن ماجه).

سنن ابن ماجه: کتاب الأدب، باب حق الیتیم وحسنه الألبانی فی صحیح ابن ماجة: (۲۹۶۷)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! میں

لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ ان میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت۔

تشریح:

اسلام نے یتیم کے مالوں کی حفاظت کی تعلیم دی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے یتیموں کے مالوں کو ناحق کھانے کو مہلک گناہوں میں شمار کیا ہے۔ نیز ان کی حفاظت اور نگہداشت سے دست بردار ہونے اور ان کے حقوق کی پامالی کرنے پر جہنم کی وعید سنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے حقوق کو سمجھنے اور ان کی حفاظت کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- یتیم کے مال کو ناحق کھانے سے خوف دلانا۔
- یتیم کے مال کو ناحق کھانا مہلک گناہ کبیرہ میں سے ہے۔

☆☆☆

تربیتِ اولاد سے متعلق نبوی تعلیمات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (سورۂ تحریم: آیت ۶)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (سورۂ تغابن: آیت ۱۵)۔

ترجمہ: تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: كُلُّكُم رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِه، الإمَامٌ رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِه، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَمَسؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِه، وَكُلُّكُم رَاعٍ وَمَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّته. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، وكتاب العتق، باب العبد راع في مال سيده، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق......

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ تم سب کے سب ذمے دار ہو، اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام (حکمراں) ذمے دار ہے اور اس سے اپنی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی، آدمی اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اور اس سے اپنی رعیت (اہل خانہ) کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اپنی رعیت (گھر

میں رہنے والے بچے اور دیگر افراد) کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے، اس سے اس کی رعیت (مال واسباب) کے بارے میں پوچھا جائے گا، پس تم سب (اپنے اپنے دائرے میں) نگراں اور ذمے دار ہو اور سب سے اس کی (اپنی اپنی) رعیت کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

وَعَنْ مَعْقِلِ بنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَومَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيهِ الجَنَّةَ .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإيمان،باب استحقاق الوالي الغاش لرعيته النار.

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ نے رعیت دی ہو پھر وہ شخص اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کی حالت میں مرا تو ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کردے گا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيةٍ، أَو عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِه، أَو وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الوصية،باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان وفات پا جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل ایسے ہیں جن کا اجر وثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو، صالح اولاد جو مرنے والے کے لئے دعا کرے۔

تشریح:

والدین کے لئے اولاد ایک بہت بڑی نعمت ہے لیکن ان کی تربیت کرنا ایک

بہت بڑی ذمہ داری ہے اور تربیت کی ذمہ داری باپ کو عطا کی گئی ہے وہی ان کا ذمہ دار ہے۔ اسی سے قیامت کے دن باز پرس کی جائے گی۔ باپ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ بچوں کی صحیح تربیت کرے، انہیں دینی تعلیم سے مزین کرے، اور ہمیشہ انہیں اپنے ساتھ مسجدوں اور دیگر دینی مجلسوں میں لے جائے۔ باپ کے لئے صرف بچوں کی ساری ضروریات زندگی کا مہیا کرنا ان کے کھانے پینے اور کپڑا وغیرہ کا انتظام کرنا اور ان سے بے پروا ہوکر دنیوی امور میں مشغول ہوجانا کافی نہیں ہے کیونکہ جس نے ایسا کیا اور اس کے بچے خراب اور راہ راست سے بھٹک گئے تو وہ دنیا میں شرمندگی اٹھائے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کفِ افسوس ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- والدین سے اولاد کی تربیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔
- اولاد کی تربیت سے بے پرواہی خطرناک شیء ہے۔
- نیک اولاد والدین کے لئے بہترین نعمت ہیں۔

☆☆☆

بچوں سے محبت اور ان کا احترام کرنا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيرٍ، قَالَ: أَحْسِبُهُ فَطِيمًا، وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: يَا أَبَا عُمَيرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأدب، باب الكنية للصبى وقبل أن يولد للرجل، صحيح مسلم: كتاب الآداب، باب جواز تكنيه من لم يولد، وكنية الصغير.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے، میرا ایک بھائی ابوعمیر نامی تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ دودھ پینا چھوڑ چکا تھا (اور تھوڑی بہت اس میں شد بد آ گئی تھی)۔ آپ ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحاً فرماتے "یَا أَبَا عُمَیر مَا فَعَلَ النُّغَیر" اے ابوعمیر نغیر نے کیا کیا؟ (نغیر چھوٹی چڑیا کو کہتے ہیں)۔

وَعَنْ بُرَيدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ، عَلَيهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ، يَعثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا فَصَعِدَ بِهِمَا المِنبَرَ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُم وَأَوْلَادُكُم فِتْنَةٌ﴾، رَأَيتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِر، ثُمَّ أَخَذَ فِي الخُطْبَةِ. (اخرجه ابو داود).

سنن أبو داود: كتاب الصلاة، باب الإمام يقطع الخطبة للعمد يحدث، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (١١٠٩)۔

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین گرتے پڑتے آئے انہوں نے سرخ قمیص پہنی ہوئی تھی۔ آپ نیچے اترے اور دونوں کو لے کر منبر پر چڑھ گئے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ﴿إِنَّمَا

أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (سورۂ تغابن: آیت۱۵) کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔ پھر آپ نے خطبہ دینا شروع کر دیا۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، عَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ: أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ: وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِيْ مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ فِيْ يَدِهِ. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب المظالم، باب إذا أذن له أو أحله ولم يبين كم هو، صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما عن يمين المبتدئ.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس میں سے پیا، آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے بچے سے کہا کیا تم اجازت دو گے کہ میں ان بوڑھے لوگوں کو پہلے دے دوں۔ لڑکے نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے جھوٹے کا جو حصہ مجھے مل رہا ہے وہ میں کسی اور کو ہرگز نہ دوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ تھما دیا۔

تشریح:

آپ ﷺ کی ذات وصفات اور سیرت واخلاق بچوں کی تربیت کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ کا معاملہ بچوں کے ساتھ بہت ہی اچھا ہوتا تھا۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ اسی طرح پیش آئیں جس طرح رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کے بچوں کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ بچوں سے بہت زیادہ پیار کرتے، ان کے ساتھ کھیلتے، ان سے ہنسی مذاق کرتے، ان پر شفقت کرتے اور ان سے محبت کرتے تھے

اور ان سے کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے اور انہیں کسی چیز سے محروم نہیں رکھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ ﷺ کے نواسے حسن وحسین رضی اللہ عنہما آئے تو آپ نے اپنی باتوں کو ختم کر کے فوراً انہیں شفقت ومحبت کی وجہ سے اٹھالیا آپ کا یہ اخلاق ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم بھی اپنے بچوں کے ساتھ کھیلیں، ان سے ہنسی مذاق کریں اور ان سے محبت کا اظہار کریں اگر بچے کسی چیز کے حقدار ہیں تو محض انہیں بچے ہونے کی وجہ سے محروم کرنا اور بڑوں کو عطا کرنا جائز نہیں نیز انہیں ناراض بھی نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچوں کے ساتھ محبت وشفقت کے ساتھ پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بزرگوں کا بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا ان کے خوشی کا باعث ہے۔
- مجلس میں بچوں سے شفقت ومحبت کا اظہار کرنا جائز ہے۔
- بچوں کا احترام ضروری ہے۔
- بچے اگر کسی چیز کے حقدار ہیں تو بڑوں کو ان پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔

☆☆☆

بچوں سے جھوٹ بولنا منع ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أنهُ قَالَ: دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ: هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ؟ قَالَتْ: أُعْطِيهِ تَمْرًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ. (اخرجه ابو داود).

سنن أبو داود: كتاب الأدب، باب التشديد في الكذب، وحسنه الألباني في الصحيحة: (٧٤٨)۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا کہ ادھر آؤ ایک چیز دوں گی اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا: تم اسے کیا دینی چاہتی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا۔ اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

تشریح:

بچوں کی تربیت میں والدین کا اہم رول ہوتا ہے اس لئے والدین کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے بچوں کے ساتھ حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آئیں۔ ان کے سامنے کبھی جھوٹ نہ بولیں۔ کیونکہ بچے جب اپنے سامنے بہترین اخلاق کا مشاہدہ کریں گے اور سچائی کو دیکھیں تو انہیں ساری چیزوں کا اثر بچوں پر پڑے گا پھر وہ بھی سچ باتوں کے عادی ہوں گے اور اچھے اخلاق کے حامل بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- بچوں سے جھوٹ بولنا یا ان کے سامنے جھوٹی باتیں بیان کرنا منع ہے۔

بچوں کو وعظ و نصیحت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ○ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ○ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (سورۂ لقمان: آیت ۱۳-۱۷)۔

ترجمہ: اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔ پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں

میں یا زمین میں اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا (یقین مان) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔

وَعَنْ أَبِى هُرَيرةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: أَخذَ الحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ تَمْرةً مِنْ تَمرِ الصَّدَقةِ فَجَعَلَهَا فِى فِيْهِ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: كَخْ كَخْ ، ارْمِ بِهَا، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّنَا لاَ نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الزكاة، باب مايذكر فى الصدقه للنبى ﷺ و آله، صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ على......

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکوٰۃ کی کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ چھی چھی! نکالو اسے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔

وعَنْ عَمْرَ بنِ أَبِى سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يقولُ: كُنْتُ غُلاَمًا فِى حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِىْ تَطِيْشُ فِى الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا غُلاَمُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور ابھی نوعمر تھا (کیونکہ ان کے والد کی وفات کے بعد ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے حبالہ عقد میں آگئی تھیں) اور میرا ہاتھ (کھاتے وقت) پورے

برتن میں گھوم رہا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔

وَعَنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مُرُوا أَوْلادَكُمْ بِالصَّلاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداود: كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، وقال الألباني حسن صحيح في صحيح سنن أبي داود: (١٤٩٥).

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور اس پر انہیں مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور انہیں الگ الگ سلایا کرو۔

تشریح:

والدین پر یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو عین بچپن سے ہی دینی تعلیم دلائیں دینی تعلیم جب انہیں حاصل ہو جائے تو دنیاوی تعلیم کی طرف انہیں رغبت دلائیں کیونکہ دینی اور دنیاوی دونوں تعلیم ضروری ہیں لیکن دنیاوی تعلیم فرض کفایہ ہے جب کہ دینی تعلیم فرض عین ہے۔ انہیں ہمیشہ دینی مجلسوں میں شرکت کے لئے ابھاریں۔ خود اپنے ساتھ مسجدوں میں نمازوں کے لئے لے جائیں۔ کم سے کم ہفتہ میں ایک یا دو دن ان کے لئے خاص کریں اور ان میں انہیں جمع کر کے کھانے کے آداب، پڑوسیوں کے آداب، بھائی بہنوں کا احترام، بڑے بوڑھوں کا احترام، والدین کا احترام، نماز کی ترغیب اور سیرت رسول ﷺ جیسے موضوعات کی تعلیم دیں۔ ان پر اوباش لڑکوں کے ساتھ گھومنے پر پابندی لگائیں، ان سے پیار و محبت کا اظہار کریں، بچپن سے ہی ان کی نگرانی کریں کبھی یہ نہ

سوچیں کہ ابھی وہ چھوٹے ہیں بعد میں خود ہی ساری چیزیں سمجھ جائیں گے کیونکہ یہی چیزیں ان کی بگاڑ کا سبب بن سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بچوں کو بچپن سے ہی وعظ ونصیحت کرنا مشروع ہے۔
- بچوں کی تربیت میں ان کی عمر کی رعایت کرنا ضروری ہے۔
- بچوں کو اپنے سامنے سے اور داہنے ہاتھ سے کھانے کی تعلیم دیں۔

☆☆☆

بچوں کے ساتھ عدل وانصاف کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (سورۂ نحل: آیت ۹۰)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

عَنِ النُّعمَانِ بنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعضِ مَالِهِ، فَقَالَتْ أُمِّي عمرة بنت رواحة: لاَ أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلٰى صَدَقَتِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلاَدِكُم، فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ. (متفق عليه).

وَفِي رِوَايَةٍ: إِنِّي لاَ أَشْهَدُ عَلٰى جَورٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيكَ فِي البِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ: بَلٰى، فَلاَ إِذًا.

صحيح بخارى: كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الاشهاد فى الهبة، صحيح مسلم: كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد فى الهبة۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے مال میں سے میرے اوپر کچھ صدقہ (ھبہ) کیا تو میری ماں (عمرہ بنت رواحہ) نے کہا میں اس پر راضی نہیں ہوں یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ اس پر گواہ ہو جائیں تو میرے والد نبی ﷺ کے پاس گئے تا کہ آپ ﷺ میرے صدقے پر گواہ ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سارے لڑکوں کے لئے ایسا ہی کیا ہے، تو کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے کہا اللہ سے ڈرو اور اولاد کے مابین عدل رکھو، میرے والد گھر لوٹے اور صدقہ لوٹا دیا۔

ایک روایت کے اندر ہے کہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا ہوں۔

ایک دوسری روایت کے اندر ہے کہ کیا تم اس سے خوش ہو گے کہ تمہاری ساری

اولاد تم سے اچھا سلوک کرے تو کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ایسا مت کرو یعنی ایک کو دو دوسرے کو محروم کر دو۔

تشریح:

اسلام میں عدل وانصاف کا مقام بہت ہی بلند ہے اور یہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہونا چاہئے، اس کا تعلق خواہ اولاد سے ہو یا بیویوں سے، مزدورں سے ہو یا مالکوں سے، بچوں سے ہو یا بڑوں سے۔ چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ کے پاس بشیر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور نعمان کو دیئے ہوئے مال پر اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بنانا چاہا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا۔ اور حکم دیا کہ تم اپنے بچوں کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لو تمام اولاد کو برابر حصہ دو کسی کو کم اور کسی کو زیادہ نہ دو۔ سلف صالحین بھی اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کو پسند کرتے تھے یہاں تک کہ بوسہ دینے میں بھی سب کو برابر کا شریک رکھتے تھے۔ چونکہ اولاد کے درمیان عدل وانصاف کا نہ پایا جانا یا بیویوں کے درمیان عدل کا نہ ہونا یا ورکروں اور مزدوروں کے ساتھ عدل نہ کرنا ایسے امور ہیں جن کا انجام دنیا آپسی رنجش، بغض وحسد اور دشمنی ہوتا ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کریں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اولاد اور اپنی رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- ہر چیز میں عدل وانصاف ضروری ہے۔
- کسی چیز کو دینے کی صورت میں بعض اولاد کو بعض پر ترجیح دینا حرام ہے۔

☆☆☆

کتا پالنا

عَنْ أبی هُرَيرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اتَّخذَ كَلْبًا إلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيدٍ أو زَرْعٍ انْتُقِصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شراب أحدكم فليغمسه فإن فی إحدی......،

صحیح مسلم: کتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے، جو شخص شکار یا مویشی کی حفاظت کے علاوہ (کسی اور مقصد سے) کتا پالے، تو اس کے اجر میں سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوتی ہے۔

وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الكِلَابِ إلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أو كَلْبَ غَنَمٍ أو كَلْبَ مَاشِيَةٍ . (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے مارنے کا حکم دیا سوائے ان کتوں کے جو شکاری ہوں یا بکریوں کی حفاظت کرنے والے اور مویشیوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

وَعَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَوْ لاَ أَنَّ الكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الأُمَمِ لأَمَرتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا، فَاقْتُلُوا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بَهِيْمٍ. (اخرجه ابو داود والترمذی والنسائی).

وَزَادَ: مَا مِن أَهْلِ بَيْتٍ يَرْبِطُونَ كَلْبًا إلا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِم كُلَّ يَومٍ قِيرَاطٌ إلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أو كَلْبَ حَرثٍ أو كَلْبَ غَنَمٍ.

سنن أبو داود: كتاب الصيد، باب اتخاذ الكلب للصيد وغيره، سنن ترمذى: أبواب الصيد عن رسول الله ﷺ باب ماجاء في قتل الكلاب، وقال هذا حديث حسن صحيح، سنن نسائى: كتاب الصيد: باب صفة الكلاب التى أمر بقتلها وصححه الالبانى فى صحيح سنن أبى داود: (٢٨٤٥)۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی (اللہ کی مخلوق اور) امتوں میں سے ایک امت ہیں، تو میں ان ساروں کے قتل کرنے کا حکم دے دیتا۔ (بہرحال) جو ان میں سے کالا سیاہ ہو اسے مار ڈالا کرو۔

اور ترمذی اور نسائی کی روایت میں یہ زیادتی آئی ہے کہ جو گھر والے کتا باندھ رکھے ہیں ان کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہو جاتی ہے الا کہ وہ شکاری کتا ہو یا کھیتی اور بکریوں کی رکھوالی کے لئے ہو۔

وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ صُوْرَةٌ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب بدء الخلق، باب باب إذا وقع الذباب فى شراب أحدكم فليغمسه فإن فى إحدى......، صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان وتحريم اتخاذ مافيه صورة.

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کتے اور تصویریں ہوتیں ہیں اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ہیں۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے حیوانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے انہیں میں سے کتا بھی ایک حیوان ہے جسے ضرورت کے وقت یعنی بکریوں، کھیتوں اور گھروں کی دیکھ بھال کے لئے رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اسی طرح شکاری اور سی آئی ڈی

کتے بھی پالنے کی اجازت ہے۔لیکن شوقیہ اور فیشن کے طور پر کتا پالنا سخت گناہ کا باعث ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں کتے ہوتے ہیں اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔اور طبی نقطہ نظر سے بھی گھروں میں کتوں کا رکھنا خطرے سے خالی نہیں ہے کیونکہ اس کا اثر گھر والوں کی صحت پر پڑتا ہے اور بھی حکمتیں ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ بلا کسی ضرورت کتے پالنے سے پرہیز کریں اور اپنے گھروں میں بھی نہ گھسنے دیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- شکاری، کھیتوں کی رکھوالی اور جانوروں کی حفاظت کے لئے کتوں کا پالنا مباح ہے۔
- سی آئی ڈی کتے کا پالنا جائز ہے۔
- جن گھروں میں کتے ہوتے ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے ہیں۔

☆☆☆

ماہِ رجب المرجب

ماہِ رجب المرجب

وجہ تسمیہ: رجب کے معنی ہوتے ہیں کاٹنا، چونکہ اس مہینے میں لوگ پیڑ پودوں اور اس کی شاخوں کو کاٹ دیتے تھے اور اس مہینہ کی عظمت کی وجہ سے اس میں لڑائی بھی نہیں کرتے تھے، اس لئے اس کا نام رجب پڑ گیا۔ جاہلیت میں اس ماہ کا نام ''اصم'' رکھا گیا تھا کیونکہ اس میں تلواروں کی جھنکار نہیں سنائی دیتی تھیں۔

اہم واقعات: ● نبوت کے پانچویں سال مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی ابتداء اسی ماہ میں ہوئی ● سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف اسی ماہ میں بھیجا گیا ● سریہ ابی عبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ کو قبیلہ جہینہ کی طرف اسی ماہ میں بھیجا گیا ● نبوت کے دسویں سال اسراء اور معراج کا واقعہ اسی ماہ میں پیش آیا ● نماز کی فرضیت اسی ماہ میں ہوئی ● غزوہ تبوک اسی ماہ ۹ھ میں پیش آیا ● خالد بن ولید اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کی قیادت میں دمشق کی فتح اسی ماہ ۱۴ھ میں ہوئی ● زبیر بن عوام کو اسی ماہ ۳۶ھ میں شہید کیا گیا ● عمر بن عبدالعزیز کی وفات اسی ماہ ۱۰۱ھ میں ہوئی ● حسن بصری رحمہ اللہ اسی ماہ ۱۱۰ھ کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے ● محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کی وفات اسی ماہ ۲۰۴ھ کو ہوئی ● صلاح الدین ایوبی کی قیادت میں مسلمانوں کا داخلہ بیت المقدس میں اسی ماہ کی ۲۷ رتاریخ ۵۸۳ھ موافق ۲ رجنوری ۱۱۸۷ء ہوا۔

☆☆☆

ماہ رجب کی بدعتیں

ارشاد ربانی ہے: ﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ۳)۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (رواہ البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، صحیح مسلم: کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے دین میں ایسی بات پیدا کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ قابل قبول نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ. (رواہ مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر آدمی ایسا عمل کرتا ہے جس کی قرآن وسنت میں کوئی دلیل نہیں ملتی، تو وہ قابل قبول نہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ ...... وَيَقُولُ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے (امابعد): سب سے بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، سب سے بدترین امر وہ ہے جسے (دین میں) ایجاد کرلیا گیا ہو، ایسی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح:

لفظ ''رَجُبٌ'' جیم کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی شرم کرنا، بڑائی کرنا اور ڈرنا ہے اور ''رَجَبٌ'' جیم کے فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی گھبرانا اور شرم کرنا ہے لیکن اصطلاح میں یہ عربی سال کا ساتواں مہینہ اور حرمت کے مہینوں میں سے ایک ہے جس میں قتل وخونریزی حرام ہے۔

اس مہینے کے تعلق سے عوام میں بہت ساری چیزیں مشہور ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کردیا کہ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔ پس اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلام مکمل ہوچکا ہے اب اس میں مزید کسی طرح کے حذف واضافہ کی گنجائش نہیں رہ گئی ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس دین میں کسی طرح کا اضافہ کرے تو اس کا شمار بدعت میں ہوگا۔ قرآن وحدیث میں بدعت کی بڑی مذمت آئی ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: جو اس دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو ہمارے دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)۔ ماہ رجب کی بہت ساری بدعتیں معاشرے میں رائج ہیں ان میں سے چند کا ذکر مندرجہ ذیل سطور میں ملاحظہ کریں۔

شب معراج: آپ ﷺ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرانا

اور پھر وہاں سے ساتوں آسمان اور اس سے بھی آگے کی معراج کرانا نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے۔ اسی مناسبت سے لوگ اس ماہ کی ستائیسویں رات کو جشن مناتے اور چراغاں کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تمام رات بیدار رہتے اور اسے اسراء اور معراج کی رات کا نام دیتے ہیں حالانکہ اس رات کی تعیین احادیث صحیحہ کے اندر کہیں بھی نہیں، جتنی بھی روایتیں اس رات کی تعیین میں بیان کی جاتی ہیں وہ تمام روایتیں فنِ حدیث کا علم رکھنے والوں کے نزدیک غیر ثابت اور غیر صحیح ہیں۔ بفرض محال اگر اس رات کی تعیین کا ثبوت بھی ہو تو بھی مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ اسے عبادات میں شمار کریں یا اس رات کی عبادت کو خاص رنگ دیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ معراج کے مہینے اور دن کے بارے میں کوئی قطعی دلیل نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ کی ساری دلیلیں منقطع اور متضاد ہیں جن سے کسی تاریخ کی قطعیت ثابت نہیں ہوسکتی۔

علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ شب معراج کی تاریخ تو درکنار، معراج کب ہوئی اس مہینے میں بھی اختلاف ہے کسی نے ربیع الاول، کسی نے محرم تو کسی نے رمضان المبارک کہا ہے۔ (الرحیق المختوم: ص ۱۳۷)۔

اس سے کہیں زیادہ یہ بات قابلِ غور ہے کہ معراج مکہ میں ہوئی اور اس کے بعد رسول اکرم ﷺ تقریباً تیرہ سال تک بقید حیات رہے اگر اس دن کوئی خاص عمل باعث برکت وفضیلت ہوتا تو آپ ﷺ خود کرتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی کرنے کے لئے حکم دیتے جبکہ اس سلسلے میں آپ ﷺ سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کوئی عمل ثابت نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک بدعت ہے جسے بعد میں لوگوں نے ایجاد کرلیا ہے۔ لہذا مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس رات کو خوشیاں منائیں، یا اسے کسی

عبادت کے لئے خاص کریں۔

صلاۃ الرغائب: وہ نماز ہے جسے لوگ رجب کے پہلے جمعہ کو مغرب اور عشاء کے بیچ میں ادا کرتے ہیں۔اس نماز کے تعلق سے حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماہ رجب میں کسی ایسی نماز کا ذکر نہیں ہے جسے خصوصیت کا مقام یا شانِ امتیازی حاصل ہو، ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں ''صلاۃ الرغائب'' کی فضیلت میں جو احادیث مروی ہیں وہ سب کی سب جھوٹی بے بنیاد اور باطل ہیں۔کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے، نیر جمہور علماء کے نزدیک یہ نماز بدعت ہے۔چار صدیوں کے گذر جانے کے بعد اس بدعت کا ظہور ہوا، اس لئے ان صدیوں سے پہلے گذرنے والے اسلاف کو اس کا علم ہی نہیں تھا اور نہ ہی ان کے ہاں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ اس نماز کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ صلاۃ الرغائب جو ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کو ادا کی جاتی ہے قبیح بدعت ہے۔(المجموع للنووی:۵۶۸/۳)۔

جبکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس نماز کو ائمہ کرام کے متفقہ فیصلہ کی بنیاد پر غیر مشروع قرار دیا ہے اور فرمایا کہ اس طرح کی نماز بدعتی اور جاہل کے سوا کوئی ادا نہیں کرتا۔(الفتاوی الکبریٰ:۲۳۹/۲)۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رجب کے پہلے جمعہ کو ادا کی جانے والی نماز دین میں ایک نئی چیز ہے جو بدعت ہے۔

روزہ رکھنا: ماہِ رجب میں لوگ کثرت سے روزہ بھی رکھتے ہیں اور اسے خیر وبرکت تصور کرتے ہیں جبکہ روزہ رکھنے کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ماہ رجب کی فضیلت یا اس مہینہ کے روزوں کی فضیلت یا اس کے کچھ دنوں کے روزے کی فضیلت یا اس مہینہ میں کسی مخصوص رات کے قیام کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں

ہے جو قابل حجت و دلیل ہو۔ یہ ساری چیزیں بدعت اور خرافات ہیں جو بعد میں وجود میں آئی ہیں۔ (تبیین العجب بماورد فی فضل رجب)۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ رجب کے پہلے روز روزہ رکھنا بدعت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے رجب کے مہینے میں خاص طور پر روزوں کا اہتمام کرنا ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ماہِ رجب میں پہلے روز روزہ رکھنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ عمل مسنون ہے، گناہ اور بدعت ہے۔ (دیکھیے: فتاویٰ شیخ صالح الفوزان)۔

ماہ رجب میں عمرہ کرنا: اس مہینے میں لوگ کثرت سے عمرہ کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس ماہ کا عمرہ دیگر مہینوں سے افضل و بہتر ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی ماہ رجب میں عمرہ ادا کیا ہو۔ آپ کے صرف چار عمروں کا ثبوت ہے، تین عمرہ ذوالقعدہ کے مہینے میں اور ایک عمرہ حجۃ الوداع کے موقع پر۔ اس لئے جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ماہ رجب کا عمرہ دیگر مہینوں کے عمرہ سے افضل اور بہتر ہے ان کا یہ گمان باطل اور مردود ہے۔

رجب کے کونڈے: اس مہینے کی ۲۲/تاریخ کو رجب کے کونڈے بھرنے کی ایک رسمِ بد منائی جاتی ہے اور یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جس نے رجب کے کونڈوں کا انکار کیا یا اسے نہ بھرا تو اسے نقصان ہوسکتا ہے یا اس پر کوئی مصیبت و پریشانی آ سکتی ہے۔ اس کی نسبت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی جانب کی جاتی ہے ان کا فرمان ہے کہ جس نے میرے نام کا کونڈا بھرا اس کی ساری ضرورت پوری گی اگر نہ ہوئی تو قیامت کے دن وہ میری گریبان پکڑ سکتا ہے چنانچہ اس سلسلے میں ایک لکڑ ہارن، جو بہت ہی پریشان حال اور فاقہ کی زندگی بسر کررہی تھی، کا ایک بے سروپا واقعہ لوگوں کے درمیان معروف و مشہور ہے کہ اس نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ

کا کونڈا ابھرا جس کی وجہ سے اس کی ساری ضرورت پوری ہوگئی پھر وہ کافی خوشحال بھی ہوگئی۔
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس رسم بد اور من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی افسانہ سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- مسلمانوں کا بدعت سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔
- بدعت انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔
- صلاۃ الرغائب اور رجب کے کونڈے وغیرہ بدعت ہیں۔

☆☆☆

تصویر کا بیان

عَنْ أَبِی طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ صُورَةٌ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب باب إذا وقع الذباب فی شراب أحدکم فلیغمسه فإن فی إحدی……، صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان وتحریم اتخاذ مافیه صورة.

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ: إنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يومَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامة، صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان وتحریم اتخاذ مافیه صورة.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہوں گے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أنها أخبرته أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلٰى الْبَابِ فَلَم يَدْخُلْ، فَعَرفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُوبُ إِلٰى اللّٰهِ وَ إِلٰى رَسُولِهِ، مَاذَا أذنَبْتُ؟ قَالَ: مَا بَالُ هٰذِهِ النمُرْقَة ؟ فَقَالَتْ: اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَومَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُم: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُم، وَقَالَ: إنَّ الْبَيتَ الَّذِی فِيهِ الصُّوَرُ لاَ تَدخُلُهُ الْمَلاَئِكَةُ . (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب من لم یدخل بیتا فیه صورة، صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان وتحریم اتخاذ مافیه صورة.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک گدا خریدا جس

میں کچھ تصویریں تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں آپ کے چہرے سے ناراضگی پہچان گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کیسا گدا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اسے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اب ان میں جان بھی ڈالو اور آپ نے فرمایا کہ جس گھر میں تصاویر ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے۔

تشریح:

اسلام نے ذی روح اور جاندار چیزوں کا فوٹو لینے اور بنانے سے منع کیا ہے اور اسے گناہ کبیرہ میں شامل کیا ہے۔ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب مصورین یعنی فوٹو کھینچنے والے کو دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم ان تصویروں میں روح ڈالو جسے تم نے کھینچا اور بنایا ہے۔ نیز جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں ان میں رحمت کے فرشتے بھی داخل نہیں ہوتے۔ آج گھروں میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگ دیواروں کو تصویروں سے مزین کئے ہوتے ہیں تصویریں ہی تصویریں لگی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فوٹو کھینچنے اور بنانے سے محفوظ رکھے اور اگر ہمارے گھروں میں اس طرح کی چیز موجود ہوں تو اسے ختم کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- فوٹو کھینچنا گناہ کبیرہ میں سے ہے۔
- جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے ہیں۔
- قیامت کے دن فوٹو کھینچنے والے افراد کو سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔
- بستر اور کمبل وغیرہ میں بھی تصویر نہیں ہونا چاہئے۔

مریض کی عیادت

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ العَاطِسِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، صحيح مسلم: كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، بیمار کی مزاج پرسی کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا، اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔

وَعَنْ ثَوبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ، قِيلَ يَا رَسولَ اللّٰهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ جَنَاهَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل عيادة المريض.

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ "خُرْفَةُ الْجَنَّةِ" میں ہوتا ہے آپ سے پوچھا گیا: "خُرْفَةُ الْجَنَّة" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے تازہ پھل چننا۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الجنائز عن رسول الله، باب ماجاء فی عيادة المريض، وقال حديث حسن غريب، وصححه الألبانی فی الصحيحة:(١٣٦٧)۔

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جو دن کے شروع میں کسی مسلمان کی عیادت کرے مگر اس کے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور اگر وہ دن کے آخر میں عیادت کرے تو اس کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح تک مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

تشریح:

ایک مسلم کا دوسرے مسلم بھائی پر بیشمار حقوق ہیں انہیں حقوق میں سے مریض کی زیارت کرنا بھی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مریض کی عیادت کی ترغیب دی ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ کیونکہ مریض کی زیارت کرنے سے مریض کو خوشی اور اس کی دلجوئی ہوتی ہے نیز یہ اس کے ساتھ ہمدردی اور الفت ومحبت کے اظہار کا بہترین طریقہ ہے۔ نیز مریض کی زیارت کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جب تک وہ مریض کے پاس ہوتے ہیں ان کے لئے نیکیاں ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ مریض کی زیارت کے کچھ آداب ہیں جن کی رعایت زیارت کرنے والے کے لئے ضروری ہے مثلاً زیارت کے لئے مناسب وقت کا اختیار کرنا، ان کے پاس زیادہ دیر تک نہ رکنا، شفایابی کی دعا کرنا اور تسلی دینا اور اچھی باتیں کرنا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مریضوں کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مریض کی زیارت کرنا مستحب ہے۔
- مریض کی زیارت کرنا ایک مسلم بھائی کا دوسرے مسلم پر حق ہے۔
- مریض کی زیارت کا ثواب اور فضیلت بہت زیادہ ہے۔

بیماری گناہوں کا کفارہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب المرضى، باب ماجاء في كفارة المرض، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتى......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ. أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، وَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، قُلْتُ إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، قَالَ: أَجَلْ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب المرضى، باب شدة المرض، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتى......

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کے مرض کے زمانہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت بڑے تیز بخار میں تھے۔ میں نے کہا کہ یہ بخار آپ ﷺ کو اس لئے اتنا تیز ہے کہ آپ کا ثواب بھی دوگنا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں، جو مسلمان کسی بھی تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے نیچے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرِ بنِ عَبدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ، فَقَالَ: مَالَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَت: الحُمَّى لاَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، قَالَ: لاَ تَسُبِّي الحُمَّى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الكِيرُ خَبثَ الحَدِيدِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتى......

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام السائب کے پاس گئے تو پوچھا اے ام السائب تو کانپ رہی ہے کیا ہوا تجھ کو؟ وہ بولی بخار ہے، اللہ اس کو برکت نہ دے، آپ ﷺ نے فرمایا: بخار کو برا مت کہہ کیونکہ وہ آدمیوں کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا میل دور کر دیتی ہے۔

تشریح:

بیماری اور صحت یابی، پریشانی اور آسانی سارے امور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں ہر حال میں اہل ایمان کو اس پر صبر وشکر کا مظاہرہ کرنا چاہیئے چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جن وانس میں سے جسے بھی کوئی بیماری یا پریشانی لاحق ہوتی ہے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں یعنی اس کے ذریعہ اس کے گناہ مٹائے جاتے اور درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مصائب و پریشانی پر صبر وشکیب کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- انسان کا بیماری وغیرہ پر صبر کرنا واجب ہے۔
- مصائب پر صبر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔
- بیماری گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

زیارت فی اللہ کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَجُلاً زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ، عَلٰى مَدْرَجَتِهِ، مَلَكاً، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ ؟ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ من نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَيهِ ؟ قَالَ: لاَ، غَيرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ تَعَالَى: قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الحب فی الله تعالى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کسی دوسری بستی کی طرف اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں اس کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ بٹھادیا، جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا، تو فرشتے نے پوچھا، تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا، اس بستی میں میرا ایک بھائی رہتا ہے اسی کے پاس جارہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے؟ جس کا بدلہ اتارنے جارہے ہو؟ اس نے کہا نہیں، صرف اس لئے جارہا ہوں کہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں، فرشتے نے کہا، میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں (اور یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ (بھی) تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہے۔

وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ عَادَ مَرِيضًا أَوْ زَارَ أَخًا لَهُ فِي اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً . (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء فی زيارة الإخوان، وقال حسن غريب، وحسنه الألبانی فی المشكاة:(٥٠١٥).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا محض اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے بھائی کی زیارت کرے تو ایک پکارنے والا با آواز بلند کہتا ہے کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا خوشگوار ہو اور تجھے جنت میں ٹھکانہ نصیب ہو۔

تشریح:

اسلام میں زیارت فی اللہ کی کافی فضیلت اور عظمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس پر بیشمار نیکیاں اور ثواب متعین ہیں۔ زیارت فی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان خوشنودی الٰہی اور ثواب کی غرض سے بغیر کسی دنیاوی اغراض ومقاصد کے کسی شخص کی زیارت کرے۔ ایسے شخص کے تعلق سے پیارے حبیب ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے مبارکباد دی جاتی ہے اور جنت میں اس کے لئے گھر تیار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خوشنودی اور رضاء کی خاطر لوگوں کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- زیارت فی اللہ کی کافی فضیلت ہے۔
- زیارت فی اللہ دخول جنت کا سبب ہے۔
- زیارت فی اللہ محبت الٰہی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

محبتِ الٰہی کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتّٰى لاَ تَعلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان،باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة و فضل المساجد، صحيح مسلم: كتاب الزكاة،باب فضل إخفاء الصدقة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات طرح کے ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرا وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھا دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد الٰہی محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى

يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي. (أخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الحب في الله تعالى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائے گا: میرے جلال واطاعت کی وجہ سے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا، جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجالائیں اور نواہی سے بچیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے بغیر کسی دنیاوی اغراض ومقاصد کے للہ محبت کریں، ایک دوسرے کی زیارت کریں، اللہ کے راستے میں دل کھول کر خرچ کریں، اولیاء اللہ سے محبت کریں۔ یہ سارے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے محبوب ہیں۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرے گا اور قیامت کے دن اپنے سایہ کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے۔

فوائد:

- محبت فی اللہ کی کافی فضیلت ہے۔
- محبت فی اللہ محبت الٰہی کا سبب ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے ہوں گے۔

☆☆☆

قیامت کے دن آدمی اپنے محبوب کے ساتھ اٹھایا جائے گا

عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ أَنَّ أَعْرَابِيًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : مَتَى السَّاعَةُ ؟ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَعْدَدْتَ لَهَا ؟ قَالَ: حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا قیامت کب ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ وہ بولا: اللہ اوراس کے رسول کی محبت، آپ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے گا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَومًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْمَرءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. (اخرجه البخاری و مسلم).

صحيح بخاری: كتاب الأدب، باب علامة حب الله عزوجل، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور بولا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی رائے اس شخص کے بارے میں کیا ہے جو ایک قوم سے محبت رکھے اور ابھی تک ان سے ملا نہ ہو (یعنی اس جیسا عمل نہ کیا ہو)، آپ نے فرمایا: آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنهَا ائتَلَفَ، وَما تَناكَرَ مِنهَا اخْتَلَفَ. (اخرجه مسلم).

تخريج: صحيح مسلم:البر والصلة والآداب، باب الأرواح جنود مجندة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روحیں فوج در فوج ہیں جن کا آپس میں تعارف ہو گیا ہے وہ دوست ہو گئیں اور جو ایک دوسرے سے مانوس نہ ہو سکیں وہ علیحدہ ہو گئیں۔

تشریح:

لفظ ''محبت'' ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس کے اندر بہت سارے معانی پوشیدہ ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی باتوں کو دل و جان سے مانا جائے جس کے نتیجے میں انسان جنت حاصل کرتا اور جہنم رسید ہونے سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا جب انسان اس دنیا میں کسی سے محبت کرتا ہے اور اس کے نقش قدم پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اسی کے ساتھ اٹھائے گا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا۔ اب اگر انسان اس دار فانی میں مومنین، صالحین اور اولیاء کرام سے محبت کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا حشر انہیں نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا لیکن اس کے برعکس اگر اس نے برے لوگوں کی صحبت اختیار کی ان سے دوستی قائم کی تو قیامت کے دن اس کا حشر انہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مومنین اور صالحین سے محبت کرنا دخول جنت کا سبب ہے۔
- کافروں اور فاسقوں سے محبت کرنا دخول جہنم کا ذریعہ ہے۔
- انسان نے دنیا میں جس قوم سے محبت کی قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

موت کو یاد کرنا مطلوب ہے جبکہ اس کی تمنا کرنا منع ہے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُم الْمَوتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لاَ بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوتِ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيرًا لِيْ وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ. (متفق علیہ).

صحيح بخاري: كتاب الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب كراهة تمنى الموت لضر نزل به.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی تکلیف میں اگر کوئی شخص مبتلا ہوتو اسے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی موت کی تمنا کرنے ہی لگے تو یہ کہنا چاہیے، اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھ کو اٹھا لے۔

وَعَنِ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ يَتَمَنَّ أَحَدُكُم الْمَوتَ وَلاَ يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأتِيَهُ، إِنَّهُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُم انْقَطَعَ عَمَلُهُ، وَإِنَّهُ لاَ يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهُ إِلَّا خَيْرًا . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب كراهة تمنى الموت لضر نزل به.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت آ جانے سے پہلے اس کی دعا کرنی چاہئے اس لئے کہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کسی مومن کی عمر میں زیادتی نہیں کرتا مگر اس میں بھلائی ہوتی ہے۔

وَعَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعنِي الْمَوْتَ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الزهد عن رسول الله، باب ماجاء في ذكر الموت، وقال حسن غريب، وقال الألباني حسن صحيح في صحيح ابن ماجه: (٤٢٥٨).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو۔

تشریح:

یقیناً موت برحق ہے اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ موت کی یاد نفس کی اصلاح، زادِ آخرت اور دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے اسے کثرت سے یاد کرنے کا حکم دیا ہے اور دنیاوی مصائب و پریشانی میں مبتلا ہونے کے بعد موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اگر بفرض محال کسی کو موت کی تمنا کرنی ہے تو وہ اس طرح کہے اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھے اس دنیا سے اٹھا لے۔ کیونکہ انسان کو نہیں معلوم ہے کہ اس کے مرنے میں بھلائی ہے یا زندہ رہنے میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں موت کو کثرت سے یاد کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- کثرت سے موت کو یاد کرنا مستحب ہے۔
- پریشانی کے وقت موت کی تمنا کرنا منع ہے۔

☆☆☆

جانکنی کے احکام

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب تلقين الموتى لا إله إلا الله.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو جانکنی کے عالم میں " لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کی تلقین کرو۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَ آخِرُ كَلاَمِهِ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ . (اخرجه أبوداود).

سنن ابوداود: كتاب الجنائز، باب في التلقين وصححه الألباني في صحيح الأحكام:(٣٤)۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا آخری کلام " لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِثَلاَثٍ يَقُولُ: لاَ يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت.

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو مرنے سے تین دن قبل یہ کہتے ہوئے سنا، تم میں سے کوئی شخص جب مرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھے۔

تشریح:

اسلام کا پہلا رکن کلمہ توحید ہے یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ

کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ جب انسان کی وفات انہیں کلمات پر ہو تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو، مرنے والوں کو کلمہ توحید کی تلقین کا حکم دیا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنے کو بھی کہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ بالخیر کرے۔

فوائد:

- شہادتین کی فضیلت ہے۔
- جانکنی کے وقت لوگوں کو میت کے سامنے کلمہ توحید " لاَ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ" پڑھنا چاہئے تاکہ میت بھی " لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" پڑھ لے۔
- اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا حکم ہے۔
- جس نے مرنے سے قبل " لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

☆☆☆

مومن کا اپنے رب کی ملاقات پر خوش ہونا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ، فَقُلْتُ: يَانَبِي اللّٰهِ! أَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ؟ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوتَ، فَقالَ: لَيسَ كَذٰلِكَ. وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ، أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، فَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ. (أخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب من حب لقاء الله احب الله لقاءه ومن کره لقاء الله......

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، میں نے کہا یا نبی اللہ ﷺ ناپسند سے مراد کا موت کی ناپسندیدگی ہے؟ تو ہم میں سے ہر کوئی موت کو ناپسند کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، لیکن جب مرنے والا مومن ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی رضامندی اور جنت کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تمنا کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے اور جب مرنے والا کافر ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کے بارے میں اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيرَ ذٰلِكَ قَالَتْ: لِأَهْلِهَا: يَاوَيلَهَا أَينَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانُ وَلَو سَمِعَ الْإِنْسَانُ

لَصَعِقَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب قول المیت وهو علی الجنازة قدمونی.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب میت چارپائی پر رکھی جاتی ہے اورلوگ اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں اس وقت اگر وہ مرنے والا نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے جلد آگے بڑھائے چلو۔لیکن اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے ہائے بربادی! مجھے کہاں لئے جارہے ہو۔اس کی آواز انسان کے سوااللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق سنتی ہے۔کہیں اگر انسان سن لےتو بے ہوش ہو جائے۔

تشریح:

جب مومن وکافر کی موت ہوتی ہے تو ان میں ہر ایک کی کیفیت الگ الگ ہوتی ہے۔مومن اپنے رب سے ملاقات کے لئے بے چین ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ کتنی جلدی اس کی اپنے رب سے ملاقات ہو جائے کیونکہ اسے جنتی نعمتوں سے متعلق بشارت مل چکی ہوتی ہے اسی لئے جب اسے تجہیز وتکفین کے بعد اٹھایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل کی امید رکھتا ہے۔لیکن اس کے برعکس کافر کی جب موت ہوتی ہے تو وہ پریشان ہوتا ہے اور چاہتا کہ اس کی ملاقات رب سے نہ ہو کیونکہ اسے عذاب سے متعلق خبر مل چکی ہوتی ہے اور تجہیز وتکفین کے بعد جب اسے اٹھایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ کیونکہ اسے پتا چل جاتا ہے کہ عذاب کے فرشتے اس کے انتظار میں ہیں،قبر میں سانپ اور بچھو ہمارے منتظر ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حالت میں اس دنیا سے رخصت کرے اور اپنے عذاب سے بچائے۔

فوائد:

- مومن اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔
- کافر اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

☆☆☆

غائبانہ نمازِ جنازہ

عَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ أَسوَدَ رَجُلاً أَوِ امرَأَةً كَانَ يَقُمُّ المَسجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعلَمِ النَّبِيُّ ﷺ بِمَوتِهِ فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَومٍ فَقَالَ عَلَيهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ: مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الإِنسَانُ؟ قَالُوا مَاتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ أَفَلاَ آذَنتُمُونِي؟ فَدُلُّونِي عَلٰى قَبرِهِ، فَأَتَى قَبرَهُ فَصَلّٰى عَلَيهِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر بعد ما یدفن.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کالے رنگ کا ایک مرد یا عورت، جو مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا، کی وفات ہوگئی لیکن نبی کریم ﷺ کو اس کی وفات کی خبر کسی نے نہیں دی۔ ایک دن آپ ﷺ کو اس کی یاد آئی تو فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کا تو انتقال ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم لوگوں نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ (صحابہ نے اس کو حقیر جان کر قابل توجہ نہیں سمجھا) چلو اس کی قبر بتاؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھی۔

وَعَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي اليَومِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ إِلَى المُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَربَعًا. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی إلی اهل المیت بنفسه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا اسی دن رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو ان کی وفات کی خبر دی اور صحابہ کے ساتھ نماز گاہ گئے۔ پھر صف بندی کرائی اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔

تشریح:

نمازِ جنازہ کے احکام میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص کی نماز جنازہ چھوٹ

جائے تو اس کے لئے غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا مشروع ہے اگر چہ اسے دفن کردیا گیا ہو اسی طرح قبر کے پاس بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔جیسا کہ رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اس مرد یا عورت کی جو مسجد کی صفائی کرتی تھی، کی قبر پر بعد میں جا کر نماز جنازہ پڑھی۔نیز جب نجاشی کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔اس سے معلوم ہوا ہے کہ نماز جنازہ قبر کے پاس پڑھی جاسکتی ہے اور غائبانہ نماز بھی۔

فوائد:

- قبر کے پاس نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔
- غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔

☆☆☆

میت کی بخشش کے لئے لوگوں کی سفارش

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلٰى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلاً، لاَ يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب من صلى عليه أربعون شفعوا فيه.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان آدمی مر جائے اور اس کے جنازے پر ایسے چالیس آدمی نماز پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں، تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان کی مغفرت کی سفارش قبول فرماتا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِن مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيهِ أُمَّةٌ مِنَ المُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً، كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ، إلَّا شُفِّعُوا فِيهِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب من صلى عليه مائة شفعوا فيه.

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان میت پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھے جن کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہو اور سب میت کی بخشش کے لئے سفارش کریں تو اس کی بابت ان کی سفارش قبول ہوگی۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس میت کے جنازے میں چالیس یا سو (۱۰۰) لوگ شریک ہوں اور سارے لوگ میت کے لئے دعائے مغفرت کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان

کی دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ جنازے میں کثیر تعداد میں شریک ہو کر اپنے وفات شدہ بھائی کے لئے دعائے مغفرت کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں شریک ہونا مستحب ہے۔

☆☆☆

جنازے کے احکام ومسائل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: قَالَ ﷺ: لَا تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوا إِلٰى مَا قَدَّمُوا. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب ما ینهی من سب الأموات.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جولوگ مر گئے انہیں برانہ کہو کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا تھا اس کے پاس وہ خود پہنچ چکے ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا: أَنَّ أَبَابَكْرِ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب المغازی: باب مرض النبی ﷺ ووفاته.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی موت کے بعد آپ کا بوسہ لیا تھا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة. صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب الإسراع بالجنازة.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنازہ لے کر جلد چلا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کررہے ہو اور اگر اس کے سوا ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ

مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنهُ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذی:أبواب الجنائز عن رسول الله، باب ماجاء أن نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه وقال : هذا حديث حسن، وصححه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه: (٢٤١٣)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کی جان اس کے قرض کے ساتھ لٹکی ہوتی ہے جب تک اسے ادا نہ کر دیا جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ شَهِدَ الجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ. قِيلَ: وَمَا القِيرَاطَانِ ؟ قَالَ: مِثْلُ الجَبَلَينِ العَظِيمَينِ . (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن، صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جنازہ میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔

وَعَنِ البَرَاءِ بنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ : بِعِيَادَةِ المَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَونِ المَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِبرَارِ المُقْسِمِ . (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الاستئذان، باب إفشاء السلام، صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا۔ مریض کی مزاج پرسی کا، جنازے کے ساتھ چلنے کا، چھینک پر

"یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہنے کا، کمزوروں کی مدد کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، سلام کے پھیلانے کا اور قسم پوری کرنے کا۔

وَعَنْ أَبِی سَعِیدِ الخُدْرِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: إذَا رَأَیتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلاَ یَقْعُدْ حَتّٰی تُوضَعَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب من تبع الجنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناکب الرجال فإن......

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ چل رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

وَعَنْ أُمِّ عَطِیَّةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهَا قَالَتْ: نُهِینَا عَنْ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ وَلَم یُعْزَمْ عَلَینَا. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز،صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب نهی النساء عن اتباع الجنائز.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی کہ ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا مگر تاکید سے منع نہیں ہوا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے لئے ایک وقت متعین کر رکھا ہے جب وہ وقت پورا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملتا ہے۔میت کے کچھ احکام ومسائل ہیں جیسے انہیں بوسہ لینا، ان کی جانب سے قرض ادا کرنا، ان کے ساتھ ساتھ قبرستان تک جانا ان کی نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہونا نیز انہیں اُلٹے سیدھے الفاظ سے یاد نہ کرنا اور قبرستان جلدی لے جانا وغیرہ وغیرہ۔ واضح ہو کہ جنازے کے ساتھ جانا مردوں کے لئے خاص ہے

عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور جب تک میت کو زمین پہ رکھ نہ دیا جائے مرد حضرات کو چاہئے کہ وہ نہ بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- میت کا بوسہ لینا جائز ہے۔
- میت کو برا بھلا کہنا منع ہے۔
- میت کو جلدی دفن کرنے کا حکم ہے۔
- میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا واجب ہے۔
- جنازہ کے ساتھ چلنا سنت ہے۔
- جنازہ کے ساتھ چلنے کا عظیم اجر ہے۔
- جنازے کے ساتھ جانے والا میت کو رکھنے سے قبل نہ بیٹھے۔
- عورتوں کا جنازے کے ساتھ چلنا منع ہے۔

☆☆☆

جنازہ کا طریقہ اور اس کی دعا

عَنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيهَا وَسَطَهَا. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الجنائز، باب الصلاة على النفساء إذا ماتت فی نفاسها، صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه.

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک عورت (ام کعب) کی نماز جنازہ پڑھی جس کا نفاس میں انتقال ہوگیا تھا تو رسول اللہ ﷺ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے۔

وَعَن أَبِي غَالِبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: صَلَّيتُ مَعَ أنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَأسِهِ، ثُمَّ جَاؤُوا بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيشٍ، فَقَالُوا: يَا أَبَاحَمْزَةَ صَلِّ عَلَيهَا، فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيرِ، فَقِيلَ لَهُ هٰكَذَا رَأَيتَ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ عَلَى الجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنهَا وَمِنَ الرَّجُلِ مَقَامَكَ مِنهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الجنائز عن رسول الله، باب ماجاء أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة، وقال حسن، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (١٤٩٤)۔

ابوغالب رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کی جنازے کی نماز پڑھی تو انس بن مالک اس جنازہ کے سر کے برابر میں کھڑے ہوئے پھر لوگ قبیلہ قریش کی ایک عورت کا جنازہ لائے اور کہا اے ابوحمزہ! اس کی بھی نمازِ جنازہ پڑھ دیں تو انس رضی اللہ عنہ اس جنازے کے بیچ میں یعنی عورت کی کمر کے مقابل میں کھڑے ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ نبی ﷺ مرد وعورت کے

سامنے ایسے کھڑے ہوتے جس طرح آپ کھڑے ہوئے؟ تو انس نے کہا ہاں۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي لَيْلٰى رَحِمَهُ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ زَيْدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِ نَا أَرْبَعًا، وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر.

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ ہمیں چار تکبیروں سے جنازہ کی نماز پڑھاتے تھے اور ایک جنازہ کو پانچ تکبیروں سے بھی پڑھایا تو اس پر میں نے سوال کیا، تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسے ہی تکبیر پڑھتے تھے۔

وَعَنْ طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَوفٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، قَالَ: لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ. (اخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة.

طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہی سنت کا طریقہ ہے۔

وَعَنْ عَوفِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الخَطَايَا كَمَانَقَّيْتَ الثَّوبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْه دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلاً خَيْرًا مِنْ أَهْلِه، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الجَنَّةَ،

وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ أَوْمِنْ عَذَابِ النَّارِ. قَالَ: حَتّٰی تَمَنَّیْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذٰلِكَ المَیِّتِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ.

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی تو آپ کی وہ دعا میں نے یاد کر لی۔ آپ پڑھ رہے تھے، " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الخَطَایَا كَمَانَقَّیْتَ الثَّوبَ الأَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلاً خَیْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ" اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اس کو عذاب سے عافیت دے اور اس کو معاف کر دے، اس کی مہمان نوازی اچھی کر، اس کی قبر فراخ کر دے، اس کو پانی برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے، اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا اور اس کو اس کے دنیاوی گھر کے بدلے میں بہتر گھر، اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو عذاب قبر اور جہنم کی آگ سے بچا۔ نبی ﷺ نے یہ دعا اس انداز سے مانگی حتی کہ میں نے آرزو کی کہ یہ میت میں خود ہوتا۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو نماز جنازہ کا طریقہ سکھلایا ہے کہ اگر میت مرد ہے تو امام اس کے سر کے پاس اور اگر عورت ہے تو اس کی کمر کے پاس کھڑا ہوگا۔ پھر چار تکبیروں کے ذریعہ نماز جنازہ پڑھائے گا پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ، دوسری تکبیر کے

بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف (جو تشہد میں پڑھی جاتی ہے) اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے مذکورہ دعا، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے گا۔ یہی سنت کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنازے میں زیادہ سے زیادہ شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- امام کا مرد کے سر کے پاس اور عورت کی کمر کے پاس جنازے کے لئے کھڑا ہونا ثابت ہے۔
- نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت مشروع ہے۔
- رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کے بعد میت کے لئے دعا کرنا ثابت ہے۔

☆☆☆

تجہیز وتدفین کے احکام

عَنْ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: ثَلاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوتَانَا: حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں تین اوقات ایسے ہیں جن میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کرنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا ہے، سورج نکلتے وقت یہاں تک کہ وہ خوب بلند ہو جائے، عین زوال کے وقت یہاں تک کہ سورج مائل ہو جائے اور سورج کے غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُدْخِلَ المَيِّتَ القَبْرَ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذى: أبواب الجنائز عن رسول الله، باب ما جاء يقول إذا أدخل الميت القبر، هذا حديث حسن غريب، وصححه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه: (١٥٥٠)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب میت کو قبر میں داخل کرتے تو فرماتے "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ" یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر تمہیں قبر میں داخل کرتا ہوں۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا بِنتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى القَبْرِ. فَرَأَيتُ عَينَيهِ تَدْمَعَانِ، فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا، فَنَزَلَ فِي

قَبْرِهَا فَقَبَرَهَا .(اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب من یدخل قبر المرأۃ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے جنازہ میں حاضر تھے۔آپ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا ایسا آدمی بھی کوئی یہاں ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو۔اس پر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے کہ میں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم قبر میں اتر جاؤ۔انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اتر گئے اور میت کو دفن کیا۔

تشریح:

اسلام میں میت کے دفن کے بعض احکام وسنن ہیں جن کا لحاظ اور پاس رکھنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میت کو طلوع شمس، زوال شمس اور غروب شمس کے وقت دفن نہ کرو، ان اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت دفن کر سکتے ہو اسی طرح میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا " بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ" پڑھنا مستحب ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- میت کو سورج طلوع ہونے کے وقت، زوال کے وقت اور غروب کے وقت دفن کرنا منع ہے۔
- میت کو قبر میں اتارنے والے کے لئے " بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ" کہنا سنت ہے۔
- غیر محرم کا عورت کو قبر میں اتارنا جائز ہے۔

☆☆☆

صبر کی اہمیت وفضیلت

ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (سورۂ زمر: آیت ۱۰)۔

ترجمہ: صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۵۵)۔

ترجمہ: اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالَى لِي، قَالَ: إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةَ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالَى أَنْ يُعَافِيَكِ؟ فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ أَلَّا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب المرضى، باب فضل من يصرع من الريح، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتى......

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لئے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ

أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيرًا لَهُ.
(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير.

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو، اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے، تو یہ شکر کرنا بھی اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر اور کفارۂ سیئات ہے)۔

وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الـمُسلِمَ إِذَا كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصبِرُ عَلٰى أَذَاهُم خَيرٌ مِنَ الْمُسلِمِ الَّذِي لاَيُخَالِطُ النَّاسَ وَلاَ يَصبِرُ عَلٰى أَذَاهُم. (اخرجه الترمذي).

سنن ترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، باب في فضل المخالطة مع الصبر على أذى الناس، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (٤٠٣٢)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مسلمان جو لوگوں کے ساتھ آپس میں مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے دی گئی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے تو وہ بہتر ہے اس سے جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر نہیں رہتا ہے اور نہ ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔

تشریح:

اسلام میں صبر کا مقام بہت ہی بلند ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیشمار مقامات پر صبر کرنے والوں کی تعریف کی ہے اور اپنی معیت کا ذکر فرمایا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ قضاء وقدر پر ایمان لائیں اور مصائب و پریشانی پر صبر کریں اور اللہ کے راستے میں پیش

آمدہ مصائب پر صبر کا مظاہرہ کریں، لا علاج بیماری میں صبر کریں، اولاد نہ ہونے پر صبر وشکر سے کام لیں، فقر وفاقہ پر قسمت کو نہ کوسیں۔ اگر یہ ساری صفتیں انسان کے اندر پائی جائیں گی تو ایسے بندوں کو اللہ تعالیٰ کافی اجر وثواب عطا فرمائے گا اور اپنی معیت عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کی پریشانیوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اسلام میں صبر کا مقام بہت بلند ہے۔
- صبر جنت میں جانے کا سبب ہے۔
- صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے۔

☆☆☆

صبر کی تلقین اور مصیبت کے وقت کی دعاء

ارشاد ربانی ہے: ﴿الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت: ۱۵۷)۔

ترجمہ: جنہیں، جب کبھی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الأولی، صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الأولی.

انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ، وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا. (أخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب مایقال عند المصیبة.

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے " إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اللّٰهُمَّ

أُجُرْنِی فِی مُصِیْبَتِی، وَأَخْلِفْ لِی خَیْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَیْرًا مِنْهَا" کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر عطا کرتا ہے اور اس کی جگہ اسے بہتر جانشین عطا فرماتا ہے۔

تشریح:

اسلام میں مصیبت پر صبر کرنا اور اس پر اجر کی امید رکھنا ایمان کے قوی ہونے کی دلیل ہے۔ اور صبر رحمت الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے امت کو مصائب پر صبر کرنے کی ترغیب دی ہے اور مصائب و پریشانی کے وقت دعا "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن" پڑھنے کے لئے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصائب و پریشانی پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مصائب پر صبر کرنے کی فضیلت ہے۔
- پریشانیوں پر صبر کرنا مومنین کے صفات میں سے ہے۔
- مصیبت کے وقت " إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ "کہنا مسنون ہے۔

☆☆☆

وصیت اور اس کے احکام

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُمَا أنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَیءٌ یُرِیدُ أنْ یُوصِیَ فِیهِ یَبِیتُ لَیلَتَینِ إلَّا وَوَصِیَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الوصایا،باب الوصایا، صحیح مسلم: کتاب الوصیة باب وصیة الرجل مکتوبة عنده.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی ایسے مسلمان کے لئے درست نہیں، کہ جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی مال ہو، کہ اپنے پاس وصیت لکھے بغیر دو رات گذارے۔

وَعَن سَعدِ بنِ أبِی وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ قَالَ عَادَنی رسُولُ اللّٰہِ ﷺ فی حَجَّةِ الوِداعِ مِنْ وَجعٍ اشفَیتُ مِنهُ عَلَی المَوتِ: قُلتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ بَلَغَ بِی مَا تَرَی مِنَ الوَجعِ: وَأنَا ذُو مَالٍ وَلا یَرِثُنِی إلَّا ابنَةٌ لِیْ وَاحِدَةٌ، أفَأتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِی؟ قَالَ: لاَ، قُلْتُ: أفَأتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ: لاَ۔ قُلْتُ: أفَأتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ؟ قَالَ: الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِیرٌ، إنَّکَ إنْ تَذَرْ وَرَثَتَکَ أغْنِیَاءَ خَیرٌ مِنْ أنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب رثاء النبی ﷺ سعد بن خوله، صحیح مسلم: کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث.

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میری عیادت کی اور اس وقت میں ایسے درد میں مبتلا تھا کہ بالکل موت کے قریب ہوگیا تھا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے جیسی تکلیف ہے آپ

جانتے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میرے پاس صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں اپنے سارے مال کا دوثلث وصیت کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا پھر آدھے کی کردوں؟ آپ ﷺ نے اس پر بھی یہی فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا پھر تہائی کی کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی کی کرسکتے ہو اور یہ بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ دو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ . (اخرجه أبو داود والترمذي).

سنن أبو داود: كتاب الوصايا، باب ماجاء في الوصية للوارث، سنن ترمذی: أبواب الوصايا عن رسول الله، باب ماجاء لا وصية لوارث وقال: هذا حديث حسن صحيح، وقال الألباني حسن صحيح في صحيح سنن أبي داود: (۲۸۷۰)۔

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے تو اب کسی وارث کے لئے وصیت نہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ، وَأَظُنُّهَا لَو تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ، أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا ؟ قَالَ : نَعَمْ . (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الجنائز، باب موت الفجأة البغتة، صحيح مسلم: كتاب الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض

کیا یارسول اللہ: میری والدہ کی موت اچانک واقع ہوگئی اور کچھ وصیت نہیں کرسکیں، میرا خیال ہے کہ اگر انہیں گفتگو کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتیں تو کیا میں ان کی طرف سے خیرات کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے خیرات کرو۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے انسانوں کے لئے وصیت کے احکام کو بیان فرمایا ہے بنابریں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان احکامات کی معرفت حاصل کریں چونکہ انسانوں کے اوپر دوسروں کے حقوق ہوتے ہیں اور انہیں موت کے بارے میں علم نہیں ہوتا کہ وہ کب اپنی آغوش میں لے لے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے وصیت لکھنے کا حکم دیا ہے اور اس کے لئے ضوابط متعین کیا ہے کہ انسان اپنے مال کا ایک تہائی حصہ وصیت کرسکتا ہے اس سے زیادہ کرنے سے منع فرمایا ہے نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو مالدار بنا کر چھوڑنا فقیر بنانے سے افضل ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکامات کی جانکاری حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- وصیت نامہ کا تحریری شکل میں ہونا ضروری ہے۔
- انسان کو اپنے مال کا ایک تہائی حصہ مرنے سے قبل وصیت کرنے کی اجازت ہے۔
- میت کی جانب سے صدقہ کرنا جائز ہے اگرچہ میت نے وصیت نہ کی ہو۔

☆☆☆

وراثت کے احکام

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلْحِقُوا الفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِأَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الفرائض، باب میراث الولد من أبیه وأمه، صحیح مسلم: کتاب الفرائض، باب الحقوا الفرائض بأهلها فما بقی فلأولی رجل ذکر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اہل فروض (جن کا حصہ قرآن وحدیث میں متعین ہے) میں وراثت تقسیم کیجئے پھر اس کے بعد مردوں میں جو سب سے قریب ہو۔

وَعَنْ أَبِی أُمَامَةَ البَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰی کُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ. (اخرجه ابو داود والترمذی).

سنن أبوداود: کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیة للوارث، سنن ترمذی: أبواب الوصایا عن رسول الله، باب ماجاء لا وصیة لوارث، وقال: هذا حدیث حسن صحیح، وقال الألبانی حسن صحیح فی صحیح أبی داود: (۲۸۷۰)۔

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے تو اب کسی وارث کے لئے وصیت نہیں۔

وَعَنْ أُسَامَةَ بنِ زَیدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَا یَرِثُ المُسْلِمُ الکَافِرَ وَلَا یَرِثُ الکَافِرُ المُسْلِمَ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر ولا یرث......

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر

کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہوتا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں وراثت کے احکامات کو بیان فرماتے ہوئے وارثوں کے حصوں کو بھی ذکر کر دیا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے بھی اس کی وضاحت حدیث میں کر دی ہے۔ وراثت لوگوں کے خواہشات اور چاہت کے مطابق نہیں تقسیم کی جائے گی بلکہ قرآن وسنت کے مطابق تقسیم کی جائے گی، جتنا جس کا حق ہوگا اتنا اسے عطا کیا جائے گا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، اس میں کسی طرح کی کوئی تمیز نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وراثت کے معاملے میں قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا دے۔

فوائد:

- میراث کی تقسیم کتاب وسنت کے مطابق ہم پر لازم ہے۔
- وارث کے حق میں وصیت کرنا منع ہے۔
- وارثوں کو دینے کے بعد بچے ہوئے مالوں کا رشتہ داروں میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔
- مسلمان اور کافر کے درمیان وراثت نہیں ہے۔

☆☆☆

لڑکیوں کا حق وراثت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (سورۂ نساء: آیت: ۷)۔

والدین اور قرابت داروں کی چھوڑی ہوئی جائداد میں سے مردوں کا حصہ ہے اور والدین اور قرابت داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں سے عورتوں کا (بھی) حصہ ہے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، اور وہ حصہ متعین ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ، فَقَالَتْ أُمِّي عمرة بنت رواحة: لاَ أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلٰى صَدَقَتِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلاَدِكُمْ، فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ. (متفق عليه).

وَفِي رِاوَيَةٍ: إِنِّي لاَ أَشْهَدُ عَلٰى جَورٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَواءً؟ قَالَ: بَلٰى، فَلاَ إِذًا.

صحيح بخاری: كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الاشهاد فى الهبة، صحيح مسلم: كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد فى الهبة۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے مال میں سے میرے اوپر کچھ صدقہ (ھبہ) کیا تو میری ماں (عمرہ بنت رواحہ) نے کہا میں اس پر راضی نہیں ہوں یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ اس پر گواہ ہو جائیں تو میرے والد نبی ﷺ کے پاس گئے تا کہ آپ ﷺ میرے صدقے پر گواہ ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سارے لڑکوں کے لئے ایسا ہی کیا ہے، تو کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے کہا اللہ سے

ڈرو اور اولاد کے مابین عدل رکھو، میرے والد گھر لوٹے اور صدقہ لوٹا دیا۔

ایک روایت کے اندر ہے کہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا ہوں۔

ایک دوسری روایت کے اندر ہے کہ کیا تم اس سے خوش ہو گے کہ تمہاری ساری اولاد تم سے اچھا سلوک کرے تو کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ایسا مت کرو یعنی ایک کو دو دوسرے کو محروم کر دو۔

تشریح:

آج معاشرے میں لڑکیوں کے حق وراثت کے بارے میں کوئی نہیں سوچتا جبکہ ان کا یہ حق ہے کہ انہیں بھی لڑکوں کی طرح حق وراثت میں شامل کیا جائے۔ ابن العربی احکام القران میں رقمطراز ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سے ایک عورت نے شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول! میرے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اپنے پیچھے مجھے چھوڑا ہے۔ نیز ایک بیٹی ہے لیکن ہمیں وراثت میں کچھ نہیں ملا تو لڑکی کے چچا نے کہا یا رسول اللہ یہ نہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہیں نہ بوجھ اٹھاتی ہیں اور نہ دشمنوں سے جنگ کرتی ہیں (پھر یہ کیسے وارث ہونگی) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ اتار کر ظلم پر مبنی اس روایت کا خاتمہ کر دیا اور بتا دیا کہ بیٹوں کی طرح بیٹیوں کا بھی ماں باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں حصہ ہے۔

لیکن افسوس آج کے مسلمانوں نے بیٹیوں کو یکثر حصہ سے محروم کر کے جاہلیت کی یاد کو تازہ کر دی حالانکہ اسلام نے سختی کے ساتھ بیٹیوں کو حصہ دینے کی تاکید کی ہے اور بچوں کے درمیان ناانصافی کرنے سے سختی سے منع کیا ہے چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ کے پاس بشیر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور نعمان کو دیئے ہوئے مال پر اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بنانا چاہا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟ تو انہوں نے نفی

میں جواب دیا تو آپ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا۔ اور ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ یہ ظلم ہے اور میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا، یہ تھوڑا سا عطیہ تھا یہاں تو باپ یا بھائی اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو تو بالکلیہ وراثت سے محروم کر دیتے ہیں اگر آج آپ ﷺ ہوتے تو کس قدر ناراضگی کا اظہار فرماتے!

اکثر وبیشتر باپ اور بھائی یہ نامعقول جواب دیتے ہیں کہ ان کی شادی بیاہ کر دی اب ان کا حصہ کہاں بچا تو کیا لڑکوں کی شادی پر پیسہ خرچ نہیں ہوتا اگر ایسا ہے تو لڑکوں کو بھی حق وراثت سے محروم کر دینا چاہئے مگر یہاں معیار دوسرا بن جاتا ہے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ باپ بھی اپنے بیٹوں اور بیٹیوں میں اتنا فرق رکھتا ہے حالانکہ اسی کا خون پانی اس کی لڑکی کے جسم میں بھی دوڑ رہا ہے پھر لڑکوں اور لڑکیوں میں اتنا فرق کیوں؟ اگر ہر شخص اپنی بہن بیٹی کا حصہ دے دے تو گھوم کر اس کا مال اس کے پاس آجائے گا اور شریعت کے اہم حکم پر عمل بھی ہو جائے گا مگر بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے۔

ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں بے شک مرد یا عورت اللہ کی عبادت میں ساٹھ سال گزارتے ہیں پھر انہیں موت آجاتی ہے اور وہ غلط وصیت کر کے مستحقین کو تکلیف دیتے ہیں پس ان کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ (سنن ترمذی وابن ماجہ)۔

کہیں آپ بھی اس حدیث کے مستحق تو نہیں ہو رہے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو روزہ نماز کسی کام میں نہیں آئے گا اور جہنم کی آگ کی دردناک سزا ہی آپ کا مقدر ہوگی۔ اس لئے خبردار ہو جائیے اور وراثت کو حقدار تک پہنچانے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں پابندِ شریعت بنائے۔ آمین

فوائد:

- لڑکیوں کا حق وراثت ثابت ہے۔
- اولاد کے درمیان عدل وانصاف ضروری ہے۔

میت پر رونا جائز ہے بشرطیکہ قضاء الٰہی پر جزع ونا راضگی نہ ہو

عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى أَبِي سَيفِ القَينِ. وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيهِ السَّلامَ. فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِبرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيهِ بَعْدَ ذٰلِكَ. وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبدُ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ: وَأَنتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ يَا ابنَ عَوفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ، ثُمَّ أَتبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ ﷺ: إِنَّ الْعَينَ تَدْمَعُ وَالقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرضِي رَبُّنَا، وَإِنَّا لِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ إنا بك لمحزونون.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے یہاں گئے۔ یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) کو دودھ پلانے والی انا (عورت) کے خاوند تھے۔ آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور سونگھا۔ ہم ان کے یہاں پھر گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم دم توڑ رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یارسول اللہ! اور آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ابن عوف! یہ بے صبری نہیں یہ تو رحمت ہے پھر آپ ﷺ دوبارہ روئے اور فرمایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے پر زبان سے ہم وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

وَعَنْ أُسَامَةَ بنِ زَيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: كُنَّا عِندَ النَّبِيِّ ﷺ

فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِحْدَى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ ، وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا -أَوْ ابْنًا لَهَا- فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ﷺ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا: إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ، فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَيَأْتِيَنَّهَا قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأيمان والنذور،باب قول الله تعالى وأقسموا بالله جهد أيمانهم، صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت.

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ اتنے آپ کی ایک صاحبزادی (زینب رضی اللہ عنہا) نے ایک قاصد کے ذریعہ آپ ﷺ کو بلا بھیجا اور یہ خبر دی کہ لڑکا یا بچہ جاں کنی کے عالم میں ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے واپس بھیجا اور فرمایا کہ جا کر ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو وہ لیتا ہے اور وہ اسی کا ہے جو وہ دیتا ہے اور سب کے لئے ایک مدت مقرر ہے سو تو ان کو حکم کر کہ وہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کا امید رکھیں۔ وہ خبر لانے والا پھر دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ وہ آپ کو قسم دیتی ہیں کہ آپ ضرور تشریف لائیں چنانچہ آپ ﷺ اٹھے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل بھی چلے، اسامہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا (اور جب ہم لوگ صاحبزادی کے گھر میں داخل ہوئے) تو بچہ کو آپ کی طرف اٹھایا گیا اس وقت بچہ کا سانس اکھڑ رہا تھا گویا وہ پرانے مشکیزہ میں کھنکھناتا تھا۔ سو آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں یہ دیکھ کر

رونے لگیں تو سعد بن عبادہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کھاتا ہے۔

تشریح:

اسلام نے ہمیں کسی انسان کی وفات پر چیخ وپکار کرنے اور ان کے اوصاف وغیرہ بیان کرکے رونے، نوحہ وماتم کرنے اور گریبان چاک کرنے سے سختی سے منع کیا ہے البتہ شفقت ومہربانی اور قرابت کی بنا پر آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا، دل کا غمگین ہونا اور تکلیف سے نڈھال ہونا ایک فطری معاملہ اور مباح چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ گرفت نہیں کرتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر پر ناراضگی کا اظہار نہ ہو کیونکہ جب آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، آپ کو کافی تکلیف ہوئی اور دل غموں سے چور چور ہوگیا کیونکہ یہ فطری چیز ہے اس پر انسان صبر نہیں کرسکتا ہے اور جس پر انسان کو اختیار نہ ہو اس پر اس کی گرفت نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- رسول اللہ ﷺ شفیق اور نرم دل تھے۔
- کسی کی وفات کے موقع پر آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا ایک فطری چیز ہے۔

☆☆☆

اولاد کی وفات پر صبر کا پھل

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلاثَةٌ مِنَ الوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ . (أخرجه البخاري).

صحيح بخاری: كتاب الجنائز، باب ماقيل في أولاد المسلمين.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے بھی تین نابالغ بچے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے ان کو بہشت میں لے جائے گا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لا يَمُوتَ لأَحَدٍ مِنَ المُسْلِمِينَ ثَلاثَةٌ مِنَ الوَلَدِ تَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ القَسَمِ . (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى وأقسموا بالله جهد أيمانهم، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کہ جس کے تین لڑکے مرگئے ہوں اور پھر اس کو دوزخ کی آگ لگے مگر اتنی کہ جس سے قسم اتر جائے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلاثَةٌ مِنَ الوَلَدِ كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: وَاثْنَانِ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاری: كتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس عورت کے تین بچے مرجائیں تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جاتے ہیں۔اس پر ایک عورت

نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کسی کے دو ہی بچے مریں؟ آپ نے فرمایا کہ دو بھی۔

تشریح:

اولاد قلب وجگر کے ٹکڑے اور دنیاوی زندگی کی زینت ہوتے ہیں ان کا فوت ہونا والدین کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے اسی لئے ان کی وفات پر صبر کا صلہ بہت عظیم ہے چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جن کے تین بچے فوت کر جائیں وہ انہیں جہنم میں جانے سے روک دیں گے اس پر ایک عورت نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! جس کے دو بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کا مظاہرے کرے۔ تو آپ نے فرمایا دو بچے بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کی وفات پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اولاد کی وفات پر صبر کرنے کا صلہ کافی ہے۔
- اولاد کی وفات پر صبر کا بدلہ جنت ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل بہت وسیع ہے۔

☆☆☆

قبر میں منکر ونکیر کا سوال وجواب

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: العَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ. حَتّٰى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِم. أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا. وَأَمَّا الكَافِرُ. أَوِ المُنَافِقُ فَيقُولُ: لاَ أَدرِي، كُنتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ. فَيُقَالُ: لاَ دَرَيتَ وَلاَ تَلَيتَ، ثُمَّ يُضرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِن حَدِيدٍ ضَربَةً بَينَ أُذُنَيهِ، فَيَصِيحُ صَيحَةً يَسْمَعُهَا مَن يَلِيهِ إِلاَّ الثَّقَلَينِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کر کے اس کے دوست واحباب پیٹھ موڑ کر رخصت ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس شخص (محمد ﷺ) کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھ جہنم کا اپنا ٹھکانا لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے لئے ایک مکان اس کے بدلے میں بنا دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس بندہ مومن کو جنت اور جہنم دونوں دکھائی جاتی ہیں اور رہا کافر یا منافق تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا وہی میں بھی کہتا رہا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے نہ تو نے کچھ سمجھا اور نہ

پڑھا۔ اس کے بعد اسے ایک لوہے کے ہتھوڑے سے دونوں کانوں کے درمیان بڑے زور سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنے بھیانک طریقے سے چیختا ہے کہ انسان اور جن کے سوا ارد گرد کی تمام مخلوق سنتی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيهِ مَقْعَدُهُ بِالغَدَاةِ وَالعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِن أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِن أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَيهِ يَومَ القِيَامَةِ. (متفق علیه)..

صحیح بخاری: كتاب الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشي، صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه وإثبات عذاب.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک جب تم میں سے کسی آدمی کو موت آتی ہے تو صبح وشام اس کے پاس اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی رہتا ہے تو اس کا جنت کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور اگر جہنمی رہتا ہے تو اس کے اوپر جہنم پیش کی جاتی ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اسی پر قیامت کے دن بھی اٹھائیں گے۔

تشریح:

جب میت کو قبر میں وفنا دیا جاتا ہے اور لوگ واپس ہوتے ہیں تو ان کے قدموں کی آہٹ میت کو سنائی دیتی ہے پھر اس کی روح کو لوٹایا جاتا ہے اور اسے برزخی زندگی عطا کی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے منکر ونکیر تشریف لاتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ اگر مسلمان ہے تو سارے سوالوں کا جواب بآسانی دے دیتا ہے لیکن اگر خدانخواستہ کافر ہے تو

ہر سوال کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم ہے۔ پھر ان کے سوال و جواب کے مطابق ان کا مقام قیامت تک کے لئے جنت یا جہنم دکھلایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قبر میں ثبات قدمی عطا فرمائے اور اس کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- قبر میں منکر ونکیر کا میت سے سوال کرنا ثابت ہے۔
- قبر میں عذاب اور نعمت دونوں کا ثبوت ہے۔
- قبر میں میت اپنا مقام جنت یا جہنم کو قیامت کے آنے سے پہلے دیکھتا ہے۔

☆☆☆

قبر کو برابر کرنے کا حکم

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِي رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر.

ابوھیاج اسدی رحمہ اللہ نے کہا مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو اس کام کے لئے بھیجتا ہوں جس کام کے لئے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اور وہ یہ ہے کہ جو کوئی تصویر ملے اسے مٹا دینا اور جو کوئی بلند قبر ملے اسے زمین کے برابر کر دینا۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب النهی عن تجصیص القبر والبناء علیه.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر بیٹھنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔

وَعَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر والصلاة علیه.

ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

تشریح:

فتنۂ قبور کا شمار ان عظیم فتنوں میں سے ہے جس میں شیطان نے بنی آدم کو قدیم

زمانے سے آج تک پھنسا رکھا ہے یہی نہیں بلکہ ان کی تعظیم، ان پر عمارت سازی ان کے پاس نماز پڑھنے کو مزین کر رکھا ہے یہاں تک کہ لوگ قبر والوں کی عبادت کرنے لگے اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو اونچی کرنے یا اس پر عمارت بنانے یا اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ دوسری طرف قبر کا احترام کرنے اور صاحب قبر کو تکلیف نہ دینے کا حکم بھی دیا ہے۔

فوائد:

- قبروں پر عمارت سازی یا اسے اونچی کرنا یا پختہ بنانا حرام ہے۔
- قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔
- قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔

☆☆☆

زیارتِ قبور

عَنْ بُرِیدَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُول اللّٰه ﷺ :نَهَیْتُکم عَنْ زِیَارَةِ القُبُورِ فَزُورُوهَا. (اخرجه مسلم).

وزاد الترمذی: فَإِنَّها تُذَکِّرُکُمُ الآخِرَةَ.

صحیح مسلم: کتاب الأضاحی، باب بیان ماکان من النهی عن أکل لحوم الأضاحی بعد ثلاث......

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب ان کی زیارت کرو۔

اور ترمذی نے زیادہ کیا ہے کہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

وَعَنْ بُرِیدَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یُعَلِّمُهُم إِذَا خَرجُوا إِلَی المَقَابِرِ فکَانَ قَائِلُهُمْ : السَّلاَمُ عَلَیْکُم أَهْلَ الدِّیارِ مِنَ المُؤْمِنِینَ وَالمُسْلِمِینَ وإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلاَحِقُونَ، أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ العَافِیَةَ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها.

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام جب قبرستان جاتے تو رسول اللہ ﷺ ان کو سکھلاتے کہ یوں کہو۔ "السَّلاَمُ عَلَیکُم أهْلَ الدِّیَارِ مِنَ المُؤْمِنِینَ وَالمُسلِمِینَ وإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلاَحِقونَ، أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ العَافِیَةَ" (سلام ہو تم پر اے گھر (قبر) کے مسلمان و مومن مکینو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)۔

وَعَنْ أَبِی مَرْثَدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ یَقُولُ: لاَ تُصَلُّوا إِلَی القُبُورِ، وَلاَ تَجلِسُوا عَلَیْهَا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر والصلاة علیه.

ابو مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا: قبروں کی طرف رخ کر کے نماز مت پڑھو اور نہ اس کے اوپر بیٹھو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُم عَلٰى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه.

ابو ہریرہ رضی اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی کھال تک پہنچ جائے تو بھی بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔

تشریح:

اسلام میں قبروں کی زیارت مشروع ہے۔ آپ ﷺ بھی قبروں کی زیارت کرتے تھے اور اس کا حکم بھی دیا ہے اور فرمایا کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ نیز زیارت کے وقت دعا پڑھو، اور قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرو۔ جب انسان قبر کی زیارت کے لئے جاتا ہے اور اپنی آخری منزل کے بارے میں وہاں سوچتا ہے تو یکا یک اس کے دل میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت اور ابدی زندگی کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مشروع طریقے سے قبروں کی زیارت کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔
- قبرستان میں داخلے کے وقت سلام کرنا مستحب ہے۔
- قبرستان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔
- قبروں پر بیٹھنا حرام ہے۔

☆☆☆

قبر کے پاس اذان اور اقامت کہنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَالسّٰبِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالاَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ﴾(سورۃ توبہ: آیت ۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔

عَن عَائشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: قَال رَسُولُ اللّٰه ﷺ مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنهُ فَهُوَ رَدٌّ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، صحیح مسلم: کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے دین میں ایسی بات پیدا کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ قابل قبول نہیں۔

وَعَن عَائشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَرَدٌّ. (رواه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر آدمی ایسا عمل کرتا ہے جس کی قرآن وسنت میں کوئی دلیل نہیں ملتی، تو وہ قابل قبول نہیں“۔

وَعَن جَابِرِ بْنِ عَبدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ ...... وَيَقُولُ أَمَّا بَعدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ.

(اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاۃ والخطبة۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے (حمد وصلاۃ کے بعد) سب سے بہترین بات اللہ تعالی کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، سب سے بدترین امر وہ ہے جسے (دین میں) ایجاد کرلیا گیا ہو، ایسی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح:

بلا شبہ میت کی قبر کے پاس اذان اور اقامت کا دینا ایک قبیح عمل او بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی بدعت پر سخت نکیر کی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے والے کو گمراہ قرار دیا اور گمراہی کا صلہ جہنم ہے نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ایسا عمل ثابت نہیں ہے جب کہ ساری خیر و برکت انہیں کے نقش قدم پر چلنے اور اتباع کرنے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اقدس ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- میت کی قبر کے پاس اذان اور اقامت دینا حرام ہے۔
- میت کو اذان اور اقامت سے کوئی فائدہ نہیں ہونے والا ہے۔
- نبی کریم ﷺ نے قبر کے پاس اذان اور اقامت دینے کو بدعت قرار دیا ہے۔

☆☆☆

میت کے لئے چالیسواں منانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ. (أخرجه الترمذي وابن ماجه).

سنن ترمذی: أبواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية زيارة القبور للنساء، سنن ابن ماجه: كتاب ما جاء في الجنائز، باب ماجاء في النهي عن زيارة النساء القبور. وحسنه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (١٥٧٦)۔

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ ﷺ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ. (رواه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عزوجل۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی تو روئے اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی رولایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لئے استغفار کرنے کی اجازت چاہی تو مجھے منع کردیا پھر زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے زیارت کی اجازت دے دی گئی پس تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کو یاددلاتی ہے۔

تشریح:

جب کسی کی وفات ہوجاتی ہے تو خاندان کے لوگ چالیس دن کے بعد اس کی قبر کی زیارت کے لئے جاتے ہیں جس میں عورتیں اور بچے بھی ہوتے ہیں اور وہ قبر کو

کھودتے ہیں ان کے ساتھ مکئی کے دانے بھی ہوتے ہیں جنہیں میت پر ڈالتے اور خوشبو بھی ملتے ہیں۔ مذکورہ سارے کام منکر اور بدعت ہیں شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ قبر ضرورت کے وقت ہی کھودی جائے گی جیسے مزدوروں کا اس میں کدال یا دوسرے آلات کا بھول جانا یا کسی کا اس میں قیمتی چیز کا رہ جانا تو ایسی صورت میں قبر کھودی جائے گی اس کے علاوہ دانے ڈالنے یا کپڑا اڑھانے وغیرہ دوسرے کاموں کے لئے قبر کا کھودنا جائز نہیں ہے۔ نیز آپ ﷺ نے عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا ہے اور زیارت کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کیونکہ ان میں صبر کا مادہ کم پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات وخرافات سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا منع ہے۔
- میت کے لئے چالیسواں منانا بدعت ہے۔

☆☆☆

عبادت کی غرض سے کسی مزار کا سفر کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلاَّ إِلٰى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ وَمَسْجِدِ الأَقْصٰى. (متفق عليه)

صحيح بخاري: كتاب فضل الصلاة فى مسجد مكة ومدينة، باب فضل الصلاة فى مسجد مكة والمدينة، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے، مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ، اور مسجد اقصیٰ ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكٰى وَأَبْكٰى مَنْ حَولَهُ فَقَالَ ﷺ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَن أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاستَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوتَ. (رواه مسلم).

صحيح مسلم : كتاب الجنائز، باب استئذان النبى ﷺ ربه عزوجل.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی تو روئے اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی رولایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لئے استغفار کرنے کی اجازت چاہی تو مجھے منع کر دیا پھر زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے زیارت کی اجازت دے دی گئی پس تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہے۔

تشریح:

بہت سارے لوگ مزار اور نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے دوسری

جگہوں کا سفر طے کرتے ہیں تاکہ ان سے اپنے مریضوں کی صحت یابی اور اپنی حاجت براری کے لئے سوال کریں۔ اور ان کے لئے نذر مانیں اور ذبیحہ ذبح کریں، ان سے دعا کریں اور مدد طلب کریں وغیرہ۔ تو یہ عظیم منکر اور واضح شرک ہے نبی کریم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں صرف تین مسجدوں کی طرف بغرض عبادت سفر کرنے کی اجازت ہے ان کے علاوہ دیگر مسجدوں کی طرف نہیں ''ان کے علاوہ'' میں باقی تمام مسجدیں داخل ہو جاتی ہیں اور مزار بدرجہ اولیٰ اس میں شامل ہے۔ پس جب مسجدوں کی طرف جو زمین پر سب سے افضل جگہ ہوتی ہیں سفر کرنا ممنوع ہے تو اس کے علاوہ بنے ہوئے مزاروں اور قبروں میں مدفون افراد کی زیارت اور نذر کی غرض سے سفر کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک و بدعات سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- قبروں کی زیارت سے موت و آخرت یاد آتی ہے۔
- عبادت کی غرض سے صرف تین مسجدوں (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔
- مزاروں اور قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔

☆☆☆

قبر پرست اور عبادت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ﴾ (سورۃ احقاف: آیت ۵،۶)۔

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں۔ بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا﴾ (سورہ اسراء: آیت ۵۶،۵۷)۔

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں، جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ﴾۔(سورۃ فاطر: آیت ۱۳،۱۴)۔

ترجمہ: یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے، جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔

تشریح:

عبادت لوگوں کے افکار و خیالات سے نہیں جانی جاتی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے معلوم ہوتی ہے۔ پہلے زمانے کے مشرکین مختلف معبودوں کو مانتے تھے، ان میں بعض بتوں کو پوجتے، بعض انبیاء کی عبادت کرتے، بعض صالحین کو پوجتے، بعض شجر و حجر کی پرستش کرتے اور بعض ان کے علاوہ اور چیزوں کی عبادت کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ سارے لوگ ایک جیسے نہیں تھے۔

نیز مشرکین نیک لوگوں کی عبادت تقرب الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کے لئے کرتے تھے، اس لئے نہیں کہ وہ خلاق و رزّاق یا نفع و نقصان کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام قسم کے افراد کو کافر گردانا ہے۔ تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے بھی غیر اللہ جیسے نبی، ولی، پیر، شمس و قمر، شجر و حجر اور جن و انس وغیرہ کی عبادت کی تو وہ کافر ہے۔ اللہ ہمیں غیر اللہ کی عبادت سے بچائے۔

فوائد:

- عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔
- غیر اللہ کی عبادت کرنی شرک ہے۔
- انبیاء، اولیاء، اور جن و انس کسی چیز پہ قادر نہیں ہیں۔

☆☆☆

قبروں پر چادر چڑھانا، فاتحہ خوانی کرنا اور صاحب قبر کیلئے قربانی کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٥ لَا شَرِيكَ لَهُ ﴾ (سورۂ انعام: آیت ۱۶۲، ۱۶۳)۔

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ٥ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴾ (سورۂ کوثر: آیت ۱، ۲)۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ. (رواه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأضاحى، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى.

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے قربانی کی۔

تشریح:

بیت اللہ کی مشابہت میں قبروں پر قیمتی چادریں چڑھانا، فاتحہ خوانی کرنا، صاحب قبر کیلئے قربانی کرنا اور روپیوں پیسوں کو نذرانہ کے طور پر پیش کرنا یہ سب شرک اکبر اور ناجائز ہے، کیونکہ یہی باتیں قبروں کی تعظیم اور اس کی عبادت کی طرف لے جاتی

ہیں۔صحابہ کرام کی قبریں بلکہ آپ ﷺ کی قبر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سامنے موجود تھی مگر اس پر اس طرح کی کوئی چیز نہیں چڑھائی گئی ہے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر یا مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ چنانچہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک چادر لے کر دروازہ پر لٹکادی جب آپ ﷺ تشریف لائے اور چادر کو دیکھا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرے انور کو دیکھ کر اندازہ کرلیا آپ کو یہ ناپسند ہے، آپ ﷺ نے اسے کھینچ کر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر یا مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا ہے۔

جب شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے چادر چڑھانے وغیرہ کے مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ بالاتفاق ائمہ کے نزدیک بہت بری اور خلاف شریعت اور بدعت ہے جو نبی علیہ السلام کے دور اقدس میں موجود تھی اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں اور نہ ہی مسلمانوں کے جملہ اماموں سے اس سلسلہ میں کوئی چیز منقول ہے یعنی نہ چاروں اماموں سے نہ ان کے علاوہ کسی اور سے۔ حالانکہ وہ اس کے اظہار پر زیادہ طاقت رکھتے تھے اور اگر اس میں کوئی فضیلت ہوتی تو وہ سب سے پہلے حاصل کرتے۔ البتہ یہ بدعت سب سے پہلے چھٹی صدی میں بعض حکمرانوں میں پائی گئی۔

(فتاویٰ ابراہیم: ۱/۱۴۳)۔

قربانی، نذرونیاز اور دعا اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور یہ ایسی عبادتیں ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ثابت ہیں، اس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتا ہے لیکن اگر یہی چیزیں اولیاء، انبیاء، بتوں اور ستاروں اور اس کے علاوہ دیگر مخلوق کے لئے کی گئیں تو یہ ناجائز اور حرام ہوں گی۔ نیز اگر روپیہ پیسہ فقراء محتاج کو دیا جائے تو وہ صدقہ

ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی امید ہوتی ہے لیکن اگر وہی روپیہ پیسہ قبر والے کے لئے پیش کیا جائے تو میت کی عبادت ہوگی اور روپیہ پیسہ پجاری کے جیب میں جائیں گے۔ یہ عظیم منکر اور خطرناک شرک ہے اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اس مہلک شرک سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- قبروں پر چادر چڑھانا حرام اور شرک ہے۔
- میت سے دعا کروانا عظیم گناہ ہے۔
- قربانی اور نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔

☆☆☆

ماہِ شعبان المعظم

ماہِ شعبان المعظم

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں اہل عرب گروپ بندی کرکے چہار جانب لڑائی کے لئے نکل جاتے اس لئے اس کا نام شعبان پڑ گیا کیونکہ شعبان کے معنی منتشر ہونا کے ہیں نیز ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ وہ لوگ رجب کے ماہ میں لڑائی سے رکے رہتے تھے جب یہ مہینہ آتا تو لڑائی کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔عہد جاہلیت میں اس ماہ کا دوسرا نام ''عادل'' یعنی انصاف کرنے والا تھا۔

اہم واقعات: ● مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کی جانب اسی ماہ میں ہجرت کے ۱۷ ماہ بعد منتقل ہوا ● رسول اللہ ﷺ کی شادی اسی ماہ میں حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا سے ہوئی ● حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پیدائش اسی ماہ میں ہوئی ● ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت اسی ماہ ۲ھ میں ہوئی ● عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات اسی ماہ ۳ھ میں ہوئی ● غزوہ بنی المصطلق اسی ماہ ۵ھ میں پیش آیا ● آپ ﷺ نے جویریہ بنت حارث سے اسی ماہ ۶ھ میں شادی کی ● سریہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو بنی مرہ کی جانب اسی ماہ ۷ھ میں بھیجا گیا ● سریہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنی کلاب کی جانب اسی ماہ ۷ھ کو بھیجا گیا ● سریہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تربہ کی جانب اسی ماہ ۷ھ میں بھیجا گیا ● سریہ ابی قتادہ نعمان بن ربیع انصاری کو نجد کی سرزمین محارب کی جانب اسی ماہ ۸ھ میں بھیجا گیا ● جنگ قادسیہ اسی ماہ ۱۵ھ میں پیش آئی ● نہروان کا واقعہ (جو امیر المومنین اور ان کے مخالفین کے درمیان تھا) اسی ماہ ۳۸ھ میں پیش آیا ● امام ابن حزم الظاہری کی وفات اسی ماہ کی ۲۸ تاریخ ۴۵۶ھ میں ہوئی ● شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی کی پیدائش ۲۳ رشعبان ۷۷۳ھ کو قاہرہ میں ہوئی ● عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر الدمشقی کی وفات ۲۶ رشعبان ۷۷۴ھ کو ہوئی۔

☆☆☆

صبح وشام کی دعائیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَاذْكُر رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَكُن مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾(سورۂ اعراف: آیت ۲۰۵)۔

ترجمہ: اور اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ، صبح اور شام، اور اہل غفلت میں سے مت ہونا۔

عَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عنهُ أنهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَالَقِيتُ مِن عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي البَارِحَةَ ! قَالَ: أمَا لَو قُلْتَ حِينَ أَمْسَيتَ: "أعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِن شَرِّمَا خَلَقَ" لَمْ تَضُرُّكَ . (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغیره.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مجھے گزشتہ رات بچھو کے کاٹنے سے شدید تکلیف پہنچی، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو شام کے وقت یہ پڑھ لیتا، "أعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِن شَرِّمَا خَلَقَ" (مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں) تو بچھو تجھے نقصان نہیں پہنچاتا۔

عَـن عُثْمَانَ بن عفانِ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قالَ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِى لاَ يَضُرُّ مَعَ اسمِهِ شَيءٌ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ العَلِيم. ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. (رواه ابوداود).

سنن ابو داود: کتاب الأدب، باب مایقول إذا أصبح، سنن ترمذی:أبواب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء إذا أصبح و إذا أمسی، وقال حسن صحیح غریب.وقال الألبانی حسن صحیح فی ابن ماجة:(۳۸۶۹)۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس دعا کو (صبح اور شام) تین مرتبہ پڑھے "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لاَ یَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَیْءٌ فِی الأَرْضِ وَلاَ فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیعُ العَلِیم" (اس اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ نہ آسمان میں نہ زمین میں کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے اور وہ سمیع وعلیم ہے) تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ خُبَیْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ أنهُ قَالَ: قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اقْرَأْ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَینِ حِینَ تُمْسِیْ وَحِینَ تُصْبِحُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِیكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ. (رواہ ابو داود والترمذی).

سنن ابو داود: کتاب الأدب، باب مایقول إذا أصبح، سنن ترمذی: أبواب الدعوات عن رسول اللہ، باب الدعاء من النوم، وقال حسن صحیح غریب. وحسنه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی: (۳۸۲۸)۔

عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صبح وشام تین تین مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أحَدٌ﴾ اور ﴿قُل أعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔

عَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: كَانَ نَبِیُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إذَا أمْسَى قَالَ: أمْسَیْنَا وَأمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لاَ إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَشَرِیكَ لَهُ، رَبِّ أسْألُكَ خَیرَ مَا فِی هٰذِهِ اللَّیلَةِ وَخَیرَ مَا بَعدَهَا، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَافِی هٰذِهِ اللَّیلَةِ وَشَرِّ مَا بَعدَهَا، رَبِّ أعُوذُ بِكَ مِنَ الكَسَلِ وَسُوءِ الكِبَرِ، رَبِّ أعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وعَذَابٍ فِی القَبرِ، وَإذَا أصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أیضًا: أصْبَحْنَا وَأصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ. (اخرجہ مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فی الأدعیة.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب شام ہوتی، تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔" أمْسَیْنَا وَأمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالحَمْدُ لِلّٰهِ، لاَ إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ وَحدَهُ لاَشَرِیكَ لَهُ، رَبِّ أسْألُكَ خَیرَ مَا فِی هٰذِهِ اللَّیلَةِ وَخَیرَ مَا

بَعدَهَا، وَأَعُوذُ بِکَ مِن شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيلَةِ وَشَرِّمَا بَعدَهَا، رَبِّ أَعُوذُبِکَ مِنَ الكَسَلِ وَسُوءِ الكِبَر، رَبِّ أعُوذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وعَذَابٍ فِي القَبرِ "(ہم نے شام کی، اوراس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے رب! میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس بھلائی کا جو اس کے بعد ہے اور میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے، اے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، بڑھاپے کی تکلیف سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس عذاب سے جو جہنم کی آگ میں ہوگا اور اس عذاب سے جو قبر میں ہوگا) اور جب صبح ہوتی، تب بھی آپ یہی کلمات پڑھتے (البتہ أمسینا وأمسی کی جگہ) "أَصْبَحنَا وَأَصبَحَ المُلکُ لِلّٰهِ" (ہم نے صبح کی اور اس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، پڑھتے تھے۔

عَن شَدّادِ بنِ أوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : سَيِّدُ الاستِغفَار أنْ يَقُولَ: اللّٰهُمَّ أنتَ رَبِّي لاَ إلٰهَ إلَّا أنتَ خَلَقْتَنِي وَأنَا عَبْدُکَ، وَأنَا عَلَى عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا استَطَعْتُ أعُوذُبِکَ مِن شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أبُوءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَيَّ وَأبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرلِي فَإنَّهُ لا يَغفِرُ الذُّنُوبَ إلَّا أنتَ" قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يومِهِ قَبْلَ أنْ يُمْسِيَ فَهُوَمِنْ اَهْلِ الجَنَّةِ ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قبلَ أنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أهلِ الجَنَّةِ. (اخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب الدعوات،باب أفضل الاستغفار۔

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سید الاستغفار (مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سردار) یہ ہے " اللّٰهُمَّ أَنتَ رَبِّي لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ ،وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُبِكَ مِن شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرلِي فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنتَ" (اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے غلط کاموں کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اپنے اوپر کی گئی تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی پس میری مغفرت کردے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہ نہیں معاف کرتا۔) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دن میں ان کو کہہ لیا اور اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو وہ جنتیوں میں سے ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہوگیا تو وہ بھی جنتیوں میں سے ہے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ سے صبح وشام کی بعض دعائیں منقول ہیں جن کی بڑی اہمیت ہے اگر انسان ان دعاؤں کو صبح وشام پڑھتا رہے تو اللہ کے حکم سے اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ رسول اکرم ﷺ نے دعائے سید الاستغفار سے متعلق فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے صبح کو پڑھ لیا اور اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے شام کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔ سید الاستغفار چھوٹی سی دعا ہے لیکن اس کا اجر فائدہ کتنا عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسے یاد کرنے اور اس کو صبح وشام برابر پڑھنے کی

توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صبح وشام کی دعاؤں پر مداومت کرنا مستحب ہے۔
- سید الاستغفار پڑھنے والا جنت میں جائے گا۔
- صبح وشام سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کو تین تین بار پڑھنا ہر شر کے بچاؤ کے لئے کافی ہے۔
- جس نے صبح وشام اس دعا کو "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ" پڑھا۔ اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

☆☆☆

سونے کے آداب وسنن

عَنِ البـراءِ بنِ عازبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَال: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ : إِذَا أَتَيتَ مَضجَعَكَ فَتَوَضَّأ وُضُوءَكَ لِلصَّلاةِ ثُمَّ اضطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الأَيمَنِ ثُمَّ قُلْ: اَللّٰهُمَّ أَسلَمتُ وَجْهِيْ إِلَيكَ، وَفَوَّضتُ أَمرِيْ إِلَيكَ، وَأَلجَأتُ ظَهرِيْ إِلَيكَ، رَغبَةً وَرَهبَةً إِلَيكَ،لاَ مَلجَأَ وَلاَ مَنجَا مِنكَ إِلَّا إِلَيكَ، اللّٰهُمَّ آمَنتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنزَلتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرسَلتَ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيلَتِكَ فأنتَ عَلٰى الفِطرَةِ وَاجعَلهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الوضوء، باب فضل من بات على الوضوء، صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الدعاء عند النوم.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو سونے لگے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر پھر دائیں کروٹ لیٹ جا اور یہ دعا پڑھے "اَللّٰهُمَّ أَسلَمتُ وَجْهِي إِلَيكَ، وَفَوَّضتُ أَمرِيْ إِلَيكَ، وَأَلجَأتُ ظَهرِيْ إِلَيكَ، رَغبَةً وَرَهبَةً إِلَيكَ،لاَ مَلجَأَ وَلاَ مَنجَا مِنكَ إِلَّا إِلَيكَ، اَللّٰهُمَّ آمَنتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أُنزَلتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرسَلتَ" ۔اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری اطاعت میں دے دیا۔ اپنے معاملات تیرے حوالے کر دیئے۔ میں نے اپنی پیٹھ تیری پناہ میں دے دی ہے، تجھ سے خوف کھاتے اور امید رکھتے ہوئے، تیرے سوا نہ تو کوئی جائے نجات ہے اور نہ ہی جائے پناہ، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر بھی جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا ہے)۔اس کے بعد اگر تم مر گئے تو فطرت پر مرو گے، پس ان کلمات کو (رات کی) سب سے آخری بات بناؤ۔

عَنْ حُذَيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحتَ خَدِّه ثُمَّ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيقَظَ قَالَ: الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ ما أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُور" (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الدعوات، باب وضع الید الیمنی تحت الخد الأیمن.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے: "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا" اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔ اور جب آپ بیدار ہوتے تو کہتے "الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُور" تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا اس کے بعد، کہ ہمیں موت (مراد نیند) دے دی تھی اور تیری ہی طرف جانا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مُضطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهِ فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ ضِجْعَةٌ لاَ يُحِبُّهَا اللّٰهُ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الأدب، باب ماجاء فی کراهیة الاضطجاع علی البطن، وحسنه الألبانی فی المشکاة:(٤٧١٨)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اس طرح سونے کو پسند نہیں کرتا ہے۔

تشریح:

سونے کے چند آداب وسنن ہیں جیسے باوضو سونا، سونے سے قبل اور بیداری کے وقت دعا پڑھنا اور صحیح ہیئت پر سونا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو تعلیم دی ہے کہ جب وہ سونے کا ارادہ کریں تو یہ دعا "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا" پڑھیں اور جب

بیدار ہوں تو یہ دعا "الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أحْیَانَا بَعْدَ مَا أمَاتَنَا وَإلَیْهِ النُّشُور" پڑھیں۔ اور پیٹ کے بل سونے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- باوضو سونا مستحب ہے۔
- داہنے کروٹ سونا مسنون ہے۔
- انسان کا پیٹ کے بل سونا مکروہ ہے۔
- سونے کے وقت "اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أمُوتُ وَأحْیَا" اور بیداری کے وقت "الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أحْیَانَا بَعْدَ مَا أمَاتَنَا وَإلَیْهِ النُّشُور" پڑھنا مسنون ہے۔

☆☆☆

خواب کی فضیلت اور جھوٹے خواب کی مذمت

عَنْ أَبِی هُرِیرةَ رَضِیَ اللّٰه عنهُ قَال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ یَقُول: لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ ؟ قَالَ: الرُّؤیَا الصَّالِحَة (أخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب التعبیر، باب المبشرات.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب۔

عَنْ أَبِی قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: الرُّؤیَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُم حُلْمًا یَكْرَهُهُ فَلْیَنْفُثْ عَنْ یَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ . (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب التعبیر، باب الحلم من الشیطان فإذا حلم فلیبصق عن یساره، صحیح مسلم: کتاب الرؤیا، باب فی کون الرؤیا من الله ......

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا (اچھے) خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ ناپسند ہے تو وہ بائیں طرف تین بار تھوکے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگے یعنی أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ کہے تو یہ خواب اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰه عَنهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَم یَرَهُ كُلِّفَ أَن یَعْقِدَ بَیْنَ شَعِیرَتَینَ وَلَنْ یَفْعَلَ (أخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمه.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہ ہو تو اسے دو جو کے دانوں میں (قیامت کے دن) گرہ لگانے کے لیے کہا جائے گا اور وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکے گا۔

تشریح:

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ خواب حق ہے یہ سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔ سچے خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے۔ البتہ انبیاء اور رسل علیہم السلام کے خواب بالکل سچے اور وحی کی ایک قسم ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی ابتداء نبوت خواب ہی سے ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ اپنے ساتھیوں سے ان کے خواب کو معلوم کرتے پھر انہیں اس کی تعبیر بتاتے۔ اور آپ ﷺ نے جھوٹے اور من گھڑت خواب بیان کرنے سے سختی سے منع کیا ہے نیز یہ بھی فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برے خواب شیطان کی طرف سے، اور برے خواب دیکھنے کی صورت میں انسان اپنا پہلو بدل لے اور بائیں طرف تین بار تھوکے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے خواب دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور برے خواب سے بچائے۔

فوائد:

- نیک خواب نبوت کا جزء ہے۔
- نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔
- برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔
- جس نے جھوٹا خواب بیان کیا اس کے لئے سخت عذاب ہے۔

خواب کے آداب وسنن

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ . (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب التعبیر، باب الحلم من الشیطان فإذا حلم فلیبصق عن یساره، صحیح مسلم: کتاب الرؤیا، باب فی کون الرؤیا من الله ....

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا (اچھے) خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ ناپسند ہے تو وہ بائیں طرف تین بار تھوکے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے یہ خواب اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ . (اخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب التعبیر، باب إذا رأى ما يكره فلا يخبر بها ولا يذكرها.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اس پر اسے اللہ کی تعریف کرنی چاہئے اور اسے بیان بھی کرنا چاہیے اور جب کوئی خواب ایسا دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور اسے چاہیے کہ اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے، پھر وہ

اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: لاَ يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُم بِتَلعُّبِ الشَّيطَانِ بِهِ فِي مَنَامِهِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الرؤیا، باب لا یخبر بتلعب الشیطان به فی المنام.

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی شخص شیطانی خواب کو کسی آدمی سے بالکل بیان نہ کرے۔

تشریح:

خواب کے کچھ آداب وسنن ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں جن پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیے تاکہ وہ اللہ کے حکم سے شیطان اوراس کے وسوسوں سے بچ سکیں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان خواب میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو غیر مناسب یا ناپسندیدہ یا ڈراونی ہوتو ایسی صورت میں تین بار بائیں طرف تھوتھو کرے اور شیطان اوراس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور کروٹ بدل لے۔ اور کسی سے اس خواب کو بیان نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- برا خواب دیکھنے کی صورت میں بائیں طرف تھوتھو کرنا اور شیطان اوراس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا مسنون ہے۔
- برے خواب کو دوسروں سے بیان کرنا منع ہے۔

☆☆☆

راستے کا حق

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ، قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس فيها. صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب النهي عن الجلوس في الطرق وإعطاء الطريق حقه.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں (اور گلی کوچوں) میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، راستوں پر بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، کیونکہ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس اگر تم نہیں مانتے تو راستہ کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کیا اس کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھوں کو پست رکھنا۔ اذیت رسانی نہ کرنا، سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ، قَالُوا: وَمَا اللَّعَّانَانِ يا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: لعنت کے دو کاموں سے بچو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! لعنت کے وہ کون سے دو کام ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کے راستے یا ان کے سائے میں

پاخانہ کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الطَّرِيقِ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ ۔ (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب المظالم والغضب، باب من أخذ الغصن وما یؤذی الناس فی الطریق فرمی به.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک راستے پر چل رہا تھا کہ اسے کانٹے دار شاخ ملی تو اس نے اسے راستے سے ہٹا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ خوش ہوا اور اسے بخش دیا۔

تشریح:

اسلام میں راستے کے کچھ حقوق وآداب ہیں جو راستے میں بیٹھنے والوں یا گزرنے والوں کے لئے مشروع ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان حقوق کی ادائیگی پر کافی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے وہ حقوق یہ ہیں: نگاہیں نیچی رکھیں، کسی کو تکلیف نہ دیں، سلام کا جواب دیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو عام کریں، راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کریں اور پیشاب وپاخانہ کرنے سے بچیں۔ اور تکلیف دہ چیزوں کا راستوں سے ہٹائیں۔ ویسے بھی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ راستوں میں نہ بیٹھا جائے کیونکہ اس سے پردہ دار خواتین کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت پڑ بھی جائے تو مذکورہ آداب کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عام شاہراہوں اور راستوں پر بیٹھنے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- راستے میں بیٹھنا منع ہے۔
- راستے میں لوگوں کا پیشاب کرنا حرام ہے۔
- تکلیف دہ چیزوں کا راستوں سے دور کرنا مستحب ہے۔

دعوت قبول کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، صحيح مسلم: كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازہ میں شامل ہونا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ. (اخرجہ مسلم).

مسلم: كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کو کھانے کی دعوت دی جائے تو لازم ہے کہ دعوت قبول کرو، اگر چاہو تو کھالو اور اگر چاہو تو ترک کردو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ، فَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. (اخرجہ مسلم).

صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کھانوں میں سب سے برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں صرف مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور مسکینوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پس جو شخص

دعوت میں نہ آئے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

تشریح:

اسلام نے دعوت قبول کرنے پر زور دیا ہے کیونکہ اس سے مسلمانوں میں آپس میں اظہار ہمدردی ہوتی ہے اور اجتماعیت اور تعلقات مستحکم ہوتے ہیں۔دعوت قبول کرنا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے صرف نظر اس کے کہ دعوت دینے والا کون ہے؟ ایسے ہی مالدار کی دعوت قبول کرنا اور فقراء ومساکین کی دعوت سے اعراض کرنا بھی بہت بڑا عیب ہے اگر دعوت صرف مالداروں کے لئے ہو فقیروں کو نہ شامل کیا گیا ہو، شرعی امور کی رعایت نہ کی گئی ہو، شہرت اور ریا کاری مقصود ہو تو ایسی دعوت میں شرکت کرنا منع ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دینے اور دعوت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- دعوت میں غیر شرعی رسوم سے بچنا ضروری ہے۔
- دعوت قبول کرنا مسلمانوں کا ایک دوسرے پر حق ہے۔
- جس دعوت میں صرف مالدار ہوں وہ دعوت سب سے بری دعوت ہے۔

☆☆☆

اخلاقِ رسول ﷺ

ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (سورۂ قلم: آیت ۴)۔

ترجمہ: بیشک تو بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔

نیز فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۲۱)۔

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔

عَن أَنسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحسَنَ النَّاسِ خُلُقًا. (متفق عليه)

صحيح بخارى: كتاب الأدب، باب الكنية للصبي وقبل أن يولد للرجل، صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب حسن خلقه.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے۔

عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُولُ: إنَّ مِن خِيَارِكُم أَحسَنُكُم أَخلاَقًا. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب كثرة حيائه ﷺ.

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بدگو تھے نہ بدزبانی کرتے تھے (کہ منہ سے گالیاں نکالیں) بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے زیادہ بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

وَعَن أَبِي الدَّردَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَا شَيْءٌ أَثْقَلَ فِي

مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ تعالٰى لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ. (رواه الترمذى).

سنن ترمذی:أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء فی حسن الخلق، قال حسن صحیح، وصححه الألبانی فی الصحیحة:(٨٧٦).

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھے خلق سے زیادہ کوئی اور چیز بندے کے میزان میں قیامت کے دن وزنی نہیں ہوگا اور اللہ تعالٰی فحش گو، بدخلق کو پسند نہیں کرتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ قَالَ: تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذی: أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء فی حسن الخلق، وقال هذا حديث صحيح غريب، وقال الألبانی إسناده حسن فی صحيح سنن الترمذی: (٢٠٠٤).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس چیز کے ذریعہ لوگ زیادہ جنت میں جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیز اکثر جنت میں لے جانے کا سبب بنے گی وہ اللہ تعالٰی کا ڈر اور حسن خلق ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ. (اخرجه ابوداود).

سنن ابوداؤد: كتاب الأدب، باب فی حسن الخلق، وحسنه الألبانی فی المشكاة: (٥٠٨٢)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور قیام کرنے والے کے درجے میں ہوگا۔

تشریح:

''اخلاق''، خلق کی جمع ہے جس کے معنی ہیں، عادات۔ حسنِ اخلاق سے مراد وہ عادات ہیں جن کا اعتبار شریعت اسلامیہ نے کیا ہے اور عرف میں ان کو عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ایسا حسن اخلاق جو حقوق اللہ سے خالی ہو معتبر نہیں یا اگر کوئی حقوق اللہ تو ادا کرتا ہو لیکن حقوق العباد میں اس سے تقصیر ہو رہی ہو تب بھی برا ہے۔ ہر حال میں دونوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حسن اخلاق کی تعلیم دی ہے اور اس کی ترغیب میں فرمایا کہ یہ قربت الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نہایت اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی شہادت دی ہے یہاں تک کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آتا اس حال میں کہ آپ ﷺ ناپسند ہوتے لیکن تھوڑی ہی دیر میں آپ کے اخلاق سے اس قدر متاثر ہو جاتا کہ آپ اس کی نظر میں سب سے محبوب بن جاتے۔ یہ آپ ﷺ کے حسن اخلاق کا کرشمہ ہی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسوۂ رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور حسن اخلاق سے مزین کرے۔

فوائد:

- رسول اکرم ﷺ کا اخلاق بہت اونچا تھا۔
- حسن اخلاق دخول جنت اور رفع درجات کا سبب ہے۔
- مسلمانوں کا حسن اخلاق سے پیراستہ ہونا ان کے کمال ایمان کی دلیل ہے۔
- حسن اخلاق حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں ہونا چاہئے۔

☆☆☆

معجزاتِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ﴾ (سورۂ قمر: آیت ۱)۔

ترجمہ: قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: انْشَقَّ القَمَرُ عَلٰى عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِشِقَّتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اشهَدُوا: (متفق علیہ).

صحيح بخارى: كتاب المناقب، باب سؤال المشركين أن يريهم النبى ﷺ، صحيح مسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، باب انشقاق القمر.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹا پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ گواہ رہو۔

عَنْ أنسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُم آيَةً فَأَرَاهُم انْشِقَاقَ القَمَرِ مَرَّتَينِ. (اخرجہ مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، باب انشقاق القمر.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے انہیں چاند کو دو مرتبہ ٹکڑوں میں کر کے دکھایا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عبدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَومَ الحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ جَهَشَ النَّاسُ نَحوَهُ، فَقَالَ: مَالَكُم ؟ قَالُوا: لَيسَ عِندَنَا مَاءٌ نَتوضأُ وَلاَ نَشْرَبُ إلَّا مَا بَينَ يَدَيكَ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ المَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ العُيُونِ، فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأنَا، قُلتُ: كَمْ كُنتُمْ قالَ: كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَلَوْ كُنَّا مِائَةَ ألفٍ

لَكَفَانَا . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا، آپ نے اس سے وضو کیا۔ اتنے میں لوگ آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا جو پانی آپ کے سامنے ہے، اس پانی کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لئے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ علیہ السلام کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا، ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے جابر سے کہا آپ لوگ کتنے تھے جواب دیا کہ اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ اور اگر ہماری تعداد ایک لاکھ بھی ہوتی تب بھی وہ ہمارے لئے کافی ہوتا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوفًا عَلٰى جُذُوعٍ مِنْ نَخْلٍ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذا خطَبَ يَقُومُ إِلٰى جِذْعٍ مِنهَا، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَكَانَ عَلَيهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوتًا كَصَوتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے تو آپ ان میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہوجاتے لیکن جب آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر تشریف لائے۔ پھر ہم نے اس تنے سے اس طرح کے رونے کی آواز سنی جیسی بوقت ولادت اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔ آخر جب آپ علیہ السلام نے اس کے قریب آ کر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوگئی۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ کے بیشمار معجزات ہیں جو اس بات کی علامت اور دلیل ہیں کہ آپ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے نبی اور رسول ہیں ان میں سے چند معجزات یہ ہیں۔ چاند کے ٹکڑے ہونا، انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلنا، تنے کے سہارے خطبہ نہ دینے کی وجہ سے اس سے رونے جیسی آواز نکلنا، بکری کے سوکھے ہوئے تھن سے دودھ کا نکلنا وغیرہ۔ ان معجزات کو دیکھنے اور سننے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان معجزات پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- چاند کے دو ٹکڑے ہونا معجزات نبوی میں سے ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی جانب سے معجزات عطا کئے جاتے ہیں۔
- معجزات پر ایمان لانا بیحد ضروری ہے۔

☆☆☆

اہل وعیال کے ساتھ حسنِ اخلاق

عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ :سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِيْ مِهْنَةِ أَهْلِهِ. تَعْنِي فِي خِدْمَةِ أَهْلِهِ. فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلاةِ. (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الأذان، باب من كان في حاجة أهله فأقيمت الصلاة فخرج.

اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا آپ ﷺ گھر میں اپنے اہل وعیال کی خدمت کرتے تھے (گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے) اور جب نماز کا وقت ہوجاتا تو نماز کے لئے نکل جاتے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عشَرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ ، وَ لَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا أَلَا صَنَعْتَ. (أخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء، وما يكره من البخل، صحيح مسلم: کتاب الفضائل، باب طيب رائحة النبي ﷺ۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی لیکن کبھی اف نہ کہا، یا کسی کام کے کرنے پر یہ نہیں کہا کہ کیوں کیا؟ یا کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہ کہا کہ کیوں نہ کیا؟

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ شيئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيلَ مِنهُ شَيءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يَنْتَهِكَ شَيئًا مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عز وجلَّ. (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو البتہ جہاد میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا، اور آپ کو اگر کسی نے نقصان پہنچایا تو اس کا بدلہ نہیں لیا البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو پامال کیا تو اللہ تعالیٰ کے واسطے بدلہ لیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ . (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الأطعمة، باب ماعاب النبى ﷺ طعاما، صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب لا يعيب الطعام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کھانے میں کبھی عیب نہیں لگایا اگر پسند آیا تو کھالیا اور اگر ناپسند آیا تو چھوڑ دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، قَالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلَى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي .

(أخرجه أبو داود).

سنن ابوداود: كتاب الجهاد، باب فى السبق على الرجل، وصححه الألبانى فى صحيح سنن أبى داؤد (٢٨٧٨)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک بار میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی۔ ہمارے درمیان دوڑ کا مقابلہ ہوا تو میں آگے نکل گئی پھر جب میں موٹی ہوگئی پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا تو رسول اکرم ﷺ آگے نکل گئے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں اور اہل وعیال کے لئے ایک بہترین نمونہ تھے۔

اس معاملے میں آپ کی اقتداء واجب ہے۔آپ ﷺ اپنے اہل وعیال کی خدمت کرتے ،ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتے ،صبر کرتے اور زیادہ جرح نہیں کرتے حتی کہ نوکروں کے ساتھ بھی آپ کا اچھا برتاؤ ہوتا۔ نیز آپ ﷺ اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھیل کود اور سفر میں ان کی دلجوئی کا سامان بھی کرتے۔جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ اپنی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سفر میں نکلے دونوں میں دوڑ کا مقابلہ ہوا پہلی بار ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں دوسری بار اللہ کے رسول ﷺ آگے نکل گئے۔اس سے واضح ہوا کہ ہمیں بھی اپنے بچوں کے ساتھ کھیلنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اہل وعیال کے ساتھ تواضع ،نرمی اور آسانی برتنا مستحسن امر ہے۔
- اہل وعیال کے ساتھ کھیل کود جائز ہے۔
- بیوی کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنا مباح ہے۔

☆☆☆

تبسم رسول ﷺ

عَـن جَـرِيرِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلاَ رَآنِي إلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي. (متفق عليه)

صحيح بخاری: كتاب الأدب، باب التبسم والضحك، صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل جرير بن عبدالله رضی الله تعالی عنه.

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا آپ ﷺ نے (اپنے پاس آنے سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو مسکرائے۔

عَـن عَبدِ اللّٰهِ بنِ الحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: مَا رَأَيتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب المناقب عن رسول الله، بابفی بشاشة النبی ﷺ، وقال هذا حديث حسن غريب، وصححه الألبانی فی المشكاة (۵۸۲۹)۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے زیادہ میں نے کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

عَـن جَـابِرِ بنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَـقُـومُ مِن مُصَلاَّهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإذَا طَلَعَتْ قَامَ، وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأخُذُونَ فِي أَمْرِ الجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ ﷺ (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب تبسمه ﷺ وحسن عشرته.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے

بعد مصلی سے نہیں اٹھتے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ جب سورج طلوع ہوتا تو آپ اٹھتے اور لوگوں سے دور جاہلیت کی باتیں کرتے اس درمیان لوگ ہنستے اور آپ ﷺ مسکراتے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ . (رواه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء فی صنائع المعروف،هذا حديث حسن غريب، وصححه الألبانی فی الصحيحة:(٥٧٢)۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کے منہ پر مسکرانا صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، راستہ بھولے ہوئے آدمی کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کو راستہ بتانا صدقہ ہے، پتھر، کانٹا اور ہڈی کا راستے سے ہٹانا صدقہ ہے، اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے خالی ڈول میں پانی بھرنا صدقہ ہے۔

تشریح:

ایک دوسرے سے خوش طبعی اور ہنسی مذاق سے پیش آنے کی اسلام نے ترغیب دی ہے کیونکہ اس سے طبیعت میں بشاشت آتی ہے اور رسول اکرم ﷺ بھی ہنسی مذاق کرتے تھے مگر اس میں حق وصداقت کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تھا چنانچہ آپ ﷺ سے ایک آدمی

نے ایک سواری کا سوال کیا تو آپ نے اسے اونٹنی کا بچہ دینے کے لئے کہا تو اس آدمی نے کہا کہ ہم اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کریں گے ہمیں سواری کے لئے اونٹ چاہیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ بھی تو اونٹنی کا ہی بچہ ہوتا ہے۔ ایسے جب آپ ﷺ سے ایک بڑھیا نے سوال کیا کہ ہمیں ایسا کوئی عمل بتا دیجئے کہ جس کے کرنے سے میں جنت میں چلی جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی جس پر وہ کافی حیران و پریشان ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ جنت میں سارے لوگ جوان ہو کر جائیں گے۔ نیز مسکرانا اور ہنسنا لوگوں کے دلوں کو موہنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ لوگوں سے مسکرا کر ملنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- ہنسی مذاق میں بھی حق وصداقت کا پایا جانا ضروری ہے۔
- اپنے بھائی سے مسکراہٹ کے ساتھ ملنا صدقہ ہے۔
- برابر مسکراتے رہنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۵۶)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشهد۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے اوپر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔

وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ، قَالَ: يَقُولُونَ بَلِيتَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. (اخرجه ابو داود).

سنن ابوداود: کتاب الصلاۃ، باب فضل یوم الجمعة ولیلة الجمعة، وصححه الالبانی فی صحیح سنن أبی داود: (۱۰۴۷)۔

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے افضل ایام میں ایک جمعہ کا دن ہے۔ اس دن آدم (علیہ السلام) پیدا کیے گئے، اسی میں ان

کی روح قبض کی گئی، اسی میں نفخہ (دوسری دفعہ صور پھونکنا) ہے، اور اسی میں صعقہ ہے (یعنی پہلے دفعہ صور پھونکنا ہے، جس سے تمام بنی آدم ہلاک ہوجائیں گے) سو اس دن تم مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے (یعنی آپ کا جسم)۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کردیئے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِيْ عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ. (اخرجہ ابوداود).

سنن ابوداود: کتاب المناسك، باب زيارة القبور وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (۲۰۴۲)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو قبر نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، تم لوگ مجھ پر درود بھیجو، تمہارا درود ہم تک پہونچایا جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ .(اخرجہ ابوداود).

سنن ابوداود: کتاب المناسك، باب زيارة القبور وحسنه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد: (۲۰۴۱)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس بھیجتا ہے تاکہ اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .(اخرجہ الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب قول رسول الله ﷺ رغم أنف رجل وقال حسن غريب، وقال الألباني حسن صحيح في المشكاة: (۹۲۷)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

تشریح:

مسلمانوں پر رسول اکرم ﷺ کے کچھ حقوق ہیں، انہیں حقوق میں سے آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام کا پڑھنا ہے اور یہ آپ سے محبت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس پر عظیم اجر کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اس صلاۃ وسلام کے لئے انسانوں کو مدینے کے سفر کی مشقت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ انسان جہاں کہیں بھی ہو اس کا صلاۃ وسلام آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، تم لوگ مجھ پر درود بھیجو، تمہارا درود ہم تک پہونچایا جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں درود وسلام کا اہتمام کرنا چاہئے اور جہاں پر بھی رسول اکرم ﷺ کا نام آئے فوراً درود وسلام پڑھنا چاہئے کیونکہ جو افراد آپ ﷺ کے ذکر پر درود نہیں بھیجتے ہیں تو ایسے اشخاص پر رسول اللہ ﷺ نے ذلت وخواری کی بددعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صلاۃ وسلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا مستحب ہے۔
- رسول اللہ ﷺ پر جمعہ کے دن کثرت سے صلاۃ وسلام بھیجنا مشروع ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے لئے درود بھیجنے پر کافی ثواب ہے۔
- رسول اکرم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے لئے مدینہ منورہ میں ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ انسان جہاں سے بھی چاہے صلاۃ وسلام بھیجے۔

☆☆☆

زیادہ ہنسا منع ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: مَا رَأَيتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرَى مِنهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب التبسم والضحك.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح کھل کر کبھی ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو، آپ صرف مسکراتے تھے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ المُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْءِ البَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الحَجَرَ وَالشَّوكَ وَالعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِن دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ. (رواه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء فی صنائع المعروف ،هذا حديث حسن غريب، وصححه الألبانی فی الصحيحة:(٥٧٢)۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کے منہ پر مسکرانا تمہارے لئے صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، راستہ بھولے ہوئے آدمی کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کو راستہ بتانا صدقہ ہے، پتھر، کانٹا اور ہڈی کا راستے سے ہٹانا صدقہ ہے، اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے خالی ڈول میں پانی بھرنا صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا

تُكْثِرُوْا الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ . (أخرجه ابن ماجه).

سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب الحزن والبكاء وصححه الألباني في الصحيحة (٥٠٦)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زیادہ مت ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ کی سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ زیادہ نہیں ہنستے تھے بلکہ جب بھی ہنسنے کی ضرورت پڑتی تھی تو آپ مسکراتے تھے اسی لئے آپ ﷺ نے زیادہ ہنسنے پر خبردار کیا ہے اور اسے دل کے مردہ ہونے کا سبب بتایا ہے۔ یہاں ایک اور بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض افراد لوگوں کو ہنسنے ہنسانے اور خوش طبعی پیدا کے لئے اپنی جانب سے لطیفے بناتے اور جھوٹی جھوٹی کہانیاں پیش کرتے ہیں اس سے اسلام نے بہت ہی سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر معاملہ میں جھوٹ جیسی قبیح خصلت سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- زیادہ ہنسا منع ہے۔
- زیادہ ہنسا دل کے مردہ ہونے کا سبب ہے۔
- ہنسنے ہنسانے اور خوش طبعی کے لئے لطیفے اور کہانی گھڑنا حرام ہے۔

☆☆☆

شرم وحیا کی اہمیت

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الأنصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أخَاهُ فِي الحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُ فَإنَّ الحَيَاءَ مِنَ الإيمَانِ . (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الإیمان،باب الحیاء من الإیمان،صحیح مسلم، کتاب الإیمان،باب بیان عدد شعب الإیمان أفضلها و أدناها و فضیلة الحیاء.

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ ایک انصاری شخص کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ وہ اپنے بھائی سے کہہ رہے تھے کہ تم اتنی شرم کیوں کرتے ہو۔ آپ نے اس انصاری سے فرمایا کہ اس کو اس کے حال پر رہنے دو کیونکہ حیا ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

عَن عِمرَانَ بنِ حُصَينٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الحَيَاءُ لا يَأتِي إلّا بِخَيرٍ . (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الأدب باب الحیاء،صحیح مسلم: کتاب الإیمان باب بیان عدد شعب الإیمان أفضلها و أدناها و فضیلة الحیاء.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حیا میں خیر ہی خیر ہے۔

عَنْ أبِي مَسعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إنَّ مِمَّا أدرَكَ النَّاسُ مِن كَلامِ النُّبُوَّةِ الأولٰى: إذَا لَم تَستَحِ فَاصنَعْ مَا شِئتَ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأدب،باب إذا لم تستحی فاصنع ما شئت.

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدرِهَا. (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب المناقب،باب صفة النبی ﷺ،صحیح مسلم، کتاب الفضائل،باب کثرة حیائه ﷺ.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے۔

تشریح:

''حیا'' ایک خاص طبعی کیفیت کا نام ہے جو دین و دنیا کے بعض معروف اور غیر معروف کام کرنے کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے جو سراسر خیر ہے اور یہ ایمان کا ایک جزء ہے جو نفس کو عیب دار کرنے والی چیزوں کے ترک پر ابھارتی اور برائی سے روکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شرم و حیا میں مکمل بھلائی ہے اور یہ بھلائی کی رہنمائی کرتی ہے، نبی ﷺ شرم و حیا کے پیکر تھے۔ جس کے اندر سے شرم و حیا ختم ہو جائے پھر وہ جو چاہے کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر شرم و حیا پیدا کرے اور بے حیائی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- شرم و حیا ایمان کا جزء ہے۔
- جائز حیا میں خیر ہی خیر ہے۔
- نبی ﷺ شرم و حیا کے پیکر تھے۔

☆☆☆

نفلی روزہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِن كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيْ الضُّحٰى وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الصوم،باب صيام أيام البيض ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة، صحيح مسلم : كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحبا صلاة الضحى وأن أقلها ركعتان وأكملها ثمان.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے ہر مہینے کی تین تاریخوں میں روزہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔اسی طرح چاشت کی دو رکعتوں کی بھی وصیت فرمائی تھی اور اس کی بھی کہ سونے سے پہلے ہی میں وتر پڑھ لیا کروں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الشَّهْرِ كُلِّهِ . (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى وآتينا داود زبورا، صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به أو فوت به حقا أو......

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مہینے تین دن روزہ رکھنا پورے مہینہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهَ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان.

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو یہ عمل سارے

سال (روزے رکھنے) کی مانند ہوگا۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَن صَومِ الإِثْنَينِ، فَقَالَ: فِيهِ وُلِدْتُ، وَ فِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصیام بباب استحباب صیام ثلثة أيام من كل شهر وصوم يوم عرفة.

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید اتارا گیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَومَ الإِثْنَينِ وَالخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الصوم عن رسول الله، باب ماجاء فی صوم يوم الاثنين والخميس، هذا حديث حسن غريب، وصححه الألبانی فی الإرواء: (۹٤۹).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں میرے اعمال اس حال میں پیش کئے جائیں کہ میں روزے سے رہوں۔

عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَحَرَّى صَومَ الاثْنَينِ وَالخَمِيسِ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الصوم عن رسول الله، باب ماجاء فی صوم يوم الاثنين والخميس، هذا حديث حسن غريب، وصححه الألبانی فی صحيح سنن ابن ماجه (۱۷۳۹).

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنا پسند کرتے تھے۔

تشریح:

روزہ کا شمار افضل عبادتوں میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وفضل سے نفلی روزہ کے لئے کوئی وقت متعین نہیں فرمائی ہے بلکہ انسان جب چاہے نفلی روزے رکھ سکتا ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے کچھ نفلی روزوں کے لئے خاص اوقات متعین فرمائے ہیں جیسے ہر مہینے تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا جسے ایام بیض کہا جاتا ہے اسی طرح ہر ہفتہ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ اس میں انسان کے اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح یومِ عرفہ کا روزہ بھی کافی اہمیت کا حامل ہے اسے بھی رکھنے کے لئے ترغیب دی ہے اسی طرح شوال کے مہینے کے چھ روزے کی بھی اور یوم عاشوراء کے روزہ کو رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ کا درجہ عطا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفلی روزوں کے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- رمضان کے روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزے رکھنے کی کافی فضیلت ہے۔
- سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔
- ایام بیض یعنی قمری حساب سے ہر مہینہ تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

نفلی روزے کے احکام

عَن أَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِی ﷺ یَقُولُ: لاَ یَصُومُ أَحَدُکُم یَومَ الجُمُعَةِ إِلَّا یَومًا قَبْلَهُ أَو بَعْدَهُ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة فإذا أصبح صائما یوم الجمعة فعلیه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص جمعہ کے دن اس وقت تک روزہ نہ رکھے جب تک اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ نہ رکھ لے۔

عَن أَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عنِ النَّبِیِّ ﷺ قالَ: لاَ تَختَصُّوا لَیلَةَ الجُمُعَةِ بِقِیَامٍ مِن بَینِ اللَّیَالِیْ، وَلاَ تَخُصُّوا یَومَ الجُمُعَةِ بِصِیَامٍ مِن بَینِ الأَیَّامِ، إِلَّا أَنْ یَّکُونَ فِی صَومٍ یَصُومُهُ أَحَدُکُم. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب کراهة صیام یوم الجمعة منفردا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوسری راتوں کو چھوڑ کر جمعہ کی رات کو قیام کرنے کے لئے مخصوص نہ کرو اور نہ ہی دوسرے دنوں کو چھوڑ کر جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے مختص کرو سوائے اس کے کہ جمعہ کا دن ایسے دن میں آجائے جس دن تم میں سے کوئی روزہ رکھتا ہو۔

عَن عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: هٰذَانِ یَومَانِ نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَن صِیَامِهِمَا: یَومُ فِطرِکُم مِن صِیَامِکُم، وَالیَومُ الآخَرُ تَأکُلُونَ فِیهِ مِنْ نُسُکِکُم. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب صوم یوم الفطر.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) دو ایسے

دن ہیں جن کے روزوں کی آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔ (رمضان کے) روزوں کے بعد افطار کے دن (یعنی عید الفطر کو) اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔ (یعنی عید الاضحیٰ کے دن)۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُّصَمْنَ إلاَّ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الهَدْيَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب صیام أیام التشریق.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی کو ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں مگر اس شخص کے لئے جسے قربانی کا مقدور نہ ہو۔

تشریح:

اسلام میں ہر دن روزہ رکھنا مشروع ہے سوائے ان دنوں کے جسے اسلام نے مستثنیٰ قرار دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو اسی طرح عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن بھی روزہ رکھنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ دن کھانے و پینے اور خوشی منانے کے ہوتے ہیں اس لئے اس دن کھاؤ اور پیو اور خوشی مناؤ۔ البتہ جمعہ کے تعلق سے فرمایا اگر اس دن روزہ رکھنا چاہتے ہو تو ایک دن آگے اور پیچھے ملا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔
- عید الفطر و عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کو روزہ رکھنا منع ہے۔

☆☆☆

شب براءت کی حقیقت وفضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ (سورۂ توبہ: آیت:۳۶)۔

ترجمہ: مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے اسی دن سے جب آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں، یہی درست دین ہے تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ، وَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب صوم شعبان.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ رکھنے لگتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب افطار نہیں کریں گے اور جب روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینہ میں مکمل ایک ماہ کا روزہ رکھا ہو، اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ رمضان کے بعد شعبان مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزہ رکھتے ہوں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ. (اخرجه الترمذی).

سنن الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی وصال شعبان برمضان، وقال حدیث حسن، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه: (١٦٤٨)۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی اور دو مہینے میں مسلسل روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُهُ إِلَّا قَلِيلاً بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ. (اخرجه الترمذی).

سنن الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی وصال شعبان برمضان، وقال حدیث حسن، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه: (١٦٤٨)۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ رکھتے ہوں، چند دن چھوڑ کر پورے ماہ روزہ رکھتے تھے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے ابتداء آفرینش سے ہی مہینوں کی تعداد بارہ مقرر کر رکھی ہے جن میں چار مہینے حرمت کے ہیں اور وہ مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے ہیں۔ تین مہینے پے درپے اور ایک مہینہ فاصلہ کے ساتھ، ان مہینوں میں قتال وجدال ممنوع ہے۔ شعبان میں آپ ﷺ کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے ایسا لگتا تھا کہ آپ افطار ہی نہیں کریں گے۔ اس مہینے کی فضیلت حدیث میں آئی ہوئی ہے۔ لیکن آج کے دور میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگ اس مہینے کی پندرہویں تاریخ یا نصف شعبان کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کے سامنے رمضان کی راتیں ماند پڑ جاتی ہیں۔ اور اس کی فضیلت اور مقام ومرتبہ میں طرح

طرح کی روایتیں پیش کرتے ہیں جو یقیناً کسی نہ کسی ناحیے سے ضعیف ومرسل ومتروک ہیں۔ان حدیثوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اسی پر عمل کیا جائے گا۔

اس مہینے کی پندرھویں رات جسے ہم شب براءت کا نام دیتے ہیں اس میں طرح طرح کے خرافات کئے جاتے ہیں، حلوہ اور بریانی پکائی جاتی ہیں، مجلسیں منعقد ہوتی ہیں، نمازوں کا اہتمام ہوتا ہے، مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں، چراغاں کئے جاتے ہیں، آتش بازی، پٹاخے اور بارود کی بارش ہوتی ہے اور بڑے ہی اہتمام اور تیاری کے ساتھ قبرستان کی زیارت کی جاتی ہے نیز یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ سال میں یہی ایک ایسی رات ہے جس میں ہمارے آباء واجداد کی روحیں ہمارے گھر واپس آتی ہیں اس لئے ان کے اہتمام میں یہ ساری چیزیں کی جاتی ہیں۔جبکہ یہ بات متحقق ہے کہ جب انسان اس دنیا سے چلا جاتا ہے ہے تو وہ عالم برزخ میں ہوتا ہے اب اس کا دنیاوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں رہ جاتا ہے۔ اور دنیا کی کوئی چیز اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہے سوائے تین چیزوں کے جن کی تفصیل اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ ایک صدقہ جاریہ دوسرے نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے اور تیسرے علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔اس کے علاوہ دنیا کی کوئی بھی چیز چاہے وہ مٹھائی، بریانی، چراغاں وغیرہ کسی بھی شکل میں ہو اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات وخرافات سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- ماہِ شعبان کے ابتدائی حصہ میں کثرت سے روزہ رکھنا مسنون ہے۔
- شعبان کی پندرھویں شب میں حلوہ، پراٹھا اور بریانی وغیرہ بنانا شرعاً ناجائز ہے۔
- خاص کر شعبان کی پندرھویں رات میں قبرستان کی زیارت کرنا بدعت ہے۔

نرمی اور تحمل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾(سورۂ آل عمران: آیت ۱۵۹)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ. (متفق علیه).

صحيح بخاري: كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إذا عرض الذمي وغيره بسب النبي ﷺ، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرم ہے اور تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله ﷺ......

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبد القیس سے کہا کہ تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ کو بہت پسند ہیں، بردباری اور ٹھہراؤ۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس چیز میں بھی نرمی

ہو وہ اسے مزین اور خوبصورت بنادیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے وہ اسے بدصورت اور بھدا بنا دیتی ہے۔

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق.

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص نرمی سے محروم کردیا گیا وہ بھلائیوں سے محروم کردیا گیا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلَى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ. (رواه الترمذي).

سنن ترمذى: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، باب فضل كل قريب هين سهل، وقال حسن غريب، وصححه الالبانى فى صحيحة (۹۳۵).

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں اس شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو جہنم میں نہیں جائے گا یا جہنم کی آگ اس پر حرام ہے، ہر آسان، نرم، اور سہل پر۔

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق......

عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے برا چرواہا وہ ہے جو اونٹوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتا ہے۔

تشریح:

نرمی، نرم خوئی اور ٹھہراؤ مطلوب اور ممدوح عمل ہے اسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے

اور رسول اکرم ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے اور اس پر بیشمار اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ چیز مخلوق اور حیوان ہر ایک کے ساتھ ہونا لازمی ہے۔ اس سے بھلائی و نیکی کا رواج ہوتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان الفت ومحبت اور شفقت پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس سختی، درشتی اور بدکلامی بری خصلت ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان بغض وحسد، کینہ اور دشمنی پیدا کرنے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر نرم خوئی پیدا فرمائے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔
- نرم خوئی ثواب کے حصول کا سبب ہے۔
- مخلوق کے ساتھ آسانی ونرمی کرنا جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

مخلوق کے ساتھ نرمی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (سورۂ توبہ: آیت ۱۲۸)۔

ترجمہ: ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِحْدَى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ ، وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا -أَوْ ابْنًا لَهَا- فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ﷺ إِرْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا: إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمّٰى ،فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ، فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَيَأْتِيَنَّهَا قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ. (متفق علیہ)

صحيح بخاري: كتاب الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى وأقسموا بالله جهد أيمانهم، صحيح مسلم: كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت.

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ اتنے آپ کی ایک صاحبزادی (زینب رضی اللہ عنہا) نے ایک قاصد کے ذریعہ آپ ﷺ کو بلا بھیجا اور یہ خبر دی کہ لڑکا یا بچہ جاں کنی کے عالم میں ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے واپس بھیجا اور فرمایا کہ جا کر ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو وہ لیتا ہے اور وہ اسی کا ہے جو وہ دیتا ہے اور سب کے لئے ایک مدت مقرر ہے، سو تو ان کو حکم کر کہ وہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کا امید

رکھیں۔ وہ خبر لانے والا پھر دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ وہ آپ کو قسم دیتی ہیں کہ آپ ضرور تشریف لائیں چنانچہ آپ ﷺ اٹھے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل بھی چلے، اسامہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا (اور جب ہم لوگ صاحبزادی کے گھر میں داخل ہوئے) تو بچہ کو آپ کی طرف اٹھایا گیا اس وقت بچہ کا سانس اکھڑ رہا تھا گویا وہ پرانے مشکیزہ میں کھنکھناتا تھا۔ سو آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں یہ دیکھ کر رونے لگیں تو سعد بن عبادہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کھاتا ہے۔

عَن جَرِيرِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَرحَمُ اللّٰهُ مَن لاَ يَرحَمُ النَّاسَ . (اخرجه البخارى).

صحیح بخاری: كتاب التوحيد، باب قول الله تبارك وتعالى قل ادعوا لله أو ادعوا الرحمن.

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعتُ أَبَا القَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: لاَ تُنزَعُ الرَّحمَةُ إِلَّا مِن شَقِيٍّ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الناس، وقال حديث حسن، وحسنه الألبانى فى المشكاة: (٤٩٦٨)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے: بدبخت سے ہی رحمت چھینی جاتی ہے۔

عَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَينَمَا رَجُلٌ يَمشِي بِطَرِيقٍ اشتَدَّ عَلَيهِ العَطَشُ فَوَجَدَ بِئرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ،

فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب المظالم والغضب، باب الآبار على الطرق إذا لم يتأذ بها. صحيح مسلم: كتاب السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة وإطعامها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کہیں جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا۔ پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا، یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی۔ (چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا، اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں چوپایوں (کی مدد) پر بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہر جاندار میں ثواب ہے۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو نرمی اور آسانی کرنے کا حکم دیا ہے چاہے یہ نرمی انسانوں کے ساتھ ہو یا حیوانوں کے ساتھ۔ رحم کرنا بہترین عادت ہے اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے پر رحم فرمائے گا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اور یہ صفت اللہ

تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔آپ ﷺ کے رحم وکرم اور نرمی کا دائرہ اپنے ، پرائے، چھوٹے ، بڑے، زیردست ملازمین اور دوست واحباب سب تک وسیع تھا حتی کہ حیوانوں پر بھی آپ بہت ہی زیادہ نرمی کا اظہار کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نرم خوئی اور آسانی جیسی صفت عطا فرمائے اور درشتی اور قساوت قلبی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- نرمی کرنا مومنین کی صفات میں سے ہے۔
- حیوانوں پر رحم کرنا جنت کا سبب ہے۔
- دل میں رحمت کا نہ ہونا سختی دل کا سبب ہے۔

☆☆☆

چوپایوں کو باندھ کر نشانہ لگانا ممنوع ہے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الصيد و الذبائح و مايؤ كل من الحيوان، باب النهى عن صبر البهائم.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چوپایوں کو باندھ کر نشانہ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: مَرَّ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِنَفَرٍ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَتَرَامُونَهَا، فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا ؟ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا . (اخرجه مسلم).

وَفِي رِوَايَةٍ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا .

صحیح مسلم: كتاب الصيد و الذبائح و مايؤ كل من الحيوان، باب النهى عن صبر البهائم.

سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک جماعت سے گزر ہوا وہ لوگ ایک مرغی کو باندھ کر تیر کا نشانہ لگا رہے تھے، پس جب ابن عمر کو لوگوں نے دیکھا تو بھاگ اٹھے، پس ابن عمر نے کہا یہ کس نے کیا؟ بیشک اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی جس نے اس طرح کا کام انجام دیا۔

ایک اور روایت میں ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت بھیجی جس نے کسی جاندار چیز کو نشانہ کے طور استعمال کیا۔

تشریح:

اسلام ایک ایسا آفاقی دین ہے جس میں حیوانوں کے معاملہ میں بھی رہنما اصول

بیان فرمائے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم حیوانوں کے ساتھ نرمی برتو، ان کی طاقت کے بموجب ان پر سامان رکھو، ان پر احسان کرو، انہیں نشانہ نہ بناؤ، انہیں باندھ کر نہ رکھو، کیونکہ جو لوگ اس طرح سے کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حیوانوں کو تکلیف دینے سے بچائے اور ان کے ساتھ نرمی اور آسانی کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- حیوانوں کو باندھ کر قتل کرنا حرام ہے۔
- حیوانوں کو باندھ کر قتل کرنا گناہ کبیرہ میں سے ہے۔
- حیوانوں پر رحم کرنا دخول جنت کا سبب ہے۔
- حیوانوں پر نشانہ لگانے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

☆☆☆

کھانے سے قبل بسم اللہ کہنا

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِينَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِي لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا، ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَأَكَلَ. (رواہ مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو ہم کھانے میں اس وقت تک ہاتھ نہ ڈالتے جب تک رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ ڈال کر پہل نہ فرماتے۔ایک مرتبہ ہم کھانے میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک تھے کہ ایک چھوٹی لڑکی آئی، گویا کہ اسے دھکیلا جارہا ہے (یعنی تیزی سے آئی) اور کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک دیہاتی آیا (اور وہ بھی تیزی سے آیا) گویا کہ اسے دھکیلا جارہا ہے۔ پس آپ ﷺ نے اس کا (بھی) ہاتھ پکڑ لیا اور آپ ﷺ نے فرمایا، جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کو اپنے لئے حلال سمجھتا ہے اور وہی شیطان اس لڑکی کو لایا تھا تا کہ اس کے ذریعے سے وہ اس کو حلال کرلے تو میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر وہ اس دیہاتی کو لایا تا کہ اس

کے ذریعہ سے کھانے کو حلال کر لے تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے ہاتھ میں شیطان اور اس لڑکی کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم طَعَامًا فَلْيَقُلْ: بِاسْمِ اللّٰهِ، فَإِنْ نَسِيَ فِي الأَوَّلِ فَلْيَقُلْ فِي الآخِرِ: بِاسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ. (اخرجه ابو داود والترمذی).

سنن أبوداؤد: كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، سنن ترمذی: أبواب الأطعمة، باب ماجاء فی التسمية على الطعام، وقال حسن صحيح، وصححه الالبانی فی صحيح ابن ماجه: (٣٢٦٤)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو بسم اللہ کہے اگر پہلے بھول گیا تو اس طرح کہے " بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ"۔ (اول اور آخر دونوں حالتوں میں اللہ کے نام سے)۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُم الْمَبِيتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہونے اور کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے تمہیں (یہاں) رات گزارنے کا ٹھکانا اور شام کا کھانا نہیں ملے گا اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا ہے تو

شیطان کہتا ہے کہ تمہیں ٹھکانا مل گیا ہے۔اور جب آدمی کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ ٹھکانا اور کھانا تمہیں دونوں مل گیا۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے کھانے اور پینے کے آداب کو امت کے لئے بیان کیا ہے انہیں آداب میں سے یہ ہے کہ آدمی کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھے چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھ لیا کرو یا اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آ جائے "بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ" پڑھ لیا کرو تا کہ شیطان اور اس کے چیلے چانٹے تمہارے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہوسکیں اور ان سے بچنے کا واحد ذریعہ بسم اللہ پڑھنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں کھانا شروع کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے۔
- بسم اللہ بھولنے کی صورت میں یاد آنے پر "بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ" کا پڑھنا ضروری ہے۔
- بغیر ذکر الٰہی کے شیطان انسانوں کے ساتھ رات گذارتا اور کھانے میں شرکت کرتا ہے۔

☆☆☆

دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِهَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بائیں ہاتھ سے بالکل نہ کھانا کھائے اور نہ پانی پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھا (کیونکہ آپ نے عمر کی ماں ام سلمہ سے نکاح کیا تھا) اور میرا ہاتھ پیالہ میں سب طرف گھوم رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے اللہ کا نام لے اور داہنے ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ: كُلْ بِيَمِينِكَ، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ. قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَىٰ فِيهِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا آپ ﷺ نے فرمایا: داہنے ہاتھ سے کھا۔ وہ بولا مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کرے تجھ سے نہ ہوسکے۔ اس نے غرور کی وجہ سے ایسا کیا تھا پس اس ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا (یعنی غرور کی وجہ سے اس کا ہاتھ ناکارہ ہوگیا)۔

تشریح:

کھانے کے آداب میں سے دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اور فرمایا کہ بسم اللہ کرو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اپنے قریب سے کھاؤ۔ اور بائیں ہاتھ سے کھانے سے منع فرمایا ہے اور اس شخص پر بددعا کی ہے کہ اس کا ہاتھ شل ہوجائے جس نے آپ کی رہنمائی کے بعد بھی داہنے ہاتھ سے کھانے سے انکار کیا کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ ان امور کی تعلیم ہمیں اپنے بچوں کو دینی ضروری ہے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا سنت نبوی ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بائیں ہاتھ سے کھانا منع ہے۔
- بائیں ہاتھ سے کھانے والے پر رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی ہے۔
- بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا شیطان کی مشابہت ہے۔
- انسان کا اپنے قریب سے کھانا مستحب ہے۔
- دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا مشروع ہے۔

☆☆☆

کھانے کے آداب

عَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ . (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الأطعمة، باب ما عاب النبى ﷺ طعاماً، صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب لا يعيب الطعام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر وہ کھانا پسند ہوتا تو کھالیتے اور اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے۔

عَن أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ العَبدِ أَنْ يَأْكُلَ الأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار،باب استحباب حمد الله تعالى بعدالأكل والشرب.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے راضی ہوتا ہے جو ایک لقمہ کھائے یا ایک گھونٹ پئے پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے۔

عَن عَبدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ البَرَكَةَ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ، فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذى: أبواب الأطعمة عن رسول الله، باب ماجاء فى كراهية الأكل من وسط الطعام، وقال حسن صحيح، وصححه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه: (٣٢٧٧)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے

کے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے پس تم کنارے سے کھاؤ، بیچ سے مت کھاؤ۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے کھانے کے آداب میں سے یہ بھی بیان فرمایا کہ جب کھانے کے لئے بیٹھا جائے تو اپنے سامنے سے کھانا شروع کرنا چاہئے اور پلیٹ کے بیچ سے نہیں کھانا چاہئے کیونکہ برکت پلیٹ کے بیچ میں نازل ہوتی ہے اس لئے پلیٹ کے بیچ سے کھانے سے رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ نیز کھانے میں عیب نکالنے سے بھی منع کیا ہے۔ اور کھانے کے بعد "الحمدُ لِلّٰه" پڑھنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- پلیٹ میں اپنے سامنے سے کھانا مستحب ہے۔
- کھانے میں عیب نکالنا سنت کے خلاف ہے۔
- کھانے کے بعد "الحمدُ لِلّٰه" پڑھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

کھانے کے آداب ومسائل

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ، وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة وأكل اللقمة الساقطة.

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے، پھر جب آپ کھا کر فارغ ہوتے تو ان کو چاٹ لیتے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِلَعْقِ الأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ، وَقَالَ: إِنَّكُم لَا تَدْرُونَ فِي أَيَّةِ الْبَرَكَةُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة وأكل اللقمة الساقطة.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: یقیناً تم نہیں جانتے کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے؟

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، قَالَ: وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُم فَلْيُمِطْ عَنْهَا الأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة وأكل اللقمة الساقطة.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے اور فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا لے اور اس سے گندگی (مٹی، ریت وغیرہ) کو صاف کر کے کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے، آپ ﷺ ہمیں یہ حکم (بھی) دیتے کہ ہم سالن کا برتن چاٹ کر صاف کیا کریں

اور فرماتے کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے؟

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے ہمیں کھانے سے متعلق تمام امور کی رہنمائی فرمائی ہے حتی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین انگلیوں سے کھانا کھاؤ اور اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالو اور شیطان کے لئے نہ چھوڑو اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیا کرو اور پلیٹ کو بھی صاف کر لیا کرو کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کھانے کے آداب سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- تین انگلیوں سے کھانا مستحب ہے۔
- کھانے کے بعد انگلیوں کا چاٹنا مستحب ہے۔
- برتن میں لگے ہوئے کھانے کو صاف کر کے کھانا مستحب ہے۔
- گرے ہوئے لقمہ کو اٹھانا اور اسے صاف کر کے کھانا مستحب ہے۔

☆☆☆

پینے کے آداب

عَن جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ . أَوْ أَمْسَيْتُمْ . فَكُفُّوا صِبْيَانَكُم فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيلِ فَحُلُّوهُم، وَأغْلِقُوا الأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ، فَإِنَّ الشَّيطَانَ لا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرَبَكُم وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُم وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ ، وَلَو أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيهَا شَيئًا، وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُم . (أخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب الأشربة، باب تغطية الإناء.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی جب ابتداء ہو یا (آپ نے فرمایا) جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک لو (اور گھر سے باہر نہ نکلنے دو) کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں پھر جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور دروازے بند کر لو، اس وقت اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کا منہ باندھ دو۔ اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھک دو، خواہ کسی چیز کو چوڑائی میں رکھ کر ہی ڈھک سکو اور اپنے چراغ (سونے سے پہلے) بجھا دیا کرو۔

عَن أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلاثًا. (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الأشربة، باب الشرب بنفسین أو ثلاثة، صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب کراهة التنفس فی نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثا.

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُوبَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأشربة باب الأیمن فالأیمن فی الشرب.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا اس حال میں کہ آپ ﷺ کی داہنی طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آپ ﷺ نے پی کر باقی دیہاتی کو دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف سے پس دائیں طرف سے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ : أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ: وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِهِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الأشربة، باب هل یستأذن الرجل من عن یمینه فی الشرب لیعطی الأکبر، صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما عن یمین المبتدئ.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا آپ ﷺ نے اس میں سے پیا، آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے لوگ بیٹھے ہوئے تھے) آپ ﷺ نے بچے سے کہا کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان (شیوخ) کو (پہلے) دے دوں۔ لڑکے نے کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ! آپ کے جھوٹے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ اس پر آپ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے کھانے کے آداب کو جس طرح ذکر فرمایا ہے اسی طرح پینے کے بعض آداب کی وضاحت فرمائی۔ انہیں آداب میں سے پانی کے برتن کے منہ کو بند کر کے رکھنا، پانی کو تین سانس میں پینا، اور مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دائیں طرف سے پیش کرنا اگرچہ وہ عمر و مراتب میں چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں الا کہ وہ اجازت دے دیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ سے عمل ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ سنت رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- برتن کے منہ کو ڈھکنا مستحب ہے۔
- پانی تین سانس میں پینا مستحب ہے۔
- مجلس میں چائے اور مشروب وغیرہ دائیں طرف سے دینا مسنون ہے۔

☆☆☆

پینے کی چیزوں میں پھونکنا

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الإِنَاءِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الأشربة، باب كراهة التنفس فی نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثا.

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: القَذَاةُ أَرَاهَا فِي الإِنَاءِ؟ فَقَالَ أَهْرِقْهَا، فَقَالَ: فَإِنِّي لاَ أَرْوَى مِن نَفَسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: فَأَبِنِ القَدَحَ إِذَنْ عَنْ فِيكَ . (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الأشربة عن رسول الله، باب ماجاء فی كراهية النفخ فی الشراب، قال حسن صحيح، وحسنه الألبانی فی الصحيحة: (۳۸۵)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے تو ایک آدمی نے کہا میں (بعض دفعہ) برتن میں تنکے وغیرہ دیکھتا ہوں (تو کیا کروں؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس میں سے (کچھ) پانی انڈیل دو۔ اس نے کہا، میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پس اس وقت تم اپنا منہ برتن سے ہٹالو (یعنی پہلے، دوسرے اور تیسرے سانس کے لئے اپنا منہ برتن سے دور کرلو)۔

تشریح:

اسلام ایک ایسا بہترین دین ہے جس نے تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے بارے

میں تعلیم دی ہے پانی پینے کے تعلق سے فرمایا کہ جب پانی پئیں تو دائیں ہاتھ سے اور تین سانس میں پئیں اور پیتے وقت برتن میں سانس نہ لیں اور نہ ہی اس میں پھونک ماریں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانی میں کوئی چیز گر جائے تو اس میں سے کچھ پانی انڈیل دیں۔ نیز یہ طبی لحاظ سے بھی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔لیکن آج اگر معاشرے میں دیکھا جائے تو اکثریت اس کی مخالفت کرتی ہے یعنی ہر پینے والی چیز خاص کر چائے وکافی وغیرہ لوگ پھونک کر ہی پیتے ہیں، اور پانی ایک ہی سانس میں اور بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں سنت رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا خلاف سنت ہے۔
- پینے کی چیزوں میں تنکا وغیرہ گرنے کی صورت میں تھوڑا پانی انڈیل دینا چاہئے تا کہ تنکا نکل جائے اور پھونک مار کر اسے ہٹانے سے بچا جا سکے۔
- پینے کے برتنوں میں سانس لینا منع ہے۔
- پینے کی چیزوں کو تین سانس میں پینا مشروع ہے۔

☆☆☆

مکھی کا کھانے و پینے کی چیزوں میں گرنے کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُم فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَالْأُخْرَى شِفَاءٌ. (اخرجه البخاری)

صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شراب أحدکم فلیغمسه فإن فی إحدی......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے کھانے کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو پورا ڈبودو پھر اس کو نکال کر پھینک دو، اس لئے کہ اس کے ایک بازو میں شفاء اور دوسری میں بیماری ہوتی ہے۔

تشریح:

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بیشمار مخلوقات ہیں انہیں میں سے مکھی بھی ایک چھوٹی سی مخلوق ہے جو عام طور پر ہر گھروں میں پائی جاتی ہے لوگ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مختلف دواؤں کا استعمال کرتے ہیں پھر بھی وہ ختم نہیں ہوتی ہے اسے میٹھی چیزیں کافی پسند ہوتی ہیں اسی لئے چائے اور کافی وغیرہ پر اس کا حملہ زیادہ ہوتا ہے۔ اب اگر یہ چائے یا کافی میں گر جائے تو فطری طور پر انسان اس چیز کو پھینک دیتا ہے جبکہ سنت یہ ہے کہ اسے نکال دیا جائے اور پھر اس چیز کو استعمال کرلیا جائے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب مکھی کسی پینے والی چیز میں گر جائے تو اسے نکالنے سے پہلے مکمل طریقے سے اس میں ڈبو دیا جائے کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسری میں شفاء ہوتی ہے، پس جب دونوں پانی میں ڈبو دیئے جاتے ہیں تو اللہ کے حکم سے بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اور مکھی کے گرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے انڈیل دیا جائے۔ جدید تحقیق کی روشنی میں ڈاکٹر محمد ایم

السمحی (شعبہ حدیث از ہر یونیورسٹی) نے لکھا ہے کہ مکھی اپنے ساتھ ایک بیماری کے جراثیم اوران کا تریاق اٹھائے پھرتی ہے جب وہ کسی سائل پر بیٹھتی ہے تو اس میں وہ جراثیم منتقل کردیتی ہے جبکہ فطری طور پر اس پَر کو ڈوبنے سے بچاتی ہے جس میں تحفظ دینے والے عناصر ہوتے ہیں۔ مکھی پوری ڈوب جائے تو وہ تحفظ دینے والے عناصر (تریاق) بھی سائل چیز میں منتقل ہوکر بیماری کے خطرے کو کم کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مکھی کے گرنے سے پینے والی چیز ناپاک نہیں ہوتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے مکھی کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے پَر میں شفا عطا کررکھا ہے۔

☆☆☆

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا

عَن حُذَيفَةَ بنِ اليَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ تَشرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَلاَ تَلبَسُوا الحَرِيرَ والدِّيبَاجَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب الأشربة، باب آنية الفضة، صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء.

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سونے اور چاندی کے پیالے میں نہ پیا کرو اور نہ ہی ریشمی کپڑے کو پہنو کیونکہ یہ چیزیں ان کے لئے دنیا میں ہیں (کفار کے لئے) اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

عَن أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الَّذِي يَشرَبُ فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب الأشربة،باب آنية الفضة، صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة في الشرب وغيره على......

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سونے اور چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔

تشریح:

اسلام نے مسلمانوں کو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے برتنوں میں کھانے اور پینے سے منع کیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سونے اور چاندی کے بنے ہوئے پیالوں اور پلیٹوں میں نہ کھاؤ اور نہ ہی پیو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لئے آخرت میں خاص کر رکھا ہے اور یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ

جو لوگ اس دنیا میں اسے کھانے اور پینے کے لئے استعمال کرتے ہیں گویا کہ وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈال رہے ہیں۔

فوائد:

- سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا اور پینا حرام ہے۔
- سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے والے اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔

☆☆☆

کھڑے ہو کر پینے کا حکم

عَن أبِى هُرَيرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ يَشُرَبَنَّ أحَدٌ مِنكُم قَائِمًا فَمَنْ نَسِىَ فَلَيَسْتَقِىءْ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب فى الشرب قائما.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑے ہو کر نہ پیئے اور جو بھول کر پی لے تو اسے چاہئے کہ قے کر دے۔

عَن عَلِىٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ أنَّهُ أُتِىَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ قَائمًا فَقَالَ: إنّ أُنَاسًا يَكْرَهُ أحَدُهُم أنْ يَشْرَبَ قَائِمًا، وَإِنِّى رَأَيتُ النَّبِىَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَأَيتُمُونِى فَعَلْتُ. (أخرجه البخارى).

صحيح بخارى: كتاب الأشربة، باب الشرب قائما.

علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (مسجد کوفہ کے صحن میں) پانی حاضر کیا گیا پھر علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیا اور کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پیتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اس وقت کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا ہے۔

عَن أنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ عنِ النَّبِىَّ ﷺ أنهُ نَهى أنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا، قالَ قَتَادَةَ: فقُلْنَا: فالأكُل؟ فَقَالَ ذاكَ أشَرّ وَأخْبَث. (اخرجه مسلم).

وَفِى رِوَايةٍ: أنَّ النَّبِىَّ ﷺ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا.

صحيح مسلم: كتاب الأشربة باب كراهية الشرب قائما.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے

پوچھا کھڑے ہوکر کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ تو اس سے خراب تر ہے اور خبیث تر (عمل) ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر پینے سے سختی سے منع کیا ہے۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی پوری زندگی ہمارے لئے اسوہ ہے تمام معاملات میں ہمیں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو سامنے رکھنا ہے۔ جب ہم آپ کی سیرت طیبہ کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے سختی سے منع کیا ہے لیکن بوقت ضرورت کھڑے ہوکر پیا بھی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ کھڑے ہوکر پانی پینے یا کھانے سے پرہیز کریں لیکن اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں پر بیٹھنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کے تحت وہاں پر کھڑے ہوکر کھانا پینا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے اسوہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- کھڑے ہوکر کھانا اور پینا مکروہ ہے۔
- ضرورت کے وقت کھڑے ہوکر کھانا اور پینا جائز ہے۔

☆☆☆

ہر کام دائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَ طُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے، جوتا پہننے میں، کنگھا کرنے میں اور اپنے تمام کام میں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا انْتَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلُهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرُهُمَا تُنْزَعُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب اللباس، باب ينزع نعله اليسرى، صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولا والخلع من اليسرى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے تا کہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر ہو۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُوبَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ. (اخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب الأشربة، باب الأيمن فالأيمن في الشرب.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی

ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ کے داہنی طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ نے پی کر باقی دیہاتی کو دیا اور فرمایا کہ پہلے دائیں پھر بائیں۔

تشریح:

اسلام نے ہر نیک کام کو دائیں جانب سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ دائیں کو شرف وعزت حاصل ہے۔ چاہے مجلس میں کسی چیز کے دینے کا معاملہ ہو یا مسجد میں داخل ہونے، یا کپڑا و جوتا پہننے، یا بالوں میں کنگھی کرنے کا مسئلہ ہو غرضیکہ کہ جتنے بھی معاملات ہوں تمام معاملات میں دائیں جانب کا خیال رکھنا ضروری ہے لیکن اگر کسی سے بھول ہو جائے اور اس پر عمل نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں وہ ثواب سے محروم رہے گا۔ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے مجلس میں کسی بھی چیز کو پہلے دائیں جانب سے دینا شروع کیا اور اسی طرح کنگھی کرنے اور جوتا وغیرہ پہننے میں بھی دائیں جانب کا حکم دیا ہے ۔اللہ تعالیٰ ہمیں تمام امور میں دائیں جانب کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- شرف وتکریم کی وجہ سے ہر کام کو دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔
- جوتے پہنتے اور کنگھی کرتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔
- جماعت میں لوگوں کو کچھ دیتے وقت دائیں جانب کا خیال رکھنا مستحب ہے۔

☆☆☆

چاند دیکھنے کی دعا

عَنْ طَلْحَةَ بنِ عُبَيدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الهِلاَلَ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَينَا بِاليُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلاَمَةِ وَالإِسْلاَمِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ. (أخرجه الترمذي).

سنن ترمذی: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب مايقول عند رؤية الهلال، هذا حديث حسن غريب، وصححه الألباني في الصحيحة: (۱۸۱٦)۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چاند دیکھتے تو فرماتے "اَللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَينَا بِاليُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلاَمَةِ وَالإِسْلاَمِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ" اے اللہ! اس کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ نکال، اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

تشریح:

اسلام نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب وہ نیا چاند دیکھیں تو یہ دعا "اَللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَينَا بِاليُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلاَمَةِ وَالإِسْلاَمِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ" پڑھیں۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور بھلائی اور ہدایت کا سوال کیا گیا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کو یہ دعا سکھلائیں اور خود بھی یاد کریں اور جب چاند نظر آئے تو گولا و بارود داغنے اور بندوق کی گولی چھوڑنے اور چاند چاند چاند............... کہنے کے بجائے سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اس دعا کو پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ چاند دیکھتے وقت اس دعا کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- چاند دیکھنے کے وقت مسنون دعاء کا پڑھنا مستحب ہے۔
- چاند دیکھنے کے وقت بندوق کی گولی چھوڑنا، گولا بارود وغیرہ کا داغنا غیر مشروع عمل ہے۔

☆☆☆

ماہِ رمضان المبارک

ماہِ رمضان المبارک

وجہ تسمیہ: چونکہ زمین اس ماہ میں تیز تپش کی وجہ سے خشک ہو جاتی تھی اس لئے اس کا نام رمضان پڑ گیا کیونکہ رمضان کے معنی تپش اور جلن کے ہوتے ہیں اور اہل عرب اس ماہ کو ''ناتق'' یعنی مرا ہوا کہتے تھے۔

اہم واقعات: ● رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء اسی ماہ سے ہوئی ● جنگ بدر اسی ماہ ۲ھ میں ہوئی ● خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبوت کے دسویں سال اسی ماہ میں ہوئی ● رسول اکرم ﷺ نے مکہ کو اسی ماہ ۸ھ میں فتح کیا ● ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۷ر رمضان ۵۷ھ میں ہوئی ● شہر اندلس کو اسی ماہ ۹۲ھ میں فتح کیا گیا ● معرکہ بلاط الشہداء اسی ماہ ۱۱۴ھ میں پیش آیا ● امام عبداللہ بن مبارک کی وفات اسی ماہ ۱۸۱ھ میں ہوئی ● محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی وفات اسی ماہ ۲۵۶ھ میں ہوئی ● امام ابن حزم الظاہری کی پیدائش ۳۰ر رمضان ۳۸۴ھ میں ہوئی ● امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی وفات اسی ماہ ۵۹۷ھ میں ہوئی ● معرکہ عین جالوت اسی ماہ ۶۵۸ھ میں پیش آیا ● محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی پیدائش ۲۷ر رمضان ۱۳۴۷ھ موافق ۲۹ر مارچ ۱۹۲۹ء کو سعودی عرب کے شہر عنیزہ میں ہوئی۔

☆☆☆

رمضان سے ایک یا دو دن قبل احتیاطاً روزہ رکھنا منع ہے

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُم رَمَضَانَ بِصَومِ يَومٍ أَوْ اثْنَينِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَومًا، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَومَ. (رواه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب لایتقدم رمضان بصوم یوم ولا یومین۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک روز یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھے۔ ہاں مگر وہ شخص جو پہلے سے ہی ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمِّیَ عَلَيْكُم فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ إذا رأیتم الهلال فصوموا......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ چھوڑو۔ پس اگر چاند سے ورے بادل حائل ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَومَ الَّذِی شَكَّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الصوم عن رسول الله، باب ماجاء فی کراهیة صوم یوم الشك، وقال حدیث حسن صحیح، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه: (١٦٤٥).

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے شک والے دن روزہ رکھا اس نے

ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

تشریح:

رمضان کے مہینے کا روزہ مسلمانوں پر فرض ہے اور یہ اسلام کا چوتھا رکن ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خاص وقت میں فرض قرار دیا ہے۔ اس کی مشروعیت چاند دیکھنے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے اب اگر کوئی شخص بغیر رمضان کا چاند دیکھے ہوئے ایک یا دو دن قبل احتیاط کے طور پر روزہ رکھنا شروع کر دے تو یہ حرام ہے کیونکہ انسان کا یہ عمل دین میں غلو اور اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ اوقات میں تغیر اور پیارے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام پر کار بند بنائے اور رسول ﷺ کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ رکھنا حرام ہے۔
- روزہ کی مشروعیت رویت ہلال پر موقوف ہے بدلی ہونے کی صورت میں شعبان کی تیس تاریخ مکمل کرنا ہے۔

☆☆☆

ماہِ رمضان کا استقبال

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۸۵)۔

ترجمہ: ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (سورۂ قدر: آیت: ۳)۔

شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (سورۂ نور: آیت: ۳۱)۔

اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

(متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ وصحيح مسلم: كتاب الصيام، باب فضل شهر رمضان۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے

جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو بہت ساری خصوصیتوں سے نوازا ہے اسی لئے اس کا مقام دیگر دوسرے مہینوں سے کہیں زیادہ افضل اور اونچا ہے، اس مہینے میں قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے، اس مہینے کے آخری عشرے میں ایک ایسی مبارک رات آتی ہے جو ایک ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہوتی ہے، اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، سرکش شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں، روزے دار کے منہ کی بو اللہ رب العزت کے یہاں مشک سے بہتر ہوتی ہے، رمضان کی آخری رات میں روزے داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے، فرشتے روزے داروں کے حق میں دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ افطاری نہیں کر لیتے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ ساری فضیلتیں اور عظمتیں جس ماہ کی ہوں تو اس کا استقبال کس طرح سے کیا جائے۔ کس اعتبار سے اپنے آپ کو اس ماہ کے لئے تیار کیا جائے؟ سب سے پہلے انسان اللہ رب العزت سے یہ دعا کرے کہ ہمیں یہ مبارک مہینہ عطا فرمائے، اس میں صحت وتندرستی سے نوازے، نیک اعمال کرنے کی توفیق دے اور برے کاموں سے دور رکھے۔ اس ماہ کی تیاری کے لئے کثرت سے ماہ شعبان میں روزے رکھے، اور اس مہینے کی آمد پر خوشی کا اظہار کرے کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے، نیز گھر میں اپنے اہل وعیال اور بچوں کو اکٹھا کر کے انہیں روزے کے مسائل اور اس کی حکمت سے باور کرائے اور روزے رکھنے کی ترغیب دلائے، رمضان کے احکام ومسائل کو سیکھنے کی کوشش کرے تا کہ اس میں غلطی کا امکان کم رہے۔ اگر روزے کسی وجہ (سفر، بیماری، حیض ونفاس) سے چھوٹے ہوئے ہوں تو اس کی قضا جلد از جلد کرے، دینادی

مشغولیت اور تجارتی لین دین کے معاملات کو ایک مہینہ کے لئے ملتوی کر دے، ان ساری چیزوں کے علاوہ دلوں میں یہ عزم اور حوصلہ رکھے کہ ان سعادتوں اور فضیلتوں کو اس بار اپنے ہاتھوں سے جانے نہیں دیں گے اور اپنے تمام اوقات کو عبادت الٰہی، تلاوت قرآن پاک اور اعمال صالحہ کے حصول میں لگائیں گے تاکہ قرب الٰہی اور جنت کا حصول آسان ہو جائے۔ اس طرح سے ماہِ رمضان کا استقبال کریں۔

آج معاشرے میں کچھ لوگوں کی ایسی سوچ بن چکی ہے کہ رمضان کا مہینہ کھانے وپینے اور جاگنے کا مہینہ ہے اس لئے بہت سارے لوگ رمضان کی آمد سے قبل طرح طرح کے پکوان اور کھانے کی اقسام کے بارے میں سوچتے ہیں اور اس کے لئے چیزیں اکٹھی کرتے ہیں اور راتوں کو بیدار رہنے کے لئے مختلف فضائی چینلوں کو تلاش کرتے ہیں کہ کون سا چینل ہمارے لئے مناسب رہے گا اور کون نہیں رہے گا۔ اس طرح سے بعض افراد نے اس مبارک مہینہ کی حقیقت کو بھلا کر صرف پیٹ پالنے اور آنکھوں کی تسکین کا موسم بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی سوچ وفکر سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- ماہ رمضان میں قرآن کا نزول ہوا۔
- ماہ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھنا ثابت ہے۔
- توبہ ہی ذریعہ نجات ہے۔
- ماہِ رمضان میں جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

☆☆☆

ماہِ رمضان کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُواْ الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُواْ اللّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۸۵)۔

ترجمہ: ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیئے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (سورۂ قدر: آیت ۱۔۳)۔

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا، تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

عَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، لا يَدْخُلُ مِنهُ أحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لا يَدْخُلُ مِنهُ أحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنهُ أحَدٌ . (متفق عليه).

صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے، قیامت کے دن اس سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے، اس کے سواء اس سے کوئی داخل نہیں ہوگا، کہا جائے گا، رزوے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے) ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا، پس کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (متفق عليه).

صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان إیمانا...... ، وصحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

(متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان أو شهر رمضان؟ وصحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

تشریح:

رمضان کے مہینے کی فضیلت واہمیت بہت زیادہ ہے اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا اور وہاں سے حسب ضرورت ٢٣ سالوں میں اتارتا رہا، اسی مہینے میں شب قدر بھی آتی ہے جس میں کی گئی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہوتی ہے، ہزار مہینے ٨٣ سال ٤ مہینے بنتے ہیں، عام طور پر انسانوں کی عمریں بھی اس سے کم ہوتی ہیں، یہی نہیں بلکہ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کا روزہ رکھا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس مہینے میں سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، نیز اللہ تعالیٰ نے روزے داروں کے لئے خصوصی طور پر جنت میں ایک دروازہ بنا رکھا ہے جس سے صرف اور صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کی اہمیت وفضیلت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور سنت کے مطابق روزہ رکھنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- رمضان کی آمد پر سرکش شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔
- جنت میں ایک دروازے کا نام ریان ہے جس سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔
- شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔
- رمضان میں قرآن مجید نازل ہوا۔

☆☆☆

ماہِ رمضان کے روزے کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت: ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (متفق عليه)

صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم......، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

تشریح:

روزے کے لغوی معنی رکنے کے ہیں اور شرعی معنی ہیں۔ رضاء الٰہی کی خاطر صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور بیوی سے ہم بستری کرنے سے رکے رہنا، رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی۔ اور یہ اسلام کا چوتھا رکن ہے جو تمام بالغ، قادر، عاقل، مسلم، مقیم مرد وعورت پر فرض ہے۔ یہ عبادت چونکہ نفس کی

طہارت اور تزکیہ کے لئے بہت اہم ہے اس لئے اسے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا، اس کا سب سے بڑا مقصد تقویٰ کا حصول ہے اور تقویٰ انسان کے اخلاق و کردار کے سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے فضائل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور پورے مہینے میں روزے رکھنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- ماہِ رمضان کا روزہ فرض ہے۔
- روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔
- صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور بیوی سے جماع کرنے سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔

☆☆☆

روزے کی حالت میں کون سے اعمال جائز ہیں

عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَتَا: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيرِ إِحْتِلَامٍ فِي رَمَضَان حُلْمٍ، ثُمَّ يَصُومُ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: كتاب الصوم ، باب اغتسال الصائم، وصحيح مسلم: كتاب الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب.

ام المومنین عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بغیر احتلام کے، حالت جنابت میں صبح کرتے پھر روزہ رکھ لیتے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (بعض اوقات) اس طرح فجر ہوتی کہ آپ ﷺ اپنی بیوی (کے ساتھ ہم بستری کرنے کی وجہ) سے جنبی ہوتے، پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَومَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: كتاب الصوم ، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيا، صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔

تشریح:

ماہِ رمضان کا روزہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے اس کی اہمیت اور فضیلت بہت ہی زیادہ ہے، اس کے چند آداب وشروط ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور کچھ ایسے اعمال ہیں جو عوام میں معروف ہیں کہ ان کے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے جیسے حالت جنابت میں سحری کھانا، لیکن فجر کی نماز سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ روزے دار فجر کی نماز غسل کرنے کے بہانے چھوڑ دے، اسی طرح اگر کوئی شخص بھول کر کھاپی لے یا بیوی سے ہم بستری کرلے تو اس کا روزہ بھولنے کی وجہ سے صحیح ہوگا اور اس پر کوئی قضا نہیں، البتہ یاد آتے ہی فوراً اس کام کو چھوڑ دے، اور ایسے ہی روزے کی حالت میں اگر انسان اپنے آپ پر قابو اور کنٹرول رکھ سکتا ہے تو بیوی کو بوسہ دینا اور اس سے ہم آغوش ہونا جائز ہے ورنہ نہیں، نیز مسواک کرنا، سرمہ لگانا، آنکھ، کان، ناک میں دوا ڈالنا، دانت میں دوا لگانا یا نکلوانا، بیماری کا انجکشن لگوانا (جس کا مقصد طاقت وقوت نہ ہو) گرمی کی تپش یا پیاس کی شدت کو کم کرنے کے لئے سر پر ٹھنڈا پانی یا برف وغیرہ رکھنا، کھانے کا مزہ چکھنا، تھوک نگلنا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا (بشرطیکہ اس میں مبالغہ نہ کیا جائے) یہ سارے کے سارے امور روزے کی حالت میں جائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان امور کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بھول کر کھانے اور پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- حالت جنابت میں سحری کھانا مباح ہے۔
- بیوی کو بوسہ دینا اور اس سے ہم آغوش ہونا جائز ہے بشرطیکہ اپنے آپ پر کنٹرول ہو۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَومَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الصوم ، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيا، وصحيح مسلم: كتاب الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيهِ قَضَاءٌ، وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ. (رواه ابوداؤد).

سنن ابوداود: كتاب الصيام، باب الصائم يستقيء عامدًا، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد: (۲۳۸۰).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو خود قے آ گئی (اس کا روزہ صحیح ہے) اس پر قضاء نہیں اور اگر اس نے جان بوجھ کر قے کی، تو اس کو چاہئے کہ وہ قضاء کرے۔

تشریح:

روزے کی صحت کے لئے اس کے آداب وشروط کا لحاظ رکھنا ایک روزے دار کے لئے بہت ہی ضروری ہے، اگر اس کا لحاظ نہ رکھا گیا تو انسان کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور بہت سے ایسے امور ہیں جن کی نشاندہی ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمائی ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی ہے تاکہ روزہ بالکل صحیح ہو اور اس کا بھرپور ثواب مل سکے چنانچہ

یہاں پر ہم کچھ ایسی چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے روزے دار کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ جماع: یعنی بیوی سے ہم بستری کرنا، دن میں بیوی سے جماع کرنے کی صورت میں اس دن کی قضا و کفارہ مغلظہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں، قضاء یہ ہے کہ اس دن کے بدلے روزے رکھے جائیں، اور کفارہ مغلظہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو دو مہینہ پے در پے روزہ رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔

☆ جان بوجھ کر کھانا پینا، یا اس کے علاوہ جو چیز غذا کی حیثیت رکھتی ہو اسے کسی بھی ذریعہ سے پیٹ تک پہنچانا۔

☆ جان بوجھ کر قے کرنا، اگر بغیر قصد و ارادہ کے قے آتی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ حیض ونفاس کا خون آنا، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر روزے کی حالت میں حیض ونفاس کا خون آجائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ نکسیر پھوٹ جائے یا ایکسیڈینٹ کی وجہ سے کافی خون بہہ جائے تو ایسی صورت میں خون کی کمی کو پورا کرنے کے لئے خون چڑھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ سینگی کے ذریعہ خون نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ ٹیسٹ وغیرہ کے لئے جو خون نکالا جائے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ بیوی کو بوسہ لینے یا چھونے کی وجہ سے منی کا خروج ہو جائے یا مشت زنی سے منی کا خروج ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ نیند اور خواب کی حالت میں احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مذکورہ بالا چیزوں سے روزہ اسی وقت ٹوٹے گا جب کہ اس میں یہ تین شرطیں موجود ہوں گی۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا کرنے والا خود مختار ہو اسے کسی نے مجبور نہ کیا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کے کرنے کا حکم معلوم ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ عقلمند ہو پاگل

ومجنون نہ ہو۔ اگر یہ تین شرطیں پائی جائیں گی تو روزے دار کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔

فوائد:

- جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح طاقت دینے والے انجکشن سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- حیض ونفاس کا خون آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆☆☆

سحری کھانے کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً. (متفق علیه).

صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب بركة السحور، صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب فضل السحور.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کھانے میں یقیناً برکت ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: خَمْسِينَ آيَةً. (متفق علیه).

صحيح بخاری: كتاب الصوم، باب قدر كم بين السحور وصلاة الفجر؟ صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، میں نے کہا کہ سحری کے ختم ہونے اور نماز پڑھنے کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے بیان فرمایا: پچاس آیات پڑھنے کی مقدار۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الأَعْمَى. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقَى هٰذَا. (متفق علیه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب أذان الأعمى، صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر.

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو مؤذن تھے۔ ایک کا نام بلال اور دوسرے کا نام ابن ام مکتوم تھا (ابن ام مکتوم نابینا تھے) پس رسول اللہ نے فرمایا، کہ بلال (رضی اللہ عنہ) رات باقی رہتی ہے تو اذان دیتے ہیں جب تک ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) اذان نہ دیں تو تم کھاؤ پیو، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان دونوں اذانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہوتا تھا کہ یہ (بلال رضی اللہ عنہ) اذان دے کر اترتے اور (ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) اذان دینے کے لئے چڑھتے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ. (رواہ مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل السحور.

عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق، سحری کا کھانا ہے۔

تشریح:

سحری کھانا سنت ہے اور اس میں برکت بھی ہے کیونکہ سحری کھانے سے انسان کو توانائی اور طاقت وقوت ملتی ہے اور اس کا بہترین وقت فجر کی اذان سے پندرہ یا بیس منٹ قبل ہوتا ہے۔ اور اس وقت سحری کھانے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان فجر کی نماز با جماعت ادا کر لیتا ہے۔ اور سحری کے لئے ضروری نہیں ہے کہ مختلف قسم کے پکوان ہوں یا بہت ساری چیزیں ہوں تبھی سحری مانی جائے گی بلکہ اگر آدمی کی طبیعت کچھ کھانے کی نہیں چاہتی ہے تو کم از کم کھجور یا چند گھونٹ پانی وغیرہ سحری کی نیت سے کھا پی لے تو سحری ہو جائے گی۔ بعض افراد سحری کھانے کو ضروری نہیں سمجھتے یا آدھی رات کو ہی جو کچھ کھانا ہوتا ہے کھا کر سو جاتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں درست نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے سحری کھانے ہی

کو ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان فرق بتلایا ہے وہ لوگ بغیر سحری کھائے ہوئے روزہ رکھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ جب آدمی آدھی رات کو ہی سحری کھا کر سو جائے تو اس کی فجر کی نماز غائب ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو اذانیں ہوتی تھی اور آج بھی رمضان اور غیر رمضان دونوں صورتوں میں مسجد حرام (مکہ مکرمہ) اور مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں دو اذانیں ہوتی ہیں اور دونوں اذانیں دو الگ الگ مؤذن کہتے ہیں۔ پہلی اذان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ سحری کھانا چاہتے ہیں یا تہجد پڑھنا چاہتے ہیں انہیں پتہ چل جائے کہ فجر کا وقت قریب آنے والا ہے اس لئے جلدی سے وہ سحری وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز فجر کے لئے تیاری کریں اور جب دوسری اذان شروع ہو جائے تو کھانے پینے سے رک جائیں۔ اس سنت کی جگہ آج ہمارے معاشرے میں لوگوں کو سحری کے لئے بیدار کرنے کے لئے دوسری چیزوں نے جنم لے لیا ہے جیسے سحری کی ابتداء کے لئے گولے داغنا، مسجدوں اور گلی و کوچوں میں نعت گوئی اور اشعار پڑھنا یا بعض گاؤں اور دیہات میں کسی ایک شخص کو پورے گاؤں والوں کو بیدار کرنے پر مامور کرنا وغیرہ۔ آج ہمیں اس سنت کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- سحری کھانا سنت ہے اور اس میں برکت ہے۔
- ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کا کھانا ہے۔
- ابتدائے سحری اور فجر کی نماز کے لئے دو الگ الگ مؤذن کا اذان دینا ثابت ہے۔
- فجر کی اذان سے پندرہ یا بیس منٹ قبل سحری کرنا افضل ہے۔

☆☆☆

تراویح کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَإِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (اخرجه البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان ......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف فرمادے گا۔

عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَزِيدُ فِی رَمَضَانَ وَلاَ فِی غَيْرِهِ عَلٰی إِحْدَی عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّی أَرْبَعًا فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّی أَرْبَعًا فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّی ثَلاَثًا فَقَالَتْ عائشةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ، فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَیَّ تَنَامَانِ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِی. (اخرجه البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب التہجد، باب قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ، صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ آپ ﷺ رمضان میں کتنی رکعت نماز پڑھتے تھے تو ام المومنین نے فرمایا کہ آپ ﷺ صرف گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان۔ نبی کریم ﷺ رات کو چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں مت پوچھئے،

آپ پھر چار رکعتیں اور پڑھتے اور ان کے حسن اور طول کے بارے میں بھی مت پوچھئے۔ پھر تین رکعت پڑھتے، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر کی نماز ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں پر دل جاگتا رہتا ہے۔

تشریح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تہجد کی نماز کا اہتمام کرتے تھے چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان ہو، اس نماز کو رمضان میں تراویح اور غیر رمضان میں تہجد کہتے ہیں اور یہ نفلی نماز ہے لیکن اس کا اہتمام تمام مسلمانوں کو کرنا چاہیئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے صرف تین رات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جماعت کے ساتھ پڑھائی اور پھر اس خدشہ سے چوتھے دن مسجد میں نہیں آئے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ کر دی جائے لیکن صحابہ کرام کو اسے پڑھنے کے لئے کہا کہ وہ اسے پڑھیں لہذا کوئی تنہا پڑھ لیتا اور کبھی دو مل کر پڑھ لیتے تو کبھی تین چار لوگ مل کر جماعت سے ادا کر لیتے۔ اور یہی سلسلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے تک چلتا رہا۔ لیکن جب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور تراویح کے فرض ہونے کا خدشہ ختم ہو گیا تو انہوں نے اپنے دور خلافت میں اس نماز کو با جماعت ادا کرنے کا حکم دیا تاکہ لوگ ایک امام کی اقتدا میں اس نماز کو ادا کریں اور ہر ایک کو قرآن مجید سننے کا موقع نصیب ہو اور با جماعت نماز ادا کرنے کا ثواب بھی ملے۔ اور وہیں سے اس تراویح کی نماز کا سلسلہ با جماعت شروع ہو گیا جو آج تک جاری و ساری ہے۔

تراویح کی نماز کی رکعت کے بارے میں جو صحیح روایت آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف گیارہ رکعت پڑھتے تھے چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان۔ اور جن تین راتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تھی وہ بھی گیارہ رکعت ہی تھی آٹھ رکعت تراویح اور

تین رکعت وتر۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنے کا اہتمام کریں۔

نماز تراویح اگرچہ نفلی نماز ہے لیکن اس کا ثواب بہت ہی زیادہ ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف فرمادے گا۔اس لئے اس نماز کا اہتمام اور اس میں قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔یہی وہ موقع ہے کہ جس میں ایک آدمی پورے قرآن مجید کو آسانی سے نماز میں سن لیتا ہے اسی لئے اگر مسجد میں تراویح پڑھانے کے لئے کسی حافظ کا انتظام نہ ہوسکے تو امام قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھا سکتا ہے جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے آزاد کردہ غلام ذکوان کو حکم دیا کہ وہ قیام رمضان میں امامت کے فرائض سرانجام دیں، چنانچہ ذکوان قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھتے تھے۔(صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب امامۃ العبد والموالی)۔

یہاں پر ایک بات زیر غور ہے کہ آج بعض مساجد میں دیکھا جاتا ہے کہ ائمہ مساجد تراویح کی نماز قرآن مجید کی تلاوت اتنی تیزی میں کرتے ہیں کہ کچھ بھی پتہ نہیں چلتا ہے کہ کیا پڑھ رہے ہیں اور کہاں سے پڑھ رہے ہیں اور بعض مساجد میں تو شبینہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بعض جگہوں پر حسب اتفاق دو دن یا تین دن یا پانچ دن میں قرآن مجید کو ختم کیا جاتا ہے۔اس کے بعد پھر نہ تو تراویح کا اہتمام ہوتا ہے اور نہ ہی قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا۔جبکہ رسول اکرم ﷺ نے اس طرح سے قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور جس نماز میں سکون اطمینان اور ارکان وشروط کی ادائیگی نہ ہو رہی ہو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں مل سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں قیام اللیل میں قرآن مجید کو ترتیل وتجوید کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- تراویح کی نماز آٹھ رکعت پڑھنا مسنون ہے۔
- رمضان میں قیام اللیل کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔
- تراویح کا ثواب پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔

☆☆☆

قرآن حکیم سیکھنے کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے:﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ﴾ (سورۂ عنکبوت: آیت ۴۹)۔

ترجمہ: بلکہ یہ (قرآن) تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : الْمَاهِرُ بِالقُرآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الكِرَامِ البَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرأُ القُرآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أجْرَانِ. (اخرجه مسلم).

تخريج:صحيح مسلم: كتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب فضل الماهر في القرآن والذي يتتعتع فيه.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (صحت کے ساتھ) قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے تو وہ (قیامت والے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے، اس کے لئے دگنا اجر ہے۔

عَنْ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:إنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ.(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه وفضل من تعلم حكمة من......

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل کر دے گا۔

عَنْ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:خَيرُكُم

مَن تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَهُ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه.

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔

تشریح:

قرآن مجید ایک آفاقی کتاب ہے اس کا پڑھنا اور سیکھنا، سکھانا اور اسے حفظ کرنا ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو کافی پسند ہے اور اس کا ثواب جنت ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن مجید کو مہارت کے ساتھ پڑھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بزرگ و برتر فرشتوں کے ساتھ اٹھائے گا اور جو اٹک اٹک کر پریشانی کے ساتھ پڑھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دہرا اجر عطا فرمائے گا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن حکیم سیکھنے اور سکھلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- قرآن حکیم تجوید کے ساتھ پڑھنے کی کافی اہمیت ہے۔
- قرآن حکیم اٹک اٹک کر پڑھنے والے کے لئے دوگنا ثواب ہے۔
- قرآن مجید کے ماہرین جنت میں اللہ تعالیٰ کے مقربین فرشتوں کے ساتھ ہوں گے۔
- قرآن حکیم کی تعلیم کا حصول دنیا و آخرت میں بلندئ درجات کا سبب ہے۔

☆☆☆

قرآن حکیم پڑھنے کی فضیلت

عَنْ أَبِی أُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:
اقْرَؤُوا القُرآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَومَ القِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة.

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا، قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو، اس لئے کہ قیامت والے دن یہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کرآئے گا۔

عَنِ النَّوَاسِ بنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ: يُؤتَى بِالقُرآنِ يَومَ القِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ، تَقْدُمُهُ سُورَةُ البَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة.

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت والے دن قرآن حکیم کواوران لوگوں کو جو (دنیا میں) اس پر عمل کرتے تھے، (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی اوراپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔

عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرِو رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يُقَالُ لِصَاحِبِ القُرآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِندَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا. (رواه أبوداود وترمذی).

سنن ابوداود: کتاب الصلاة، باب استحباب الترتیل فی القراءة، سنن ترمذی: أبواب فضائل القرآن عن رسول اللّه، باب ماجاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر، وقال هذا حديث حسن صحيح، وقال الألبانی

حسن صحیح فی صحیح سنن أبی داود: (١٤٦٤)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (روز قیامت) صاحب قرآن (قرآن پڑھنے اور اسے حفظ کرنے والے) سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہوگا، جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ المُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ القُرآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ المُؤْمِنِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ القُرآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لاَ رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ المُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ القُرآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ المُنَافِقِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ القُرآنَ كَمَثَلِ الحَنْظَلَةِ لَيسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأطعمة،باب ذكر الطعام،صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضيلة حافظ القرآن.

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے، ترنجبین (نارنگی) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، کھجور کی سی ہے، اس کی خوشبو نہیں، لیکن اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ،خوشبودار پودے (جیسے گلاب، یاسمین وغیرہ) کی طرح ہے، جس کی خوشبو اچھی ہے مگر اس کا مزہ تلخ ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، اندرائین (تھوہڑ کا درخت) کی طرح ہے، جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔

تشریح:

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی تعلیم دینا اور تلاوت کرنا اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن قرآن پڑھنے اور حفظ کرنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتے رہو اور چڑھتے رہو یہاں تک کہ آخری آیت جہاں ختم ہوگی وہی تیرا مقام ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن سفارشی اور وکیل بن کر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- قرآن حکیم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرے گا۔
- قرآن حکیم پڑھنے والے کو اچھی خوشبو والے سے تشبیہ دی گئی ہے۔
- قرآن حکیم کی تلاوت قیامت کے دن بلندئی درجات کا سبب ہوگا۔

☆☆☆

رمضان میں عمرہ کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَينَهُمَا، وَالحَجُّ المَبرُورُ لَيسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الأَنصَارِ: مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّيْ مَعَنَا؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنضَحُ عَلَيهِ قَالَ: فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب العمرة، باب عمرة فی رمضان، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب فضل العمرة فی رمضان.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے پوچھا کہ تو ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کرتی؟ وہ کہنے لگی کہ ہمارے پاس دو اونٹ تھے ایک پر ابوفلاں (یعنی اس کا خاوند) اور اس کا بیٹا سوار ہو کر حج کے لئے چل دیئے اور ایک اونٹ انہوں نے چھوڑا ہے، جس سے پانی لایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہوتا ہے۔

تشریح:

عمرہ کی ادائیگی ایک عظیم عبادت ہے اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور

درجات بلند کئے جاتے ہیں اور جب یہ رمضان جیسے مبارک مہینے میں اداء کئے جاتے ہیں تو اس کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عمرہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے اور یہ فضیلت رمضان کے مہینے کے تمام ایام کو شامل ہے اور اس میں آخری عشرے کے کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- عمرہ کی کافی فضیلت ہے۔
- رمضان میں عمرہ کرنے پر حج کا ثواب ہوتا ہے۔

☆☆☆

مظلوموں اور کمزوروں کی مدد کی ترغیب دینا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ فَقَالَ: تَأْخُذُ فَوقَ يَدَيهِ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب المظالم والغضب، باب أعن أخاك ظالما أو مظلوما.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں، لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے اس کا ہاتھ پکڑ لو۔ (یہی اس کی مدد ہے)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لِيَنْصُرِ الرَّجُلُ أَخَاهُ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، إِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ فإنهُ لَهُ نَصْرٌ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَلْيَنْصُرْهُ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب نصر الأخ ظالما أو مظلوما.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، اگر وہ ظالم ہے تو اس کو ظلم سے روکو اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے اور ظالم کے خلاف آواز اٹھانے اور اس کے ظلم کو ختم کرنے کی ترغیب دی ہے چونکہ اس کے ذریعہ ان شاء اللہ ایک صالح

معاشرہ تشکیل پائے گا اور برے اور شر پسند لوگوں کے پنپنے کا موقع نہیں ملے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اپنے بھائی کی ہر صورت میں مدد کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری ایسے موقع پر مدد کرے گا جب کہ تم اس کے بہت ہی محتاج ہو گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کمزوروں اور مظلوموں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ نے مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔
- ضرورت کی جگہوں پر مظلوم کی مدد کرنا اللہ کی مدد کا سبب ہے۔
- جو مظلوم کی فریاد رسی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی نہیں کرتا۔

☆☆☆

مسلمانوں کی ضرورت پوری کرنے کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَن كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَن فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُربَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنهُ كُربَةً مِن كُرَبِ يَومِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَومَ القِيَامَةِ .(متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب المظالم والغضب، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب تحريم الظلم.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے، جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ اس کی حاجت پوری فرمانے میں لگا ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمادے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤمِنٍ كُربَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عنهُ كُربَةً مِن كُرَبِ يَومِ القِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسَرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيهِ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ ، وَاللّٰهُ فِي عَونِ العَبدِ مَا كَانَ العَبدُ فِي عَونِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لهُ بِهِ طَرِيقاً إِلَى الجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَومٌ فِي بَيتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ تَعَالَى يَتلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ

بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے اس سے ایک تکلیف دور فرمادے گا۔ جس نے کسی تنگ دست اور عسیر الحال (بدحال) پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ اور جو افراد علم حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے جنت کا راستہ آسان کردے گا۔ اور جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کی تدریس (سیکھتے یا سکھلاتے بحث وتکرار) کرتے ہیں، تو ان پر (اللہ کی طرف سے) سکینت نازل ہوتی ہے، انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔ اور جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ دے اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔

تشریح:

مسلمانوں کی ضرورت اور ان کی حاجتیں پوری کرنا بڑے منافع کا سودا ہے اور خاص کر جن لوگوں نے کمزوروں کی مدد کے لئے جد وجہد اور کوشش کی تو ایسے افراد اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہت ہی محبوب ہیں اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے لئے اجر عظیم کا وعدہ

فرمایا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص اپنے بھائی کی تنگ دستی اور پریشانی میں مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تنگ دستوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- کمزورں کی مدد کرنا ضروری ہے۔
- جس نے اپنے بھائی کی مدد کی اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت مدد فرماتا ہے۔

☆☆☆

زکوٰۃ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾(سورۂ بقرہ: آیت ۴۳)۔

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾(سورۂ توبہ: آیت ۱۰۳)۔

ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت کو بیان فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ﴾(سورۂ بقرہ: آیت ۲۶۷)۔

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَومِ رَمَضَانَ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الإیمان، باب بنی الإسلام علی خمس، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان أرکان الإسلام ودعائمہ العظام.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے

رکھنا۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِکَ عَصَمُوا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَأَموَالَهُم إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلَامِ وَحِسَابُهُم عَلَى اللّٰهِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الإیمان، باب فإن تابوا و أقاموا الصلاة......، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں، یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔ جب یہ کام سرانجام دیں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون اور اموال محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: إِنَّکَ سَتَأْتِی قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّی رَسُولُ اللّٰهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوکَ لِذٰلِکَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی كُلِّ يَومٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوکَ لِذٰلِکَ فَأَعْلِمْهُمْ إِنَّهُ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيهِمْ صَدَقَةً فِی أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ إِلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوکَ لِذٰلِکَ، فَإِيَّاکَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. (اخرجه البخاری ومسلم).

صحیح بخاری: کتاب الزکاة، باب أخذ الصدقة من الأغنیاء وترد فی الفقراء حیث کانوا، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب الدعاء إلی الشهادتین وشرائع الإسلام.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا: تو اہل کتاب کے پاس جا رہا ہے انہیں اس شہادت کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ لوگ اس کو تسلیم کر لیں تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کر کے انہیں کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا، اگر وہ یہ بھی تسلیم کر لیں تو ان کے قیمتی اموال سے خود کو بچانا اور مظلوم کی بد دعا سے ڈرنا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

تشریح:

زکوٰۃ کے معنی بڑھوتری اور صفائی کے ہیں اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ہر مالک نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی نماز کا تذکرہ آیا ہے اس کے ساتھ زکوٰۃ کا تذکرہ ضرور آیا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال پاک صاف ہو جاتا ہے اور عدم ادائیگی سے مال ناپاک رہتا ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی جائز اور حلال چیز میں ناجائز اور حرام چیز ملا دی جائے تو وہ چیز حلال چیز کو حرام کر دیتی ہے۔

فوائد:

- زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے۔
- زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔
- زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنا کفر ہے۔
- زکوٰۃ سے غرباء وفقراء کی مدد کی جاتی ہے۔
- زکوٰۃ مالداروں پر واجب ہے۔

☆☆☆

زکوٰۃ نہ دینے پر سخت وعید

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَالَّـذِيْنَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (سورۃ توبہ: آیت ۳۴، ۳۵)۔

اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يومَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَومَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ .يعنى. بِشِدْقَيهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أنَا مَالُكَ، أنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلاَ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ سورة آل عمران: آيت ۱۸۰، (رواه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا، لیکن اس نے اس کی زکوۃ نہ دی تو وہ دولت، قیامت کے دن اس کے لئے گنجے سانپ کی شکل میں بنادی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں (یہ

دونوں نشانیاں سخت زہریلے سانپ کی ہیں) وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کھینچے گا اور کہے گا، میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں، یہ فرمانے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے نہایت بدتر ہے عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللّٰهُ بِالسِّنِيْنَ .(رواه الطبرانی فی الأوسط).

الطبرانی فی الأوسط: حدیث ٤٥٧٧، ٦٧٨٨، وصححه الألبانی فی صحیح الترغیب: (٤٧٦/١)۔

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو قوم بھی زکوٰۃ سے انکار کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے بھوک اور قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ...... وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا .(سنن ابن ماجه).

سنن ابن ماجه: کتاب الفتن، باب العقوبات، وحسنه الألبانی فی الصحیحة (١٠٦)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ بارانِ رحمت سے محروم کر دئے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش کا نزول نہ ہو۔

تشریح:

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے اندر بیشمار

مقامات پر نماز کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، اس کی عدمِ ادائیگی گناہ کبیرہ میں سے ہے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ قحط سالی جیسے عذاب میں گرفتار کرتا ہے اور آخرت میں مال کو آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے ذریعہ انسان کی پیٹھ، پہلو اور پیشانی کو داغا جائے گا نیز مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں جسے تو بہت ہی حفاظت سے دنیا میں رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں عذاب ہے۔
- زکوٰۃ نہ دینے کی صورت میں مال سانپ بن کر زکوٰۃ نہ دینے والے کو ڈسے گا۔
- زکوٰۃ نہ ادا کرنا گناہ کبیرہ میں سے ہے۔

☆☆☆

بغیر ضرورت کے سوال کرنے کی سنگینی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلْ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ. (رواہ مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں سے ان کے مالوں کا سوال کرتا ہے (ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ) اپنا مال زیادہ کرنے کے لئے تو وہ (جہنم کے) انگارے کا سوال کرتا ہے اب وہ چاہے زیادہ کرلے یا کم۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأتِيَ يَومَ القِيَامَةِ وَلَيسَ فِي وَجهِهِ مُزعَةُ لَحْمٍ. (رواہ مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر ذرا بھی گوشت نہ ہوگا۔

عَن حَكِيمِ بن حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَأَلتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعطَانِي، ثُمَّ سَأَلتُهُ فَأَعطَانِي، ثُمَّ سَأَلتُهُ فَأَعطَانِي، ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيمُ إِنَّ هٰذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَن أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَن أَخَذَهُ بِإِشرَافِ نَفسٍ لَم يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأكُلُ وَلَا يَشبَعُ، اليَدُ العُليَا خَيرٌ مِنَ اليَدِ السُّفلٰى. (رواہ البخاری).

صحیح بخاری: كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة.

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ

مانگا۔ آپ ﷺ نے عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا اور آپ ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا آپ ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے۔ لیکن جو شخص اسے اپنے دل کو سخی رکھ کر لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے۔ اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہوگی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہوگا جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا (یاد رکھو) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ سَمِعتُ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعطِينِي العَطَاءَ فَأَقُولُ أَعطِهِ مَن هُوَ أَفقَرُ إِلَيهِ مِنِّي ،فَقَالَ: خُذهُ، إِذَا جَاءَكَ مِن هٰذَا المَالِ شَيءٌ وَأَنتَ غَيرُ مُشرِفٍ وَلاَ سَائِلٍ فَخُذهُ، وَمَا لاَ فَلاَ تُتبِعهُ نَفسَكَ. (رواه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب الزكاة، باب من أعطاه الله شيئا من غير مسألة ولا إشراف نفس.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ آپ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجئے۔ لیکن آپ ﷺ فرماتے کہ لے لو، اگر تمہیں کوئی ایسا مال ملے جس پر تمہارا خیال نہ لگا ہوا ہو اور نہ تم نے اسے مانگا ہو تو اسے قبول کر لیا کرو۔ اور جو نہ ملے اس کے پیچھے نہ پڑو۔

تشریح:

اسلام نے جہاں ایک طرف صاحب حیثیت کو یہ تعلیم دی ہے کہ ان کے مالوں میں غرباء وفقراء کے حقوق ہیں ان کے حقوق کی ادائیگی صحیح طریقے سے کریں تاکہ وہ دردر کی ٹھوکریں کھانے سے بچ سکیں وہیں دوسری جانب ان لوگوں کو بھی تاکید کی ہے کہ وہ سوال کرنے اور مانگنے کو اپنا پیشہ نہ بنائیں بلکہ محنت ومزدوری کرکے اپنا پیٹ بھریں اور لوگوں کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھلائیں، کیونکہ مانگنے سے رسوائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مانگنے کو اپنا پیشہ بنالے وہ قیامت کے دن ایسی شکل میں آئے گا کہ اس کے

چہرے پر گوشت نہیں ہوگا کیونکہ وہ دنیا میں شرم وحیا کو ختم کر کے لوگوں سے مانگتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے محفوظ رکھے اور لوگوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- لوگوں سے بغیر کسی اہم ضرورت کے مال طلب کرنا منع ہے۔
- بغیر کسی سوال کے مال قبول کرنا جائز ہے۔

☆☆☆

تین قسم کے افراد کے لئے سوال کرنا مباح ہے

عَنْ أَبِی قَبِیْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: یَا قَبِیْصَةُ! إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ، رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰی یُصِیْبَهَا ثُمَّ یُمْسِکَ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِنْ عَیْشٍ. أَوْ قَالَ: سِدَادًا مِنْ عَیْشٍ. وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰی یَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِی الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ، حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِنْ عَیْشٍ. أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَیْشٍ. فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ، یَا قَبِیْصَةُ! سُحْتًا یَأْکُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا". (رواه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزکاة، باب من تحل له المسألة للناس.

قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قبیصہ! صرف تین اشخاص ہیں جن کے لئے سوال کرنا جائز ہے، ایک وہ شخص، جس نے کوئی ضمانت اٹھالی (یعنی کسی شخص کی بابت وعدہ کرلیا کہ میں کہ اس کا ذمے دار ہوں، اگر یہ فلاں وقت تک پیسے نہیں دے گا تو میں دے دوں گا، پھر وہ حسب وعدہ نہیں دیتا اور ضامن کو دینے پڑ جاتے ہیں) تو اس ضامن کے لئے (اس ادا کی جانے والی رقم کی حد تک) سوال کرنا جائز ہے۔ حتیٰ کہ اتنی رقم وہ سوال کرکے حاصل کرلے، پھر وہ سوال کرنے سے رک جائے، اور دوسرا وہ شخص ہے کہ اسے کوئی آفت پہنچی جس نے اس کا سارا مال تباہ کردیا (دکان کو آگ لگ گئی یا فصل تباہ ہوگئی جس سے اس کی ساری پونجی برباد ہوگئی اور اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی پونجی یا گزر اوقات کے لئے دیگر سامان بھی نہیں ہے) تو اس کے لئے

سوال کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اس کے پاس اتنی رقم ہو جائے جس سے وہ اپنی معیشت درست کر سکے۔ اور تیسرا وہ شخص کہ فقر و فاقہ اسے گھیر لے، علاوہ ازیں اس کی قوم میں سے تین عقلمند آدمی اس کے معاملے کو لے کر کھڑے ہوں اور وہ یہ کہیں کہ فلاں شخص فقر و فاقے کی حالت میں مبتلا ہے تو اس کے لئے بھی سوال کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اس کے پاس اتنی رقم ہو جائے جس سے وہ اپنی گزر بسر کر سکے ان کے علاوہ اے قبیصہ! دوسرے لوگوں کے سوال کرنے کو میں حرام خیال کرتا ہوں، وہ سوال کر کے جو کچھ حاصل کرے گا، وہ حرام مال کھائے گا۔

تشریح:

اسلام نے دوسروں سے سوال کرنے اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ شخص کافی پریشان حال ہو۔ کھانے کے لئے اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو، فقر و فاقہ کی حالت سے گذر رہا ہو، ناگہانی آفت میں مبتلا ہو تو ایسے شخص کو سوال کرنے اور مانگنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن جیسے ہی اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو پھر اس کے لئے مانگنا اور سوال کرنا ممنوع ہے اگر انسان اس سے باز نہیں آتا ہے تو وہ حرام مال کے اکٹھا کرنے میں ہوتا ہے جو کسی طرح سے انسان کے لئے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی کے سامنے دست دراز کرنے سے بچائے۔

فوائد:

- کسی معاملے میں ضامن ہونے کی صورت میں حسبِ ضرورت سوال کرنا جائز ہے۔
- ناگہانی آفت پر سوال کرنا مباح ہے۔
- فقر و فاقہ کی صورت میں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور سوال کرنا جائز ہے۔

☆☆☆

زکوٰۃ وصول کرنے والوں کے لئے ہدیہ قبول کرنا

ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (سورۃ انعام: آیت ۱۶۱)۔

ترجمہ: ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہوجائے ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا، پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً مِنَ الأَسْدِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ. يُدْعَى ابن اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ، قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيكَ هَدِيَّتُكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟ ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ، فَيَأْتِينِي فَيَقُولُ: هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي، أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ، إِنْ كَانَ صَادِقًا؟ وَاللّٰهِ! لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْهَا شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالَى يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ. ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُؤِيَ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ. يَقُولُ: اللّٰهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟ بَصُرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي. (رواه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب تحريم هدايا العمال.

ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ اسد کے ایک آدمی کو

(جسے ابن لتبیہ کہا جاتا ہے) زکوۃ کی وصولی پر مامور کیا جب وہ زکاۃ کی وصولی کے بعد آیا تو کہنے لگا یہ زکاۃ کا مال ہے جو آپ کے لئے ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھا ہوتا تو تیرا ہدیہ تیرے پاس آجاتا اگر تو سچا ہے پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد بیان فرمایا، اما بعد! میں تم میں سے کسی آدمی کو ان کاموں پر عامل مقرر کرتا ہوں، جو اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد کئے ہیں، پس وہ میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے، یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے لیکن وہ اپنے والدین کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس اس کا ہدیہ آتا اگر وہ سچا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم میں سے جو شخص بھی اس میں سے بغیر حق کے کچھ لے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس (ناحق وصول کی ہوئی چیز) کو اٹھائے ہوگا، پس میں تم میں سے اس شخص کو ضرور پہچان لوں گا، جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے اونٹ اٹھایا ہوا ہوگا جو ڈکار رہا ہوگا، یا گائے اٹھائے ہوگا جو چیخ رہی ہوگی یا بکری ہوگی جو ممیاتی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند کئے یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے اے اللہ! یقیناً میں نے پہنچادیا۔ ابوحمید کہتے ہیں کہ میری آنکھ نے یہ دیکھا اور میرے کان نے یہ سنا۔

عَنْ عَدِیِّ بنِ عُمَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ یَقُولُ: مَنْ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْکُم عَلَی عَمَلٍ، فَکَتَمَنَا مِخیَطًا فَمَا فَوْقَهُ، کَانَ غُلُولاً یَأتِی بِهِ یَومَ القِیَامَةِ، قَال: فَقَامَ إِلَیهِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مِنَ الأَنْصَارِ کَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَیهِ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقْبَلْ عَنِّی عَمَلَکَ قَالَ وَمَا لَکَ؟ قَالَ سَمِعْتُکَ تَقُولُ کَذَا وَکَذَا، قَالَ: وَأَنَا أَقُولُ الآنَ، مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْکُم عَلَی عَمَلٍ فَلْیَجِیْءْ بِقَلِیْلِهِ وَکَثِیرِهِ، فَمَا أُوتِیَ مِنْهُ أَخَذَ، وَمَا نُهِیَ عَنْهُ انْتَهَی. (رواہ مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الإمارة، باب تحریم هدایا العمال.

عدی بن عمیرہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ تم میں سے جسے ہم کسی کام پر عامل (اہلکار) مقرر کریں، تو وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بڑی کوئی چیز چھپائے تو وہ خیانت ہوگی، اسے لے کر ہی وہ قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا۔ یہ سن کر قبیلہ انصار کا ایک کالا شخص کہنے لگا اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے جس کام پر مامور کیا ہے وہ مجھ سے واپس لے لیں، آپ ﷺ نے پوچھا کیوں تجھے کیا ہوگیا؟ تو اس نے کہا میں نے آپ کو اس اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اب بھی کہتا ہوں کہ تم میں سے ہم جسے کسی کام پر عامل مقرر کریں، تو وہ تھوڑا ہو یا زیادہ (جتنا بھی مال ہو) لاکر دے، پس اس میں سے جو اسے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے روک دیا جائے رک جائے۔

تشریح:

زکوٰۃ کی وصولی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ آپ ﷺ نے اس بارے میں تنبیہ فرمائی ہے یہ ایک قومی امانت ہے اس میں خیانت بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا قیامت کے دن انسان کو بھگتنی ہوگی، نیز یہ فرمایا کہ زکاۃ کے جمع کرتے وقت اگر کسی نے ایک سوئی بھی چھپالی ہے تو وہ اسے لے کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔ اور زکوٰۃ کی وصولی کے وقت ہدیہ بھی لینے سے منع فرمایا ہے۔ اتنی ساری وعید اور سنگینی کے باوجود بھی لوگ اس معاملے میں کافی سستی سے کام لیتے ہیں اور اس میں خرد برد کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ان کا محنتانہ ادارے یا اسکول کی جانب سے متعین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زکوٰۃ کی وصولی میں خرد برد اور ہیرا پھیری کرنے سے بچائے اور امانت داری کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- زکوٰۃ کے مال میں سے کسی چیز کا چھپانا جرم عظیم ہے۔
- زکوٰۃ کے وصول کرنے والوں کے لئے ہدیہ قبول کرنا منع ہے۔
- زکوٰۃ میں خیانت کی ہوئی چیز قیامت کے دن اسی کے خلاف بیان دے گی۔

☆☆☆

مصارف زکوٰۃ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (سورۃ توبہ: آیت ۶۰)۔

ترجمہ: صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ اور راہرو مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔

تشریح:

اس آیت میں صدقات سے مراد زکوٰۃ ہے اور اس کے مستحقین فقیر، مسکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے، تالیف قلب، گردن چھڑانے، قرض دار، اللہ کے راستے میں نکلنے والے اور مسافر لوگ ہیں جن کا ذکر مختصراً نیچے آ رہا ہے۔

فقراء، فقیر کی جمع ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ اس سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات زندگی یعنی خوراک، پانی، لباس وغیرہ پوری کر سکیں۔

مساکین، مسکین کی جمع ہے یہ بھی فقیر ہی جیسا ہوتا ہے، اور فقیر سے کہیں زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے لیکن اپنی عزت نفس اور خودداری کی وجہ سے مشکل حالات میں بھی لوگوں کے سامنے ہاتھ پھلانا گوارا نہیں کرتا اور نہ فقیروں جیسا بھیس بنا کر رکھتا ہے کہ لوگ اسے عاجز اور مجبور سمجھ کر از خود اس کی مدد کریں۔ آپ ﷺ نے مسکین

کی وضاحت ایک حدیث میں فرمائی ہے کہ مسکین وہ نہیں جو ایک یا دو لقمے یا کھجور کے لئے گھر گھر پھرتا ہے بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال بھی نہ ہو جو اسے بے نیاز کردے اور نہ وہ ایسی مسکنت اپنے اوپر طاری رکھے کہ لوگ غریب اور مستحق سمجھ کر اس پر صدقہ کریں اور نہ خود لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔

فقراء ومساکین کی فہرست میں وہ طلباء واساتذہ بھی آ جاتے ہیں جو اپنے گھر بار اور کاروبار کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ترک کئے ہوئے ہیں اور وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے ہیں ان کی علمی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے دینی وعلمی کتابیں زکوٰۃ کے فنڈ سے خرید کر دی جا سکتی ہیں اور ان پر زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جا سکتا ہے۔

عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصول کرنے یا اس کا حساب لکھنے پڑھنے اور اسے تقسیم کرنے پر مامور ہوں۔

مولفۃ القلوب: ایک تو وہ کافر مراد ہے جو کچھ کچھ اسلام کی طرف مائل ہو اور اس کی امداد کرنے پر یہ امید ہو کہ وہ مسلمان ہو جائے گا، دوسرے وہ نو مسلم بھی مراد ہیں جو ابھی اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے ہیں تا کہ اسلام ان کے دلوں میں پختہ ہو جائے، تیسرے وہ اصحاب قلم مراد ہیں جن سے امید ہو کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوں گے ایسے افراد پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنی جائز ہے اگر چہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔

گردن آزاد کرانے میں، اس سے مراد مسلمان غلام ہے جسے زکوٰۃ کے مال سے خرید کر آزاد کرایا جا سکتا ہے، یہ صورت پہلے زمانے میں تھی اب اس وقت ایسی صورت تو نہیں ہے لیکن اگر اس سے ملتی جلتی کوئی صورت پیدا ہو جائے جیسے کوئی مسلمان کہیں گرفتار ہو جائے تو زکوٰۃ کے فنڈ سے اسے چھڑایا جا سکتا ہے۔

غارمین سے مراد وہ مقروض اشخاص ہیں جو اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ اور

ضروریات زندگی فراہم کرنے میں لوگوں کے زیر بار ہو گئے ہوں، اب اس کے پاس نہ تو نقد روپیہ پیسہ ہے اور نہ ہی ایسا سامان ہے کہ جسے فروخت کر کے ان کے قرضوں کو ادا کر سکے۔ نیز اس میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو ضامن بنے ہوں لیکن جس کی ضمانت لی ہے وہ اپنے وعدہ سے پھر جائے یا پیسہ دینے سے انکار کر دے، یا کاروبار میں نقصان ہو جائے، یا ان پر ناگہانی آفت آ پڑے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ کی مد اور اس کے فنڈ سے ان کی مدد کرنی جائز ہے۔

فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں، اس سے مراد جہاد ہے یعنی جو بھی شخص جہاد میں شریک ہو چاہے وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو، اسے زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے۔

ابن سبیل سے مراد مسافر ہے جو اپنے شہر سے دور ہو، اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اسے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے چاہے وہ اپنے شہر میں صاحب حیثیت ہی کیوں نہ ہو۔

فوائد:

- زکوٰۃ کے مذکورہ آٹھ مصارف پر برابر برابر خرچ کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ان مصارف میں حسب ضرورت خرچ کرنا چاہئے۔
- زکوٰۃ کو مستحقین تک پہنچانا ضروری ہے۔
- زکوٰۃ سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ دار کو دینا چاہئے۔
- والدین، اولاد اور بیوی کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے کیونکہ ان کی کفالت آپ پر واجب ہے۔

☆☆☆

اللہ کے راستے میں صدقہ وخیرات کرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِن يَومٍ يُصْبِحُ العِبَادُ فِيهِ إلاَّ مَلَكَانِ يَنزِلاَنِ فَيَقُولُ أحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أعْطِ مُنفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اَللّٰهُمَّ أعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى فأما من أعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره ......صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب في المنفق والممسك.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہوں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مال نہ خرچ کرنے والے بخیل کے مال کو تلف کردے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِن مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبدًا بِعَفوٍ إلاَّ عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أحَدٌ لِلّٰهِ إلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ بندے کے مقام کو عفو ودرگذر کرنے کی وجہ سے بلند کرتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ إلاَّ الطَّيِّبَ، وَإنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أحَدُكُمْ فُلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ

الْجَبَلِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب الصدقة من کسب طیب، صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربیتها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے لئے اسے بڑھاتا رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح سے جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے تا آنکہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

عَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ حَسَدَ إِلَّا فِيْ اِثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمة، صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه وفضل من تعلم حکمة من......

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے صدقہ کرنے اور بھلائی کی راہوں میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ اس سے مال میں زیادتی اور برکت ہوتی ہے اور

ایسے بندے کے لئے اللہ کے فرشتے صبح وشام دعائیں کرتے ہیں اوراس کے لئے بہترین بدلہ دینے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حلال کمائی کے صدقات کو پسند فرماتا ہے اور نیکیوں میں شمار فرماتا ہے جو شخص حرام کمائی سے صدقات اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی ثواب نہیں ملتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ حلال کمائی کی کوشش کریں اور حلال کمائی میں سے صدقات وخیرات کریں۔

فوائد:

- اللہ کے راستے میں صدقات وخیرات کرنے کی کافی اہمیت ہے۔
- صدقہ صرف حلال کمائی کا قبول ہوتا ہے۔
- صدقہ مال میں برکت اور بڑھوتری کا سبب ہے۔

☆☆☆

مصلحت کی بنا پر صدقے کو اعلان کر کے دینا

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنَّا عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ، قَالَ: فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أوِ العَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُم مِن مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَر. فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ (أيْ: تَغَيَّرَ) لِمَا رَأَى بِهِم مِنَ الفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلالاً فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ والآية التي في الحشر: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتّٰى قَالَ: وَلَو بِشِقِّ تَمْرَةٍ، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنهَا. بَلْ قَدْ عَجِزَتْ. قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَأَيْتُ كُومَينِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتّٰى رَأَيتُ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَنَّ فِي الإِسْلامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِن غَيرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الإِسْلامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَن عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِن غَيرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة وأنها..

جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس صبح کے وقت

بیٹھے تھے کہ اتنے میں قبیلہ مضر کے کچھ لوگ ننگے بدن و ننگے پاؤں، گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنے ہوئے اور تلواروں کو لٹکائے ہوئے آئے ان کی یہ غربت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا پھر آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور نکلے اور بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا پھر اقامت ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور ان آیات کی تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ (سورۂ نساء: آیت ۱)۔ دوسری آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْن﴾ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ (سورۂ حشر: آیت ۱۸)۔ (یہ سن کر) ایک آدمی نے درہم، دینار، کپڑا، ایک صاع گیہوں اور ایک صاع کھجور دیا، یہاں تک کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر آدھی کھجور ہو تو اسے بھی صدقہ کرو، راوی کا بیان ہے: پس انصار کا ایک آدمی ایک تھیلی لے کر آیا جو اس کے ہاتھ میں نہیں آرہی تھی بلکہ نہیں آئی راوی کہتے ہیں کہ پھر لوگ پے در پے آئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر جمع ہو گئے اور میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھا تو وہ چمک رہا تھا جیسے کہ سونا ہو، اس وقت آپ ﷺ نے

فرمایا: جس نے اسلام میں کوئی بہترین سنت ایجاد کی تو اس کو تو اس کا اجر ملے گا ہی اور اس پر بعد میں عمل کرنے والوں کے برابر بھی اسے اجر ملے گا اور ان کے اجر میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں کوئی برا کام ایجاد کیا تو اس پر اس کا بھی گناہ ہے اور جو شخص اس کے بعد اس پر عمل کرے گا اس کے برابر بھی اسے گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے چھپا کر صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے چونکہ اس میں ریا کاری اور دکھاوا کا امکان کم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی صدقہ زیادہ پسند ہے اور ایسے ہی لوگ قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے جگہ پائیں گے چنانچہ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کے علاوہ جب کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا سورج بالکل قریب ہوگا لوگ اپنے اپنے اعمال کے حساب سے پسینہ سے شرابور ہوں گے ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو جو داہنے ہاتھ سے خرچ کرتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا ہے سایہ عطا فرمائے گا یہ وہی لوگ ہوں گے جو صدقات وخیرات چھپا کرتے ہیں۔ البتہ کبھی کبھار کسی مصلحت کے پیش نظر جیسے لوگوں کو صدقہ دینے پر ابھارنا مقصود ہو تو ایسی صورت میں صدقہ کو اعلان کرکے دینا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صدقات وخیرات دل کھول کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صدقات وخیرات پوشیدہ کرکے کرنا زیادہ افضل ہے۔
- کسی مصلحت کی بنا پر صدقہ کو اعلان کرکے دینا مشروع ہے۔

☆☆☆

اعتکاف کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت: ۱۸۷)۔

اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف فی العشر الأواخر،صحيح مسلم: كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخرمن رمضان.

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف فی العشر الأواخر، صحيح مسلم: كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے، پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا. (رواه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الأوسط من رمضان.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر جس سال آپ کا انتقال ہوا آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

تشریح:

رمضان کی ایک خصوصی عبادت اعتکاف ہے جس کے معنی ہیں: ایک جگہ یکسوئی سے بیٹھے رہنا، اس عبادت میں انسان صحیح معنوں میں ساری مخلوق سے کٹ کر صرف اور صرف رضاءِ الٰہی کی خاطر مسجد میں عبادت کی نیت سے بیٹھ جاتا ہے اور وہ عبادت، تلاوت، استغفار، نوافل، تسبیح وتہلیل اور ذکر واذکار میں مشغول ہوتا ہے ایسے وقت میں اسے دنیاوی امور سے کوئی مطلب اور دلچسپی نہیں ہوتی ہے، وہ ہمہ وقت عبادت وریاضت کے بارے میں سوچتا اور فکر مند رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس عبادت کا خاص اہتمام کرتے تھے چنانچہ ایک بار آپ رمضان میں کسی وجہ سے اعتکاف نہیں کر سکے تو شوال کے آخری دس دن میں اعتکاف فرمایا۔

اس عبادت کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے چاہے مرد ہو یا عورت، عورتیں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں کیونکہ ازواج مطہرات نے بھی مسجدوں میں اعتکاف کیا ہے، اس لئے عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف میں بیٹھنا صحیح نہیں ہے، البتہ ان کے لئے مسجدوں میں الگ سے ہر چیز کا معقول انتظام ہونا چاہئے یعنی مردوں سے ان کا اختلاط نہ ہو، راستہ دونوں کا الگ الگ ہو تو ایسی صورت میں انہیں اعتکاف سے نہیں روکنا چاہئے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو انہیں مسجدوں میں اعتکاف بیٹھنے سے منع کرنا چاہئے۔ فقہ کا اصول ہے " دَرْءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلٰی مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ" یعنی خرابیوں سے بچنا اور ان کے امکانات کو ٹالنا بہ نسبت مصالح حاصل کرنے کے زیادہ ضروری ہے۔ اس لئے جب تک کسی مسجد میں

عورت کی عزت وآبرو محفوظ نہ ہو، وہاں اس کے لئے اعتکاف میں بیٹھنا مناسب نہیں، چونکہ یہ ایک نفلی عبادت ہے اور عزت وآبرو کی حفاظت فرض ہے، نفل کے شوق میں فرض سے غفلت صحیح نہیں۔

اعتکاف کا وقت بیسویں (۲۰) رمضان کی شام سے شروع ہوتا ہے اور معتکف کو مغرب کی نماز سے قبل مسجد میں آجانا چاہئے اور جب تک عید کا چاند نظر نہ آئے تب تک مسجد ہی میں رہے، اس درمیان بیوی آ کر مل سکتی ہے اور بال میں کنگھی وغیرہ کر سکتی ہے، اگر مسجد میں بیت الخلاء وغیرہ کا انتظام نہ ہو تو قضاء حاجت اور غسل وغیرہ کے لئے معتکف باہر جا سکتا ہے اس کے علاوہ کسی اور ضرورت کے لئے مسجد سے باہر جانا ممنوع ہے نیز مریض کی عیادت، جنازے اور رفاہی پروگراموں میں شرکت کی اجازت نہیں ہے۔ بہت سارے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بیڑی، تمباکو اور سگریٹ وغیرہ کے عادی ہوتے ہیں، افطاری کرنے کے بعد مسجد سے باہر کھڑے ہو کر لوگوں کے ساتھ گپ بازی کرتے ہیں اور بیڑی وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں یہ سب کام ممنوع ہیں۔ ویسے بھی اگر دیکھا جائے تو تمباکو، بیڑی اور سگریٹ اور ہر نشہ آور چیز اسلام میں حرام ہے اس سے ہمہ وقت انسان کو بچنا چاہئے چہ جائیکہ کہ رمضان جیسے مبارک مہینے اور وہ بھی اعتکاف کی حالت میں رہ کر اور بھی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بری خصلت سے بچنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔
- مرد وعورت ہر ایک کے لئے اعتکاف کرنا جائز ہے۔
- اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے۔

☆☆☆

شب قدر کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (سورۂ قدر: آیت:۱۔۵)۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔ تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ﴾ (سورۂ دخان: آیت:۳)۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانا واحتسابا، صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت شب قدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُولُ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ

رَمَضَانَ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر، صحیح مسلم: کتاب الصیام: باب فضل لیلة القدر.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر تلاش کرو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. (رواه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيلَةٍ لَيلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: قُولِيْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ. (رواه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب: باب فی فضل سوال العافیة والمعافاة، وقال: حدیث حسن صحیح، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه: (۳۸۵۰)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ بتلایئے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات قدر کی رات ہے تو میں اس میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعا پڑھو: "اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ" یعنی اے اللہ! بیشک تو بہت معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے۔

تشریح:

شب قدر کو بابرکت والی رات کہا گیا ہے اس کے بابرکت ہونے میں کوئی شبہ کی بات نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں (تراسی (۸۳) سال چار (۴) ماہ) کی عبادت سے بہتر ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسی شب میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز فرمایا، یا لوح محفوظ سے بیت العزت میں اتارا جو پہلے آسمان پر ہے اور پھر وہاں سے حسب ضرورت تیئیس (۲۳) سالوں تک مختلف اوقاتوں میں نبی ﷺ پر نازل ہوتا رہا، تیسرے یہ کہ اس رات میں فرشتوں اور جبریل کا نزول ہوتا ہے، چوتھے یہ کہ اس میں پورے سال میں ہونے والے واقعات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ رات رمضان کے آخری عشرے میں آتی ہے اور وہ بھی طاق راتوں یعنی ۲۱ویں، ۲۳ویں، ۲۵ویں، ۲۷ویں اور ۲۹ویں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ اس رات کی تعیین نہیں کی گئی ہے بلکہ اسے مبہم رکھا گیا ہے جس کی حکمت یہ ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ آخری عشرے کی تمام راتوں میں عبادت کا اہتمام کریں، اس میں توبہ واستغفار اور تلاوت کلام پاک اور نوافل کا اہتمام کریں۔ اگر اس رات کی تعیین کر دی گئی ہوتی تو لوگ صرف اسی رات کا اہتمام کرتے باقی اور رات کو چھوڑ دیتے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ شب قدر ستائیسویں رمضان کی شب ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی ہے۔

شب قدر کی بعض علامتیں بھی ثابت ہیں کہ اس رات میں بہت ہی سکون ہوتا ہے، آسمان میں تارے نہیں ٹوٹتے ہیں، دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے، رات معتدل ہوتی ہے نہ تو زیادہ گرمی ہوتی ہے اور نہ ہی زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہے، اس کی صبح کو سورج کی شعائیں تیز نہیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شب قدر کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے

حاصل کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔

فوائد:

- شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات آتی ہے۔
- شب قدر کی فضیلت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔
- شب قدر کی تعیین کو مخفی رکھا گیا ہے۔
- جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
- شب قدر کی دعا: " اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ " ہے۔

☆☆☆

آخری عشرے میں نبی ﷺ کا معمول

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب فضل ليلة القدر، باب العمل فى العشر الأواخر من رمضان، صحيح مسلم: كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد فى العشر الأواخر من شهر رمضان.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے اور خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ، مَا لاَ يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. (رواه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد فى العشر الأواخر من شهر رمضان.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جتنی مشقت (عبادت میں) برداشت کرتے تھے اتنی غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور رمضان کے آخری عشرے میں جتنی محنت ومشقت کرتے تھے، اتنی پہلے دونوں عشروں میں نہیں کرتے تھے۔

وَعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرآنَ، فَلَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب بدء الوحى بباب، صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب جوده ﷺ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی

تھے اور رمضان میں جب آپ کو جبریل علیہ السلام آ کر ملتے تو آپ سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے اور جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملتے تھے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے تو آپ بھلائی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

تشریح:

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی کافی فضیلت ہے اسی عشرے میں لیلۃ القدر آتی ہے اسی میں اعتکاف کا اہتمام کیا جاتا ہے نبی کریم ﷺ اس آخری عشرے میں خود جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دل و جان سے جٹ جاتے تھے۔ اور اس کی راہ میں دل کھول کر صدقہ وخیرات کرتے تھے۔ ہمیں بھی آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہئے۔

آج اگر معاشرہ اور سوسائٹی پر نظر ڈالی جائے تو معاملہ سنت رسول ﷺ کے بالکل خلاف ملتا ہے کیونکہ لوگ اس آخری عشرے کو صرف شاپنگ اور مارکیٹنگ کی نذر کر دیتے ہیں اس کی اہمیت کو نہیں سمجھ پاتے ہیں اور عید کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں، جبکہ بہتر یہ ہوتا کہ لوگ اسے ذکر وعبادت، توبہ واستغفار اور قیام لیل اور تسبیح وتہلیل وغیرہ میں گذارتے، اللہ تعالیٰ ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- نبی ﷺ آخری عشرے میں عبادت کا خاص اہتمام کرتے تھے۔
- آخری عشرے میں عبادت کے لئے اہل وعیال کو جگانا مشروع ہے۔
- آخری عشرے میں دل کھول کر صدقہ وخیرات کرنا سنت ہے۔

☆☆☆

لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ...... کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ: "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَم يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی دن میں سو مرتبہ ان کلمات کو کہے "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، سب تعریف اسی کے لئے ہے، سب بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" تو اس کے لئے دس گردن آزاد کرنے کے برابر (ثواب) ہے اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور شیطان سے اس کو شام تک بچاؤ رہے گا اور کوئی شخص اس دن اس سے بہتر عمل نہ لائے گا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے اور فرمایا جس کسی نے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" (اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد بیان کرتے ہیں) سو مرتبہ کہا اس کی خطائیں محو کردی جاتی ہیں۔ خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے مساوی ہی کیوں نہ ہوں۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ: "لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" عَشْرَ مِرَارٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَربَعَةَ أَنفُسٍ مِن وَلَدِ إِسمَاعِيلَ. (أخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل التہلیل والتسبیح والدعاء.

ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی دس مرتبہ ان کلمات کو کہے کہ "لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، سب تعریف اسی کے لئے ہے، سب بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" تو وہ اس شخص کی مانند ہو گیا جس نے اولاد اسماعیل سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لأَنْ أَقُولَ: سُبحَانَ اللّٰهِ وَالحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيهِ الشَّمْسُ. (أخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل التہلیل والتسبیح والدعاء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کہوں "سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" تو یہ مجھ کو زیادہ پسند ہے ان تمام چیزوں سے جن پر آفتاب نکلتا ہے۔

تشریح:

اسلام میں ذکر واذکار کی کافی اہمیت ہے۔ خواہ وہ اذکار صبح وشام کے ہوں

یا نمازوں کے بعد کے ہوں یا سونے اور جاگنے کے وقت کے ہوں غرضیکہ جتنے بھی اذکار ہیں سب کے پڑھنے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے ترغیب دی ہے اور ان پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ انہیں اذکار میں سے ”لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ کا پڑھنا بھی ہے اور یہ کلمات بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ اللہ کی وحدانیت اور شرک سے پاکی کا اعلان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ تسبیح وتہلیل اور ذکر اذکار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جس نے ”لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ کو ایک دن میں سو بار پڑھا گویا اس نے دس غلام آزاد کیا۔
- اس کے پڑھنے سے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔
- یہ دعا شیطان سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
- جس نے ”لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ کو دن میں دس مرتبہ پڑھا گویا اس نے عربی النسل چار غلاموں کو آزاد کیا۔

☆☆☆

توبہ کی فضیلت

ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (سورۂ نور: آیت ۳۱)۔

ترجمہ: اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

دوسری جگہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحاً﴾ (سورۂ تحریم: آیت ۸)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔

عَنِ الأَغَرِّ بنِ يَسَارِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. (رواه مسلم)۔

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه۔

اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو! میں بارگاہ الٰہی میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُم سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ. (متفق عليه)۔

صحيح بخاري: كتاب الدعوات، باب التوبة، صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب في الحض على التوبة والفرح بها۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی جنگل بیابان میں اپنا اونٹ گم کر کے پھر پالیا ہو۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْساً، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ اَهْلِ الاَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِينَ نَفْسًا فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوبَةٍ ؟ فَقَالَ: لاَ. فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوبَةٍ ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَنْ يَّحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوبَةِ؟ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللّٰهَ تَعَالَى فَاعْبُدِ اللّٰهَ تعالَى مَعَهُم وَلاَ تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سُوءٍ. فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِباً مُقْبِلاً بِقَلْبِهِ إِلَى اللّٰهِ، وَقَالَتْ مَلاَئِكَةُ العَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَاَتَاهُم مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ: قِيْسُوا مَا بَيْنَ الأَرْضَيْنِ فَإِلَى اَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ .(متفق عليه).

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ : فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ .

صحيح بخاری: كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں ایک شخص تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کئے تھے اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا، تو اسے ایک راہب

(پادری) کا پتہ بتلایا گیا، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا ''نہیں'' اس نے اس پادری کو بھی قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر لی، اس نے پھر پوچھا کہ مجھے روئے زمین کا سب سے بڑا عالم بتلاؤ اسے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے سو آدمی قتل کئے ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس عالم نے کہا ''ہاں''، کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو؟ فلاں زمین پر چلا جا! وہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ آنا، وہ برائی کی زمین ہے۔ چنانچہ اس نے نیکوں کی اس بستی کی طرف سفر شروع کر دیا، ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا، کہ اسے موت آگئی (اس کی روح کو لینے کے لئے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں ہی آگئے اور ان کے مابین جھگڑا شروع ہوگیا۔ ملائکہ رحمت نے کہا، وہ تائب ہو کر آیا دل کی پوری توجہ سے وہ اللہ کی طرف آیا ہے۔ عذاب کے فرشتے بولے، اس نے کبھی بھلا کام نہیں کیا (اس لئے عذاب کا مستحق ہے) ان فرشتوں کے مابین یہ جھگڑا جاری تھا کہ ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آیا، اسے انہوں نے اپنا حکم بنا لیا، اس نے فیصلہ دیا، دونوں زمینوں کے مابین مسافت کو ناپو (یعنی جس علاقے سے وہ آیا تھا وہاں سے یہاں تک کا فاصلہ اور یہاں سے نیکوں کے علاقے کا فاصلہ، دونوں کی پیمائش کرو) ان دونوں میں سے وہ جس کے زیادہ قریب ہو، وہی اس کا حکم ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے پیمائش کی تو انہوں نے اس کو اس زمین کو زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ ارادہ کئے جا رہا تھا، پس اسے رحمت کے فرشتوں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ نیز صحیح کی ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ اللہ نے اس زمین کو (جہاں سے وہ آرہا تھا) حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور ارض صالحین کو (جس کی طرف جا رہا تھا) حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ بڑا محبوب عمل ہے وہ دنیا وآخرت میں کامیابی کا سبب ہے اللہ تعالیٰ نے بیشمار آیتوں میں مومنین کو توبہ کرنے کا حکم اور اس کی ترغیب دی ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے ان کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے خواہ وہ کتنے بڑے کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگو! اللہ سے توبہ واستغفار کرو! میں بارگاہ الٰہی میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی جنگل بیابان میں اپنا اونٹ گم کر کے پھر پالیا ہو۔ ہمیں ہر حال میں توبہ واستغفار کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں خالص دل سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- خالص دل سے توبہ کرنا ضروری ہے۔
- توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کافی خوش ہوتا ہے۔
- رسول اکرم ﷺ دن میں سو بار سے زیادہ استغفار کرتے تھے۔

☆☆☆

توبہ کے احکام

ارشاد ربانی ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لاَ يَنفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾(سورۂ انعام: آیت ۱۵۸)۔

ترجمہ: جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آپہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا، یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔

نیز فرمایا: ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُونَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيْبٍ فَأُوْلٰئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الآنَ وَلاَ الَّذِيْنَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُوْلٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا﴾(سورۂ نساء: آیت ۱۷-۱۸)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔ ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی، اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مر جائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عزوجلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ

مُسِیءُ اللَّیلِ، حَتّٰی تَطلُعَ الشَّمسُ مِن مَغرِبِهَا .(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب وإن تكررت الذنوب والتوبة.

ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے والا (رات کو) توبہ کرلے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کا ارتکاب کرنے والا (دن کو) توبہ کرلے۔(یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ (جو قرب قیامت کی ایک بڑی نشانی ہے، اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا)۔

وَعَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ یَقبَلُ تَوبَةَ العَبدِ مَالَم یُغَرغِر .(رواه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الدعوات، باب إن الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر، وقال: حسن غريب، وحسنه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه:(٤٢٥٣)۔

عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اسے غرغرہ شروع نہ ہو(یعنی عالم نزع اس پر طاری نہ ہو)۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کو توبہ بہت پسند ہے بشرطیکہ وہ توبہ خالص ہو اور خالص توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے وہ توبہ کررہا ہے اسے ترک کردے، اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار کرے، آئندہ اسے نہ کرنے کا عزم رکھے، اگر اس معاملے کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو اسے اس تک پہنچادے یا اس سے معافی مانگ لے۔اسی طرح موت کے آنے سے قبل اور روح کا نرخرے میں پہنچنے سے قبل کی توبہ قبول ہوتی ہے نیز مغرب سے سورج نکلنے سے قبل اور قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے کی توبہ قبول ہوگی۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان

شرطوں کے ساتھ توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- موت کے آنے سے قبل اور روح کے حلقوم میں پہنچنے سے پہلے کی توبہ قبول ہوتی ہے۔
- مغرب سے سورج نکلنے سے قبل کی توبہ قبول کی جائے گی۔
- خالص دل سے کی جانے والی توبہ قبول ہوتی ہے۔

☆☆☆

رحمتِ الٰہی سے مایوسی کفر ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (سورۂ زمر: آیت ۵۳)۔

ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. أَنَّ ماعِزَ بن مَالِكِ الاَسْلَمِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰه، إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفسِيُ وَزَنَيْتُ، وإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَرَدَّهُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الغَدِ أَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰه، إِنِّي قَدْ زَنيتُ، فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ، فأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ إِلٰى قَومِهِ فَقَالَ: أَتَعْلَمُونَ بِعَقْلِهِ بَأْساً؟ تنكِرُونَ مِنْهُ شَيْئاً؟ فَقَالُوا: مَا نَعْلَمُهُ إِلَّا وَفِيَّ العَقلِ،مِنْ صَالِحِينَا فِيمَا نُرى، فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَيْضًا، فَسَأَلَ عَنْهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُ لا بَأْسَ بِهِ وَلاَ بِعَقْلِهِ، فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ،حفَرَ لَهُ حُفْرَةً ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ. قَالَ: فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ زَنيتُ فَطَهِّرْنِي وَإِنَّهُ رَدَّهَا، فلَمَّا كَانَ الغَدُ قالتْ: يا رسُولَ اللهِ! لِمَ تَرُدُّنِيْ؟ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزاً، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَحُبْلٰى،قَالَ: إِمَّا لاَ، فَاذْهَبِي حَتّٰى تَلِدِيْ، قَالَ: فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ خِرْقَةٍ، فَقَالَتْ: هٰذَا قَدْ وَلَدتُهُ، قَالَ: اِذْهَبِيْ فَارْضِعِيهِ حَتّٰى تَفْطِمِيهِ، فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ

خُبْزٍ، فَقَالَتْ: هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ، وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلَى صَدْرِهَا، وَ أَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا، فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ، فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا، فَقَالَ: مَهْلاً يَا خَالِدُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى.

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور زنا کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو پاک کریں۔ آپ نے ان کو لوٹا دیا، جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ میں نے زنا کیا ہے آپ نے ان کو پھر لوٹا دیا۔ اس کے بعد ان کی قوم کے پاس کسی کو بھیجا اور دریافت کرایا کہ کیا ان کی عقل میں کچھ فتور ہے؟ اور کیا تم نے ان کے اندر کوئی خراب بات دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا ان کی عقل تو اچھی ہے، جہاں تک ہم سمجھتے ہیں وہ ہمارے اچھے لوگوں میں سے ہیں پھر تیسری بار ماعز رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا اور یہی دریافت کرایا تو انہوں نے کہا ان کو کوئی بیماری نہیں نہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے۔ جب چوتھی بار وہ آئے (اور انہوں نے یہی کہا میں نے زنا کیا ہے مجھ کو پاک کیجئے۔ حالانکہ توبہ سے بھی پاکی ہو سکتی تھی۔ مگر ماعز رضی اللہ عنہ کو شک ہوا شاید توبہ قبول نہ ہو) تو آپ نے ایک گڑھا ان کے لئے کھدوایا پھر رجم کا حکم دیا اور وہ رجم کئے گئے۔ اس کے بعد قبیلہ غامد کی عورت آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے مجھ کو پاک کیجئے آپ نے اس کو لوٹا دیا، جب دوسرا دن ہوا تو اس

نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں؟ شاید آپ ماعز کی طرح مجھے بھی لوٹا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو حاملہ ہوں (اب زنا میں کیا شک ہے) آپ نے فرمایا، اچھا اگر تو نہیں لوٹتی اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا کی سزا ہی چاہتی ہے، تو جا جننے کے بعد آنا، جب اس نے بچہ کو جن دیا تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی اور کہا یہ رہا بچہ جس کو میں نے جن دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اس کو دودھ پلا جب اس کا دودھ چھوٹ جائے تو آنا، جب اس کا دودھ چھوٹ گیا تو وہ بچے کو لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور عرض کرنے لگی اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا، اور یہ کھانا کھانے لگا ہے آپ ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لئے دے دیا اور گڑھا کھودنے کا حکم دیا چنانچہ اس کے سینے کے برابر گڑھا کھودا گیا اور لوگوں کو اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون اڑ کر خالد کے منہ پر آ گرا، خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو برا کہا، اللہ کے رسول ﷺ نے سن لیا تو آپ نے فرمایا: اے خالد! ٹھہرو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے، پھر جنازہ کا حکم دیا اور آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور وہ دفن کر دی گئی۔

تشریح:

ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں شیطان نے انہیں بہکایا اور ان سے زنا سرزد ہو گیا انہوں نے دنیا کی سزا کو آخرت کی سزا پر ترجیح دی اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا اور ایسا ہی معاملہ قبیلہ غامدیہ کی ایک عورت کا تھا جس نے دنیا کی سزا کو اپنانا بہتر سمجھا اسی لئے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور زنا کا اقرار کیا۔ انہیں فوراً رجم کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں کئی بار لوٹایا تاکہ ان کے

معاملہ کی تحقیق ہو جائے اسی لئے آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کے افراد سے بھی تحقیق کروائی کہ کہیں ان کے عقل میں کسی طرح کا فتور تو نہیں جس کی وجہ سے اس طرح کی بات کر رہے ہیں لیکن جب بات واضح ہوگئی تو آپ ﷺ نے رجم کا حکم دیا۔ کسی بھی صاحب ایمان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ ان کے متعلق کوئی بری بات کہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی توبہ کے متعلق فرمایا کہ اگر کوئی ناجائز محصول لینے والا جو کہ گناہ کبیرہ اور حرام ہے توبہ کر لے تو بخش دیا جائے گا اور اگر اسے اہل مدینہ کے ستر آدمیوں میں تقسیم کر دیں تو انہیں بھی کافی ہو جائے۔

فوائد:

- صحابۂ کرام کے زنا کا اقرار ان کے اعلیٰ درجہ کے ایمان اور سچے دل سے توبہ کرنے کی دلیل ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے اور توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔
- شکوک وشبہات کے ازالہ کے بعد رجم کا حکم دینا چاہئے۔
- رجم کئے گئے شخص کو برا بھلا کہنا منع ہے۔
- عورت اگر زنا سے حاملہ ہو تو وضع حمل تک بلکہ بچے کے کھانا کھانے کے لائق ہو جانے تک اس کی حد کو مؤخر کر دینا چاہئے۔

☆☆☆

صدقۂ فطر

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الفِطرِ صَاعًا مِن تَمرٍ أو صَاعًا مِن شَعِيرٍ، عَلَى العَبدِ وَالحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالأُنثٰى، وَالصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ مِنَ المُسلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَن تُوَدّٰى قَبلَ خُروجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے زکوٰۃ الفطر فرض قرار دی ہے اور وہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہے، غلام اور آزاد پر، مرد اور عورت پر، چھوٹے اور بڑے پر اور آپ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اسے نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رضی اللهُ عنهُ قالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الفِطرِ طُهرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغوِ وَالرَّفثِ وَطُعمَةً لِلمَسَاكِينِ مَن أَدَّاهَا قَبلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَقبُولَةٌ، وَمَن أَدَّاهَا بَعدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. (رواہ ابوداود).

سنن ابوداؤد: کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر، وحسنه الألبانی فی صحیح سنن أبی داود: (١٦٠٩)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے دار پر روزے کو بے ہودہ گوئی اور فحش کلامی سے پاک کرنے اور غرباء ومساکین کی خوراک مہیا کرنے کے لئے زکوٰۃ الفطر فرض کی ہے، پس جس شخص نے نماز عید کے لئے جانے سے قبل فطرہ ادا کر دیا تو اس کی زکوٰۃ مقبول ہے اور جو شخص نماز کے بعد ادا کرے گا تو اس کی زکوٰۃ

الفطر ادا نہیں ہوگی بلکہ یہ عام صدقات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔

تشریح:

رمضان المبارک کے اختتام پر صدقہ فطر کی ادائیگی ضروری ہے اور یہ چیز ہر مسلمان پر واجب ہے چاہے وہ مالدار ہو یا غریب، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، بچا ہو یا بچی ہر ایک کی جانب سے زکوۃ الفطر ادا کی جائے گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ادائیگی کے دو مقصد بتائے ہیں ایک تو روزوں میں جو کمی یا نقص ہو گیا ہے اس سے اس کی تلافی ہوتی ہے اس میں امیر وغریب سب برابر ہیں البتہ اگر کوئی بہت ہی غریب ہے اس کے پاس ایک وقت کی بھی روزی نہیں ہے تو وہ اس سے خارج ہے، دوسرے نادار اور غریبوں کو کھانا مل جاتا ہے تاکہ وہ بھی عید کی خوشی میں برابر کے شریک ہوسکیں۔

صدقۂ فطر ہر اس غلے سے دیا جا سکتا ہے جو انسان بطور خوراک استعمال کرتا ہے۔ جیسے چاول، چنا، گیہوں، جو، باجرہ، کھجور وغیرہ۔ اگر کسی کے پاس غلہ نہیں ہے اور سامنے والے کو روپیہ کی زیادہ ضرورت ہے تو ایسی صورت میں وہ غلہ کے بجائے روپیہ نکال سکتا ہے لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو چیز وہ کھانے میں استعمال کرتا ہے اسی حساب سے اس کی قیمت لگا کر صدقۂ فطر ادا کرے گا۔

صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع نبوی ہے جس کا وزن آج کل کے حساب سے ڈھائی کلو ہوتا ہے۔ صدقہ فطر کے نکالنے کا بہترین وقت عید کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے ہوتا ہے لیکن اگر ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیا جائے تو بھی بہتر ہے تاکہ غریب ونادار لوگ اپنی ساری ضرورتیں پوری کرلیں اور ان کے بچے عید کی مسرتوں میں برابر کے شریک ہوسکیں۔ لیکن اگر کسی شخص نے عید کی نماز کے بعد صدقۂ فطر ادا کیا تو اس کا عام صدقہ مانا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقہ سے صدقۂ فطر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے۔
- صدقۂ فطر کی ادائیگی نماز عید سے قبل ہے۔
- صدقۂ فطر سے روزوں کی کمی کی تلافی ہوتی ہے۔

☆☆☆

عیدین کی نماز کے احکام

عَنْ أَنَس بن مالکٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَغْدُو يَومَ الفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَراتٍ ، وَفِي رِوَايَةٍ : يَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب الأکل یوم الفطر قبل الخروج.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن اس وقت تک نہ نکلتے جب تک کہ آپ چند کھجوریں نہ کھا لیتے ،اور ایک روایت میں ہے کہ آپ طاق عدد کھجوریں کھاتے تھے۔

عَنْ بُرِيدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَخْرُجُ يَومَ الفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَلاَ يَطْعَمُ يَومَ الأَضْحٰى حَتَّى يُصَلِّي . (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی. أبواب الجمعة عن رسول الله، باب ماجاء فی الأکل یوم الفطر قبل الخروج، وقال:حدیث غریب، وصححه الألبانی فی صحیح سنن ابن ماجه: (١٧٥٦).

بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن گھر سے نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور عیدالاضحیٰ کے دن نماز ادا کرنے کے بعد کھاتے تھے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ يُصَلُّونَ العِيدَيْنِ قَبْلَ الخُطْبَةِ .(متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب الخطبة بعد العید، صحیح مسلم: کتاب صلاة العیدین، باب:باب.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ،ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: صَلَّيتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ

ﷺ العِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ بِغَيرِأَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صلاة العيدين، باب:باب.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دو مرتبہ نہیں کئی مرتبہ عیدین کی نماز پڑھی بغیر اذان اور اقامت کے۔

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے دو عظیم عبادتوں یعنی روزہ وحج کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور اس کا ذکر قائم کرنے کے لئے نمازِ عیدین کو مشروع قرار دیا ہے اور ان کے کچھ سنن واحکام ہیں جن کی جانکاری مسلمانوں کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ عبادتوں میں رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کرسکیں۔انہیں احکام میں سے یہ ہے کہ آدمی غسل کرے اور بہتر سے بہتر لباس زیب تن کرے، خوشبو وغیرہ استعمال کرے اور بلند آواز سے تکبیرات کہتے ہوئے ایک راستے سے عیدگاہ جائے اور دوسرے راستے سے واپس آئے البتہ عورتیں آہستہ تکبیرات کہیں گی۔نیز عورتوں کا عیدگاہ جانا مستحب ہے اور ان عورتوں کو بھی آپ ﷺ نے عید کے لئے جانے کا حکم دیا ہے جو ایام حیض میں ہوں اور نماز کی پابندی سے مستثنیٰ ہوں تاکہ وہ وعظ ونصیحت میں برابر شریک ہوسکیں۔عید الفطر کی نماز کے لئے جانے سے قبل چند طاق کھجوروں کا کھانا سنت ہے البتہ عید الاضحیٰ میں کچھ نہ کھا کر جانا مشروع ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- عید الفطر کی نماز کے لئے جانے سے قبل طاق کھجوروں کا کھانا سنت ہے۔
- عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے تک کچھ نہ کھانا سنت ہے۔
- نماز عیدین میں اذان واقامت مشروع نہیں ہے۔

ماہِ شوال المکرم

ماہِ شوال المکرّم

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں اونٹنیاں جفتی کے لئے اپنے جوڑے کی تلاش میں دم اٹھائے گھومتی پھرتی تھیں نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اونٹنیوں کے دودھ خشک ہو جاتے تھے اس لئے اس کا نام شوال پڑ گیا۔ اور زمانے جاہلیت میں اس ماہ کا نام ''واغر'' یعنی بلا دعوت واجازت کسی کے یہاں کھانے کے لئے پہنچ جانا تھا۔

اہم واقعات: ● رسول اللہ ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا سے نبوت کے دسویں سال اسی ماہ میں شادی کی ● رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے نبوت کے گیارہویں سال اسی ماہ میں شادی کی ● نبی ﷺ نے اہل طائف کو دعوت اسلام اسی ماہ میں دی ● غزوہ احد اسی ماہ ۳ھ میں پیش آیا ● آپ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب کو اسی ماہ میں شہید کیا گیا ● محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی وفات ۱۵ر شوال ۱۴۲۱ھ موافق ۱۱ر جنوری ۲۰۰۱ء کو ہوئی۔

☆☆☆

ماہِ شوال کے چھ روزہ رکھنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعا لرمضان.

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو اس نے گویا زمانہ بھر روزے رکھے۔

تشریح:

اسلام نے رمضان کے مہینے کے روزے رکھنے کے بعد چھ روزے شوال کے رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ اس کے لئے ابتدائی ایام میں روزہ رکھنا کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ جب چاہیں پورے شوال کے مہینے میں روزہ رکھیں اس چھ روزہ رکھنے کا ثواب پوری زندگی روزہ رکھنے کے برابر ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے زمانہ بھر روزے رکھے۔ زمانہ بھر کا مطلب یہ ہے کہ سال بھر روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا یعنی رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوئے اور ہر نیک عمل پر دس گنا ثواب ملتا ہے اس طرح تین سو ساٹھ دن ہو گئے اور یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے اس طرح پورے سال روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے میں روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- شوال کے روزے کی بڑی فضیلت ہے۔
- ماہِ شوال کے چھ روزے رکھنے سے پورے سال روزہ رکھنے کا ثواب ہے۔

دینی مجلسوں کی فضیلت

عَنْ أبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لایَقْعُدُ قَومٌ یَذْکُرُونَ اللّٰهَ عزوجلَّ إلّاحَفَّتْهُمُ المَلائِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیهِمُ السَّکِینَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیمَنْ عِندَهُ .(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوةالقرآن وعلی الذکر.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جوقوم بھی کسی جگہ جمع ہوکراللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے توانہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمتیں ڈھانپ لیتی ہیں اوران پرسکینت نازل ہوتی ہے اوراللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرشتوں میں فرماتا ہے جوان کے پاس ہوتے ہیں۔

عَنْ أبِی مُوسَی الأشعَرِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ النّبِیُّ ﷺ: مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّهُ وَالَّذِی لایَذْکُرُ رَبَّهُ مَثَلِ الحَیِّ وَالمَیِّتِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الدعوات، باب فضل ذکر الله عزوجل.

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی مثال جواپنے رب کو یاد کرتا ہے اوراس کی مثال جواپنے رب کو یادنہیں کرتا زندہ اورمردہ جیسی ہے۔

عَنْ أبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إنَّ لِلّٰهِ مَلائِکَةً یَطُوفُونَ فِی الطُّرُقِ یَلتَمِسُونَ أهْلَ الذِّکْرِ، فَإذَا وَجَدُوا قَومًا یَذْکُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوا هَلُمُّوا إلَی حَاجَتِکُم، قَالَ: فَیَحُفُّونَهُم بِأجْنِحَتِهِم إلَی السَّمَاءِ الدُّنیَا، قَالَ: فَیَسْألُهُم رَبُّهُم عزوجلَّ وَهُوَ أعْلَمُ مِنْهُم: مَا یَقُولُ

عِبَادِیْ؟ قَالَ: تَقُولُ: یُسَبِّحُونَکَ وَیُکَبِّرُونَکَ وَیَحْمَدُونَکَ، قَالَ: فَیَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِی؟ قَالَ: فَیَقُولُونَ: لاَ، وَاللّٰهِ مَا رَأَوْکَ، قَالَ: فَیَقُولُ: کَیفَ لَوْ رَأَوْنِی؟ قَالَ: فَیَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْکَ کَانُوا أَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَکَ تَمْجِیدًا، وَأَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیحًا، قَالَ: یَقُولُ: فَمَا یَسْأَلُونِی؟ قَالَ: یَسْأَلُونَکَ الجَنَّةَ، قَالَ: یَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: یَقُولُونَ: لاَ، وَاللّٰهِ یَارَبِّ مَا رَأَوْهَا، قَالَ: فَیَقُولُ: فَکَیفَ لَو أَنَّهُمْ رَأَوهَا؟ قَالَ: یَقُولُونَ: لَو أَنَّهُمْ رَأَوْهَا کَانُوا أَشَدَّ عَلَیهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِیهَا رَغْبَةً، قَالَ: فَمِمَّ یَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ یَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ، قَالَ: یَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: یَقُولُونَ: لاَ، وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَأَوهَا، قَالَ: یَقُولُ: فَکَیفَ لَو رَأَوْهَا، قَالَ: یَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا کَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ: فَیَقُولُ: فَأُشْهِدُکُم أَنِّی قَد غَفَرْتُ لَهُم، قَالَ: یَقُولُ مَلَکٌ مِنَ المَلاَئِکَةِ: فِیهِم فُلاَنٌ لَیسَ مِنهُم إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ؟ قَالَ: هُمُ الجُلَسَاءُ لاَ یَشْقَی جَلِیسُهُمْ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل مجالس الذکر۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جب کچھ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوتے ہیں تو دوسروں کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر سایہ کئے رہتے ہیں۔ (پھر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں) اللہ کے نبی ﷺ کہتے ہیں پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اپنے بندوں

کے متعلق خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھ رہے تھے، تیری کبریائی بیان کرر ہے تھے، تیری حمد بیان کرر ہے تھے اور تیری بڑائی کرر ہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور کرتے، تیری بڑائی اور بیان کرتے، تیری تسبیح اور کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر جنت دیکھ لیتے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے پانے کے لئے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے، اس کے مزید طلب گار ہوتے اور اس کی طرف مزید راغب ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے کے لئے اور تیز بھاگتے اور اس سے مزید خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا

بھی نامراد نہیں رہتا۔

تشریح:

اسلام نے دینی جلسوں اور مجلسوں میں شرکت کرنے کی ترغیب دی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کو بھی ایسی مجلسیں بہت پسند ہیں جن میں تلاوت کلام پاک، درس حدیث، مذاکرہ علمیہ، تسبیح وتہلیل اور استغفار ہوتا ہو۔ کیونکہ یہ اعمال قربت الٰہی اور گناہوں کی معافی اور درجات کے بلند ہونے کا ذریعہ ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو قوم کسی دینی مجلس میں شریک ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو ایسی مجلسوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمتیں ڈھانپ لیتی ہیں اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقربین فرشتوں میں کرتا ہے۔اسی طرح دینی مجالسوں میں جتنے آدمی بھی شریک ہوتے ہیں خواہ وہ کسی غرض سے بھی آئے ہوئے ہوں سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں دینی مجلسوں میں شرکت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- دینی حلقوں اور مجلسوں میں شرکت کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔
- ذکر الٰہی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔
- دینی مجلسوں کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنے گھیرے میں لئے رہتے ہیں۔

☆☆☆

ذکر الٰہی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾(سورۂ عنکبوت: آیت ۴۵)۔

ترجمہ: بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ شِبْرًا إِلَيّ تَقَرَّبْتُ إِلَيهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ويحذركم الله نفسه، صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء، والتوبة والاستغفار، باب الحث على ذكر الله تعالى.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے (یعنی میرا بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی کرتا ہوں) گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میرے پاس ایک بالشت آتا ہے تو میں اس کے پاس ایک ہاتھ آتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ آتا ہے تو میں اس کے پاس گز آتا ہوں اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَلاَ أُنَبِّئُكُم بِخَيرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِندَ مَلِيْكِكُمْ، وَأَرْفَعُهَا فِي دَرَجَاتِكُم، وَخَيْرٍ لَكُمْ

مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالورقِ، وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ ؟ قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالَى. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الدعوات، باب :منه وصححه الالبانی فی صحیح سنن ابن ماجه : (۲۷۹۰)۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ عمل نہ بتلا دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے اور تمہارے رب کے نزدیک سب سے پاکیزہ، اور تمہارے درجات کو سب سے بلند کرنے والا ہے اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر کہ تم اپنے دشمنوں سے (جنگ) میں ملو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہے اللہ کا ذکر۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ، قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيرًا، وَالذَّاكِرَاتِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، والتوبة والاستغفار، باب الحث علی ذکر الله تعالی.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مفردون آگے بڑھ گئے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! مفردون سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بڑی فضیلت ہے جو افراد ذکر الٰہی میں رطب اللسان ہوتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہی نیکیوں میں سب سے سبقت کرنے والے ہیں یہی نہیں بلکہ یہ اعلائے

کلمۃ اللہ کے لئے جہاد میں لڑنے اور اللہ کے راستے میں سونا اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے نیز اللہ رب العالمین کے نزدیک سب سے پاکیزہ اور درجات کے بلند کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تسبیح وتہلیل اور ذکرواذکار میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اللہ کے ذکر کی فضیلت اور اس پر بیشمار ثواب ہے۔
- اللہ تعالیٰ ذاکرین کا تذکرہ آسمان میں اپنے مقربین فرشتوں میں کرتا ہے۔
- ذکر الٰہی کرنے والے ہی قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔

☆☆☆

تسبیح پڑھنے کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" فِي يَومٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَومَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" فِي يَومٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَو كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب، فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن میں سومرتبہ یہ کلمات کہے گا: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے لئے ایک سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی ایک سو برائیاں مٹادی جائیں گی۔ اور یہ کلمات اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے۔ اور (قیامت والے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا، سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہوگا۔ اور جس نے شخص نے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" ایک دن میں سومرتبہ کہا تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِيْ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَومَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَمَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب، فضل التھلیل والتسبیح والدعاء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صبح اور شام کو سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِهٖ" کہا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا، سوائے اس آدمی کے جس نے اسی جیسا پڑھا، راوی کا بیان ہے یا اس سے زیادہ پڑھا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ .(متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الأیمان والنذور، باب اذا قال واللہ لا اتکلم الیوم فصلی أو قرأ أو سبح، صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب، فضل التھلیل والتسبیح والدعاء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو کلمے جو زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمٰن کو بہت پیارے ہیں۔(اور وہ یہ ہیں) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ پاک ہے، جو عظمتوں والا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لأَنْ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. (اخرجہ مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب، فضل التھلیل والتسبیح والدعاء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" کہنا ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْكَلاَمِ

أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَا اصْطَفَاهُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ. أَوْ لِعِبَادِهِ. سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل سبحان الله وبحمده.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: سب سے اچھا کلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلام "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں (یا بندوں) کے لئے اختیار کیا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور ذکر واذکار کرنا بہترین عمل ہے۔ انسانوں کو ہمیشہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھنا چاہئے کیونکہ اس کے ذریعہ انسان کے درجات بلند کئے جاتے اور گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" ایسے کلمات ہیں جو پڑھنے کے اعتبار سے زبان پر ہلکے، وزن کے اعتبار سے نیکیوں کے پلڑے میں بھاری اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب ہیں کیونکہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی تعریف، خوبی، پاکیزگی اور عظمت پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلمات ہیں۔
- ذکر واذکار اور تسبیح وتہلیل گناہوں کے معاف کرنے کا ذریعہ ہیں۔
- صبح وشام "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" سو مرتبہ پڑھنا بہترین عمل ہے۔

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ﴾ (سورۂ حجر: آیت ۸۷)۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: ﴿اسْتَجِيْبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ (سورة الأنفال: ۲۴) ثُمَّ قَالَ لِي: لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ: لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ، قَالَ: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ. (اخرجه البخاري).

صحیح بخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی فاتحة الکتاب۔

ابوسعید معلّٰی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نماز میں مشغول تھا رسول کریم ﷺ نے مجھے بلایا لیکن میں کوئی جواب نہیں دے سکا، پھر میں نے (آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر) عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں فرمایا ہے؟ ﴿اسْتَجِيْبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ ''تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالاؤ جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی

طرف بلاتے ہوں"۔ (سورۂ انفال: آیت ۲۴)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت کیا تمہیں نہ سکھادوں؟ پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم مسجد سے باہر نکلنے کے لئے چلے تو میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ ابھی آپ نے کہا تھا کہ میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورت سکھلاؤں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ سورت ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہے یہی وہ سات آیات ہیں جو ہر (نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی وہ "قرآن عظیم" ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ اللّٰهُ تعالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَإِذا قَالَ: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: أَثْنَى عَلَيَّ عَبدِي، فَإِذَا قَالَ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ قَالَ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، وَقَالَ مَرَّةً: فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي. وَإِذَا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ قَالَ: هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْنَ﴾. قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب وجوب القراء ۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ وانہ إذا لم یحسن الفاتحۃ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کو یہ قول فرماتے ہوئے سنا کہ نماز میرے اور میرے بندہ کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے جب بندہ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی اور جب ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری

توصیف کی اور جب ﴿مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری بزرگی بیان کی اور جب ﴿إِیَّاکَ نَعْبُدُ وإِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔ پھر جب اپنی نماز میں ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ وَلاَ الضَّالِّیْنَ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ میرے اس بندہ کے لئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔

تشریح:

قرآن حکیم کی سورتوں میں سورۂ فاتحہ کا مقام بہت اونچا ہے اس سورت کے بہت سے نام ہیں اسے فاتحۃ الکتاب، ام الکتاب، ام القرآن، کافیہ، وافیہ، شافیہ، سبع مثانی کہتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی دیگر نام ہیں کیونکہ یہ سورت سات آیتوں پر مشتمل اور ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے اس میں شفا ہی شفا ہے نیز یہ سورت اللہ کی تعریف، استعانت، وحدانیت اور طلب ہدایت جیسے اہم باتوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سورت کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- سورۂ فاتحہ ایک عظیم سورت ہے۔
- قرآن حکیم میں سورۂ فاتحہ کا مقام بہت اونچا ہے۔
- نماز میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت پر عظیم ثواب ہے۔
- سورۂ فاتحہ کے ایک سے زائد نام ہیں۔

☆☆☆

سورۂ اخلاص کی فضیلت

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیْ رضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: أَیَعْجِزُ أَحَدُکُم أَنْ یَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرآنِ فِی لَیلَةٍ؟ فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَیهِم وَقَالُوا: أَیُّنَا یُطِیقُ ذٰلِکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرآنِ. (أخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله أحد.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَیلَةٍ جَمَعَ كَفَّیهِ ثُمَّ نَفَثَ فِیهِمَا فَقَرَأَ فِیهِمَا ﴿قُل هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُل أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُل أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ یَمسَحُ بِهِمَا مَا استَطَاعَ مِن جَسَدِهِ یَبدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأسِهِ وَوَجهِهِ وَمَا أَقبَلَ مِن جَسَدِهِ یَفعَلُ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. (رواه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ جب رسول اکرم ﷺ رات کو سونے کے لئے بستر پر آتے تو اپنی ہتھیلیوں کو ملا کر اس پر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر پھونک مارتے پھر اپنے ہتھیلیوں کو سر اور چہرے پر ملتے اور پھر جہاں تک ممکن ہوتا پورے جسم پر پھیرتے اور اس طرح تین بار کرتے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُها، فَلَمَّا أَصْبَحَ جاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجلَ يَتقالُّها، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتعدِلُ ثُلُثَ القُرآنِ. (رواه البخاري)

صحيح بخاري: كتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله أحد.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو سنا کہ وہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ بار بار پڑھ رہا تھا صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا، اور وہ اس کو کم سمجھ رہا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بیشک یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

تشریح:

قرآن حکیم میں سورۂ اخلاص کا شمار ان اہم سورتوں میں سے ہوتا ہے جس کی عظمت اور فضیلت کافی آئی ہوئی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ جس نے سورۂ اخلاص کی تلاوت کی اس نے ایک تہائی قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب حاصل کیا کیونکہ یہ سورت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے جملہ کمال صفات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح اسے سونے سے قبل اور تمام نمازوں کے بعد معوذتین کے ساتھ پڑھنا خاص کر مغرب اور فجر کے بعد تین تین بار پڑھنا مسنون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سورت کو بار بار پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- سورۂ اخلاص کی فضیلت یہ ہے کہ وہ ثلث قرآن ہے۔
- سونے سے قبل سورۂ اخلاص اور معوذتین کا پڑھنا مسنون ہے۔
- معوذتین کے ساتھ سورۂ اخلاص کا ہر نماز کے بعد پڑھنا، خاص کر مغرب اور فجر کے بعد تین تین بار پڑھنا مسنون ہے۔

آیۃ الکرسی کی فضیلت

عَنْ أُبَیِّ بنِ کَعبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: یَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَتَدْرِی أَیُّ آیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَعَکَ أَعْظَمُ ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ یَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِی أَیُّ آیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَعَکَ أَعْظَمُ ؟ قَالَ: قُلْتُ: ﴿اللّٰهُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ﴾ قَالَ: فَضَرَبَ فِی صَدْرِی وَقَالَ:وَاللّٰهِ لِیَهْنِکَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ .(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الکهف وآیة الکرسی.

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابومنذر! کیا تو جانتا ہے کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے جو تیرے پاس ہے؟ (یعنی تیرے سینے میں محفوظ ہے) میں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے جو تیرے پاس ہے؟ تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا ﴿اللّٰهُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ﴾۔ پس آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: واللہ! ابومنذر تجھے علم مبارک ہو (یعنی اس علم کی برکت سے تجھے قرآن کی عظیم ترین آیت کا پتہ چل گیا)۔

عَنْ أَبِی أُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ قَرَأَ آیَةَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلاَةٍ مَکْتُوبَةٍ لَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ یَمُوتَ . (أخرجه النسائی).

النسائی فی کتاب عمل الیوم واللیلة، ح:۹۹۲۸.وقال الألبانی فی السلسلة الصحیحة:۶۹۷/۲.

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اس کو جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی مگر

یہ کہ مر جائے۔

تشریح:

قرآن مجید انسانوں کے لئے مکمل دستور حیات ہے اس کی ہر آیت معانی ومفہوم کے اعتبار سے بہت ہی اہمیت وفضیلت والی ہے انہیں آیتوں میں سے ایک آیت جسے آیۃ الکرسی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے بہت ہی عظیم آیت ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اوراس کے بلند وبالا صفات اور بزرگی وعظمت پر مشتمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد اس آیت کے پڑھنے کا اہتمام کیا اسے جنت میں داخل ہونے کے لئے صرف موت مانع ہے یعنی جیسے ہی اس کی وفات ہوگی وہ جنت میں چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فرض نمازوں کے بعد اس آیت کے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- آیۃ الکرسی قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت ہے۔
- ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا ثواب جنت ہے۔

☆☆☆

سورۂ بقرہ وسورۂ آل عمران کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تَجعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِی تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب استحباب صلاة النافلة فی بیته وجوازها فی المسجد.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، بیشک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

عَنْ أَبِی أُمَامَةَ الْبَاهِلِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اِقْرَؤُوا الْقُرآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِی يَومَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، اِقْرَؤُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلَ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَومَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ. أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ. أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيرٍ صَوَافٍّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اِقْرَؤُوا سُورَةَ الْبَقَرةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة.

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے قرآن پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہوکر آئے گا اور دو سر سبز وشاداب سورتوں یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو پڑھتے رہو، اس لئے کہ وہ میدان قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف حجت کرتی ہوئی آئیں گی

گویا کہ وہ دو بادل ہیں یا دو سائبان یا دو ٹکڑیاں اڑتے چڑیوں کی۔ اور سورۂ بقرہ پڑھتے رہنا کیونکہ اس کا پڑھنا برکت ہے اور چھوڑنا حسرت اور جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں، وہ اس کو کافی ہو جائیں گی۔

تشریح:

سورۂ بقرہ وسورۂ آل عمران قرآن مجید کی عظیم سورتوں میں سے ہیں انہیں دو سر سبز شاداب سورتوں کا نام دیا گیا ہے جن کے پڑھنے کی رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دی اور فرمایا کہ جو لوگ اسے پڑھتے ہیں وہ اپنے پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن بادل کی شکل میں آئیں گی اور ان کے لئے سفارش کریں گی اور خاص کر سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں اپنے پڑھنے والے کے لئے کافی ہوں گی۔ نیز گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کرنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سورتوں کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- سورۂ بقرہ وسورۂ آل عمران کی فضیلت بہت ہے۔
- یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کریں گی۔
- سورۂ بقرہ کی تلاوت سے شیطان گھروں سے بھاگ جاتا ہے۔
- سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت کافی ہے۔

عورت کا لباس

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ (سورۂ نور: آیت ۳۱)۔

ترجمہ: مسلمان عورتوں سے کہو وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنی گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں۔

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيهِ يومَ القِيَامَةِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ يَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ؟ قَالَ يُرْخِينَ شِبْرًا، فَقَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ، قَالَ: فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا وَلَا يَزِدْنَهُ عَلَيهِ. (اخرجه الترمذي).

سنن ترمذی: أبواب اللباس عن رسول الله، باب ماجاء في جر ذيول النساء، وقال: حسن صحيح، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (۳۵۸۰-۳۵۸۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا کبر وغرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کہ عورتیں اپنے دامن کو کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ ایک بالشت لمبا کریں، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر تو ان کے قدم کھل جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ایک ہاتھ لمبا کریں اس سے زیادہ نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صِنْفَانِ

مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِن مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی امت کی دو قسموں کو ابھی میں نے نہیں دیکھا ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہیں اور وہ لوگوں کو اس سے مارتے ہیں۔ دوسری وہ عورتیں جو کپڑا پہننے کے باوجود ننگی ہیں اور سیدھی راہ سے بہکانے والی اور خود بھٹکنے والی، ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ جنت میں نہیں جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی جبکہ اس کی خوشبو کافی فاصلے سے ملے گی۔

تشریح:

اسلام نے عورتوں کا جو لباس متعین کیا ہے اگر اس پر امت مسلمہ کی عورتیں عمل کرنا شروع کر دیں تو معاشرہ اور سوسائٹی ایک بہت بڑے فتنے سے محفوظ رہے گی چونکہ معاشرہ میں بے حیائی اور فتنے وفساد کا اہم ذریعہ عورتوں کی بے پردگی ہی ہوتی ہے خواہ وہ بے پردگی باریک یا تنگ وچست لباس پہننے کی وجہ سے ہو یا جسم کا اکثر حصہ کھلا رکھنے کی وجہ سے یا مردوں کے دوش بدوش چلنے کی بنا پر غرضیکہ جو بھی اسباب ہوں جب تک ہم ان سے کنارہ کشی نہیں اختیار کریں گے اور اسوۂ رسول ﷺ کو نہیں اپنائیں گے کامیاب نہیں ہوسکتے۔ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں سے متعلق فرمایا کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنے جسموں کو چھپائیں۔ اور باریک، چھوٹا اور تنگ وچست لباس استعمال کرنے سے اجتناب کریں۔

فوائد:

- عورتوں کو باریک، چھوٹا، تنگ و چست لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے۔
- مسلم عورتوں کے لئے پورا جسم چھپانا ضروری ہے۔
- باریک اور چست لباس استعمال کرنے والی عورتوں کے لئے سخت وعید ہے۔

☆☆☆

مردوزن کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاری: كتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء والمتشبهات بالرجال.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کریں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. (أخرجه أبوداود).

سنن أبوداود: كتاب اللباس، باب في لباس النساء. وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود: (٤٠٩٨)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو ایک دوسرے جیسا کپڑے پہنیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنها قَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ . (أخرجه أبوداود).

سنن ابوداود: كتاب اللباس، باب في لباس النساء. وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد: (٤٠٩٩)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو ایک خاص فطرت پر پیدا کیا ہے اور ان کے جنس کے مطابق ان کا دائرۂ کار بھی متعین کیا ہے اس کے خلاف عمل کرنا فتنہ وفساد کا سبب ہے۔ پس ایک جنس کا دوسری جنس کا لباس یا شکل یا کام میں مشابہت اختیار کرنا فطرت سے ٹکرانا ہے۔ ایسے ہی لوگوں پر رسول اکرم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ ''لعنت کا مطلب'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کے ہیں۔ چھوٹے بچے اور بچیوں کے معاملے میں بھی متنبہ ہونا چاہیئے اگر چہ وہ خود مکلّف نہیں ہوتے لیکن والدین تو ایمان وشریعت کے مکلّف ہیں اس لئے بڑوں کے ساتھ، چھوٹے بچوں کو بچیوں والا لباس پہنانا یا بچیوں کو بچوں والا لباس پہنانا ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح بال وغیرہ میں مشابہت رکھنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کی مشابہت کرنے سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- مرد وزن کا ایک دوسرے کی مشابہت حرام ہے۔
- رسول اکرم ﷺ نے دوسری جنس کی مشابہت اختیار کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔
- دوسری جنس کی مشابہت اختیار کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

☆☆☆

ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانا حرام ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فِي النَّارِ .(اخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب اللباس،باب ما أسفل من الكعبين فهو فی النار.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تہبند (وغیرہ) کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا، پس وہ آگ میں ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَرَفَعْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: زِدْ، فَزِدْتُ، فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِلَى أَيْنَ ؟ فَقَالَ: إِلٰى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور میرا تہبند لٹکا ہوا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! اپنا تہبند اونچا کرو، چنانچہ میں نے اسے اونچا کرلیا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اور اونچا کرو، پس میں نے اور اونچا کرلیا۔ اس کے بعد تو میں (ہمیشہ) اس کا خیال رکھنے لگا۔ پس بعض لوگوں نے پوچھا، تہبند کہاں تک ہو؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آدھی پنڈلیوں تک۔

تشریح:

لباس انسان کی ستر پوشی کا ایک بہترین ذریعہ ہے لیکن اس کے تعلق سے انسان افراط وتفریط کا شکار ہے یعنی ان کا لباس یا تو اتنا چھوٹا ہوتا ہے جس سے ان کا ستر بھی نہیں

ڈھکتا یا اتنا بڑا ہوتا ہے کہ راستے کی گندگی کو سمیٹتا رہتا ہے اس میں مسلم وغیر مسلم دونوں شامل ہیں اور یہ معاملہ صرف سستی وکاہلی اور دوسرے فیشن کی وجہ سے ہے۔ ایسا کرنے والوں کے لئے حدیث میں سخت وعید آئی ہے اور اسے منکر اور گناہِ کبیرہ کہا گیا ہے جس سے مسلمانوں کا دور رہنا اور بچنا بیحد ضروری ہے۔ اہل ایمان کو چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنے پاجامہ، شلوار اور تہبند وغیرہ کو ٹخنوں سے اوپر پہنیں اور لباس ایسا اختیار کریں کہ جو ساتر اور جسموں کو چھپانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- تہبند ٹخنے کے نیچے پہننا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔
- کپڑے ٹخنے کے نیچے پہننے والے کی سزا جہنم کی آگ ہے۔
- مرد کا لباس ٹخنوں کے اوپر ہونا ہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

☆☆☆

تکبر کی وجہ سے گھسیٹ کر کپڑا پہننے پر تنبیہ

ارشاد ربانی ہے:﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾(سورۂ لقمان: آیت ۱۸)۔

ترجمہ: کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَن جَرَّ ثَوبَهُ خُيَلَاءَ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب اللباس، باب قول الله تعالى من حرم زينة الله التي أخرج لعباده، صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا تکبر وغرور کی سبب سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَومَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنظُرُ إِلَيهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية وتنفيق.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ نامراد ہوئے اور خسارے میں پڑے، اللہ کے رسول ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان کر کے احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔

تشریح:

لباس انسان کے لئے ایک ضروری شیء ہے کیونکہ اسی سے جسم کو چھپایا جاتا ہے اور ستر پوشی اسلام میں واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص لباس کو لمبا بنوائے اور کبروغرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلے تو ایسے شخص کے لئے سخت وعید آئی ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ رب العالمین قیامت کے دن ایسے افراد سے نہ بات کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے لباس کو ٹخنوں سے اوپر رکھیں اور کبروغرور کی وجہ سے کپڑوں کو گھسیٹنے سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقے سے لباس پہننے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- ٹخنوں کے نیچے کپڑا پہننا حرام ہے۔
- اللہ تعالیٰ قیامت کے دن متکبر کی طرف نہ دیکھے گا، نہ بات کرے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا۔
- کپڑا گھسیٹ کر کبروغرور سے چلنا گناہ کبیرہ میں شامل ہے۔

☆☆☆

بچیوں کی تربیت کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَأَلَتْنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَأَخَذَتْهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس نے مجھ سے سوال کیا لیکن میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا میں نے اس کو دے دیا، اس نے وہ کھجور لے کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بیٹیوں کو دیا اور خود کچھ نہ کھایا پھر اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں نے اس عورت کا حال آپ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن کے پاس بیٹیاں ہوں پھر وہ ان کے ساتھ نیکی کرے (ان کو پالے پوسے اور دین کی تعلیم دے اور نیک شخص سے نکاح کر دے) تو وہ قیامت کے دن جہنم سے اس کی آڑ ہوں گی۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دو لڑکیوں کو جوان ہونے تک پالے تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح سے آئیں گے

اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

تشریح:

بچیاں اللہ تعالیٰ کی ایک ضعیف اور کمزور مخلوق ہیں کیونکہ وہ اپنی کفالت خود نہیں کرسکتیں بلکہ وہ دوسروں کی محتاج ہوتی ہیں جو ان کی تربیت اور کفالت کرسکے۔ان کی پیدائش کو عار سمجھنا انہیں گری ہوئی نظروں سے دیکھنا اور حقیر سمجھنا جاہلیت کی بری عادتوں میں سے ہے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں سے نوازا پھر اس نے انہیں دینی تعلیم دی اور بہترین تربیت کی اور پھر اچھے انسان سے شادی کردی تو وہ بچیاں قیامت کے دن اپنے والدین کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی یعنی انہیں جہنم میں نہیں جانے دیں گی یہی نہیں بلکہ ایسے افراد قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بچیوں کی پیدائش پر خوش ہونے اور ان کی بہترین تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بچیوں کی تربیت دخول جنت کا سبب ہے۔
- بچیاں والدین کے لئے جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔
- ماں بچیوں پر بہت ہی شفیق ہوتی ہے۔
- رسول اکرم ﷺ قیامت کے دن بچیوں کی تربیت کرنے والے کے ساتھ ہوں گے۔

☆☆☆

عقیقے کے احکام ومسائل

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب العقیقة، باب اماطة الاذی عن الصبی فی العقیقة۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکے کے لئے عقیقہ لازمی ہے، لہذا اس کی طرف سے خون بہاؤ، اور اس کی میل کچیل دور کرو۔

عَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى. (رواه ابوداود).

سنن ابوداود: کتاب الضحایا، باب فی العقیقة وصححه الألبانی فی صحیح سنن أبی داود: (۲۸۳۸)۔

سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے (لہذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اس کا سر مونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ يَقُولُ: عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ. (رواه أبوداود).

سنن ابوداود: کتاب الضحایا، باب فی العقیقة وصححه الألبانی فی صحیح سنن أبی داود: (۲۸۳٤).

حبیبۃ بنت میسرۃ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر (ایک جیسی یا قریب قریب ہوں) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔

تشریح:

عقیقہ کے لغوی معنی ہیں کاٹنا اور شق کرنا یہ لفظ بچوں کے سر کے بالوں پر بھی بولا جاتا ہے، اصطلاح میں وہ جانور جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اسے ''عقیقہ'' کہتے ہیں، اسی مناسبت سے اس ذبیحہ کو عقیقہ کہتے ہیں۔ مولود کے عقیقہ سے مراد وہ ذبیحہ ہے جسے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن تقرب الٰہی کے حصول اور اولاد جیسی نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر ذبح کیا جاتا ہے۔ عقیقہ اہل علم کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے، اور سنت یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں یا دو بھیڑیں ذبح کی جائیں اور بچی کی طرف سے ایک ذبح کیا جائے، اور اگر بچے کی طرف دو میسر نہ ہو تو ایک ہی ان شاء اللہ کافی ہوگا، سنت یہ ہے کہ عقیقہ کے گوشت کا ایک ثلث خود کھالے، ایک ثلث اعزہ واقارب کو ہدیہ کردیا جائے اور ایک ثلث مسلمانوں میں صدقہ کردیا جائے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ساتویں دن (عقیقہ کرنا) ممکن نہ ہو تو چودھویں دن اور اگر چودھویں دن بھی ممکن نہ ہو تو اکیسویں دن اور اگر اکیسویں دن بھی ممکن نہ تو پھر جب چاہے عقیقہ کرلے، البتہ ساتویں دن کے علاوہ عقیقہ کرنے سے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

فوائد:

- لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا ہے۔
- ساتویں دن عقیقہ کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

شادی کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے: ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ (سورۂ نساء: آیت ۳)۔

ترجمہ: عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو، دودو، تین تین، چار چار سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة واشتغال.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہوا سے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ اس سے نگاہ پست ہو جاتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو طاقت نہ رکھتا ہوا سے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ایک سامان ہے اور دنیا میں سب بہتر سامان نیک بیوی ہے۔

تشریح:

لڑکا جب جوان ہوتا ہے تو شادی کے بارے میں سوچتا ہے کیونکہ فطری طور پر اس کے اندر جنسی خواہش رکھی گئی ہے جو اسے شادی پر ابھارتی ہے۔ باہمی رشتوں سے ایک صالح معاشرہ کی تکمیل ہوتی ہے، بے حیائی، بدکاری اور زنا جیسی برائیوں پر قدغن لگتی اور نسل کی بقاء کا سبب ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے قولاً وعملاً اس سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور اولیاء امور کو وقت پر اپنی اولاد کی شادی کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس پر تاخیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اولاد کی وقت پر شادی کرنے کی توفیق دے۔ اور دنیاوی رسم ورواج (جو اسلام کی شبیہ خراب کر رہے ہیں) سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- رسول اللہ ﷺ نے شادی پر ابھارا ہے۔
- یقیناً دنیا کی بہترین چیز نیک بیوی ہے۔
- شادی کرنا برائیوں سے بچنے کا سبب ہے۔
- شادی کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھنا مشروع ہے۔

☆☆☆

شادی کے احکام

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. (أخرجه البخاري).

صحيح بخاري: كتاب النكاح، باب الأكفاء في الدين.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کرکے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی اخیر میں تجھ کو ندامت ہوگی)۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ. (اخرجه الترمذي).

سنن ترمذي: أبواب النكاح عن رسول الله باب ماجاء لا نكاح إلا بولي، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (١٨٨١)۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح بغیر ولی کے درست نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب النكاح، باب الشغار، صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔

تشریح:

اسلام میں شادی کے کچھ اصول وضابطے اور شروط ہیں جن پر عمل کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے انہیں اصولوں میں سے شادی کے لئے دیندار لڑکی کا انتخاب کرنا، ولی اور دو گواہوں کا موجود ہونا، مہر کی تعیین کرنا، اور ایجاب وقبول کا پایا جانا بھی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ان باتوں کی وصیت کی ہے اور نکاح شغار سے منع فرمایا ہے نکاح شغار کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کی شادی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کی شادی اس سے کرے اور دونوں کے درمیان کوئی مہر متعین نہ ہو۔

لہذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اس طرح کی شادی بیاہ سے اجتناب کریں اور اپنے بچوں اور بچیوں کی زندگی کو تباہ ہونے سے بچائیں نیز شادی کے لئے نیک جوڑوں کو ہی ترجیح دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- نکاح شغار حرام اور باطل ہے۔
- عورت کا بغیر ولی کے شادی کرنا حرام ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو دیندار لڑکی سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔
- مال، اونچا خاندان اور خوبصورتی معیار نکاح نہیں ہونا چاہئے۔

☆☆☆

جہیز ایک المیہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (سورۂ نساء: آیت:۲۹)۔

ترجمہ: اے مومنو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال غلط طریقے سے نا کھاؤ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة واشتغال.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے نوجوانوں کی جماعت تم میں جو بھی نان ونفقہ اور گھر چلانے کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ اس سے نگاہ پست ہو جاتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔

تشریح:

عرف عام میں جہیز کا اطلاق اس سامان پہ ہوتا ہے جسے باپ اپنی بیٹی کو اس کی شادی کے موقع پر دیتا ہے اور یہ ایسا رسم ورواج پا چکا ہے کہ جس کا ختم کرنا جوئے شیر لانا ہے۔ موجودہ دور میں اگر معاشرے پہ نظر ڈالی جائے تو پتا چلتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنی خوشی سے یہ ساری چیزیں اپنی بیٹی کو دیتا ہے بلکہ اس کے پیچھے ایک راز ہوتا ہے کہ بیٹی کو اپنی سسرال میں چین وسکون نصیب ہو اس پر طعنے اور طنز کے تیر نہ چلائے جائیں آپ

آئے دن سنتے ہیں کہ بہوؤں کو سسرال میں جہیز نہ لانے کی صورت میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ نیز جہیز نہ دینے کی صورت میں اس کی بیٹی کا رشتہ کبھی نہیں ہو پائے گا یہی وہ اسباب ہیں کہ باپ جہیز دینے میں خوشی کا اظہار کرتا ہے ورنہ پیسے سے کس کو محبت نہیں۔ مان لیا جائے کہ باپ بیٹی کو جہیز خوشی سے دیتا ہے تو اگر خوشی ہی کی بات ہے تو اس کا حق وراثت دینے کی فکر کیوں نہیں کرتا اور اپنی جائداد میں اس کو وارث کیوں نہیں سمجھتا ہے جب کہ اس کے مال میں بیٹوں کی طرح لڑکیوں کا بھی حصہ بنتا ہے۔ شادی کے اخراجات کی ذمہ داری کس کے کاندھوں پر عائد ہوتی ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے نوجوانوں کی جماعت تم میں جو بھی نان ونفقہ اور گھر چلانے کی طاقت رکھتا ہوا سے شادی کر لینا چاہئے کیونکہ اس سے نگاہ پست ہو جاتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

اس حدیث میں شوہر کی مالی طاقت کا بیان ہے نہ کہ جنسی طاقت کا۔ کیونکہ جنسی طاقت جب ہے ہی نہیں تو روزہ رکھنے کا حکم کیا معنی رکھتا ہے روزہ کا حکم تو اسی کو ہے جس کے اندر جنسی قوت بھری ہوئی ہو۔ شریعت کے معیار پر کی جانے والی شادی میں معمولی قسم کی صرف دو اخراجات ہیں ایک ولیمہ دوسرے مہر۔ اور ان دونوں خرچ کی ذمہ داری شوہر کے سر ہے۔ اب کوئی اگر اپنے آپ کو لاکھوں کے خرچ کا مکلّف بنالے، کہ زیور اتنا چاہئے کپڑے اتنے ہونے چاہئے اتنے باراتی اور اتنی گاڑیاں ہونی چاہئے تو ایسے لوگوں کو جان لینا چاہئے جو اپنے آپ پر سختی کرتے ہیں، اللہ ان پر مزید سختی ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے شادی میں کم سے کم خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا: کہ سب سے بابرکت وہ نکاح ہے جس میں خرچ کم ہو۔ (مسند احمد)۔

مذکورہ حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شریعت میں جہیز کی کوئی گنجائش نہیں چاہے وہ مانگنے پر ملا ہو یا بن مانگے۔ لیکن شریف سے شریف انسان کا رویہ جہیز کے بارے

میں بدل جاتا ہے وہ اپنے لئے جہیز کے مال کو جائز سمجھ لیتا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ میں نے جہیز مانگا نہیں ہے بلکہ خوشی سے دیدیا تو میں نے لے لیا۔ تو کیا زندگی میں ایک بار خوشی آتی ہے اس کے بعد پھر کبھی لڑکی کا باپ کسی خوشی کے موقع پر پچیس پچاس ہزار کیوں نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حیلہ بازی کے ذریعہ جہیز لینے سے بچائے اور ہمیں یہ توفیق بخشے کہ ہم شیطان کے جال سے نکل کر حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔

فوائد:

- جہیز لینا جائز نہیں ہے۔
- جس شادی میں کم خرچ ہو وہ بابرکت شادی ہے۔

☆☆☆

شادی کے لئے لڑکی کی رضامندی ضروری ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا ؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب لا ینکح الأب وغیرہ البکر والثیب إلا برضاھا، صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس کی رائے نہ لے لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! کنواری عورت اذن کیونکر دے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔ یہ خاموشی اس کی اذن سمجھی جائے گی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا. (اخرجہ مسلم).

صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت اپنے نکاح کے لئے اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور باکرہ سے اجازت لی جائے گی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔

تشریح:

اسلام میں شادی کے بہت سے احکامات ہیں انہیں احکامات میں سے میاں

بیوی کی رضامندی بھی ہے۔اب والدین یا ولی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر ان کی اجازت کے کہیں پر شادی طے کرلیں۔ان میں ہر ایک کی رضامندی ضروری ہے۔آج معاشرے اور سوسائٹی میں صرف لڑکوں کی رضامندی دیکھی جاتی ہے کہ آیا لڑکا اس شادی سے مطمئن ہے یا نہیں لڑکی سے مشورہ بھی نہیں کیا جاتا چہ جائیکہ اس سے اجازت لی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بچیاں والدین کو دھوکہ دے کر خود ہی اپنا جوڑا تلاش کرلیتی ہیں اور ان کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔اگر بچیوں سے اجازت لی جائے اور ان کی رائے معلوم کی جائے تو بہت سے مسائل سے بچا جاسکتا ہے باکرہ لڑکیوں کی اجازت ان کی خاموشی اور جواب نہ دینا ہے اگر انہیں رشتہ پسند نہیں ہوگا تو وہ کسی نہ کسی طرح ضرور بتادیں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بچیوں کے بارے میں زیادہ حساس رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی بہترین تربیت کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- شادی کے لئے لڑکی کی رائے لینا ضروری ہے۔
- کنواری لڑکی کی اجازت خاموشی ہے۔
- میاں بیوی کی رضامندی صحتِ نکاح کے لئے شرط ہے۔

☆☆☆

لڑکی کو ناپسند لڑکے سے شادی کے لئے مجبور کرنا حرام ہے

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا .(أخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب إذا زوج رجل ابنته وهی کارهة فنکاحه مردود.

خنساء بنت خدام انصاریہ کہتی ہیں کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا اور وہ ثیبہ تھیں لیکن انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر ڈالا۔

تشریح:

اسلام ایک ایسا آفاقی اور آسان دین ہے جس نے انسان کو زندگی بسر کرنے کے لئے بہت سارے آداب سکھلائے ہیں انہیں آداب میں سے یہ بھی ہے کہ والدین یا ولی اپنی بیٹی یا بیٹے کو کسی ایسے رشتے کے لئے مجبور نہ کریں جسے وہ پسند نہیں کرتے ہیں چونکہ رشتہ ازدواج ایک دو دن کا رشتہ نہیں ہوتا ہے بلکہ پوری زندگی کا معاملہ ہوتا ہے اس لئے اس معاملہ میں کسی کو مجبور نہیں کیا جانا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے بتایا کہ اس کے والد نے ایک ایسے شخص سے اس کا نکاح کر دیا ہے جسے وہ ناپسند کرتی ہے تو رسول اکرم ﷺ نے اس کا نکاح فسخ کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شادی کے معاملہ میں سوجھ بوجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- شادی کے لئے لڑکی کی منظوری لینا ضروری ہے۔
- اگر بغیر رضامندی کے کسی لڑکی کی شادی کر دی جائے تو حاکم وقت اس کا نکاح فسخ کر سکتا ہے۔

دعوتِ ولیمہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا. (متفق علیه).

صحيح بخاري: كتاب النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة،صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو ضرور شامل ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. (متفق علیه).

صحيح بخاري: كتاب النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله ، صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے برا ولیمہ وہ ہے جس میں صرف مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور فقیروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پس جو شخص دعوت میں نہ آئے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ. (متفق علیه).

صحيح بخاري: كتاب النكاح، باب من أولم على بعض نسائه أكثر من بعض، صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس.

ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ام المومنین زینب بنت جحش کے نکاح کا ذکر آ گیا تو انہوں نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام کیا ہو جتنا ان کے موقع پر ولیمہ میں کیا تھا آپ نے ایک بکری سے ولیمہ کیا تھا۔

تشریح:

ولیمہ کا معنی جمع ہونے کے ہیں چونکہ یہ دعوت زن وشو کے اکٹھے اور جمع ہونے کی خوشی میں ہوتی ہے اسی لئے اسے ''ولیمہ'' کہا جاتا ہے ولیمہ کرنا مستحب ہے۔ ویسے ہر خوشی کی دعوت کو ولیمہ ہی کہتے ہیں مگر نکاح کی خوشی میں کی گئی دعوت کے لئے زیادہ مشہور ہے۔ ولیمہ کے لئے گوشت کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ جو بھی انسان کو میسر ہو اسے لوگوں کے لئے پیش کرنا مستحب ہے چنانچہ آپ ﷺ نے جب ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ ﷺ نے ولیمہ کی دعوت ستو اور کھجور سے کی۔ نیز جس دعوتِ ولیمہ میں صرف مالداروں کو مدعو کیا گیا ہو اور مسکینوں کو چھوڑ دیا گیا ہو وہ سب سے بری دعوت ہے اور دعوتِ ولیمہ کا قبول نہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی معصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت ولیمہ کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے۔
- جس دعوت میں مالداروں کو صرف مدعو کیا گیا ہو وہ سب سے بری دعوت ہے۔

☆☆☆

شوہر کے حقوق

ارشادربانی ہے:﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾(سورۂ نساء: آیت ۱)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اوراسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

نیز فرمایا:﴿ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾(سورۂ بقرہ: آیت ۲۲۸)۔

ترجمہ: ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ.(أخرجه النسائي).

سنن نسائي: كتاب النكاح، باب أي النساء خير، وقال الألباني في حسن صحيح في المشكاة:(٣٢٧٢)، وفي الصحيحة: (١٨٣٨).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر عورت کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کردے، جب کسی کام کے لئے کہا جائے تو وہ بجالائے، اور شوہر کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے نفس اور مال کے بارے میں ایسا تصرف نہ کرے جو شوہر کے لئے ناپسندیدہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ .(متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب إذا باتت المرأۃ مهاجرۃ فراش زوجها، صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنی عورت کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ نہ آئے، اور خاوند وہ رات اس سے ناراضی کی حالت میں گزارے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَايَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ .(متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب النکاح،باب لا تأذن المرأۃ فی بیت زوجها لأحد إلا باذنه، صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب ما أنفق العبد من ماله مولاه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے بہت سارے حقوق بیان کئے ہیں انہیں حقوق میں سے میاں بیوی کے حقوق بھی ہیں جن کی ادائیگی ہر ایک کے اوپر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فوقیت دی ہے کیونکہ مرد ہی پر گھروں کے چلانے کی پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب شوہر عورت کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کردے اور شوہر کی عدم موجودگی میں اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے نیز اس کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت کے نفلی روزے سے اجتناب کرے اور جب وہ اپنی خاص ضرورت کے لئے بلائے تو انکار نہ کرے اگرچہ کسی خاص کام ہی میں کیوں نہ مشغول ہو اسی طرح بغیر اس کی اجازت کے کسی اجنبی

آدمی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔ ان کے علاوہ اور بھی حقوق ہیں جن کی رعایت عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ زوجین میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے حقوق سمجھنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- شوہر کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔
- شوہر کی موجودگی میں عورت کے لئے بغیر اس کی اجازت کے نفلی روزہ رکھنا منع ہے۔
- شوہر کی اطاعت عورت کے لئے دخولِ جنت کا سبب ہے۔
- شوہر کی عدم موجودگی میں عورت پر اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت واجب ہے۔

☆☆☆

بیوی کے حقوق

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۹)۔

ترجمہ: ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اسْتَوصُوا بِالنِّسَاءِ خَيرًا، فَإِنَّ المَرأَةَ خُلِقَت مِن ضِلَعٍ، وَإِنْ أَعْوَجَ شَيءٍ مَا فِي الضِّلَعِ أَعْلاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وإن تركته لم يزل أعوج. (متفق علیه).

صحيح بخاری: كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه و ذريته، صحيح مسلم: كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو، اس لئے کہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر کا حصہ ہے، اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا، تو اسے توڑ بیٹھے گا، اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔

عَنْ حَكِيمِ بنِ مُعَاوِيَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: مَا حَقُّ زَوجَةِ أَحَدِنَا عَلَيهِ؟ قَالَ: أَنْ تُطعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيتَ أَوْ اكْتَسَبْتَ، وَلاَ تَضرِبُ الوَجْهَ، وَلاَ تُقَبِّحْ وَلاَ تَهْجُرْ إِلَّا فِي البَيتِ. (اخرجه ابو داود).

سنن أبوداؤد: كتاب النكاح، باب في حق المرأة على زوجها، وقال الألباني حسن صحيح في صحيح أبي داود: (۲۱٤۲)۔

حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو کھائے تو اسے کھلا، جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنا اور اس کے چہرے پر مت مار، نہ

اسے برا بھلا (یا بدصورت) کہہ اور اس سے (بطور تنبیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی کر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَفْرُكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن مرد، ایمان دار عورت (بیوی) سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی کوئی ایک عادت یا صفت اسے نا پسند ہوگی تو اس کی کسی دوسری صفت سے وہ خوش بھی ہوگا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذى: أبواب الرضاع، باب ماجاء فى حق المرأة على زوجها، وقال: حسن صحيح، وقال الألبانى حسن صحيح فى الصحيحة: (٢٨٤)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ. (اخرجه الترمذى).

سنن ترمذى: أبواب الرضاع، باب ماجاء فى حق المرأة على زوجها، وقال: حسن صحيح، وحسنه الألبانى فى صحيح سنن ابن ماجه: (١٨٥١)۔

عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر بیان کرتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں اس کے سوا ان پر تمہارا اور کوئی اختیار نہیں۔

تشریح:

اسلام نے میاں بیوی کے حقوق کو الگ الگ بیان کیا ہے یعنی جس طرح شوہر کے حقوق بیوی پر ہیں اسی طرح بیوی کے حقوق بھی شوہر پر ہیں اور جب تک دونوں میں آپسی مفاہمت نہیں ہوگی اور ایک دوسرے کے حقوق کو حکم الٰہی کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ ادا نہیں کریں گے ازدواجی زندگی قاعدے سے بسر نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مردوں کو حکم دیا کہ جو تم کھاؤ وہی اپنی عورتوں کو بھی کھلاؤ جو پہنو وہی عورتوں کو بھی پہناؤ اور ان کے چہروں پر نہ مارو، ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ، ان سے بہترین معاملہ کرو، اگر تمہیں ان کی کوئی عادت اچھی نہیں لگتی تو ان کے ساتھ صبر کا مظاہرہ کرو اور جان لو کہ تم میں سب سے بہتر وہ انسان۔ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے سب سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- یقیناً بیوی کا حق شوہر پر ہے۔
- عورتوں کے ساتھ احسان کرنا واجب ہے۔
- عورتوں کے معاملات میں صبر کرنا مشروع ہے۔
- عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔
- تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہے۔

☆☆☆

ہم بستری کی دعا

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ: "بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب مایقول الرجل إذا أتی أهله.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کے لئے جب آئے تو یہ دعا پڑھے "بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" (یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے)۔ پھر اس عرصہ میں ان کے لئے کوئی اولاد نصیب ہوئی تو اسے شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

تشریح:

اسلام میں دعاؤں کی کافی اہمیت ہے دعا کو عبادت کا مغز کہا گیا ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ہمیں تمام معاملات میں دعا سکھلائی ہے حتیٰ کی میاں بیوی کے ملنے کے وقت کی دعا بھی بتلائی ہے کیونکہ اس میں دینی اور دنیاوی بہت سارے فائدے مضمر ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی بیوی سے صحبت کے لئے آئے تو یہ دعا "بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" پڑھے، اس دعا کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے بعد پیدا ہونے والا بچہ شیطان سے محفوظ رہے گا

شیطان اسے ہرگز نہیں پہنچا پائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعا کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔
فوائد:

- بیوی سے صحبت کے وقت مسنون دعا پڑھنا اولاد کے نیک ہونے کے اسباب میں سے ہے۔
- مباشرت کے وقت دعا پڑھ لینے سے بچہ شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت کی دعا

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِی مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا" لَمْ یُصِبْهُ ذٰلِکَ الْبَلَاءُ. (أخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب مایقول إذا رأی مبتلی، وقال: حسن غریب، وصححه الألبانی فی الصحیحة: (۲۷۳۷)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ کو دیکھا اور اس نے کہا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِی مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا" (اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس مصیبت سے مجھے محفوظ رکھا جس میں وہ مبتلا ہے اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی) تو اس کو وہ مصیبت لاحق نہیں ہوسکتی۔

تشریح:

مصیبت وپریشانی کا آنا انسانی زندگی کا ایک جزء ہے اور ان پریشانیوں اور مصیبتوں پر اہل ایمان کو صبر وسکون کا حکم دیا گیا ہے اور صبر وسکون کرنے والے کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ دنیا انسان کی آزمائش کا گھر ہے آزمائش چاہے اولاد نہ ملنے کی صورت میں ہو یا بینائی کے ختم ہوجانے کی صورت میں ہو یا چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کی طاقت سلب کئے جانے کی وجہ سے ہو یا قوت سماعت کے ختم ہوجانے کی وجہ سے ہو غرضیکہ جو بھی صورت اور شکل ہو ہر حالت میں رسول اکرم ﷺ نے ہمیں صبر کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم دنیا میں کسی مصیبت زدہ کو دیکھو تو یہ دعا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِی مِمَّا

ابْتَلاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً" پڑھ لیا کرو۔ اس لئے اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ مصیبت پر صبر کا مظاہر کریں اور مصیبت زدہ کو دیکھ کر مذکورہ دعا کو پڑھیں۔

فوائد:

- مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت اللہ کا ذکر کرنا مصیبت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
- مصیبت وپریشانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔

☆☆☆

عورتوں کے فتنوں سے بچنا

ارشادِ ربانی ہے:﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾(سورۂ نساء:آیت ۳۴)۔

ترجمہ:مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

عَنْ أُسَامَةَ بنِ زَيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:مَا تَرَكْتُ بَعْدِى فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ .(متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب النكاح، باب مايتقى من شؤم المرأة، صحيح مسلم: كتاب الرقاق، باب اكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء وبيان......

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔

عَنْ أَبِى سَعِيدِ الخُدْرِىْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:إِنَّ الدُّنيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُم فِيهَا فَينظُرُ كَيفَ تعمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِى إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء وبيان......

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دنیا ایک شیریں سبز باغ ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر حاکم بنا کر جاننا چاہتا ہے کہ تم اس میں کیسے عمل کرتے ہو اس لئے تم دنیا سے ڈرو اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل کی سب سے پہلی آزمائش عورتوں میں تھی۔

تشریح:

عورتوں کا مکروفریب بہت بڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلے فتنے کا سبب عورتیں بنیں۔ اسی طرح فتنہ وفساد کی جڑ عورتوں کو قرار دیا گیا، عورتوں کے ساتھ خلوت اختیار کرنا، ان کا مردوں کے ساتھ دوش بدوش چلنا، گھروں سے بغیر کسی ضرورت کے نکلنا، بازاروں میں بے پردہ گھومنا یہ سب فتنوں کا سبب ہے چونکہ ایسے موقع پر شیطان ان کے ساتھ ہوتا ہے انہیں برائیوں پر اکساتا رہتا ہے اور اخیر میں وہ اپنے مہم میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انسانوں کو عورتوں کے مکروفریب سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔
- عورتوں کے فتنوں سے بچنا ضروری ہے۔

☆☆☆

والدین کے ساتھ حسن سلوک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۲۳، ۲۴)۔

ترجمہ: اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ بات کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں پرورش کی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتها، صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان کون الإیمان باللہ تعالی أفضل الأعمال.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، اس نے کہا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا، اس نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

عَن أبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أبُوكَ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب برالوالدين وأنهما أحق به.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا باپ۔

عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ اسْتَأذِنُهُ فِي الجِهَادِ، فَقَالَ: أحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الجهاد والسير، باب الجهاد بإذن الأبوين، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب برالوالدين وأنهما أحق به.

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا، کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا، ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس انہی کی خدمت کی کوشش کر۔

عَنْ أبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رَغِمَ أنفُ، ثُمَّ رَغِمَ أنفُ، ثُمَّ رَغِمَ أنفُ مَنْ أدْرَكَ أبَوَيْهِ عِنْدَ الكِبَرِ، أحَدَهُمَا أوْ كِلَيهِمَا، فَلَمْ يَدخُلِ

الجَنَّةَ.(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب رغم من أدرك أبويه أو أحدهما عند الكبر فلم يدخل......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی، جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں جا سکا۔

تشریح:

والدین کی اطاعت اولاد پر واجب ہے ان کی نافرمانی کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک، نرمی، دیکھ بھال اور مہربانی کو ان کا حق بتلایا ہے اور اس کی تاکید اپنے حق کے ساتھ ملا کر فرمائی۔ قرآن مجید کی بہت ساری آیتیں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے ساتھ نیکی کرنے پر ابھارتی ہیں اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے والے کے لئے اجر عظیم کا مژدہ سنائی ہیں اور ان کی نافرمانی کرنے سے ڈراتی ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا گناہوں کی مغفرت اور دخول جنت کے اسباب میں ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے تین بار ماں کو بتلایا اور چوتھی بار کہا باپ۔ ماں کا مقام باپ کے مقام سے کہیں زیادہ اونچا ہے کیونکہ ماں نے بچے کو نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھا پھر پیدائش کے وقت کی تمام تکالیف کو برداشت کیا اور اسے دودھ پلایا، خود بھوکی رہی لیکن اسے بھوکے نہیں رہنے دیا، اس کی نیند کی خاطر اپنی نیند کی قربانی دی، اسے سوکھے بستر پر سلایا خود گیلے بستروں پر سورہی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے کبھی غافل نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ ماں کا مقام باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ افضل ہے۔

باپ بچے کی نشونما اور تعلیم وتربیت کے اخراجات کے لئے دن اور رات ایک کر دیتا ہے اور گھر سے کوسوں بلکہ ہزاروں میل دور طلب معاش کے لئے نکل جاتا ہے اور ہر طرح کی پریشانیوں کو جھیلتا ہے ذرا غور کرو کہ والدین نے تمہاری خاطر کتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔اب آج تم بڑے ہو گئے ہو تو اب تمہیں اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے سے کیا چیز مانع ہے۔

والدین کی اہمیت کے تعلق سے ایک اور جگہ رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کے جواب میں جس نے جہاد میں شرکت کرنے کی اجازت مانگی فرمایا کہ جاؤ اپنے والدین کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے یعنی جہاد میں جانے کا ثواب والدین کی خدمت میں مضمر ہے۔نیز فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں نہیں جا سکا اس سے بڑا بدقسمت کوئی نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کا احترام کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے۔
- والدین کے ساتھ نیکی کرنا گناہوں کی مغفرت اور دخول جنت کا سبب ہے۔
- ماں کا مقام باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ بلند ہے۔
- جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پا کر جنت نہ حاصل کر سکا وہ سب سے بدقسمت ہے۔
- والدین کو کلمۂ اُف کہنا اور ان کی نافرمانی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔
- والدین کی خدمت کرنے کا ثواب جہاد کرنے کے برابر ہے۔

☆☆☆

صلہ رحمی کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُم قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ؟ قَالَ نَعَمْ، أَمَا تَرضِيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: فَذَاكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ٥ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ ٥ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (سورۃ محمد: آیت ۲۲۔۲۴) (متفق علیہ).

صحيح بخاری: کتاب الأدب، باب من وصل وصله الله، صحيح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب ان سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ) نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی (رشتہ توڑے) سے تیری پناہ مانگے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، تو اس پر راضی نہیں کہ میں اسے جوڑوں جو تجھے جوڑے اور اس سے توڑ لوں جو تجھ سے اپنے آپ کو توڑ لے؟ رشتہ نے کہا کیوں نہیں، اے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس یہ تجھ کو دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ٥ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ ٥ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (سورۃ محمد: آیت ۲۲۔۲۴)۔ اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت

مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کرو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے، کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم، صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ الوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ، وَلٰكِنِ الوَاصِلُ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا. (أخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب الأدب، باب ليس الواصل بالمكافئ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، إِنَّ لِيْ قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِيْ وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ، فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ المَلَّ، وَلاَ يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتے دار ہیں جنہیں میں ملانے کی کوشش کرتا ہوں مگر وہ رشتہ کاٹ دیتے ہیں اور جب ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں تو وہ اس کا جواب برائی سے دیتے ہیں اور جب ان کے ساتھ بردباری کرتا ہوں تو وہ جہالت سے پیش آتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر حقیقت میں تو ایسا ہی کرتا ہے تو تو ان کے منہ پر جلتی راکھ ڈالتا ہے اور ہمیشہ اللہ کی طرف سے تیرے ساتھ ایک فرشتہ رہے گا جو تم کو ان پر غالب رکھے گا جب تک تو اس حالت پر رہے گا۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو آپسی تعلقات اور رشتہ داریوں کو جوڑنے اور بڑھانے کا حکم دیا اور ان تمام امور سے جو مسلمانوں کے مابین دشمنی، قطع رحمی، بغض وحسد اور دوری کا سبب بنیں حرام قرار دیا ہے۔ صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قطع رحمی کرے اور رشتہ داری کو توڑنے کی کوشش کرے اسے ملا کر رکھا جائے اسے بھاگنے نہ دیا جائے یہی اصل صلہ رحمی ہے اس کے ذریعہ انسان کی عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور روزی میں بڑھوتری آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صلہ رحمی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صلہ رحمی واجب ہے۔
- صلہ رحمی زیادتی عمر اور کشادگی رزق کا ذریعہ ہے۔
- قطع رحمی کرنے والے کو ملانا اصل صلہ رحمی ہے۔
- رشتہ کاٹنا حرام ہے۔

☆☆☆

پڑوسی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ ﴾(سورۂ نساء: آیت ۳۶)۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأدب،باب إثم من لا يامن جاره بوايقه، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان تحريم إيذاء الجار.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا اللہ کے رسول ﷺ کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

وَلِمُسْلِمٍ : لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.

اور صحیح مسلم میں ہے کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ .(متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ، صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الحث علی إکرام الجار والضیف ولزوم الصمت الا عن الخیر.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ پہنچائے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی (ہی) بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ .(متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب الوصاۃ بالجار، صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب، باب الوصیۃ بالجار والإحسان إلیہ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل (علیہ السلام) پڑوسی کے (ساتھ حسن سلوک کے) بارے میں ہمیشہ تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں (بھی) شریک ٹھہرادیں گے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا .(اخرجہ البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الشفعۃ، باب أی الجوار أقرب.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا

دروازہ تیرے دروازے سے زیادہ قریب ہو۔

تشریح:

اسلام میں پڑوسی کے کچھ حقوق ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی پر کافی زور دیا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس سے اس کا پڑوسی ناراض ہوگا نیز پڑوسیوں کی عزت کرنا اور انہیں تحفہ اور ہدیہ پیش کرنا دخول جنت کا سبب ہے، اور انہیں ایذاء پہنچانا اور تکلیف دینا جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کریں ان کے غم وخوشی میں برابر کے شریک رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پڑوسیوں کے حقوق کو سمجھنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- وہ پڑوسی جس کا دروازہ آپ کے دروازے سے زیادہ قریب ہو وہ احسان کا زیادہ مستحق ہے۔
- پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے۔
- پڑوسیوں کو تکلیف دینا جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے۔
- پڑوسیوں کی عزت کرنا دخول جنت کا سبب ہے۔
- پڑوسیوں کو تحفہ وغیرہ پیش کرنا مستحب ہے۔

☆☆☆

سود پر تنبیہ

اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لاَ يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۷۶)۔

ترجمہ: سودخور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی بنادے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا هُنَّ ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَ أَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلاَتِ. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب الوصايا، باب قول الله تعالى الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ساتھ مہلک باتوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! یہ کیا ہیں؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک

کرنا، جادو کرنا، کسی جان کو ناحق مارنا، سود کا لین دین کرنا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں کو بدنام کرنا۔

عَنِ ابنِ مَسعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساقاة، باب لعن آكل الربا ومؤكله.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے اور اسے مہلک گناہ کبیرہ میں شامل فرمایا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے سودی کاروبار کرنے والے کے لئے جہنم کی وعید سنائی اور لعنت بھیجی ہے نیز ان سے لڑائی کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے کیونکہ اس میں ضرورت مندوں اور فقراء کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان پر ظلم کیا جاتا ہے۔ اس لئے اہل ایمان کو چاہئے کہ اس طرح کے کاروبار سے دور رہیں اور ہر اس آفس اور ڈپارٹمنٹ میں جہاں پر سودی کاروبار ہوتا ہے وہاں نوکری کرنے سے بچیں کیونکہ جتنے بھی افراد اس میں کام کرنے والے ہیں خواہ وہ لکھنے پڑھنے والے ہوں یا اور کوئی کام کرنے والے ہوں سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سودی کاروبار کرنے اور سودی لین دین سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- سود سات مہلک اور بڑے گناہوں میں سے ایک ہے۔
- سودی کاروبار کرنے والے سے لڑائی کرنا مباح ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے سودی کاروبار کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

تنگ دست کومہلت دینے کی فضیلت

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُم، فَقَالُوا: أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا، قَالُوا: تَذَكَّرْ، قَالَ: كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوا عَنِ الْمُوْسِرِ، قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: تَجَوَّزُوا عَنْهُ. (متفق علیه).

صحيح بخارى: كتاب البيوع، باب من أنظر مؤسرا، صحيح مسلم: كتاب المساقاة، باب فضل أنظار المعسر.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتوں نے تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کی روح کو پایا تو سوال کیا، کیا تم نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں، فرشتوں نے کہا، یاد کرو تو اس نے کہا ہاں، میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور بچوں کو حکم دیتا تھا کہ تنگ دست کو مہلت دیا کریں اور خوش حال کو معاف کر دیا کریں، فرشتوں نے کہا، اللہ تعالیٰ کہتا ہے جاؤ اسے معاف کردو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ: إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساقاة، باب فضل أنظار المعسر.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے بچوں کو وصیت کی تھی اگر کوئی پریشان حال ہو اور وہ قرض نہیں ادا کر سکتا ہے تو اسے معاف کر دینا، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کر دے، چنانچہ جب اس نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَلَبَ غَرِيمًا لَهُ فَتَوَارَى عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّي مُعْسِرٌ، قَالَ: آللّٰه؟ قَالَ آللّٰهِ: قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساقاة، باب فضل انظار المعسر.

ابوقتادہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک قرض دار کوطلب کیا تو وہ چھپنے گیا لیکن بعد میں اسے پکڑ لیا تو اس نے کہا کہ میں ابھی بہت ہی پریشان ہوں ،تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم تم سچ کہہ رہے؟ جواباً عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں سچ کہہ رہا ہوں ،تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بڑی تکلیف سے محفوظ رکھے تو اسے چاہئے کہ پریشان حال کو مہلت دے یا اسے معاف کرے۔

تشریح:

اسلام نے اہل ایمان کو جہاں پر نیک اعمال کرنے کی ترغیب دلائی ہے وہیں پر مصیبت زدہ اور پریشان حال لوگوں کی مدد اور تعاون کرنے کی تاکید کی ہے کیونکہ یہ ایسے اعمال ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایسے لوگوں کو قیامت کے دن ایک بڑی تکلیف سے محفوظ رکھے گا اور ان کے گناہوں کو معاف کر کے انہیں جنت نصیب فرمائے گا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی قرض دار،تنگ دست اور پریشان حال کو مہلت دیتا ہے یا اس کے قرض کو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے گناہوں کو بخش دے گا اور اسے جنت نصیب فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں تنگ دستوں کی مدد اور ان کا تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- پریشان حال قرض دار کو مہلت دینا اللہ کی رضا کا سبب ہے۔
- قرض دار کو معاف کرنا قیامت کے دن کی تکلیف سے بچنے کا سبب ہے۔
- اللہ تعالیٰ قرض کی معافی کو پسند فرماتا ہے۔

☆☆☆

ماہِ ذوالقعدہ

ماہِ ذوالقعدہ

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں اہل عرب قتل وخونریزی سے رک جاتے تھے اس لئے اس کا نام ذوالقعدہ پڑ گیا کیونکہ قعدہ کے معنی بیٹھنا اور رک جانے کے ہیں نیز اس ماہ کی نسبت ''قعدان'' یعنی چھوٹے اونٹ کو سواری کے لئے تربیت دینا، کی طرف بھی کی گئی ہے۔ اور عہد جاہلیت میں اس ماہ کو'' وزنہ'' اور''ہواع'' بھی کہا جاتا تھا۔

اہم واقعات: ● رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے اسی ماہ ۵ھ میں شادی کی ● رسول اللہ ﷺ نے میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے اسی ماہ ۷ھ میں شادی کی ● ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اسی ماہ ۶۰ھ میں ہوا ● صلح حدیبیہ کا واقعہ اسی ماہ ۸ھ میں پیش آیا ● امام علی بن المدینی شیخ البخاری رحمہ اللہ کا انتقال اسی ماہ ۲۳۴ھ میں ہوا ● احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ کی وفات اسی ماہ ۳۲۱ھ میں ہوئی ● شمس الدین بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ کی وفات اسی ماہ ۷۴۸ھ کو ہوئی ● محمد بن علی بن محمد الشوکانی کی پیدائش اسی ماہ ۱۱۷۳ھ میں ہوئی۔

☆☆☆

کفرانِ نعمت سے بچنا واجب ہے

ارشادِ ربانی ہے: ﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ٥ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ٥ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ٥ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ٥ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ٥ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ٥ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ٥ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (سورۂ قصص: آیت ۷۶۔۸۳)۔

ترجمہ: قارون تھا تو قوم موسیٰ علیہ السلام سے، لیکن ان پر ظلم کرنے لگا تھا ہم نے اسے (اس قدر) خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ بمشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے، ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا مت! اللہ تعالیٰ اترانے والے سے محبت

نہیں کرتا۔اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دینوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔قارون نے کہا کہ یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے، کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سی بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے اور جمع پونجی والے تھے۔اور گنہگاروں سے ان کی گناہوں کی باز پرس ایسے وقت نہیں کی جاتی ۔پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا،تو دنیاوی زندگی کے متوالے کہنے لگے کاش! کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا ہی قسمت کا دھنی ہے۔ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں یہ بات انہیں کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر وسہار والے ہیں۔(آخر کار) ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لئے تیار نہ ہوئی اور نہ وہ خود اپنے بچانے والوں میں سے ہو سکا۔اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پہنچنے کی آرزومندیاں کر رہے تھے وہ آج کہنے لگے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی؟ اگر اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ناشکروں کو کبھی کامیابی نہیں ہوتی؟ آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔

تشریح:

قارون بنی اسرائیل میں سے تھا جسے اللہ تعالیٰ نے کافی دولت سے مالا مال کیا تھا

جس کے خزانے کی چابیاں ایک طاقت ور جماعت بھی اٹھاتے ہوئے دقت اور گرانی محسوس کرتی تھی وہ مال ودولت اور تکبر وغرور کی وجہ سے اپنی ہی قوم کا استخفاف کرتا اور مذاق اڑاتا تھا اور اپنی دولت کو ایسی جگہوں پر خرچ کرتا تھا جہاں اسے منع کیا گیا تھا اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ اس نے اسے اپنی علمی صلاحیت، فن تجارت اور طاقت کے ذریعہ حاصل کیا ہے اس میں اللہ کے فضل وکرم کا کوئی دخل نہیں۔ جب اس نے اللہ تعالیٰ کے فضل کی ناشکری کی اور تکبر وغرور کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے محل اور خزانوں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا اور اس کے بعد آنے والی مخلوق کے لئے اسے عبرت بنا دیا۔ اہل ایمان کو قارون کے واقعہ سے سبق سیکھنا چاہئے کہ مال کی فراوانی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صاحب مال سے راضی بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مال زیادہ دیتا ہے کسی کو کم؟ اس کا تعلق اس کی مشیت اور حکمت بالغہ پر موقوف ہے، مال کی فراوانی اس کی رضا کی اور مال کی کمی اس کی ناراضی کی دلیل نہیں ہے اور نہ پیسہ ہونا یہ معیار فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مال ودولت کی فراوانی پر اترانے سے بچائے اور اس کو جائز جگہوں پر خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کفر ہے۔
- نعمتِ الٰہی کا انکار کرنا عذاب کا سبب ہے۔

☆☆☆

اتحاد واتفاق کی اہمیت

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: آیت: ۱۰۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

عَنْ عَرْفَجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع.

عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے کہ عنقریب فتنے اور فساد ہوں گے پھر جو کوئی اس امت کے اتفاق کو بگاڑنا چاہے تو اس کو تلوار سے مارنا چاہئے جو کوئی بھی ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا، فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا، وَلَا تَفَرَّقُوا وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة والنهي عن منع...

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری تین باتوں سے خوش اور تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور اللہ کی رسی کو سب مل کر پکڑے رہو اور الگ الگ نہ ہوجاؤ (یعنی قرآن پر عمل کرتے رہو اور اختلاف سے بچو)۔ اور

تمہارے بے فائدہ بک بک کرنے اور بہت پوچھنے سے ناراض ہوتا ہے (یعنی ان مسائل کا پوچھنا جن کی ضرورت نہ ہو یا ان باتوں کا جن کی حاجت نہ ہو اور جن کا پوچھنا دوسرے کو ناگوار گزرے) اور مال کے تباہ کرنے سے (یعنی بے فائدہ خرچ کرنے سے جو نہ دنیا میں کام آئے اور نہ عقبیٰ میں)۔

عَنِ العِربَاضِ بن سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذاتَ يَومٍ ثُمَّ أقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوعِظَةً بَلِيغَةً، ذَرَفَتْ مِنهَا العُيُونُ،وَوَجِلَتْ مِنهَا القُلُوبُ، فقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَأنّ هٰذِهِ مَوعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَإذَا تَعهَدُ إلَيْنَا،فَقَالَ: أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإنْ عَبْدًا حَبْشِيًّا، فَإنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنكُم بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلافًا كَثِيرًا فَعَلَيكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَةِ الخُلَفَاءِ الرّاشِدِينَ المَهدِيِّينَ تَمَسكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإيّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأمُوْرِ فَإنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ. (أخرجه أبوداود والترمذی).

سنن أبوداود، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، سنن ترمذی:أبواب العلم،باب ماجاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، وقال حسن صحیح۔ ح:٢٦٧٦ وصححه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی(٢٦٧٦).

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر ایک جامع وعظ فرمایا جس سے ہماری آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور قلوب تھرا گئے۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کا خطبہ ایسا لگا جیسے الوداعی خطبہ ہو، آپ ہمیں وصیت کیجئے: آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اور اگر تمہارے اوپر کوئی کالا حبشی حاکم مقرر ہو جائے تو اس کی بھی اطاعت کرنا اور جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف

پائے گا پس تمہارے اوپر ہماری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کا اختیار کرنا ضروری ہے، اسے مضبوطی (دانتوں) سے پکڑے رکھو اور نئی چیزوں (بدعتوں) سے بچو اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح:

اسلام میں اتحاد و اتفاق کی کافی اہمیت ہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا ہے وہ پستی کی طرف چلے گئے ہیں اور ان کی طاقت کمزور ہوتی چلی گئی اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے اہل ایمان کو ہمیشہ اس بات کی طرف رہنمائی کی ہے کہ وہ قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑے رہیں آپس میں متحد رہیں اور اختلافات سے بچیں تاکہ وہ دوسروں پر غالب رہیں اور ان کا مقام لوگوں کے مابین بلند رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں متحد رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اختلافات سے بچائے۔

فوائد:

- قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم ہے۔
- اختلاف وافتراق سے بچنا بیحد ضروری ہے۔
- اختلاف ہی فتنہ وفساد کا سبب ہے۔
- حاکم وقت کی اطاعت واجب ہے۔

☆☆☆

اختلاف امت اور قتال

عَنْ ثَوبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيَ الأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الأَحْمَرَ وَالأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ يَسْتَبِيحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا. أَوْ قَالَ: مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا. حَتّٰى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض.

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ لیا (یعنی سب زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے کر دیا) تو میں نے اس کا پورب اور پچھم دیکھا۔ اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کی زمین میرے لئے لپیٹ دی گئی ہے اور مجھ کو سرخ اور سفید دو خزانے ملے اور میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور اس پر کسی غیر کو دشمن بنا کر غالب نہ کرے کہ ان کا جتھا ٹوٹ جائے اور ان کی جڑ کٹ جائے (یعنی بالکل نیست ونابود ہو جائیں)۔ میرے پروردگار نے فرمایا اے محمد! میں جب کوئی حکم کر دیتا ہوں پھر وہ نہیں پلٹتا اور میں نے یہ تیری دعائیں قبول کیں میں تیری امت کو عام قحط سے نہ ہلاک کروں گا نہ ان پر کسی دشمن کو جو ان میں سے نہ ہو ایسا غالب کروں گا جو ان کی جڑ کاٹ دے اگرچہ زمین کے تمام لوگ اکٹھے ہو جائیں (مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے) پر ان کو بالکل

تباہ نہ کر سکیں گے) یہاں تک کہ خود مسلمان ایک دوسرے کو ہلاک کریں گیا ورایک دوسرے کو قید کریں گے۔

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْعَالِيَةِ حَتّٰى إِذَا مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْنَا فَقَالَ ﷺ: سَأَلْتُ رَبِّيْ ثَلَاثًا فَأَعْطَانِيْ اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً ، سَأَلْتُ رَبِّيْ أَلَّا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يُهْلِكَ أُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيْهَا ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا .(اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض.

سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن عالیہ سے آئے (عالیہ وہ گاؤں ہے جو مدینہ کے باہر ہے) اور آپ بنی معاویہ کی مسجد سے گزرے تو اس میں داخل ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے بڑی دیر تک اپنے پروردگار سے دعا کی پھر ہمارے پاس آئے اور فرمایا میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگیں لیکن اس نے دو دعائیں قبول کیں اور ایک قبول نہ کی۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ میری امت کو ہلاک نہ کرے قحط سے (یعنی ساری امت کو عام قحط سے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور میں نے یہ دعا کی کہ میری امت کو (یعنی ساری امت کو) پانی میں ڈبو کر ہلاک نہ کرے تو یہ بھی دعا قبول کی اور میں نے یہ دعا کی کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے نہ لڑیں تو اس کو قبول نہیں کیا۔

تشریح:

اسلام نے مسلمانوں کو قتل وخوں ریزی اور اختلاف سے منع کیا ہے۔ اختلاف کی صورت میں قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اور یہ

بات واضح ہے کہ اختلاف اور قتل وخوں ریزی شیطان کی دین ہے اور شیطان مسلمانوں کا ازلی دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ ان میں ہمیشہ اختلاف رہے اور وہ کبھی متحد نہ ہونے پائیں کیونکہ متحد ہونے کی صورت میں وہ ہمیشہ دشمنوں پر غالب رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اختلافات سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- رسول اکرم ﷺ نے اپنے بعد امت کے درمیان اختلاف پیدا ہونے کی پیشین گوئی کی ہے۔
- مسلمانوں کا متحد ہونا دشمنوں پر غالب ہونے کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

فتنوں سے دور رہنے کا حکم

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیَنْقُصُ العَمَلُ، وَیُلْقَی الشُّحُّ وَیَکْثُرُ الهَرْجُ قَالُوا وَمَا الهَرْجُ؟ قَالَ: القَتْلُ القَتْلُ. (أخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما یکره من البخل.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمانہ قریب ہوتا جائے گا اور عمل کم ہوتا جائے گا اور لالچ دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور ہرج کی زیادتی ہوگی۔ لوگوں نے پوچھا ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل قتل یعنی قتل کی کثرت ہو جائے گی۔

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: لَا یَأْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ إِلَّا وَالَّذِیْ بَعْدَهُ أَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰی تَلْقَوا رَبَّکُمْ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الفتن، باب لا یأتی زمان إلا الذی بعده شر منه.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا (کہ صبر کرو) کیونکہ تم پر جو دور بھی آتا ہے تو اس کے بعد آنے والا دور اس سے بھی برا ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔

وَعَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الیَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ النَّاسُ یَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الخَیرِ، وَکُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ یُدْرِکَنِیْ، فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا کُنَّا فِیْ جَاهِلِیَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الخَیرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الخَیرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ هٰذا الشَّرِّ مِنْ خَیرٍ؟

قَالَ: نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ. قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ. قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الخَيرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُم إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا، فَقَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ المَوتُ وَأَنتَ عَلٰى ذٰلِكَ. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وفي كل.

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا۔ اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی میں ہی شر نہ پیدا ہو جائے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازتو کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس خیر میں کمزوری ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ کمزوری کیا ہوگی؟ فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں اچھی ہوں گی لیکن بعض میں تم برائی دیکھو گے میں نے پوچھا کیا پھر دور خیر کے بعد دور شر آئے گا؟ فرمایا کہ ہاں، جہنم کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، جو ان کی بات مان لے گا یہ لوگ اس میں انہیں جھونک دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان کی کچھ صفت بیان

کیجئے۔فرمایا کہ وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان عربی بولیں گے۔ میں نے پوچھا پھر اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اوران کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے کہا اگر مسلمان کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا امام ہو؟ فرمایا کہ پھران تمام لوگوں سے الگ ہوجانا خواہ تمہیں جنگل میں جاکر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہاں تک کہ اس حالت میں تمہاری موت آجائے۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ آخری زمانے میں ایک ایسا وقت آئے گا جس میں صرف فتنہ وفساد برپا ہوں گے اور اکثر وبیشتر افراد ہلاک ہوجائیں گے اور اس فتنہ وفساد سے وہی اشخاص محفوظ رہ پائیں گے جن کا عمل کتاب وسنت پر ہوگا۔یا وہ افراد جو فتنہ وفساد کی جگہوں سے دور اور مسلمانوں کی جماعت سے جڑے ہوں گے یہی لوگ اس سے بچ پائیں گے۔اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ فتنہ وفساد کی جگہوں سے دور رہیں اور کتاب وسنت اور مسلمانوں کی جماعت کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- رسول اکرم ﷺ نے فتنے کے وقت مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔
- آخری زمانے میں فتنوں کی کثرت ہوگی۔
- مسلمانوں کو فتنوں سے دور رہنے کے لئے حکم دیا گیا ہے۔

☆☆☆

امانت کی حفاظت اور اس کی ادائیگی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولاً﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۷۲)۔

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھا لیا، وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۵۸)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ (سورۂ قصص: آیت ۲۶)۔

ترجمہ: ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔

نیز فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ (سورۂ معارج: آیت ۳۲)۔

ترجمہ: اور جو اپنی امانتوں کا اور اپنے قول وقرار کا پاس رکھتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ. حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ: فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَىٰ غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ. (اخرجه البخاری)۔

صحیح بخاری: کتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل فی حدیثه فأتم الحدیث ثم أجاب السائل.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اس مجلس میں تھے جس میں آپ قوم کو نصیحت فرمارہے تھے کہ ایک دیہاتی شخص آیا اور آپ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے اپنی نصیحت جاری رکھی یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی بات مکمل کرلی تو پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس نے قیامت کے بارے میں سوال کیا؟ آدمی نے کہا یا رسول اللہ میں ہوں، آپ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو، آدمی نے پوچھا ضائع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب سیادت نا اہل کو سونپ دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: مَا خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا قَالَ: لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ.(اخرجه احمد).

مسند أحمد:(۳/ ۲۱۰) باقی مسند المكثرين، باب مسند أنس بن مالك رضی الله عنه، وصححه الألبانی فی صحیح الجامع: (۷۱۷۹)۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کم ہی خطبہ دیا ہوگا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جس کے پاس امانت داری نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کے پاس ایفاء عہد نہیں اس کا دین نہیں۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے امانت داری کو اہل جنت کے صفات میں شمار فرمایا ہے اور امانت داری کا حکم دیا ہے اور ان کی تعریف بھی کی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس امانت داری نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کے پاس ایفاء عہد نہیں اس کا دین نہیں، امانت میں خیانت کرنا قیامت کی نشانیوں اور علامتوں میں سے ہے نیز امانت میں خیانت کرنا منافقین کی علامت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امانت دار بنائے اور خیانت کرنے

سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- امانت کی حفاظت ضروری ہے۔
- امانت کی حفاظت ایمان کی علامت ہے۔
- امانت کو صاحب امانت تک پہنچانے کا حکم ہے۔

☆☆☆

ایک مسلمان بھائی کا دوسرے مسلمان بھائی پر حق

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾(سورۂ حجرات: آیت۱۰)۔

ترجمہ: (یادرکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وعَيَادَةُ الْمَرِيضِ، واتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، صحيح مسلم: كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کا مزاج معلوم کرنا، جنازے کے ساتھ چلنا، دعوت قبول کرنا، اور چھینک پر (اس کے "الْحَمْدُ لِلّٰهِ" کے جواب میں) "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَاللّٰهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ: لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوٰى هٰهُنَا. يُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ، ثَلَاثَ مِرَارٍ. بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے

سے حسد نہ کرو اور قیمتیں نہ بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے بے رخی نہ اختیار کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر ہی سمجھتا ہے۔ اپنے سینہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے۔ کسی آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور آبرو حرام ہے۔

تشریح:

عقیدۂ توحید نے مسلمانوں کو ایسی زنجیر میں پرو دیا ہے کہ سب آپس میں بھائی بھائی بن گئے ان کا تعلق کہیں سے بھی ہو یا کسی طبقے سے ہو اس لئے ایک بھائی کو دوسرے بھائی پر نہ ظلم کرنا چاہئے اور نہ بے یارومددگار چھوڑنا چاہئے، اور نہ ہی اسے حقیر سمجھنا چاہئے۔ بیماری کی حالت میں اس کی عیادت کرے، اس کے جنازے میں شریک ہوئے، اس کے سلام کا جواب دے، اس کی دعوت قبول کرے اور ان تمام باتوں سے باز رہے جو آپسی تعلقات ختم کرنے والے یا کمزور کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخوت و بھائی چارگی بنائے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- تمام مسلمان عقیدہ کی بنیاد پر ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔
- ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے خلاف بغض وحسد رکھنا حرام ہے۔
- ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور آبرو حرام ہے۔

☆☆☆

قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے کون لوگ ہوں گے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يومَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُه مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجتَمَعَا عَلَى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتّٰى لاَ تعلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الأذان،باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، صحيح مسلم: كتاب الزكاة،باب فضل إخفاء الصدقة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات طرح کے ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرا وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھا دو ایسے افراد جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد الٰہی محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

تشریح:

قیامت کا دن بڑا ہی ہولناک ہوگا ہر طرف افراتفری کا عالم ہوگا ہر شخص کو اپنی فکر

ہوگی ،سورج زمین سے بہت ہی قریب ہوگا سورج کی تپش اور اس کی شعاع بہت تیز ہوگی ہر شخص سایہ کی تلاش میں سرگرداں وپریشان ہوگا اس موقع پہ اللہ تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ کسی اور چیز کا سایہ نہیں ہوگا۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایسے موقع پر سات قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے سایہ کے مستحق ہوں گے یعنی عادل بادشاہ،عبادت گذار نوجوان،مسجد سے تعلق جوڑنے والا شخص ،آپس میں للہ فی اللہ محبت کرنے والے،خوبصورت عورت کے برے ارادہ سے بلانے پر خوف الٰہی کا اظہار کرنے والا ، چھپا کر صدقہ کرنے والا اور تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے رونے والا۔یہی لوگ قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن اپنا سایہ عطا فرمائے۔

فوائد:

- قیامت کے دن سات قسم کے افراد اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے رہیں گے۔
- اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرنے کا بڑا مقام ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ کے حصول کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

دجال کی حقیقت

عَنْ أنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أنْذَرَ أُمَّتَهُ الأعْوَرَ الكَذَّابَ، ألَا إنَّهُ أعْوَرُ وَإنَّ رَبَّكُمْ عزوجلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ : ك ف ر (كَافِر) .(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته وما معه.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی نبی آیا، اس نے اپنی امت کو جھوٹے، کانے (دجال) سے ضرور ڈرایا، خبردار، وہ دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے، اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر (کفر) لکھا ہوا ہوگا۔

عَنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في بقية من أحاديث الدجال.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قیامت کے برپا ہونے تک، دجال (کے فتنے) سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدَّجَّالُ أَعْوَرُ العَيْنِ اليُسْرَى، جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ .
(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته وما معه.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال بائیں آنکھ کا کانا ہے، زیادہ بالوں والا ہے، اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہے، اس کی جہنم جنت ہے

اور جنت جہنم ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قربِ قیامت کی بے شمار نشانیاں بتلائی ہیں انہیں میں دجال کا ظہور بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ لوگوں کو آزمائش میں ڈالے گا اور اسے کچھ ایسے انوکھے امور عطا فرمائے گا جو اکثر و بیشتر لوگوں کو دھوکے میں ڈال دے گا جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہے، اس کی جہنم جنت ہے اور جنت جہنم ہے۔ یعنی جو لوگ اس کی باتوں کو مان لیں گے اسے وہ اپنی جنت میں ڈالے گا جو حقیقت میں جہنم ہوگی اور جو لوگ اس کی باتوں کو نہیں مانیں گے اسے وہ اپنی جہنم میں ڈالے گا جو حقیقت میں جنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو فتنہ دجال سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- فتنۂ دجال حق ہے۔
- دجال کا خروج قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔
- دجال اندھا ہوگا اس کے آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا۔
- دجال کے ساتھ جنت اور جہنم ہوگی۔

☆☆☆

دجال کے فتنے سے بچنے کا طریقہ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُم فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ما يستعاذ منه فى الصلاة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص تشہد میں بیٹھے تو اسے چاہئے کہ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور وہ یہ ہیں: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور جینے اور مرنے کے فتنے سے، اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسى.

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو یاد کیا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہا۔

عَنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتبِعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ. (راوه ابوداؤد).

سنن أبوداؤد: كتاب الملاحم، باب خروج الدجال، وصححه الألبانى فى المشكاة: ر[illegible]٥)۔

عمران بن حصین رضی اللہ [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص

دجال کے متعلق سنے تو اس سے دور رہے، اللہ کی قسم! آدمی اس کے پاس اس حال میں آئے گا کہ اسے صاحب ایمان سمجھ رہا ہوگا پھر ان مشتبہ چیزوں کی، جن کے ساتھ دجال اٹھایا جائے گا اتباع کر بیٹھے گا۔

تشریح:

دجال حق ہے اور اس کا ظہور قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے وہ لوگوں کو اپنے پھندے میں پھنسانے کی کوشش کرے گا مومنین اس کے جھانسے میں نہیں آئیں گے البتہ جو کافر ہوں گے وہی اس کی باتوں کو مانیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کے مکروفریب اور دجل سے بچنے کے کئی طریقے بتلائے ہیں انہیں میں سے یہ بھی ہے کہ جب ہم نماز میں تشہد میں بیٹھیں تو یہ دعا "اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ" پڑھیں، یعنی اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، جینے اور مرنے کے فتنے سے، اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ نیز سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو یاد کرنا بھی اس کے دجل سے بچنے کا ذریعہ ہے اسی طرح اس کے ظہور کے وقت اس سے دور رہنا بھی اس کے فتنہ کا سد باب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دجال کے فتنے سے بچائے۔

فوائد:

- ہر نماز میں دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرنا مستحب ہے۔
- دجال کے ظہور کے وقت اس سے دور رہنا لازم ہے۔
- سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو یاد کرنا دجال کے فتنے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

قیامت کی ہولناکیاں

ارشادِ ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُم بِسُكَارَى وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ (سورۂ حج: آیت ۲،۱)۔

ترجمہ: لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھ لو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔

نیز فرمایا: ﴿فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا﴾ (سورۂ مزمل: آیت ۱۷)۔

ترجمہ: تم اگر کافر رہے تو اس دن کیسے پناہ پاؤ گے جو دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ، فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حِقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا، قَالَ: وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ. (رواه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة يوم القيامة أعاننا الله على أهوالها......

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا یہاں تک کہ ایک میل پر آجائے گا۔تو لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینہ میں ڈوبے ہوں گے کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہوگا کوئی گھٹنوں تک، کوئی ازار باندھنے کی جگہ تک تو کسی کو پسینہ کی لگام ہوگی اور رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا (یعنی منہ تک پسینہ ہوگا)۔

عَنْ أَبِيْ هُـرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ العَرَقَ يَومَ القِيامَةِ لَيَذْهَبُ فِيْ الأَرْضِ سَبعِيْنَ بَاعًا، وَإِنَّهُ لَيَبْلُغُ إِلٰى أَفْوَاهِ النَّاسِ أَوْ إِلٰى آذَانِهِمْ .(رواه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة يوم القيامة أعاننا الله على أهوالها......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پسینہ قیامت کے دن ستر باع (دونوں ہاتھ کی پھیلائی) زمین میں جائے گا اور بعض آدمیوں کے منہ یا کانوں تک ہوگا۔

تشریح:

قیامت کا دن ایسا عظیم دن ہے جس کی ہولناکی بہت ہی سخت اور تکلیف دہ ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے،لوگ مدہوش دکھائی دیں گے۔سورج زمین سے ایک میل کے فاصلے پر کر دیا جائے گا اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینہ میں ڈوبے ہوں گے کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہوگا کوئی گھٹنوں تک،کوئی ازار باندھنے کی جگہ تک تو کسی کو پسینہ کی لگام ہوگی یعنی منہ تک پسینہ ہوگا۔یہ دن بہت ہی سخت ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کی سختی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- قیامت کا دن بہت ہی سخت ہوگا۔
- سورج زمین سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔
- ہر شخص کو اپنے اپنے اعمال کے حساب سے پسینہ ہوگا۔
- قیامت کے دن عورتیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی۔

☆☆☆

قیامت کے دن کسی پر ظلم نہیں ہوگا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِيْنَ﴾ (سورۂ انبیاء: آیت ۴۷)۔

ترجمہ: قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ (سورۂ غافر: آیت ۱۷)۔

ترجمہ: آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج (کسی قسم کا) ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة عند الرجل فحللها له ......۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کی عزت پامال کر کے اس پر ظلم کیا ہو یا کسی دوسرے طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو اسے آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ

درہم، اور اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لاَ دِرْهَمَ لَهُ وَلاَ مَتَاعَ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلاَةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو آپ نے فرمایا: مفلس میری امت میں قیامت کے دن وہ ہوگا جو نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے دنیا میں ایک کو گالی دی ہوگی دوسرے کو بدکاری کی تہمت لگائی ہوگی تیسرے کا مال کھالیا ہوگا چوتھے کا خون کیا ہوگا پانچویں کو مارا ہوگا پھر ان لوگوں کو (یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا ہوگا) اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے گناہ کا بدلہ دینے سے پہلے ختم ہوجائیں گی تو ان لوگوں کی برائیاں اس پر ڈالی جائیں گی آخر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

تشریح:

اسلام کا نظام بہت ہی واضح ہے اللہ رب العالمین قیامت کے دن انسانوں کے

درمیان انصاف فرمائے گا پس اس دن نہ تو کسی پر ظلم ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہوگا کہ جسے اس کا مکمل حق نہ دیا جائے۔ چنانچہ اس دن کچھ ایسے افراد ہوں گے جو دنیا میں کافی نیکیاں کمائے ہوں گے لیکن انہوں نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو ستایا ہوگا یہ سارے کے سارے لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور موجود ہوں گے پھر اس شخص کی ساری نیکیاں ان لوگوں میں تقسیم کردی جائیں گی نیکیوں کے ختم ہوجانے کی صورت میں ان کے گناہوں کو اس شخص پر لاد دیا جائے گا اور پھر اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ اس لئے اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ دن آنے سے قبل ہی لوگوں سے اپنے معاملات کو رفع دفع کرالیں تاکہ انہیں اس دن رسوائی نہ اٹھانی پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے وہ دن آسان فرمائے۔

فوائد:

- قیامت کا دن فیصلہ کا دن ہے۔
- لوگوں پر ظلم کرنے سے بچنا ضروری ہے۔
- قیامت کے دن کسی پر ظلم نہیں ہوگا بلکہ اسے مکمل طریقے سے انصاف دیا جائے گا۔

☆☆☆

قیامت کے دن مومن وکافر کا حساب وکتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ (سورۂ انشقاق: آیت ۸)۔

ترجمہ: اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کر کے اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔ تو (اس وقت) جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (سورۂ یس: آیت ۶۵)۔

ترجمہ: ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کو جو وہ کرتے تھے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (سورۂ حم سجدہ: آیت ۲۱)۔

ترجمہ: یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اسی نے تمہیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتّٰى قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأَى فِي نَفْسِهِ

أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ. وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيَقُولُ الأَشْهَادُ. ﴿هٰؤُلاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾ (سورۂ ہود: آیت ۱۸)۔ (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب المظالم والغضب، باب قول الله تعالى ألا لعنة الله على الظالمين، صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وان كثر قتله.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلالے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں، اے میرے پروردگار۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرالے گا اور اسے یقین آجائے گا کہ اب وہ ہلاک ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ اور آج تیری مغفرت کرتا ہوں۔ چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ لیکن کافر اور منافق کو پوری مخلوق کے سامنے نوادی جائے گی ﴿هٰؤُلاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾ ”کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا۔ خبردار ہو جاؤ! ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہوگی“۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟ قَالَ: قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ يَقُولُ: يَارَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ قَالَ: يَقُولُ: بَلٰى، قَالَ: فَيَقُولُ فَإِنِّي لاَ أُجِيزُ عَلٰى نَفْسِيْ إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي، قَالَ: فَيَقُولُ: كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُودًا، قَالَ:

فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ فَيُقَالُ لأَرْكَانِهِ انْطِقِي، قَالَ: فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ، قَالَ: ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلاَمِ قَالَ: فَيَقُولُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ.

(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب:باب

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ ہنسے اور فرمایا: تم جانتے ہو میں کس واسطے ہنس رہا ہوں؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں بندے کی اس گفتگو پر ہنس رہا ہوں جو وہ اپنے مالک سے کرے گا، بندہ کہے گا اے میرے مالک کیا تو مجھ کو ظلم سے (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہ کروں گا)؟ پناہ نہیں دے چکا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ ہاں ہم ظلم نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بندہ کہے گا کہ میں اپنے اوپر سوا اپنی ذات کے کسی کی گواہی کو جائز نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تجھ پر تیری ہی ذات اور کراماً کاتبین کی گواہی آج کے دن کے لئے کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بندہ کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا بولو! وہ اس کے سارے اعمال بیان دیں گے۔ پھر بندہ کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہے گا اللہ تعالیٰ کی مار تم پر ہو، چلو دور ہو جاؤ میں تو تمہارے لئے جھگڑا کرتا تھا (یعنی دوزخ سے تمہارا ہی بچانا میرا مقصود تھا لیکن تم آپ ہی گناہ کا اقرار کر چکے اب دوزخ میں جاؤ)۔

تشریح:

اسلام میں عدل وانصاف کی کافی اہمیت ہے، قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے اس جج کو جگہ دی جائے گی جو دنیا میں عدل وانصاف سے کام لیتا تھا۔ آپ غور کریں وہ

ذات الٰہی جس کی صفت ہی عادل ہے کیا کسی کے ساتھ ظلم کرسکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کافر ومشرک کے ساتھ عدل وانصاف اس طرح فرمائے گا کہ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء کو ان کے اعمال بیان کرنے کے بارے میں حکم دے گا پھر وہ ان کے خلاف گواہی دینا شروع کردیں گے وہ اچنبھے میں پڑ جائیں گے اور ان سے سوال کریں گے کہ کس نے تمہیں بولنے کی صلاحیت دی ہے وہ جواب دیں گے کہ جس ذات نے تمہیں بولنے کی صلاحیت دی تھی آج اسی نے ہمیں بولنے کی صلاحیت دی ہے پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں ڈال دے گا۔ اور اللہ کا فضل قیامت کے دن مومن کے ساتھ یہ ہوگا کہ اسے اپنے قریب بلائے گا اور اس سے فرمائے گا کیا تجھے فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں، اے میرے پروردگار۔ آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اسے اپنے ہلاک ہونے کا یقین ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈال دیا تھا اور آج تیری مغفرت کرتا ہوں پھر اسے نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی جو جنت میں داخلہ کارڈ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارا حساب وکتاب آسان فرمائے اور جنت میں جانے کے لئے راستہ ہموار فرمائے۔

فوائد:

- قیامت کے دن کافروں کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔
- قیامت کے دن مسلمانوں سے حساب وکتاب آسان ہوگا۔
- اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قیامت کے دن بخش دے گا
- اللہ تعالیٰ کافروں اور مشرکوں کو قیامت کے دن رسوا کرے گا۔

☆☆☆

جہنم کی کشادگی

ارشادربانی ہے:﴿يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ﴾(سورۃق:آیت۳۰)۔

ترجمہ:جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کیا تو بھرچکی؟وہ جواب دے گی کیا کچھ اورزیادہ بھی ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يُؤتَى بِجَهَنَّمَ يَومَئِذٍ لَهَا سَبعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم:كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب جهنم أعاذنا الله منها.

عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اس دن جہنم لائی جائے گی اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اورہر ایک باگ کوستر ہزارفرشتے کھینچ رہے ہوں گے(توکل فرشتے جوجہنم کوکھینچ کرلائیں گے چارارب نوے کروڑ ہوئے)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا ؟ قَالَ: قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الآنَ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى قَعْرِهَا . (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم:كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب جهنم أعاذنا الله منها.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اتنے میں ایک دھماکے کی آوازآئی آپ نے فرمایا:تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ہم نے عرض کیا اللہ

اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جو ستر برس پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، اب تک وہ جارہا تھا اب اس کی تہ میں پہنچا۔ (معاذ اللہ جہنم اتنی گہری ہے کہ اس کی چوٹی سے تہ تک ستر برس کی راہ ہے جبکہ اس پتھر کی رفتار نہایت تیز ہوگی جو بلندی سے پستی کی طرف گر رہا ہوگا)۔

تشریح:

بلاشبہ جنت و جہنم برحق ہیں جنت مومنین، صالحین اور نیک افراد کے لئے تیار کی گئی ہے جبکہ جہنم کافرین، مشرکین، ظالمین، ملحدین، سرکش اور نافرمانوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ جہنم بہت ہی عمیق اور بہت ہی بھاری بھر کم ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسے قیامت کے دن ستر ہزار لگام میں باندھ کر لوگوں کے سامنے لایا جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ اور اس کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ ایک پتھر جسے ستر برس پہلے پھینکا گیا تھا اب جا کر وہ اس کی گہرائی تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت نصیب فرمائے اور جہنم سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- جہنم بہت ہی کشادہ ہے۔
- جہنم کی گہرائی بہت زیادہ ہے۔

☆☆☆

جہنم کی آگ کی شدت

ارشادربانی ہے:﴿فَأَنذَرْتُكُمْ نَاراً تَلَظّٰى﴾(سورۂ لیل:آیت۱۴)۔

ترجمہ: میں نے تو تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرادیا ہے۔

نیز ارشادفرمایا:﴿كَلَّا إِنَّهَا لَظٰى ٥ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى﴾(سورۂ معارج:آیت۱۵)۔

ترجمہ: (مگر) ہرگز یہ نہ ہوگا، یقیناً وہ شعلہ والی (آگ) ہے۔ جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشادفرمایا:﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (سورۂ بقرہ:آیت۲۴)۔

ترجمہ: تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: نَارُكُم جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءً ا مِن نَارِ جَهَنَّمَ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً، قَالَ: فُضِّلَتْ عَلَيهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءً ا كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا. (متفق علیہ).

صحيح بخاری: كتاب بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة، صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب جهنم أعاذنا الله منها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کی گرمی کے ستر حصے کا ایک حصہ ہے۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول! یہ آگ کافی تھی (جلانے کے لئے) آپ نے فرمایا: وہ تو اس سے انہتر (۶۹) حصے زیادہ گرم ہے ہر حصہ میں اتنی گرمی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ، وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ.

(أخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صفات المنافقین، باب صبغ أنعم أهل الدنیا وصبغ أشدهم بؤسا فی الجنة.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اس جہنمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال تھا سو دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی دنیا میں آرام دیکھا تھا؟ کیا تجھ سے کبھی نعمت کا گذر ہوا تھا؟ تو وہ کہے گا اللہ کی قسم کبھی نہیں اے میرے رب! اور ایک جنتی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں تھا اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری تھی اور نہ میں نے کبھی شدت اور سختی دیکھی تھی۔

تشریح:

آگ ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان، حیوان اور چرند پرند ساری مخلوق بھاگنے اور دور رہنے کی کوشش کرتی یہ دنیاوی آگ کا عالم ہے جو جہنم کی آگ کا سترواں یا انہترواں حصہ ہے جب کہ جہنم کی آگ اس سے کئی گنا زیادہ شعلہ مارنے والی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں، نافرمانوں اور ملحدوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

قیامت کے دن جہنمی آدمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال تھا اسے دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کبھی دنیا میں آرام وعیش دیکھا تھا؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، پھر ایک جنتی آدمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں تھا اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کبھی دنیا میں تکلیف بھی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری تھی اور نہ میں نے کبھی شدت اور سختی دیکھی تھی۔ اس آگ سے بچنے کے لئے دنیا میں نیک اور اچھا عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انسان آخرت میں اس آگ سے محفوظ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی گرمی اور اس کی سختی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- جہنم کی گرمی بہت سخت ہے۔
- دنیا کی آگ کی شدت جہنم کی شدت کا انہترواں (۶۹) حصہ ہے۔

☆☆☆

جہنمیوں کے بعض صفات

ارشاد ربانی ہے:﴿فَأَمَّا مَن طَغٰى ٥ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ٥ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوٰى ﴾(سورۂ نازعات: آیت ۳۷۔۳۹)۔

ترجمہ: تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی)۔ اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی (ہوگی)۔ (اس کا) ٹھکانا جہنم ہی ہے۔

نیز ارشاد فرمایا:﴿ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾(سورۂ غافر: آیت ۷۶)۔

ترجمہ: (اب آؤ) جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لئے (اس کے) دروازوں میں داخل ہو جاؤ، کیا ہی بری جگہ ہے تکبر کرنے والوں کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: احْتَجَّتِ النَّارُ وَ الْجَنَّةُ، فَقَالَتْ هٰذِهِ: يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ، وَقَالَتْ هٰذِهِ: يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِينُ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهِ: أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ،وَرُبَّمَا قَالَ أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَقَالَ لِهٰذِهِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنكُمَا مِلْؤُهَا. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم : كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ اور جنت نے جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا مجھ میں بڑے بڑے زوردار مغرور لوگ آئیں گے اور جنت نے کہا مجھ میں ناتواں مسکین لوگ آئیں گے تو اللہ جل جلالہ نے دوزخ سے فرمایا:

تو میرا عذاب ہے میں جس کو چاہوں گا تجھ سے عذاب کروں گا یا کہا میں جس کو چاہوں گا تجھ سے گرفت کروں گا اور جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہوں گا تیرے ذریعہ رحم کروں گا اور تم دونوں بھری جاؤ گی۔

عَنْ حَارِثَةَ بنِ وَهبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: أَلاَ أُخبِرُكُم بِأَهْلِ الجَنَّةِ؟ قَالُوا بَلٰى، قَالَ ﷺ: كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أُخبِرُكُم بِأَهْلِ النَّارِ؟ قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم : کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب النار یدخلها الجبارون، والجنة یدخلها الضعفاء.

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا بتلائیے، تو فرمایا: تمام ناتواں، لوگوں کے نزدیک ذلیل جنتی ہوں گے، وہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کردے اور پھر فرمایا: کیا میں تم کو جہنمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں، بتلائیے، آپ نے فرمایا: ہر جھگڑالو، بڑے پیٹ والا اور مغرور جہنمی ہوگا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ البَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ البُخْتِ الْمَائِلَةِ، لاَ يَدْخُلْنَ الجَنَّةَ وَلاَ يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم : کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب النار یدخلها الجبارون، والجنة یدخلها الضعفاء.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں کی

دو ایسی قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہیں، اس سے لوگوں کو مارتے ہیں۔ دوسرے وہ عورتیں جو لباس تو پہنی ہوئی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق اعضاء کھلے ہیں گویا ننگی ہیں) دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود مائل ہونے والی ان کے سر بختی اونٹ (ایک قسم ہے اونٹ کی) کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی، اگرچہ اس کی خوشبو کافی دور تک پائی جاتی ہے۔

عَنْ أُسَامَةَ بنِ زَيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يومَ القِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَندَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجتَمِعُ أَهلُ النَّارِ عَلَيهِ فَيقُولُونَ: يَا فُلَانُ، مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيسَ كُنتَ تَأْمُرُ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَانَا عَنِ المُنكَرِ؟ قَالَ: كُنتُ آمُرُكُم بِالْمَعرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنهَاكُم عَنِ المُنكَرِ وَآتِيهِ .(اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق،باب صفة النار وأنها مخلوقة.

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی، وہ شخص اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کیا کرتا ہے۔ جہنمی اس کے قریب آکر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے، اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لئے نہیں کہتے تھے، اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں، میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا۔

تشریح:

قرآن وحدیث میں واضح طور پر جنتیوں اور جہنمیوں کے صفات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسکین ونادار، ضعیف وکمزور اور لوگوں کے نزدیک ذلیل وناتواں قسم کے لوگ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے جبکہ متکبر، ظالم، مغرور اور جھگڑالو قسم کے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اسی طرح وہ افراد بھی جو دنیا میں لوگوں کو بھلائی اور اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں لیکن خود اس پر وہ عمل نہیں کرتے۔ ایسے لوگ بھی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنمیوں کے صفات وعادات اپنانے سے دور رکھے اور جنتیوں کے صفات وعادات سے متصف فرمائے۔

فوائد:

- کبروغرور، ظلم وزیادتی اور لڑائی وجھگڑا کرنا جہنمیوں کے صفات میں سے ہے۔
- بھلائی کا حکم دینا لیکن اس پر خود عمل نہ کرنا دخول جہنم کا سبب ہے۔
- عورتوں کا باریک وتنگ لباس پہننا اہل جہنم کی صفات میں شامل ہے۔
- ضعیف وکمزور قسم کے افراد جنت میں جائیں گے۔

☆☆☆

موحدین میں سے سب سے پہلے کون لوگ جہنم میں جائیں گے

وعَن اَبِی هُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ، یَقُولُ: اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقضٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلَیهِ، رَجُلٌ استُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِیهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِیکَ حَتّٰی استُشْهِدْتُ، قَالَ: کَذَبْتَ، وَلٰکِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَن یُقَالَ: جَرِیءٌ، فَقَدْ قِیلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهِ حَتّٰی اُلْقِیَ فِیْ النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ العِلْمَ وَعلَّمَهُ، وقَرَأَ القرآنَ، فَاُتِیَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا فَعمِلْتَ فِیهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ العِلْمَ وَ عَلَّمْتُهُ وَ قَرَأتُ فِیْکَ القُرآنَ، قَالَ: کَذَبْتَ، وَ لٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ العِلْمَ لِیُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأتَ القُرآنَ لِیُقَالَ: هُوَ قَارِیءٌ، فَقَد قِیْلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلیَ وَجْهِهِ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَیهِ وَ اَعْطَاهُ مِن اَصنَافِ المَالِ کُلِّهِ، فَاُتِیَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِیهَا قَالَ: مَا تَرَکْتُ مِنْ سَبِیلٍ تُحِبُّ اَنْ یُنْفَقَ فِیهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیهَا لَکَ، قَالَ: کَذَبْتَ، وَ لٰکِنَّکَ فَعلتَ لِیُقَالَ هُوَجَوَّادٌ، فَقَدْ قِیلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهِ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهِ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الإمارة، باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن پہلے جس شخص کا فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا جب اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت کی پہچان کرائے گا پس وہ پہچان لے گا پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ بولے گا میں تیری راہ میں لڑا

یہاں تک کہ شہید ہوگیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا، تو لڑا تھا اس لئے کہ لوگ بہادر کہیں اور تجھے بہادر کہا گیا پھر حکم ہوگا اور اس کو اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا، اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت یاد دلائے گا پس وہ نعمت اسے یاد آجائے گی پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور سکھلایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لئے علم حاصل کیا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ قاری کہیں، پس تجھ کو عالم اور قاری دنیا میں کہا گیا پھر حکم ہوگا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے سب طرح کا مال خوب دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور اسے یاد آجائیں گی پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے اس کے بدلے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا مگر میں نے تیرے واسطے خرچ کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے خرچ کیا تھا کہ لوگ سخی کہیں تو تجھے لوگوں نے دنیا میں سخی کہہ دیا پھر حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریح:

اسلام نے اعمال کے قبول ہونے کے لئے دو معیار متعین کر رکھا ہے اگر انسان کا عمل اس معیار پہ اترتا ہے تو وہ دربار الٰہی میں قبول کیا جائے گا ورنہ اسے رد کر دیا جائے گا پہلا معیار یہ ہے کہ عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کی جائے اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور نہ ہی اس کا کوئی دوسرا مقصد ہو۔ اور دوسرا معیار یہ ہے کہ عبادت سنت رسول ﷺ کے مطابق کی جائے۔ اب اگر ان دونوں معیاروں اور شرطوں میں سے

کوئی ایک بھی شرط مفقود ہوئی تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہوگا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مذکورہ حدیث میں انہیں باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سب سے پہلے اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے، قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرنے والے اور اللہ کے راستے میں دل کھول کر خرچ کرنے والے لوگ جہنم میں داخل کئے جائیں گے کیونکہ ان لوگوں نے اپنے کاموں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ان کا مطلب دنیا میں شہرت کمانا اور لوگوں کو دکھانا تھا جو انہیں دنیا میں عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکاری اور شہرت طلبی سے بچائے۔

فوائد:

- اعمال میں ریاکاری خطرناک چیز ہے۔
- جن اعمال میں ریاکاری ہے وہ قبول نہیں ہوگا۔
- قیامت کے دن ریاکاری کرنے والے سب سے پہلے جہنم میں جائیں۔

☆☆☆

جنت کی نعمتیں

ارشاد ربانی ہے:﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيْهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى﴾(سورۂ محمد: آیت ۱۵)۔

ترجمہ:اس جنت کی صفت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بد بو کرنے والا نہیں، اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلتا، اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے اور شہد کی نہریں ہیں جو بہت صاف ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا:﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أُكُلُهَا دَآئِمٌ وِظِلُّهَا﴾(سورۂ رعد: آیت ۳۵)۔

ترجمہ:اس جنت کی صفت، جس کا وعدہ پرہیز گاروں کو دیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں۔اس کا میوہ ہمیشگی والا ہے اور اس کا سایہ بھی۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا:﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلاً ٥ أُولَـئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾(سورۂ کہف: آیت ۳۰،۳۱)۔

ترجمہ:یقیناً جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ان کے لئے ہمیشگی والی جنتیں ہیں، ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، وہاں یہ سونے کا کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے نرم

وباریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ کیا خوب بدلہ ہے، اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ۞ الَّذِیْ أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ﴾ (سورۂ فاطر: آیت: ۳۴، ۳۵)۔

ترجمہ: اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا جہاں نہ ہم کو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِی سَبِيلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوهُ الفِردَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ . (اخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب الجهاد والسير، باب درجات المجاهدين فی سبيل الله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ درمیانہ درجے کی اور بلند ترین جنت ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِی الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، مِصْدَاقُ ذٰلِكَ فِی كِتَابِ اللّٰهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِیَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب قوله فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ، صحیح مسلم: کتاب الجنة و صفة نعیمها و أهلها، باب فی صفة الجنة۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں، جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا ہے، نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال گذرا ہے۔ اور اسی کے مصداق کتاب اللہ کی یہ آیت ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ''پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں جو کچھ یہ کرتے تھے اس کا یہ بدلہ ہے'' (سورۂ سجدہ: آیت ۱۷)۔

تشریح:

جنت کی بیشمار نعمتیں ہیں جن کا احصاء کرنا ناممکن ہے انہیں نعمتوں میں سے اہل جنت کو سونے کے کنگن اور سبز رنگ کے نرم و باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنائے جائیں گے۔ اس میں انہیں کسی طرح کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ وہ بہت ہی کشادہ ہے اس میں ایک سو درجے ہیں اور ہر درجوں کے درمیان زمین وآسمان کا فاصلہ ہے۔ اس میں پانی، دودھ، شراب اور شہد کی نہریں ہیں اس کے علاوہ دیگر اور بھی نعمتیں ہیں جہاں تک انسانی عقل کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی نعمتوں کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- جنت کی نعمتوں کا احصاء نہیں کیا جاسکتا۔
- جنت میں ایک سو درجات ہیں اور ہر درجہ کے درمیان زمین وآسمان کا فاصلہ ہے۔
- جنت میں مختلف قسم یعنی پانی، دودھ، شراب اور شہد کی نہریں ہیں۔

جنتیوں کے لئے رضاءِ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (سورۂ توبہ: آیت ۷۲)۔

ترجمہ: ان ایمان دار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں، اور اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لاَ نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ؟ فَيَقُولُ: أَلاَ أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلاَ أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب التوحيد، باب كلام الرب مع أهل الجنة، صحيح مسلم: كتاب الجنة وصف نعيمها وأهلها، باب إحلال الرضوان على أهل الجنة فلا يسخط عليهم أبدا.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا اے جنتیو! سو وہ کہیں گے اے رب! ہم خدمت میں حاضر ہیں اور سب بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار فرمائے گا تم راضی ہوئے؟ وہ کہیں

گے ہم کیسے راضی نہ ہونگے ہم کو تو نے وہ دیا کہ اتنا اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پروردگار فرمائے گا کیا میں تم کو اس سے بھی عمدہ کوئی چیز نہ دوں؟ وہ عرض کریں گے اے رب! اس سے عمدہ کون سی چیز ہے؟ پروردگار فرمائے گا میں نے تم پر اپنی رضامندی اتاری اب میں اس کے بعد تم پر کبھی غصہ نہ ہوں گا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ اہل جنت کو بیشمار نعمتوں سے نوازا ہے انہیں نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت رضاءِ الٰہی بھی ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں داخل کردے گا تو ان سے سوال کرے گا کہ تم لوگ مجھ سے راضی ہوئے کہ نہیں، وہ جواب دیں گے اے رب! تو نے ہم کو وہ چیزیں عطا فرمائیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پروردگار فرمائے گا کیا میں تم کو اس سے بھی عمدہ چیز نہ دوں؟ وہ کہیں گے اے رب! اس سے عمدہ کون سی چیز ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے راضی ہوگیا اب میں اس کے بعد تم پر کبھی غصہ نہ ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضامندی عطا فرمائے۔

فوائد:

- جنت میں جنتیوں کے لئے بیشمار نعمتیں ہیں۔
- مومنین اللہ تعالیٰ کی رضا پاکر بڑے خوش ہوں گے۔
- اللہ کی رحمت وسیع اور اس کی جزاء بہترین جزاء ہے۔

☆☆☆

جنت کا سب سے کمتر آدمی

عَنِ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: سَالَ مُوسَى رَبَّهُ: مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنزِلَةً ؟ قَالَ: رَجُلٌ يَجِيءُ بَعدَ مَا أُدْخِلَ أَهلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيقُولُ: أَىْ رَبِّ كَيفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِم؟ فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضَى أَن يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِن مُلُوكِ الدُّنيَا ؟ فَيقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيقُولُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ، فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيقُولُ: هٰذَا لَكَ وَعَشْرَةُ أَمْثَالِهِ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ، فَيقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ. قَالَ: رَبِّ فَأَعْلاَهُمْ مَنزِلَةً ؟ قَالَ: أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ، غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيهَا، فَلَمْ تَرَ عَينٌ وَلَم تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ. قَالَ: وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عزوجل، ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الايمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ شخص جو سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد آئے گا۔ اس سے کہا جائے گا جنت میں جا، وہ کہے گا اے میرے رب! کیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے کر لئے اور اپنی جگہیں بنا لیں، اس سے کہا جائے گا کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ تجھے اتنا کچھ ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ کے پاس تھا، وہ کہے گا میں راضی ہوں اے میرے رب۔ حکم ہوگا جا اتنا ہم نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور، اتنا ہی اور، اتنا ہی اور،

پانچویں بار میں وہ کہے گا میں راضی ہوں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ بھی لے اور اس کا دس گنا مزید اور جو تیرا جی چاہے اور جو تجھے بھلا لگے، وہ کہے گا میں راضی ہو گیا اے میرے رب! پھر پوچھا سب سے بڑے درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر کر دی اس لئے اسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل پر گزرا (جو ان کے لئے تیار ہے) اور اسی کے مصداق کتاب اللہ کی یہ آیت ہے ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾ ''پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں'' (سورۂ سجدہ: آیت ۱۷)۔

تشریح:

جب سارے لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے اور اپنی اپنی جگہوں پر قابض ہو جائیں گے تو سب سے آخری اور کم درجہ والا آدمی آئے گا اور سوال کرے گا اے اللہ میں جنت میں کہاں جاؤں کیسے جاؤں؟ سارے لوگوں نے تو اپنی اپنی جگہیں لے رکھی ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو اتنی دولت پہ راضی ہے کہ جتنا دنیا میں ایک بڑے بادشاہ کے پاس مال و دولت رہتی تھی وہ کہے گا ہاں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ تمہیں ہم نے اس کا دس گنا عطا فرمایا ہے اور اس کے علاوہ جتنا چاہو اور جو کچھ چاہو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کم سے کم درجہ والے انسان کو بھی جنت میں دنیا کے بڑے بادشاہ سے کئی گنا عزت و اکرام سے نوازے گا اور اونچا مقام عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

فوائد:

- سب سے کم درجہ والا جنتی دنیاوی بادشاہ سے کئی گناہ زیادہ نعمتوں میں ہوگا۔
- جنت کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

جنتیوں کے بعض صفات

ارشادربانی ہے:﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى﴾(سورۂ نازعات: آیت۴۰-۴۱)۔

ترجمہ: ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔

عَنْ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ شَهِدَ أن لَّا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ العَمَلِ. (أخرجه البخاري).

صحیح بخاری: كتاب أحاديث الأنبياء، باب قوله يا أهل الكتاب لا تغلوا فى دينكم ولا تقولوا على الله......

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور یہ ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے پہنچادیا تھا اللہ نے مریم تک، اور ایک روح ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہوگا (آخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: احْتَجَّتِ النَّارُ وَالجَنَّةُ، فَقَالَتْ هٰذِهِ: يَدْخُلُنِي الجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ، وَقَالَت هٰذِهِ:

يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالمَسَاكِينُ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهِ: أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَرُبَّمَا قَالَ أُصِيبُ بِكَ مَنْ أَشَاءُ، وَقَالَ لِهٰذِهِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ اور جنت نے جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا مجھ میں بڑے بڑے زوردار مغرور لوگ آئیں گے اور جنت نے کہا مجھ میں ناتواں مسکین لوگ آئیں گے۔ اللہ جل جلالہ نے دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں جس کو چاہوں گا تجھ سے عذاب کروں گا یا فرمایا جس کو میں چاہوں گا تجھ سے گرفت کروں گا، اور جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہوں گا تجھ سے رحم کروں گا اور تم دونوں بھری جاؤ گی۔

تشریح:

جنت پرہیزگاروں، متقیوں، شہیدوں، ولیوں، ضعیفوں، کمزوروں اور نیک لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے اب جو بھی افراد ان صفتوں سے متصف ہوں گے انہیں کو اللہ تعالیٰ جنت نصیب فرمائے گا کیونکہ یہی وہ اوصاف ہیں جو انسانوں کو نیک اعمال کی طرف دعوت دیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوتا ہے اور انہیں جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوصاف کو اختیار کرنے کی توفیق دے۔

فوائد:

- نیکی، پرہیزگاری، تقویٰ اور خوف الٰہی اہل جنت کے صفات میں سے ہیں۔
- کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے جنتی ہیں۔

☆☆☆

جنت میں جنتیوں کے صفات

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ (سورۂ حجر: آیت ۴۷)۔

ترجمہ: ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا، ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ﴾ (سورۂ مطففین: آیت ۲۴)۔

ترجمہ: تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تروتازگی پہچان لے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الجَنَّةَ صُورَتُهُم عَلٰى صُورَةِ القَمَرِ لَيلَةَ البَدْرِ، لاَ يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلاَ يَمْتَخِطُونَ وَلاَ يَتغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُم فِيهَا الذَّهَبُ، أمْشَاطُهُم مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُم الأُلُوَّةُ. وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُم زَوجَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِن وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الحُسْنِ، لاَ اخْتِلاَفَ بَينَهُم وَلاَ تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُم قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا . (اخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے۔ نہ اس میں تھوکیں گے نہ ان کی ناک سے کوئی آلائش آئے گی اور نہ پیشاب، پائخانہ کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے۔ کنگھے سونے چاندی کے

ہوں گے۔ انگیٹھیوں کا ایندھن عود کا ہوگا۔ پسینہ مشک جیسا خوشبو دار ہوگا اور ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی جن کا حسن ایسا ہوگا کہ پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا۔ نہ جنتیوں میں آپس میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ بغض وعناد، ان کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ پاک کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہا کریں گے۔

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: یُنَادِی مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا، فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُم أَنْ تَحْیُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُم أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُم أَنْ تَنْعَمُوا، فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا. فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَنُودُوْا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةَ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۂ اعراف: آیت ۴۳)(اخرجہ مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعیمها، باب فی دوام نعیم أهل الجنة وقوله تعالیٰ: ونودوا أن تلكم الجنة.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: پکارنے والا (جنتیوں کو) پکارے گا کہ تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے اور تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے اور تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہوں گے اور تم نعمتوں میں رہو گے کبھی رنج نہ ہوگا اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿وَنُوْدُوْا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''کہ بہشت والے آواز دیئے جائیں گے۔ یہ تمہاری بہشت ہے جس کے تم وارث ہوئے۔ اس وجہ سے کہ تم نیک اعمال کرتے رہے''۔

تشریح:

جنتی جب جنت میں پہنچ جائیں گے تو ان کے چہرے چودھویں چاند کی طرح

ہمیشہ روشن رہے گا، انہیں پیشاب و پاخانہ کی ضرورت نہیں پڑے گی، کھانے پینے کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے، ان کے پاس بہت ہی حسین جمیل دو بیویاں ہوں گی، وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہا کریں گے، انہیں کوئی بیماری نہیں پکڑے گی وہ ہمیشہ جوان رہیں گے کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے انہیں کبھی کوئی رنج وغم نہیں ہوگا ہمیشہ نعمتوں میں رہیں گے۔ آپس میں کسی سے کوئی اختلاف نہیں ہوگا سارے لوگ ایک دوسرے سے مل کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل جنت میں بنائے۔

فوائد:

- جنتیوں کے چہرے چودھویں چاند کی طرح روشن ہوں گے۔
- اہل جنت ہمیشہ نوجوان اور صحت مند رہیں گے۔
- جنتیوں کو قضاء حاجت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

☆☆☆

اللہ عزوجل کا دیدار

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (سورۂ قیامہ: آیت ۲۲۔۲۳)

ترجمہ: اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

کافروں سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (سورۂ مطففین: آیت ۱۵)۔

ترجمہ: ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنْجِنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ عَزَّوَجَلَّ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى.

وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ (سورۂ یونس: ۲۶)

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں جاچکیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ پوچھے گا تم کچھ اور چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہ کیے، ہم کو جنت نہ دی اور جہنم سے نہ بچایا پھر اللہ تعالیٰ اپنا حجاب اٹھائے گا اس وقت جنتیوں کو اللہ کے دیدار سے کوئی چیز بھلی معلوم نہ ہوگی۔

ایک روایت میں یہ زیادہ آیا ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿لِلَّذِينَ

أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ﴾ ”جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی“۔

عَنْ جَرِيرِ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا إِنَّكُمْ سَتُعْرَضُونَ عَلَى رَبِّكُم فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة، صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ بے ٹوک اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ اہل جنت سے سوال کرے گا کیا تمہیں اور کسی چیز کی ضرورت ہے تو وہ کہیں گے اے رب! تو نے ہمیں جنت نصیب فرمائی، اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا اور جہنم سے نجات دی اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا حجاب اٹھائے گا اس وقت جنتیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز بھلی معلوم نہ ہوگی۔ جنتی اللہ تعالیٰ کو واضح طور پر چاند کی طرح دیکھیں گے اور یہ سب سے بڑی نعمت جنتیوں کے لئے ہوگی جبکہ کافرین اس نعمت سے محروم رہیں گے انہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت نصیب فرمائے اور اپنے دیدار سے محظوظ ہونے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- مومن اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن دیکھیں گے۔
- جنتیوں کے لئے دیدار الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔
- کافر لوگ قیامت کے دن دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے۔

☆☆☆

نیکی کے حصول کے مختلف طریقے

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: لاَ تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَو أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی کو کم مت سمجھ (یعنی ثواب سے خالی نہیں)، کشادہ پیشانی کے ساتھ اپنے بھائی سے ملنا بھی نیکی ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِم، قَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ بِهِ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُم لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلاَلِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب بیان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ! مال والے اجر میں آگے ہو گئے اس لئے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد مالوں سے صدقہ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے بھی تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا سامان

بیان کردیا ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید و تہلیل صدقہ ہے اور اچھی بات سکھانا صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور تمہاری شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے (یعنی اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے) تو کیا اس میں ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تم بتاؤ اگر کوئی اپنی شہوت حرام جگہ سے پوری کرے تو کیا اسے گناہ نہیں ملے گا؟ اسی طرح جب اپنی شہوت حلال جگہ سے پوری کرتا ہے تو اسے اجر ملتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلُّ يومٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ تَعْدِلُ بَينَ اثْنَينِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيهَا أَوْ تَرفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الجهاد والسير، باب من أخذ بالركاب ونحوه، صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہر دن انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہے۔جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے کسی آدمی کی سواری میں مدد کرنا جیسے اسے سوار کردینا یا اس پر اس کا سامان رکھ دینا بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات منہ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹادے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الأَعْمَالِ

أَفْضَلُ؟قَالَ: الإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، قَالَ: قُلتُ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا، قَالَ: قُلتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنعُ لأَخْرَقَ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَن بَعْضِ العَمَلِ؟قَالَ: تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ.(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا کون سی گردن (غلام) آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو گردن اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جس کی قیمت زیادہ ہو۔ میں نے کہا اگر میں یہ نہ کرسکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی صانع یا گونگے کی تم مدد کردو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی کا محتاج ہو) میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر خود میں ناتواں ہوں؟ یعنی یہ کام نہ کرسکوں؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے بچانا اور یہ تمہاری جانب سے تم پر صدقہ ہوگا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے نیکی کے مختلف راستے اور وسائل بیان کئے ہیں اب انسان پر منحصر کہ جس میں اس کے لئے آسانی ہو یا جو اسے اچھا لگے اسے اختیار کرے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ ایک بھائی کا اپنے بھائی سے خوش اسلوبی کے ساتھ ملنا نیکی ہے نیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر اور عظمت بیان کرنا بھی نیکی ہے یہاں تک کہ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا اور اس سے ہم بستری کرنا بھی بھلائی کے کاموں میں شمار کیا جاتا ہے، اسی طرح دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا، زبان سے اچھی باتوں کا نکالنا، نماز کے لئے مسجد کی جانب

جانا بھی نیکی کے اندر شمار ہوتا ہے۔شر اور برائی سے بچنا بھی باعثِ ثواب ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بھلائی کے حصول کے مختلف راستے اور طریقے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر اور عظمت بیان کرنا صدقہ ہے۔
- دو آدمیوں میں صلح کرانا ایک عظیم نیکی ہے۔

☆☆☆

تقویٰ کی فضیلت اور اس کا حکم

ارشادِ ربانی ہے:﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾(سورۂ نساء: آیت ۱)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

ارشادِ ربانی ہے:﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾(سورۂ آل عمران: آیت ۱۰۲)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

ارشادِ ربانی ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾(سورۂ حشر: آیت ۱۸)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور ہر (وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ○ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾(سورۂ طلاق: آیت ۲،۳)۔

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

ارشادِ ربانی ہے:﴿ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾(سورۂ بقرہ: آیت ۲)۔

ترجمہ: اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کوراہ دکھانے والی ہے۔

ارشادربانی ہے: ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا﴾ (سورۂ مریم: آیت ۶۳)۔

ترجمہ: یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ. (أخرجه الترمذي).

سنن ترمذي: أبواب البر والصلة عن رسول الله، باب ماجاء في معاشرة الناس، وقال: حسن صحيح، وحسنه الألباني في المشكاة: (٥٠٨٣)۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں کہیں بھی رہو اور ہر برائی کے بعد ایک بھلائی کر لینا کہ یہ برائی کو ختم کر دیتی ہے اور لوگوں کے ساتھ نیک خلقی کے ساتھ پیش آؤ۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیشمار مقامات پر اہل تقویٰ کا ذکر فرمایا ہے اور تقوی کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید پر عمل کرو اس کے اوامر کو بجالاؤ اور نواہی سے اجتناب کرو، اور یوم آخرت کی تیاری میں لگ جاؤ۔ اور یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے اعمال کو ہی قبول فرماتا اور پسند کرتا ہے اور ان کی ہر طرح سے مدد کرتا ہے۔ انہیں مال ودولت اور اولاد ہر طرح کی نعمتوں سے نوازتا ہے انہیں دنیا وآخرت

کی ہر بھلائی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں متقی وپرہیزگار بنائے اور دنیاوی لذتوں سے دور رہنے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- تقویٰ ہر بھلائی کو شامل اور جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔
- برائی سے بچنے اور اوامر کو بجالانے کا نام تقویٰ ہے۔

☆☆☆

بھلائی کی نیت وارادے پر ثواب

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عزوجلَّ قَالَ: قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ الحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَم يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هَمَّ بِهَا وَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ عَشَرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَهَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا لَهُ اللّٰهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسيئة، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب إذا هم العبد بحسنة كتبت وإذا هم بسيئة لم تكتب.

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کردی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کردیا ہے۔ پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کرسکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں دس گنے سے سات سو گنے تک بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھی ہیں۔ اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کرلیا تو اپنے یہاں اس کے لئے ایک برائی لکھی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ

يَعْمَلَ حَسَنَةً ، فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو یہاں تک کہ اسے کر نہ لے۔ جب اس کو کرلے تو پھر اسے اس کے برابر لکھو اور اگر اس برائی کو وہ میرے خوف سے چھوڑ دے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھو اور اگر بندہ کوئی نیکی کرنی چاہے اور نہ کر سکے تو اس کے لئے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس نیکی کو کر بھی لے تو اس جیسی دس نیکیاں سے لے سات سو نیکیاں تک اس کے لئے لکھو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم اور فضل اتنا کشادہ ہے کہ اگر کسی نے اچھے کام کے کرنے کا ارادہ یا عزم کیا لیکن کسی وجہ سے اسے نہیں کر سکا تو ایسے شخص کو نیک نیتی کی وجہ سے ثواب عطا کیا جائے گا اور ایک نیکی اس کے اعمال نامہ میں لکھ دی جائے گی اور اگر اس کام کو کرلیا تو کئی گنا اجر اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا لیکن اگر کسی شخص نے برائی کا ارادہ کیا اور اسے انجام دے دیا تو اس کے حق میں ایک ہی برائی لکھی جائے گی اور اگر اس نے اسے اللہ تعالیٰ کے لئے ترک کر دیا تو اس کے عوض میں ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت کشادہ ہے۔
- مومن کو اچھے و نیک ارادے پر ثواب ملتا ہے۔
- برائی کا ترک کرنا نیکی کے حصول کا ذریعہ ہے۔
- نیک اعمال کا ثواب کئی گنا ہوتا ہے۔

گانا کی حرمت

ارشادربانی ہے:﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾(سورۂ لقمان: آیت ۶)۔

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ، وَالْحَرِيرَ، وَالخَمْرَ، وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوحُ عَلَيهِم بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَيَضَعُ العَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ. (اخرجه البخاری) .

صحيح بخاری: كتاب الأشربة، باب ماجاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه.

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہوجائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اورگانے بجانے حلال بنالیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لئے) چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے پاس ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لئے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات ہی کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کردے گا اور پہاڑ کو (ان پر) گرادے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لئے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کردے گا۔

تشریح:

آج معاشرے میں گانا گانا اور اس کا سننا ایک عام رواج بن چکا ہے لوگ ٹیلیویزن، ریڈیو اور مختلف قسم کے ٹیکنالوجی کو اس کام کے لئے استعمال کرتے ہیں خواہ وہ گھروں میں یا سفر پہ ہوں یا آفسوں میں ہوں ہر جگہ اس طرح کی چیزیں آج موجود ہیں جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ گانا کا سننا حرام اور ناپسندیدہ چیز ہے کیونکہ وہ دلوں کو بیمار کرنے اور اسے سخت بنانے اور ذکر الٰہی اور نماز اور دینی کام سے روکنے کا سبب ہے۔ اور ان کا شمار لہو ولعب میں ہوتا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو گانا سننے سے محفوظ رکھے اور صحیح ڈھنگ سے اسلام پر قائم ودائم رکھے۔

فوائد:

- گانا سننا و گانا دونوں حرام ہیں۔
- گانے کا شمار آلاتِ لہو ولعب میں ہوتا ہے۔

☆☆☆

دعوت الی اللہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (سورۂ حم سجدہ: آیت ۳۳)۔

ترجمہ: اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿اُدْعُ إِلَى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (سورۂ نحل: آیت ۱۲۵)۔

ترجمہ: اپنے رب کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هٰذِهِ سَبِيْلِيْ أَدْعُو إِلَى اللّٰهِ عَلَى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾ (سورۂ یوسف: آیت ۱۰۸)۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی کو ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کے لئے بھی وہی اجر ہے جو ہدایت یافتہ کے لئے ہے اور اس کے اجر میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اور جس شخص نے گمراہی کی طرف

دعوت دی تو اس کے لئے بھی وہی گناہ ہے جو گنہگار کے لئے ہے اور اس کے گناہ میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

تشریح:

اسلام نے امت محمدیہ کو ساری امتوں پر فوقیت بخشی ہے اور اسے سب سے بہترین امت کے خطاب سے نوازا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ اہل علم اور اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ جب وہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں تو حکمتِ عملی، بصیرت، نرم گوئی، حسن اخلاق اور اچھے اسلوب میں دیں اور خالص قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کا پیغام پہنچانے ہی کو اپنا مطمح نظر بنائیں کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جو دوسروں کے دلوں کو مائل اور متاثر کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے دعوت الی اللہ کی ترغیب دی ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی شخص کو ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کے لئے بھی وہی اجر ہے جو ہدایت یافتہ کے لئے ہے اور اس کے اجر میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اسی طرح جس نے کسی شخص کو گمراہی کی طرف دعوت دی تو اس کے لئے بھی وہی گناہ ہے جو گنہگار کے لئے ہے اور اس کے گناہ میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی کام کے کرنے کا جذبہ عطا فرمائے اور دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- امت محمدیہ کا شعار امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔
- دعوت الی اللہ کا کام حکمت عملی اور بصیرت کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔
- جس نے کسی شخص کو کسی نیک کام کی طرف دعوت دی تو اس پر عمل کرنے والے کے برابر دعوت دینے والے کو ثواب ملے گا۔

☆☆☆

صدقہ کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۱۴)۔

ترجمہ: ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ (سورۂ سبا: آیت ۳۹)۔

ترجمہ: تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلے دے گا۔

عَنْ مطرفٍ عَنْ أبيهِ قَالَ: أَتَيتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقْرأُ (اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ: يَقُوْلُ ابنُ آدَمَ: مَالِيُ مَالِيُ، قَالَ: وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة للكافر.

مطرف اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سورۂ تکاثر پڑھ رہے تھے پھر فرمایا: ابن آدم کہے گا کہ میرا مال میرا مال، تو اللہ تعالیٰ کہے گا: اے ابن آدم تیرا مال کہاں ہے سوائے اس کے جسے تو نے کھالیا اور

ختم کردیا یا پہن لیا اور بوسیدہ کردیا یا صدقہ دیا اور پیچھے چھوڑ دیا۔

عَنْ عَدِی بنِ حَاتِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُولُ: اِتّقُوا النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمْرَةٍ .(متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الزکاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقلیل من الصدقة،کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة أو کلمة طیبة......

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جہنم سے بچو اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی (مگر ضرور صدقہ کرکے دوزخ کی آگ سے بچنے کی کوشش کرو)۔

عَنْ أبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: بَیْنَا رَجُلٌ بِفَلاةٍ مِنَ الأرْضِ فَسَمِعَ صَوتًا فِی سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلانٍ، فَتَنَحّی ذٰلِکَ السَّحَابُ فَافْرَغَ مَاءَهُ فِی حَرَّةٍ، فَإذَا شَرْجَةٌ مِن تِلْکَ الشِّرَاجِ، قَدْ اسْتَوعَبَتْ ذٰلِکَ الْمَاءَ کُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فإذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِی حَدِیقَتِهِ یُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فقَالَ لهُ: یَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُکَ ؟ قَالَ: فُلانٌ لِلاسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ، فَقَالَ: لَهُ یَا عَبدَاللّٰهِ لِمَ سَألْتَنِیْ عَنْ اسْمِیْ ؟ قَالَ: إنِّیْ سَمِعْتُ صَوتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاؤُهُ یَقُولُ اسْقِ حَدیقَةَ فُلاَنٍ لاسْمِکَ، فَمَا تَصْنَعُ فِیهَا ؟ قالَ: أمَّا إذْ قُلْتَ هٰذَا فَإنِّی أنْظُرُ إلٰی مَا یَخْرُجُ مِنهَا فَأتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَ آکُلُ أنَا وَعِیَالِی ثُلُثًا وَأرُدُّ فِیهَا ثُلُثَهُ.(اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب فضل الإنفاق علی المساکین وابن السبیل.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی ایک چٹیل میدان میں چل رہا تھا کہ اس نے بادل سے ایک آواز سنی، کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، تو وہ بادل ایک پہاڑی پہ جا کر خوب برسا اور پانی ایک نالی میں جمع ہوکر ایک

طرف بہنے لگا پس وہ آدمی بھی اس پانی کے ساتھ ہولیا تو دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغیچہ میں کھڑا ہو کر بیلچہ سے پانی اِدھر اُدھر کر رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا، اس بندے نے اس آدمی سے پوچھا تم میرے نام کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے بادل سے آواز سنی ہے کہ جاؤ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو اور یہی نام ہے، تم اس باغ کی پیداوار کو کیسے تقسیم کرتے ہو؟ اس بندے نے جواب دیا کہ اس کے باغ کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ صدقہ کرتا ہوں دوسرا کھاتا ہوں اور تیسرا حصہ اسی میں پھر واپس کرتا ہوں یعنی باغ کے اوپر خرچ کرتا ہوں۔

تشریح:

اسلام میں صدقہ وخیرات کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے۔ صدقہ ہی مال میں زیادتی، کشادگئ رزق، جہنم کی آگ سے دوری، قیامت کی ہولناکی سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے اور مرنے کے بعد مسلسل ثواب حاصل کرنے کا ایک سبب ہے۔ اور جو کچھ بھی انسان دنیا میں صدقہ کے طور پر خرچ کرتا ہے وہی اس کا حقیقی مال ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم نے اللہ کے راستے میں جو مال خرچ کیا اور کھایا پیا اور پہنا وہی اس کا مال ہے اور مرنے کے بعد جو مال چھوڑ گیا اس کا نہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے نہ ڈریں بلکہ دل کھول کر خرچ کریں یقیناً یہی مال انہیں کل قیامت کے دن فائدہ پہنچائے گا اور صدقہ جاریہ کے طور پر برابر اس کا فائدہ ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صدقہ کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے۔
- صدقہ مال کو بڑھانے اور کشادگی روزی کا سبب ہے۔
- صدقہ ہی باقی رہنے والا حقیقی مال ہے۔
- مال کے تین حصہ کر کے ایک حصہ غرباء وفقراء میں تقسیم کرنا مشروع ہے۔
- صدقہ قیامت کی ہولناکیوں اور جہنم کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
- صدقہ کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

☆☆☆

بہترین صدقہ

عَنْ أَبِی هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: خَيرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہترین خیرات وہ ہے جس کے دینے کے بعد آدمی مالدار رہے۔ اور صدقہ پہلے انہیں دو جو تمہارے زیر پرورش ہیں۔

عَنْ أَبِی هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمَلُ الْغِنٰى، وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ! کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس صدقہ میں جسے تم صحت کی حالت میں بخل کے باوجود کرو۔ تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مالدار بننے کی تمنا اور امید ہو اور (اس صدقہ خیرات میں) آج کل نہ کرنا کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لئے اتنا اور فلاں کے لئے اتنا مال۔ وہ تو اب دوسروں کا ہو چکا ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ بنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الصَّدَقَةُ عَلَى

الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ . (اخرجه ترمذى).

سنن ترمذی: أبواب الزكاة عن رسول الله،باب ماجاء في الصدقة على ذي القرابة،وقال: حديث حسن، وصححه الألباني في صحيح سنن ابن ماجه: (١٨٤٤)۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ مسکین پر صدقہ ہے اور وہی صدقہ رشتہ دار پر صدقہ اور صلہ رحمی دونوں ہے (یعنی دوگنا اجر ملے گا)۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ میں صدقہ کی بڑی اہمیت ہے خواہ وہ صدقہ کم ہو یا زیادہ۔ البتہ مالداری اور صحت کی حالت میں کیا گیا صدقہ کی اہمیت اور ہی زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ انسان ایسے حالات میں مزید مال کا خواہش مند ہوتا ہے یعنی خواہش اور ضرورت ہونے کے باوجود انسان اللہ کے راستے میں جب خرچ کرتا ہے تو اس کا مقام اللہ تعالیٰ کے یہاں کافی بلند ہوتا ہے۔ نیز اسلام نے ہمیں سب سے پہلے محتاج اور ضرورت مند رشتہ داروں کو صدقہ دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور قرابت داری دونوں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دل کھول کر صدقات وخیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- ضرورت مند رشتہ داروں کو صدقہ دینا زیادہ افضل ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور قرابت داری دونوں شامل ہے۔
- صحت وتندرستی کی حالت میں کیا گیا صدقہ سب سے بہترین صدقہ ہے۔
- صدقہ کرنا زیادتی عمر کا سبب ہے۔

☆☆☆

چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے: ﴿إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۷۱)۔

ترجمہ: اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُم اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يومَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّه، وَرَجُلٌ قَلْبُه مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجتَمَعَا عَلَى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰه. وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتّٰى لاَ تَعلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات طرح کے ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرا وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھا دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد الہی محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے

(برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو صدقات وخیرات کرنے کا حکم دیا ہے اب اگر یہ صدقات وخیرات چھپا کر دیتے ہیں تو یہ ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے چونکہ اس میں اخلاص کا پہلو زیادہ پایا جاتا ہے اور ریا کاری کا شائبہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح جسے صدقہ دیا جائے اسے مخفی رکھا جائے اور اسے لوگوں کے سامنے رسوا ہونے سے بچایا جائے۔ البتہ ضرورت کے وقت یعنی لوگوں کو صدقہ وخیرات پر ابھارنا مقصود ہو تو اسے اعلان کر کے دینا افضل۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کو جو صدقہ بے حد چھپا کر دیتا ہے قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ کے حصول کی بشارت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صدقات کو چھپا کر دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- صدقہ چھپا کر دینا اعلان کر کے دینے سے بہتر ہے۔
- چھپا کر صدقہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا۔

☆☆☆

ماہِ ذوالحجہ

ماہِ ذوالحجہ

وجہ تسمیہ: چونکہ اس مہینے میں اہل عرب خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے نکلتے تھے اس لئے اس کا نام ذوالحجہ پڑ گیا کیونکہ حج کے لغوی معنی قصد وارادہ کے ہیں، عہد جاہلیت میں اس ماہ کو ''برک'' یعنی اونٹوں کو قربانی کے لئے روکے رکھنا کہا جاتا تھا۔

اہم واقعات: ● بیعۃ عقبہ اولی وثانیہ کا واقعہ اسی ماہ میں پیش آیا ● حمزہ بن عبدالمطلب اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اسی ماہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے ● حجۃ الوداع اسی ماہ ۱۰ھ کو پیش آیا ● عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو اسی ماہ ۲۳ھ میں شہید کیا گیا ● ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات اسی ماہ ۴۴ھ میں ہوئی ● عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات اسی ماہ ۷۳ھ میں ہوئی۔ ● شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی وفات اسی ماہ ۸۵۲ھ کو ہوئی ● علامہ حافظ حکمی رحمہ اللہ کی وفات اسی ماہ ۱۳۷۷ھ کو ہوئی ● محمد امین شنقیطی کی وفات اسی ماہ ۱۳۹۳ھ کو ہوئی ● عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کی پیدائش ۱۲/ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ موافق ۲۲/ نومبر ۱۹۱۲ء کو ہوئی۔

☆☆☆

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت اور اس کے بعض احکام

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ أَيَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِن هٰذِهِ الأَيَّامِ. يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلاَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَم يَرْجِعُ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ. (اخرجه أبو داؤد).

سنن أبو داؤد: كتاب الصوم، باب في صوم العشر، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داؤد (٢٤٣٨)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسندیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔یعنی ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر جو کوئی شخص اپنی جان و مال لے کر نکلا ہو اور پھر کچھ واپس نہ آیا ہو۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُم أَنْ يُضَحِّيَ فَلاَ يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا. وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة وهو مريد التضحية أن......

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب عشرۂ ذی الحجہ آجائے اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھے تو اپنے ناخون اور بال میں سے کچھ نہ کاٹے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اپنے بال اور ناخن کو کاٹنے سے بچو۔

تشریح:

عشرۂ ذی الحجہ سے مراد، ذوالحجہ کے شروع کے دس دن ہیں ان دنوں میں رزوہ رکھنا مستحب ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنوں میں سب سے افضل ایام عشرۂ ذی الحجہ ہیں ان دنوں میں اعمال صالحہ کرنے کی انتہائی فضیلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان ایام میں قربانی کرنے والے کے لئے قربانی کرنے تک بال اور ناخن وغیرہ کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عشرۂ ذی الحجہ میں روزوں کا اہتمام کریں اور نیک اعمال کے کرنے پر سبقت کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں عشرۂ ذی الحجہ کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت ہے۔
- عشرۂ ذی الحجہ میں کثرت سے عمل صالح کرنا مستحب ہے۔
- یوم عرفہ کا روزہ غیر حاجیوں کے لئے رکھنا مشروع ہے۔
- قربانی کرنے والے عشرۂ ذی الحجہ میں قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن وغیرہ کاٹنے سے پرہیز کریں۔

☆☆☆

حرمین کی فضیلت

مسجد حرام کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (سورۂ حج: آیت ۲۵)۔

ترجمہ: جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلاَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ . (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مكة والمدينة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے کا ثواب ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلاَّ إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ وَمَسْجِدِ الأَقْصَى. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کجاوہ مت کسو مگر تین مسجدوں کے لئے، مسجد حرام مسجد رسول (یعنی مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي. (متفق علیہ).

صحیح بخاری: کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل مابین القبر والمنبر، صحیح مسلم: کتاب الحج، باب مابین القبر والمنبر روضۃ من ریاض الجنۃ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض (کوثر) پر ہوگا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام اور مسجد نبوی کو دوسری مسجدوں پر فوقیت دی ہے اور ان میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے بنسبت کئی گنا زیادہ کر رکھا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عبادت کی غرض سے تین مسجدوں یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ اور یہ سفر ان کی عظمت وفضیلت اور شرف کی وجہ سے مشروع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی کافی فضیلت ہے۔
- عبادت کی غرض سے مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے کمرے اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کا حصہ ہے۔

☆☆☆

مکہ کے احکام

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَومَ فَتْحِ مَكَّةَ : إِنَّ هٰذَا البلدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ، لاَ يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلاَ يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلاَّ مَنْ عَرَّفَهَا .(اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الحج، باب فضل الحرم.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر(مکہ) کو حرمت والا بنایا ہے(یعنی عزت دی ہے) پس اس کے (درختوں کے) کانٹے تک بھی نہیں کاٹے جاسکتے اور شکار بھی نہیں ہنکائے جاسکتے اور نہ گری پڑی چیز اٹھائی جاسکتی ہے۔سوائے اس کے جو اعلان کرکے اس کے مالک تک پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الحِلِّ وَالحَرَمِ : الحَيَّةُ وَالغُرَابُ الأَبْقَعُ وَالفَأرَةُ وَالْكَلْبُ العَقُورُ وَالحُدَيَّا . (اخرجه مسلم)

صحیح مسلم: کتاب الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم.

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا حل وحرم میں پانچ موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے :سانپ ،کوا، چوہا اور کاٹ کھانے والا کتا اور چیل۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا شہر قرار دیا ہے حرمت کا مطلب یہ ہے کہ

وہاں کی تمام چیزوں کو امن حاصل ہے یہاں تک کہ وہاں کے پیڑ پودوں کا کاٹنا اور پرندوں سے چھیڑ چھاڑ کرنا اور شکار کرنا سب منع ہے۔اسی طرح وہاں پہ گری ہوئی اور لاوارث چیز کو اٹھانا منع ہے سوائے اس کے کہ کسی کی یہ نیت ہو کہ اسے صاحب سامان یا اس آفس تک پہنچا دے گا جہاں گم شدہ سامان حفاظت کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔اگر اس نیت سے اٹھا رہا ہے تو جائز ہے ورنہ منع ہے۔البتہ رسول اکرم ﷺ نے وہاں پر بھی موذی اور تکلیف دینے والے جانوروں سانپ ،کوا، چوہا اور کاٹ کھانے والا کتا اور چیل کو مارنے کی اجازت دی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں مکہ مکرمہ کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- مکہ کے پودوں کا کاٹنا اور پرندوں سے چھیڑ کھاڑی کرنا ممنوع ہے۔
- مکہ میں گری ہوئی چیزوں کا اٹھانا ممنوع ہے البتہ پہچان کرانے کے لئے اٹھانا جائز ہے۔
- مکہ میں موذی پرندوں وحیوانوں کا قتل کرنا مباح ہے۔

☆☆☆

عمرہ کی فضیلت

ارشاد ربانی ہے:﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۹۶)۔

ترجمہ: حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةَ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب فى فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

عَنْ ابنِ مَسعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَلَيسَ لِلحَجَّةِ المَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الجَنَّةَ . (اخرجه الترمذى).

تخريج: سنن ترمذى:أبواب الحج، باب ماجاء فى ثواب الحج والعمرة، وقال: حسن غريب، وقال الألبانى حسن صحيح فى صحيح سنن ابن ماجه: (۲۸۸۷)۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج وعمرہ کو پے درپے کرو کیونکہ وہ فقر اور گناہوں کو مٹاتے ہیں جیسے لوہار کی بھٹی سونے اور چاندی کے میل کو مٹاتی ہے اور حج مبرور کا صلہ سواء جنت کے کچھ بھی نہیں۔

تشریح:

عمرہ کے لغوی معنی ارادہ اور زیارت کے ہیں ۔مگر اصطلاحی معنی میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرنا اور سر کے بال منڈوانا یا چھوٹا کروانا عمرہ کہلاتا ہے۔اسلام میں عمرے کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے اوراگر اس کی ادائیگی رمضان جیسے مبارک مہینے میں کی گئی تو اس کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے جیسا کہ رسول اکرم نبی آخرالزمان محمد ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے مگر اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ اس سے حج کی فرضیت ساقط ہوجائے گی۔عمرہ کا ثواب یہ ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں برائیاں مٹائی جاتی ہیں فقر وفاقہ ختم ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام مسلمانوں کو عمرے کی سعادت نصیب فرمائے۔

فوائد:

- عمرہ گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔
- حج وعمرہ کرتے رہنا مستحب ہے۔
- حج وعمرہ برابر کرنے سے فقر وفاقہ دور ہوجاتا ہے۔

☆☆☆

حج کی فرضیت

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (سورۂ آل عمران: آیت ۹۷)۔

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا، تو یقیناً اللہ تعالیٰ جہانوں سے بے نیاز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب الإیمان، باب بنی الإسلام علی خمس، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان أرکان الإسلام ودعائمه العظام.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اول گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيكُمُ الحَجَّ فَحَجُّوا. فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَمَّا اسْتَطَعْتُم، ثُمَّ قَالَ: ذَرُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ

مَا اسْتَطَعْتُم وَإِذَا نَهَيْتُكُم عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا (فرض) ہے؟ آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ اس نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میں (جواب میں) ہاں کہہ دیتا تو یقیناً (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا، تم مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دو، جب تک میں تمہیں (تمہارے حال پر) چھوڑے رکھوں، اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے۔ پس میں جب تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ اور جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں، تو اسے چھوڑ دو۔

تشریح:

حج، کے لغوی معنی قصد وارادہ کے ہیں اور اصطلاحی معنی ایام حج میں معروف ومعلوم آداب وشروط کے ساتھ بیت اللہ کا قصد وارادہ کرنا۔ حج اسلام کے پانچ اہم رکنوں میں سے ایک رکن ہے اس کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت، عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر ایک بار فرض ہے لہذا جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا بلکہ اسے وقت اور پیسے کی ضیاع سمجھتا ہے تو ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر کوئی سستی وکاہلی کی وجہ سے نہیں کرتا ہے تو ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا لیکن فاسق وفاجر اور گناہ کبیرہ کا ضرور مرتکب ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حج سے متعلق فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور حج کے دوران اس نے کوئی فحش گوئی کی نہ کوئی برا کام کیا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف

واپس لوٹے گا جیسے وہ اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے یعنی اس کے پاس کوئی گناہ نہیں ہے۔ نیز حج مبرور کا صلہ جنت ہے اور حج مبرور وہی ہے جو مسنون اور شرعی طریقے سے ادا کیا گیا ہو اس میں کسی طرح کی زیادتی اور کمی نہ ہوئی ہو اور اس کی زندگی یکسر بدل گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کے مطابق حج کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- حج صاحب استطاعت، عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر ایک بار فرض ہے۔
- حج ارکان اسلام کا ایک رکن ہے۔

☆☆☆

حج کے بعض احکام

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَقِیَ رَکْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ، فَقَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: رَسُولُ اللّٰہِ، فَرَفَعَتْ إِلَیهِ امْرَأَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَکِ أَجْرٌ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الحج، باب صحة حج الصبی واجر من حج به.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ روحاء جگہ پر ایک قافلے سے ملے، تو پوچھا کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتلایا، مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا رسول۔ پس ایک عورت نے ایک بچہ (ہاتھوں پر اٹھا کر) بلند کیا اور پوچھا، کیا اس کے لئے بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں اور اس کا اجر تجھے ملے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُولُ: لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ! إِنِّی اکْتُتِبْتُ فِی غَزْوَةِ کَذَا وَکَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِی حَاجَّةً؟ قَالَ: اِذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِکَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسیر، باب من اکتتب فی جیش فخرجت امرأته حاجة أو کان له عذر.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے، سو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری عورت تو حج کے لئے نکل چکی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

تشریح:

حج کے بہت سے احکامات ہیں جن کی معرفت اور جانکاری حج پہ جانے سے پہلے ایک حاجی کے لئے ضروری ہے انہیں احکامات میں سے بچے کا حج کرنا اور بغیر محرم کے عورت کا حج کے لئے سفر کرنا ہے۔ چھوٹے بچے اگر والدین یا سرپرستوں کے ساتھ حج میں ہوں تو والدین کو چاہئے کہ ان کی طرف سے حج کی نیت کریں اور انہیں اپنے ساتھ ہر جگہ منی، عرفات اور مزدلفہ میں رکھیں اور ان کی طرف سے کنکریاں ماریں۔ والدین کو ان کے حج کا ثواب ملے گا تاہم بلوغت کے بعد انہیں اپنا حج اسلام کرنا ہوگا۔ البتہ عورتوں کو بغیر محرم کے حج پہ جانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ محرم کا نہ ہونا ایک شرعی عذر ہے اور ایسی صورت میں اس عورت پر حج فرض نہیں ہوگا۔ لیکن بعض علماء مخصوص حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ عورت کو بغیر محرم کے حج کی اجازت دیتے ہیں مثلاً عمر رسیدہ خاتون جس کی جوانی ڈھل چکی ہو تو وہ قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ حج پہ جا سکتی ہے۔ محرم سے مراد وہ افراد ہیں جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو جیسے بیٹا، باپ، دادا، چچا، ماموں، بھانجا، بھتیجا اور سسر وغیرہ۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اس آدمی کو جس نے کسی غزوہ میں جانے کے لئے نام لکھایا تھا اسے حکم دیا کہ جاؤ تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو یہی تمہارا جہاد ہے کیونکہ تنہا عورت کو بغیر محرم کے حج کے لئے بھیجنا مشروع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- بلوغت سے قبل بچے کا حج جائز ہے تاہم فرضیت ساقط نہیں ہوگی۔
- بچے کے حج کا ثواب حج کرانے والے کو ملے گا۔
- عورت پر حج کی فرضیت کے لئے محرم کا ہونا شرط ہے۔
- شوہر کو جہاد میں جانے کے بجائے عورت کے ساتھ حج کرنے کا حکم ہے۔

☆☆☆

مواقیت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ. (متفق عليه).

كتاب الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلوا قبل ذي الحليفة، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمرة.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ کے لوگ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، شام کے لوگ جحفہ سے اور نجد کے لوگ قرن منازل سے۔ عبداللہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور یمن کے لوگ یلملم سے احرام باندھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، قَالَ: فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ فَمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ فَمِنْ أَهْلِهِ، وَكَذَا فَكَذٰلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الحج، باب مهل من كان دون المواقيت، صحيح مسلم: كتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمرة.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا۔ شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کے لئے قرن منازل

اوریمن والوں کے لئے یلملم۔ یہ میقات ان ملک والوں کے لئے ہیں اوران لوگوں کے لئے بھی جو وہاں سے گزر کرحرم میں داخل ہوں اورحج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر ہیں۔اور مکہ کے لوگ احرام مکہ ہی سے باندھیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰه بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ. يَعْنِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيفَةِ. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الحج، باب الاهلال عند مسجد ذي الحليفة،صحيح مسلم: كتاب الحج، باب أمر أهل المدينة بالاحرام من عند مسجد ذي الحليفة.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے قریب ہی پہنچ کراحرام باندھا تھا۔

تشریح:

مواقیت میقات کی جمع ہے جس کے معنی جگہ کے ہیں۔یہیں سے حج وعمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔رسول اکرم ﷺ نے ہرسمت سے آنے والے حاجیوں اور معتمرین کے لئے میقات کی تعیین کردی ہے کہ وہ لوگ وہیں سے احرام پہن کر مکہ مکرمہ کا رخ کریں بغیر احرام کے اس سے آگے نہ بڑھیں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ذوالحلیفہ: مدینہ منورہ اوراس سے ملحقہ علاقوں کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے اس وقت اس کا نام آبارعلی ہے، یہ مکہ مکرمہ سے تقریبا ساڑھے چارسوکلومیٹر کے فاصلے پرواقع ہے اس میقات کا فاصلہ تمام میقاتوں سے زیادہ ہے۔

جحفہ: شام،ترکی اورمصر کی جانب سے آنے والوں کی میقات ہے اب یہ بستی موجودنہیں ہے مگرقریب ہی''رابغ'' نامی جگہ ہے جہاں سے لوگ احرام باندھتے

ہیں یہ مکہ سے شمال مغرب میں ۱۸۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

قرن المنازل: اہل نجد اور عرفات کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے اب یہ بستی بھی موجود نہیں ہے مگر قریب میں ''السیل'' نامی جگہ ہے جہاں سے لوگ احرام باندھتے ہیں جو مکہ سے ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

یلملم: جو یمن، چین، بنگلہ دیش، افغانستان، ہندوستان، اور پاکستان کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے یہ مکہ مکرمہ سے ۹۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

ذات العرق: عراق وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے اب یہ بستی موجود نہیں ہے مگر قریب ہی ''الضریبہ'' نامی جگہ ہے جہاں سے لوگ احرام باندھتے ہیں یہ مکہ مکرمہ سے شمال مشرق میں ۹۴ کلومیٹر پر واقع ہے۔ لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر ہیں اور اہل مکہ اپنے گھروں سے حج کے لئے احرام باندھیں گے البتہ عمرے کے لئے حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میقات کے احکامات کو صحیح طریقے سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے میقات متعین ہے۔
- میقات سے بغیر احرام پہنے آگے بڑھنا منع ہے۔
- میقات کے اندر رہنے والوں کی میقات ان کے گھر ہیں۔

☆☆☆

یوم عرفہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ عزوجلّ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟ (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الحج، باب في فضل يوم عرفة.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادے سے جمع ہوئے؟۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر وصوم يوم عرفة.

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے دن روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا گذشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کا کفارہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". (اخرجه الترمذي).

سنن ترمذي: أبواب الدعوات عن رسول الله، باب في دعاء يوم عرفة، وقال: حسن غريب، وحسنه الألباني في المشكاة: (۲۵۹۸)، وفي الصحيحة: (۱۵۰۳)۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے سب سے بہتر بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے بھی کہی تھی وہ ہے "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح:

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے، دنوں میں سب سے افضل یوم عرفہ ہے اور وقوف عرفہ حج کا ایک ایسا رکن ہے کہ بغیر اس کے حج مکمل نہیں ہوگا۔ اس دن اللہ تعالیٰ بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر حجاج کا حال دیکھ کر فخر کرتا اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادے سے جمع ہوئے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں یہ تیری رحمت چاہتے اور گناہوں کی معافی کے خواستگار ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم سے اسی دن آزاد کرتا ہے۔ اس دن غیر حاجیوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کا ثواب گذشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کے کفارہ کی صورت میں ملتی ہے۔ اور اس دن کی سب سے بہترین دعا "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" ہے۔

لہٰذا غیر حاجیوں کو چاہئے کہ وہ اس دن روزہ رکھیں اور حاجیوں کو چاہئے کہ وہ یوم عرفہ میں ذکر واذکار اور دوسری عبادتوں کا اہتمام کریں اور دعاؤں میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں خاص کر "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" کثرت سے پڑھیں۔

فوائد:

- یوم عرفہ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ دنوں میں سب سے افضل دن ہے۔
- اس دن روزہ رکھنے کا ثواب یہ ہے کہ اگلے وپچھلے ایک سال کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔
- یوم عرفہ کی دعا بہترین دعا ہے۔

☆☆☆

عید کی نماز

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ رَكْعَتَيْنِ، لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .(متفق عليه).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب الخطبة بعد العید، صحیح مسلم: کتاب صلاة العیدین، باب ترك الصلاة قبل العید وبعدها فی المصلی.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن نکلے اور (عیدگاہ) میں دو رکعت نماز عید پڑھی۔ آپ ﷺ نے نہ اس سے پہلے نفل نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى فِي الْأُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا .(اخرجه ابو داود).

سنن ابو داود: کتاب الصلاة، باب التکبیر فی العیدین، وصححه الألبانی فی صحیح سنن أبی داود: (١١٤٩).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ. بـ﴿ق وَالْقُرآنِ الْمَجِيدِ﴾ و﴿ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب صلاة العیدین، باب ما یقرأ فی صلاة العیدین.

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں سورۂ ق اور سورۂ قمر پڑھتے تھے۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي الأَضحٰى وَالفِطرِ ثُمَّ يَخطُبُ بَعدَ الصَّلاةِ . (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب المشی والرکوب إلی العید والصلاة قبل الخطبة......

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پہلے پڑھتے پھر بعد میں خطبہ دیتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَومُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب العیدین، باب من خالف الطریق إذا رجع یوم العید.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عید کے دن ایک راستہ سے جاتے پھر دوسرے راستے سے واپس آتے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُخرِجَهُنَّ فِي الفِطرِ وَالأَضحٰى: العَوَاتِقَ وَالحُيَّضَ وَذَوَاتِ الخُدُورِ فَأَمَّا الحُيَّضُ فَيَعتَزِلْنَ الصَّلاةَ وَيَشهَدْنَ الخَيرَ وَدَعوَةَ المُسلِمِينَ، قُلتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحدَانَا لا يَكُونُ لَهَا جِلبَابٌ؟ قَالَ: تُلبِسُهَا أُختُهَا مِنْ جِلبَابِهَا . (متفق علیه).

صحیح بخاری: کتاب الصلاة، باب وجوب الصلاة فی الثیاب، صحیح مسلم: کتاب صلاة العیدین، باب ذکر إباحة خروج النساء فی العیدین إلی المصلی وشهود......

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم آزاد، جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں لیکن حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں، مگر خیر اور دعا میں شریک رہیں، انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی سہیلی اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اڑھا دے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خوشی کے دو دن متعین کر رکھے ہیں جسے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا نام دیا گیا ہے۔ اس دن مسلمانوں کے لئے غسل کرنا، بہترین لباس زیب تن کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، عید گاہ کے لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا مستحب ہے۔ حائضہ عورتوں کو بھی عید گاہ جانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ذکر واذکار میں برابر کی شریک ہوسکیں۔

عیدین کی نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نعمتوں کی تکمیل کے شکرانے کے طور پر مشروع ہے۔ جو سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعت ہے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت سے قبل پانچ زائد تکبیریں مسنون ہیں نیز پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ق یا سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قمر یا سورۂ غاشیہ کا پڑھنا مستحب ہے اور نماز کے بعد خطبہ دینا مشروع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عیدین کے احکام کو اچھے طریقے سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- عیدین کی نماز مشروع ہے۔
- عیدین کی نماز دو رکعت ہے پہلی رکعت میں سات تکبیر اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیر ہوتی ہے۔
- پہلی رکعت میں سورۂ ق اور دوسری رکعت میں سورۂ قمر کا پڑھنا مستحب ہے۔
- عیدین کی نماز کے بعد خطبہ دینا مشروع ہے۔
- عیدین کی نماز کے لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا مستحب ہے۔
- عیدین کی نماز کے لئے عورتوں کا پردے میں ہو کر عید گاہ جانا مستحب ہے۔

قربانی

ارشاد ربانی ہے:﴿لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ﴾ (سورۂ حج: آیت ۳۷)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا. (اخرجه مسلم).

كتاب الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية و ذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو سفید یا سفید اور سیاہ رنگ کے سینگ دار تھے آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ کہی اور تکبیر کہی اور ذبح کرتے وقت ان کی گردن پر اپنا پاؤں رکھا (تاکہ جانور اپنا سر نہ ہلا سکے اور تکلیف نہ پائے۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحَّى خَالِيْ أَبُوبُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ؟ فَقَالَ: ضَحِّ بِهَا وَلَا تَصْلُحُ لِأَحَدٍ لِغَيْرِكَ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ ضَحّٰى قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الأضاحي، باب وقتها.

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ماموں ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز

سے پہلے قربانی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو گوشت کی بکری ہوئی (یعنی قربانی کا ثواب نہیں ہے)۔ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اسی کی قربانی کر اور تیرے سوا اور کسی کے لئے یہ درست نہیں (بلکہ بکری ایک برس یا زیادہ کی ضروری ہے)۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے اس نے اپنی ذات کے لئے قربانی کی (یعنی گوشت کھانے کے لئے، قربانی کا ثواب نہیں ملتا) اور جو شخص نماز کے بعد ذبح کرے اس کی قربانی پوری ہوئی اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پا گیا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُم فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ. (اخرجه مسلم)

صحيح مسلم: كتاب الأضاحى، باب سن الأضحية.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قربانی میں صرف مسنہ ذبح کرو (جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو) البتہ جب تم کو ایسا جانور نہ ملے تو دنبہ کا بچہ ذبح کرو (جو چھ مہینہ کا ہو کر ساتویں میں لگا ہو)۔

تشریح:

قربانی ایک اہم عبادت ہے اس میں ریاکاری اور دکھاوا نہیں ہونا چاہئے اور یہ سنتِ ابراہیمی ہے اس کے کچھ احکام ہیں جن کی معرفت قربانی کرنے والے کے لئے ضروری ہے تاکہ اس کی قربانی اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو سکے۔قربانی کے جانور کا تمام عیوب سے پاک ہونا اور اس کے دانت کا نکلنا، خالص اللہ کے لئے ہونا اور نماز کے بعد ہونا ضروری ہے۔ اگر ان صفات کے خلاف قربانی ہوتی ہے تو اسے قربانی کا ثواب نہیں ملے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنت کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ریا و سمعہ سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- قربانی کرنا مشروع ہے۔
- قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔
- قربانی نماز کے بعد ہی سنت ہے۔

☆☆☆

ذبح کے شروط وآداب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ (سورۂ انعام: آیت ۱۲۱)۔

ترجمہ: اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفُرُ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الذبائح والصيد، باب ما ند من البهائم فهو بمنزلة الوحش، صحيح مسلم: كتاب الأضاحى، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن والظفر وسائر......

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز بھی خون بہادے اور ذبح کرتے وقت جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ البتہ (ذبح کرنے والا آلہ) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہئے۔ (دانت اس لئے نہیں کہ یہ ہڈی ہے) اور ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة.

شداد بن اوس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد رکھیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں اچھائی فرض کی ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور جب تم

میں سے کوئی ذبح کرنا چاہے تو وہ چھری کو تیز کرلے اور اپنے جانور کو آرام دے (اور مستحب ہے کہ چھری جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور نہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرے اور نہ ذبح کرنے کے لئے کھینچ کر لے جائے)۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لئے کچھ آداب سکھلائے ہیں انہیں آداب میں سے چند یہ ہیں کہ ذبح کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھی جائے اور تیز دھار آلہ سے ذبح کیا جائے تاکہ انہیں تکلیف نہ ہونے پائے۔ نیز جانوروں کے سامنے ذبح کرنے اور چھری تیز کرنے سے منع کیا گیا ہے اور دانت، ناخن اور ہڈی سے بھی ذبح کرنے سے روکا گیا ہے۔

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان امور کی معرفت حاصل کریں تاکہ وہ اسلامی طریقے سے قربانی کے جانور کو ذبح کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کے احکامات کو سیکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

فوائد:

- قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔
- ذبح کے وقت خون کا نکلنا شرط ہے۔
- تیز دھار آلہ سے ذبح کرنا مستحسن ہے۔
- ہڈی اور دانت سے ذبح کرنا ممنوع ہے۔

☆☆☆

خرید وفروخت کے احکام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلاً، فَقَالَ مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: أَفَلاَ جَعَلْتَهُ فَوقَ الطَّعَامِ كَي يَرَاهُ النَّاسُ ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيسَ مِنِّي. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کا غلے کے ایک ڈھیر سے گزر ہوا، پس آپ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ کی انگلیوں نے تری محسوس کی۔ آپ نے پوچھا، اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اسے بارش پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا تو تو نے اس (بھیگے ہوئے حصے) کو غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں (یاد رکھ) جس نے ہم سے دھوکہ کیا، پس وہ ہم سے نہیں۔

عَنْ حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَ كَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا. (اخرجه البخاری).

صحيح بخاری: كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا.

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والے دونوں کو اختیار ہے (سودا ختم کرنے کا) جب تک جدا نہ ہوں پھر اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور بیان کر دیں گے (جو کچھ عیب ہے چیز میں یا قیمت میں) تو ان

کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں گے اور چھپائیں گے (عیب کو) تو ان کی بیع میں سے برکت مٹ جائے گی (اور ان کی تجارت کو کبھی فروغ نہ ہوگا)۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: الحَلِفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلرِّبْحِ .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم سودے کے زیادہ بکنے کا سبب ہے لیکن کمائی کی برکت مٹانے کا ذریعہ بھی ہے۔

وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الحَلِفِ فِي البَيْعِ فَإِنَّهُ يُنفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع.

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سودا کرتے وقت زیادہ قسم کھانے سے بچو، اس لئے کہ اس سے سودا تو زیادہ بک جاتا ہے، لیکن (یہ طریقہ) برکت کو مٹا دیتا ہے۔

تشریح:

تجارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز کو خرید کر دوسری جگہ لے جا کر مناسب نفع لے کر بیچنا۔ اسلام نے تجارت کے کچھ اصول وضوابط بنائے ہیں جن پر عمل کرنا بیحد ضروری ہے انہیں اصولوں میں سے فریقین کی رضامندی، آزادی، عیب سے پاک اور مکمل معلومات کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح خرید وفروخت میں دھوکہ دہی اور جھوٹی قسمیں کھانا حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بیع وشراء اور خرید وفروخت کا جو ایک نظام بنایا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً پورا معاشرہ اور سوسائٹی ہر قسم کے ظلم وجور سے پاک ہو جائے گی اور

معیشت مستحکم ہو جائے گی اور سارے لوگ خوشحال ہو جائیں گے۔ اپنے سماج میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اگر کسی نے کسی چیز کا ریٹ لگا دیا لیکن اسے لگا کہ میں نے قیمت کم کہہ دی ہے اور ابھی بات چیت جاری ہے اور پھر وہ ریٹ بڑھا دیتا ہے تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے حالانکہ ابھی اس کو اختیار ہے کہ وہ سودا ختم کر دے یا مول بھاؤ میں کمی و بیشی کر دے اسی طرح لینے والے کو بھی اختیار ہے کہ وہ قیمت دوبارہ لگا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خرید و فروخت کے معاملے میں اسوۂ رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دھوکہ دہی سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- خرید و فروخت میں دھوکہ دینا ممنوع اور گناہ کبیرہ ہے۔
- بیع و شراء میں فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔
- فریقین کو جدا ہونے سے قبل سودا ختم کرنے کا حق ہے۔
- بیع و شراء میں قسم کھانا برکت کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔

☆☆☆

تھن میں دودھ روک کر جانور کو بیچنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تُصِرُّوا الإِبِلَ وَالْغَنَمَ ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا ، إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ .(متفق عليه) .

صحيح بخاری: كتاب البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل، وصحيح مسلم: كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اونٹنی اور بکری کا دودھ نہ روکو، اگر کوئی ایسا جانور خرید لیتا ہے تو دودھ دوہنے کے بعد اسے اختیار ہے چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو واپس کردے، اور ایک صاع کھجور (یا غلہ) بھی اس کے ساتھ دے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّلَقِّيْ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَأَنْ تَسأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا،وَ عَنِ النَّجَشِ وَالتَّصْرِيَةِ وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيْهِ.(متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه......، صحيح مسلم: كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے قافلوں کو ملنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ شہری دیہاتی کے لئے خریدے اور یہ کہ عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کی شرط کرے، اور دھوکہ دینے کے لئے سودے کی قیمت بڑھانے اور جانور کے تھنوں میں کئی وقتوں کا دودھ جمع کر کے انہیں فروخت کرنے سے بھی منع فرمایا، اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے۔

تشریح:

تجارت کرنا ایک اچھا عمل ہے رسول اللہ ﷺ نے تجارت کرنے کی ترغیب دی ہے لیکن اس میں لوگوں کو دھوکہ دینے سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس پر وعید بھی سنائی ہے۔ جانوروں کی تجارت کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کے تھنوں میں دودھ جمع کر کے نہ بیچو، ہوتا یہ ہے کہ لوگ جب کسی جانور کو بیچنا چاہتے ہیں تو دو تین وقت سے اس کے دودھ کو نہیں دوہتے ہیں تاکہ دیکھنے والے کو یہ محسوس ہو کہ یہ جانور کافی دودھ دینے والا ہے، اور ایسے ہی عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کا جانور بیچنے والے بھی جانوروں کو آٹا یا کوئی اور مادہ پانی میں گھول کر پلا دیتے ہیں جس سے ان کا جسم بالکل بھرا معلوم ہوتا ہے اور خوبصورت لگنے لگتے ہیں اور دیکھنے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ جانور بہت ہی تندرست اور موٹا ہے جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔اس طرح کے دھوکہ دہی کو اللہ کے رسول ﷺ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

فوائد:

- تجارت میں دھوکہ دینا سخت گناہ ہے۔
- جانوروں کو بیچنے کے لئے اس کے دودھ کو دو تین وقت سے روکے رکھنا منع ہے۔
- تھن میں روکے گئے دودھ والے جانور کا دودھ دوہنے کے بعد خریدنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے اسے اپنے پاس رکھے یا اسے بیچنے والے کو واپس کر دے۔

☆☆☆

تعریف میں مبالغہ آرائی ممنوع ہے

عَنِ أبی بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنه قَالَ: مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَقَالَ: وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ. مِرَارًا، إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَاكَ. كَذَا وَكَذَا. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق،باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط وخيف منه فتنة على......

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا: ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی، جب تم میں سے کوئی اپنے دوست کی تعریف کرنا ہی چاہے تو یوں کہے میں ایسا ایسا سمجھتا ہوں اور میں اللہ پر کسی کی صفائی و پاکیزگی نہیں بیان کرتا اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اگر وہ حقیقت میں ایسا سمجھتا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ، فَقَالَ: لَقَدْ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح، صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط وخيف منه فتنة على......

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف میں مبالغہ کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا یا اس کی پیٹھ کو کاٹ دیا۔

عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَحْثِيَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط وخيف منه فتنة على......

مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مداحوں کے چہروں پر مٹی پھینکنے کا حکم دیا ہے۔

تشریح:

اسلام میں کسی کی ہمت افزائی اور تشویق وترغیب کے لئے اس کے اعمال خیر کی کسی حد تک مدح وستائش کی اجازت ہے۔لیکن آج کے ماحول میں جو مدح وستائش کی جارہی ہے یہ قطعاً جائز نہیں کیونکہ اس میں بڑے لوگوں اور اہل ثروت افراد کی بے جا تعریف کرکے ان سے پیسے اینٹھے جاتے ہیں۔شعراء اس معاملے میں بہت ہی آگے ہیں جب وہ کسی کی تعریف پہ اتر آتے ہیں تو ان کی تعریف میں آسمان وزمین کے قلابے ملادیتے ہیں جو کسی طرح جائز نہیں۔رسول اکرم ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی تعریف کی گئی تو آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا: ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی، جب تم میں سے کوئی اپنے دوست کی تعریف کرنا ہی چاہے تو یوں کہے میں ایسا ایسا سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی علیم وخبیر ہے۔نیز جو لوگ مدح وستائش میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور اسے عادت بنا رکھی ہے ایسے افراد کے چہروں پر آپ ﷺ نے مٹی ڈالنے کا حکم دیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بے جا کسی کی تعریف کرنے سے بچائے۔

فوائد:

- تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے۔
- کسی کی تعریف کرنی ہو تو اس طرح کہے: میں ایسا ایسا سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔
- تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکنے کا حکم ہے۔
- کسی کی بے جا تعریف کرنا اس کو ہلاک کرنا ہے۔

تیر اندازی سیکھنے کا حکم

عَنْ يزيد بن عبيد قَالَ سَمِعْتُ سَلَمةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَفَرٍ مَنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ فَقَالَ: ارْمُوْا بَنِي إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِياً .(أخرجه البخارى).

صحیح بخاری: كتاب الجهاد والسير، باب التحريض على الرمی.

یزید بن عبید سے مروی کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ کا مسلمانوں کی ایک جماعت سے گزر رہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ :وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ، أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ.(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم : كتاب الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا آپ کہہ رہے تھے اپنی قوت کے مطابق اپنے آپ کو دشمنوں کے لئے تیار رکھو،قوت سے مراد تیر اندازی ہے،قوت سے مراد تیر اندازی ہے،قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ عَلِمِ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْقَدْ عَصَى .(اخرجه مسلم).

صحيح مسلم : كتاب الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے تیر

اندازی سیکھی اور اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم سے نہیں ہے، یا آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے نافرمانی کی۔

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے ہمیں تیر اندازی سیکھنے کی ترغیب دی ہے۔ موجودہ دور میں ہر طرح کے اسلحے اس ضمن میں آئیں گے جس سے اسلام کو بچایا جا سکتا ہے اس لئے اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو اپنے دفاع، اسلام کے دفاع اور جہاد کے لئے ان تمام اسلحہ کے استعمال کرنے کی ٹریننگ کرائیں تا کہ انہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو وہ اس کا دفاع کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت کے وسائل کو سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- امت کے لئے تیر اندازی کا سیکھنا ضروری ہے۔
- تیر اندازی کے ضمن میں موجودہ دور کے سارے اسلحے شامل ہیں۔
- تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے ترک کرنا سخت جرم ہے۔

☆☆☆

شعروشاعری

ارشادربانی ہے:﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ٥ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ٥ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا﴾(سورۂ شعراء: آیت ۲۲۴۔۲۲۷)۔

ترجمہ: شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہیں۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں۔اوروہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اوراپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا۔

عَنْ أُبَي بنِ كَعبٍ قَالَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً. (اخرجه البخارى)

صحيح بخارى: كتاب الأدب، باب مايجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه.

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض شعروں میں دانائی ہوتی ہے۔

عَنِ البَراءِ بنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قالَ قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَومَ قُرَيظَةَ لِحَسَّانِ بنِ ثابِتٍ: أُهْجُ المُشرِكِينَ فَإِنَّ جبرِيلَ مَعَكَ. (اخرجه البخارى)

صحيح بخارى: كتاب المغازى، باب مرجع النبى ﷺ من الأحزاب ومخرجه،

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے قریظہ کے دن کہا کہ مشرکین کی ہجو کرو جبرئیل علیہ السلام تمہارے

ساتھ ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لأَنْ يَمْتَلِيءَ جَوفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيَهُ خَيرٌ مِن أنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الأدب، باب مايكره أن يكون الغلب على الانسان الشعر حتى يصده، كتاب الشعر، باب في إنشاد الأشعار۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ شعروں سے بھرے۔

تشریح:

شعروشاعری، بیان کا ایک طریقہ ہے جس میں خوبی اور خرابی دونوں پہلو مضمر ہیں۔ خیر القرون میں شعروشاعری سے اشاعت حق اور دفاع اسلام کا کام ضرور لیا گیا ہے مگر بطور فن اس کی حوصلہ افزائی ہرگز نہیں کی گئی ہے پس اگر اس کے ذریعہ اسلام اور دعوت الی اللہ کی ترویج اور مکارم اخلاق پر ابھارنا مقصود ہو تو وہ بہتر اور مرغوب چیز ہے لیکن اگر اس کے ذریعہ ہجو اور استہزاء مقصود ہو تو یہ ممنوع اور مذموم ہے۔ اور اس طرح کے شعروشاعری کے بارے میں ہی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بہتر ہے کہ آدمی پیپ سے اپنا پیٹ بھر لے۔

فوائد:

- شعروشاعری کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔
- اگر شعروشاعری سے اسلام کی ترویج مقصود ہے تو وہ جائز ہے ورنہ نہیں۔
- شعراء عام طور سے راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔

☆☆☆

تواضع اور خاکساری کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (سورۂ قصص: آیت ۸۳)۔

ترجمہ: آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کردیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورۂ شعراء: آیت ۲۱۵)۔

ترجمہ: اس کے ساتھ فروتنی سے پیش آ، جو بھی ایمان لانے والا ہو کر تیری تابعداری کرے۔

عَنْ عِيَاضِ بنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب الصفات التى يعرف بها فى الدنيا أهل الجنة وأهل النار۔

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ نے ہمارے پاس وحی کی کہ ہم تواضع کو اختیار کریں تاکہ کوئی شخص ایک دوسرے کے اوپر فخر نہ کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، جس نے کسی بندے کو معاف کیا اللہ نے اس کی عزت بڑھادی۔ اور جس نے اللہ کے لئے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کے مقام کو بلند کیا۔

تشریح:

تواضع اور خاکساری ایک بہترین صفت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اہل ایمان کو تواضع اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقام کو بلند کیا۔ نیز تواضع انسان کو کبر وغرور سے بچنے کا بہترین سبب اور ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ صفت بہت ہی زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تواضع اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- تواضع اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔
- کبر وغرور سے بچنے کا بہترین طریقہ تواضع اختیار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنے سے انسان کا درجہ بلند ہوتا ہے۔

☆☆☆

آندھی کے وقت کی دعا

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ . (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی أبواب الفتن عن رسول الله ، باب ماجاء فی النهی عن سب الرياح، قال: حسن صحيح، وصححه الألبانی فی الصحيحة: (١٢٥٦)، وفی المشكاة: (١٥١٨)۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہوا کو گالی مت دو اگر تم اس میں ناپسندیدگی دیکھو تو کہو" اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ " اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی اور اس میں موجود بھلائی کا اور اس بھلائی کا جس کے ساتھ بھیجی گئی ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اس کی برائی سے اور اس میں موجود شر سے اور اس شر سے جس کے ساتھ بھیجی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا تَجِيءُ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، وَلٰكِنْ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَتَعَوَّذُوا مِنْ شَرِّهَا . (اخرجه احمد).

مسند احمد:(٤٣٧/٢)، مسند الأنصار، باب حديث عبدالرحمن بن أبزى عن أبي بن كعب رضی الله عنه، وصححه الألبانی فی صحيح الجامع: (٧٣١٦)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہوا کو گالی مت دو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے جو رحمت لے کر آتی ہے اور کبھی عذاب، البتہ تم لوگ اللہ تعالیٰ

سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔

تشریح:

ہوا انسان کی زندگی اور صحت کے لئے ضروری ہے بغیر ہوا کے انسان ایک لمحہ کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا لیکن یہی ہوا اگر ایک آندھی کی شکل میں آئے تو انسان کے لئے ایک عذاب ثابت ہوتی ہے ایسے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے اہل ایمان کو یہ دعا "اللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ الرِّیحِ وَخَیْرِ مَا فِیھَا وَخَیْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرِّیحِ وَشَرِّ مَا فِیھَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ" پڑھنے کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے رحمت و بھلائی کی دعا کریں اور اس کے شر سے پناہ طلب کریں اور اسے گالی نہ دیں کیونکہ اس کا چلانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سنت رسول ﷺ کو اپنانے کی توفیق دے۔

فوائد:

- ہوا کو برا بھلا کہنا منع ہے۔
- تیز آندھی کے موقع پر مسنون دعا پڑھنا مستحب ہے۔
- تیز آندھی کے وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرنا اور برائی سے پناہ طلب کرنا مشروع ہے۔

☆☆☆

رحمتِ الٰہی کی کشادگی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (سورۂ فاتحہ: آیت ۲)۔

ترجمہ: بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔

نیز دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَالَّذِيْنَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (سورۂ اعراف: آیت ۱۵۶)۔

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

نیز فرمایا: ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۴۳)۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي. (أخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها تغلب غضبه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو بنایا تو اپنی کتاب میں لکھا (اور وہ کتاب عرش کے اوپر اس کے پاس ہے) کہ میری رحمت غضب پر غالب ہوگی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أحَدٌ، وَلَو يَعْلَمُ الكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها تغلب غضبه۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مومن کو معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس عذاب ہے تو اس کی جنت کی کوئی طمع نہ کرے اور کافر کو اگر معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس رحمت ہے تو اس کی جنت سے کوئی ناامید نہ ہوگا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءً وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرفَعَ الدَّابَةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب فى سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کیے ہیں، ننانوے حصے تو اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین میں اتارا اسی حصہ سے خلقت ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ جانور اپنا کھر اٹھالیتا ہے کہ بچے کو نہ لگ جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوتُ أَوْصٰى بَنِيهِ فَقَالَ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا، قَالَ: فَفَعَلُوا ذٰلِكَ بِهِ، فَقَالَ لِلْأَرْضِ أَدِّيْ مَا أَخَذْتِ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: خَشْيَتُكَ يَا رَبِّ، أَوْ قَالَ مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ بِذٰلِكَ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب أحاديث الأنبياء، باب، صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب فى سعة رحمة الله تعالى وأنها تغلب غضبه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا

کہ ایک شخص نے بہت سارے گناہ کیۓ تھے، جب اس کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور کہا کہ جب میری موت ہو جاۓ تو مجھے جلا دینا پھر پیس کر کسی تند ہوا والے دن میری راکھ کو سمندر میں بہا دینا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ زندہ کرنے پے قادر ہو گیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ اس جیسا کسی کو نہ دے گا۔ اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے زمین سے کہا جو لیا ہے واپس کر دے تو وہ آدمی سامنے کھڑا نظر آیا اور اس سے پوچھا ایسا تو نے کیوں کروایا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے خوف سے اے اللہ! تو اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی کشادہ اور وسیع ہے وہ رحمٰن ورحیم ہے۔ اس کی رحمت کے تعلق سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے رحمت کے سو حصہ کیۓ ننادوے حصے تو اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین میں اتارا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ جانور بھی اپنا کھر اٹھاۓ رکھتا ہے کہ مبادا بچے کو لگ جاۓ۔ اور اس کی رحمت اس کے غضب پر بھاری ہے۔ اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہیۓ ہمہ وقت اس سے امید رکھنی چاہیۓ اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنی چاہیۓ یقیناً وہ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔

فوائد:

- اللہ کی رحمت بہت ہی کشادہ ہے۔
- اللہ کی رحمت اس کے غضب پر بھاری ہے۔
- مخلوق کے پاس رحمت کے سو حصوں میں سے ایک حصہ ہے باقی ننانوے حصہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اللہ کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ یومًا فَقَالَ: یَا غُلامُ إِنِّی أُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْکَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَکَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلٰی أَنْ یَنْفَعُوکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوکَ إِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ لَکَ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلٰی أَنْ یَضُرُّوکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوکَ إِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْکَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ . (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی : أبواب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول الله، باب حدیث حنظلة، قال حسن صحیح، ح:(٢٥١٦)، وصححه الألبانی فی المشکاۃ: (٥٣٠٢)، وظلال الجنة، (٣١٦،٣١٨)۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک روز نبی ﷺ کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا: اے بچے! میں تجھے چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں: اللہ کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ کی حفاظت کر اس کو اپنے سامنے پائے گا، جب تو مانگ تو اللہ سے مانگ اور جب تو مدد طلب کر تو اللہ سے ہی مدد طلب کر۔ یقین جان لے کہ اگر ساری امت اکٹھی ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچا دے تو نفع نہیں پہنچا سکتی مگر صرف اتنا ہی جتنا اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر ساری امت اکٹھی ہو جائے کہ تجھے کچھ ضرر پہنچا دے تو ضرر نہیں پہنچا سکتی مگر صرف اتنا ہی جتنا اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

تشریح:

یہ حدیث بہت ہی اہم ہے اس میں رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی

ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک اہم بات کی وصیت کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر بجالائیں اورنواہی سے اجتناب کریں اور اس کے حدود کی پاسداری کریں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور اس کے ڈر کی وجہ سے کریں۔ پس جس نے اللہ کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ دینوی ودنیوی ہر کام میں اس کی حفاظت فرمائے گا۔ نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں اور اس بات پر ایمان لائیں کہ جو کچھ اللہ نے تقدیر میں لکھ رکھا ہے خواہ وہ اچھائی ہو یا برائی وہ ہر حال میں ہو کر ہی رہے گا کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اللہ کے احکام کی پیروی کرنا اورنواہی سے بچنا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہونے کا سبب ہے۔
- اللہ پر توکل کرنا اور اسی سے مدد طلب کرنا مشروع ہے۔
- تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی عظمت و بادشاہت

عَنْ أَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیمَا رَوَی عَنِ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالَی أَنَّهُ قَالَ: یَاعِبَادِی إِنِّی حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَی نَفْسِی وَجَعَلْتُهُ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، یَا عِبَادِی کُلُّکُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَیْتُهُ فَاسْتَهْدُونِی أَهْدِکُمْ، یَا عِبَادِی کُلُّکُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِی أُطْعِمْکُمْ، یَا عِبَادِی کُلُّکُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ کَسَوْتُهُ فَاسْتَکْسُونِی أَکْسُکُمْ، یَا عِبَادِی إِنَّکُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا فَاسْتَغْفِرُونِی أَغْفِرْ لَکُمْ، یَا عِبَادِی إِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّی فَتَضُرُّونِی، وَلَن تَبْلُغُوا نَفْعِی فَتَنْفَعُونِی، یَا عِبَادِی لَو أَنَّ أَوَّلَکُم وَآخِرَکُم وَإِنْسَکُم وَجِنَّکُم کَانُوا عَلَی أَتْقَی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِی مُلْکِی شَیْئًا، یَا عِبَادِی لَو أَنَّ أَوَّلَکُم وَآخِرَکُم وَإِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوا عَلَی أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِی شَیْئًا، یَاعِبَادِی لَو أَنَّ أَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَإِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ قَامُوا فِی صَعِیدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِی فَأَعْطَیْتُ کُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِی إِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، یَا عِبَادِی إِنَّمَا هِیَ أَعْمَالُکُمْ أُحْصِیهَا لَکُمْ ثُمَّ أُوَفِّیکُمْ إِیَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَیرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ. (رواه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم.

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے

بندو! تم سب گمراہ ہو مگر میں جسے ہدایت دوں، تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں پس مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں پس مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب شب وروز خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں پس مجھ سے بخشش مانگو میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! مجھے ضرر پہنچانے تک تم سب کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ تم مجھے ضرر پہنچادو اور نہ ہی تمہاری رسائی مجھے نفع پہنچانے تک ہو سکتی ہے کہ تم مجھے نفع پہنچادو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جن، تم میں سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ کرے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جن، تم میں سب سے زیادہ فاجر شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ کمی نہ کرے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جن ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو جائیں اور سب مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کی مانگ پوری کر دوں تو اس سے میرے خزانوں میں کوئی کمی نہ ہوگی سوائے ایسے جیسے ایک سوئی سمندر میں ڈبونے کے بعد (پانی) کم کر دیا کرتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لئے شمار کر کے رکھتا ہوں پھر تم کو اس کا بدلہ دوں گا پس جو بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد بیان کرے اور جو اس کے سوا کچھ اور پائے تو وہ اپنے آپ ہی ملامت کرے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی شان بہت ہی عظیم ہے اس کی بادشاہت تمام چیزوں کو شامل ہے ہر

چیز اسی کی ملکیت میں ہے ذرات سے لے کر پہاڑ تک کی ساری چیزوں کا علم اس کے پاس ہے۔ اس نے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو پیدا کیا اور ہر ایک کی روزی کی ذمہ داری اسی کے سر ہے سب کی نگرانی اور حفاظت اسی کے ذمہ ہے۔ اب اگر یہ ساری کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جائے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی عبادت سے غافل نہ ہوئے یا ساری کی ساری مخلوق اس کی نافرمانی پہ اتر آئے تو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی کمی وبیشی نہیں آسکتی اور نہ ہی اس کی اطاعت کرنے سے اسے فائدہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

فوائد:

- اللہ تعالیٰ کی عظمت و بادشاہت ہر چیز کو محیط ہے۔
- اللہ تعالیٰ مخلوق سے مکمل بے نیاز ہے۔
- مخلوق کو ہدایت اور گناہوں کی مغفرت کی اشد ضرورت ہے۔

☆☆☆

کرامت اولیاء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ o الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُونَ o لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ لاَ تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(سورۂ یونس: آیت ۶۲۔۶۴)

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔ ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا، یہ بڑی کامیابی ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۵۷)۔

ترجمہ: ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

نیز اللہ نے فرمایا:﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾(سورۂ آل عمران: آیت ۳۷)

ترجمہ: جب کبھی زکریا (علیہ السلام) ان کے حجرے میں جاتے تو ان کے پاس

روزی رکھی ہوئی پاتے، وہ پوچھتے اے مریم! یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آئی ؟ وہ جواب دیتیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے شمار روزی دے۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ ○ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِيْنَ ﴾ (سورۃ الانبیاء: آیت ۶۹-۷۰)۔

ترجمہ: ہم نے فرمادیا اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا!۔ گوانہوں نے ابراہیم (علیہ السلام) کا برا چاہا لیکن ہم نے انہیں ناکام بنادیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَ لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا زَالَ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ بِهِ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيذَنَّهُ .(اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب التواضع.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی کے ساتھ عداوت رکھتا ہے میں اسے اعلان جنگ کی اطلاع دیتا ہوں اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھے اس (عبادت) سے زیادہ عزیز نہیں، جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نفلی عبادت کر کے مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کی ٹانگ بن

جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اور وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے پناہ دے دیتا ہوں۔

تشریح:

اولیاء ولی کی جمع ہے جس کے لغوی معنی قریب کے ہیں اس اعتبار سے اولیاء اللہ کے معنی ہوں گے وہ سچے اور مخلص مسلمان جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور معاصی سے اجتناب کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیا۔ اولیاء، اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے چنا ہے ان سے وہ اپنی اطاعت کے کام لیتا، ان سے محبت کرتا اور انہیں اپنے قریب کرتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کرتا ہے۔ اولیاء کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اونچا ہے اور سب سے بڑے اولیاء انبیاء کرام اور رسل ہیں ان کے بعد صحابہ کرام اور ان کے بعد اہل ایمان اور نیک وصالح بندے۔ اولیاء اللہ کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں بھلائی ہی بھلائی ہے، اولیاء کرام سے کرامات کا صدور ثابت ہیں جیسے فرشتوں کا سلام کرنا، بغیر بھیگے ہوئے سمندر پار کرنا، شیر خوار بچے کا بولنا، کھانے کا زیادہ ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اولیاء کرام کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں خوشخبری ہے۔
- اولیاء کرام سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔
- اولیاء، اللہ کے دوست ہیں۔
- اولیاء سے کرامات کا ظاہر ہونا۔

☆☆☆

اولیاء سے دوستی

ارشاد ربانی ہے: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (سورۂ یونس: ۶۲۔۶۳)۔

یادرکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾ (سورۂ انفال: ۳۴)

اس کے متولی تو سوا متقیوں کے اور اشخاص نہیں لیکن ان میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ﴿لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ○ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾ (سورۂ انبیاء: ۲۷۔۲۹)۔

کسی بات میں اللہ تعالیٰ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہیں وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو وہ تو خود ہیبتِ الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں ان میں سے اگر کوئی بھی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میں لائق عبادت ہوں تو ہم اسے دوزخ کی سزا دیں ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

تشریح:

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام، ان کے متبعین اصحاب رسول، اہل ایمان اور اللہ

ورسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہی حقیقت میں اولیاء اللہ ہیں۔ چاہے وہ عربی ہوں یا عجمی، کالے ہوں یا گورے، مالدار ہوں یا فقیر، حاکم ہوں یا محکوم، مرد ہوں یا عورت یہ سب کے سب اللہ کے قول کے بموجب اولیاء کے زمرے میں شامل ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے اور اس کے غضب سے بچتے ہیں، اس کا حق ادا کرتے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ خواہ ان سے کرامات کا صدور ہو یا نہ ہو۔ ان سے محبت کرنا ہمارے اوپر واجب ہے۔ جنتر منتر کرنے والے، شیطانی خوارق کا دعویٰ کرنے والے اور جھوٹی کرامات دکھانے والے اولیاء نہیں ہیں، ایسے لوگوں سے دوستی کرنا ان کی باتوں پر یقین کرنا شرک اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطانی صفت اولیاء سے محفوظ رکھے۔

فوائد:

- اہل ایمان ہی اولیاء اللہ ہیں۔
- اولیاء اللہ سے دوستی اور محبت کرنا واجب ہے۔
- شیطانی کرامات اور اولیاء کے کرامات میں فرق جاننا لازم ہے۔

☆☆☆

محبت اور براءت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ﴾ (سورۂ ممتحنہ: آیت ۴)۔

(مسلمانو!) تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں۔ جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ﴾ (سورہ عنکبوت: ۴۶)۔

اور اہل کتاب کے ساتھ بحث مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو، مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ (سورۂ ممتحنہ: آیت ۸)۔

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ

اللّٰـهِ! إِنَّ أُمِّـيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ - أَوْ رَاهِبَةٌ- أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ نَعَمْ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الهبة وفضلها، باب الهدية للمشركين۔صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج.

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے (دوسری روایتوں میں ہے کہ وہ مشرکہ ہے) کیا میں اس سے سلوک اور احسان کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

تشریح:

مومنوں سے محبت ودوستی کرنے کو ولاء اور کافروں سے بغض وعناد اور ان سے اوران کے دین سے براءت کے اظہار کو براء کہتے ہیں۔

بغض وعداوت کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ان پر ظلم وزیادتی کریں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اپنے دل میں ان کے خلاف بغض وعداوت رکھو اور انہیں اپنا ساتھی نہ بناؤ لیکن انہیں تکلیف اور نقصان نہ پہنچاؤ اور نہ ہی ان پر ظلم کرو، اگر وہ سلام کریں تو اس کا جواب دو انہیں نصیحت کرو اور بھلائی کی جانب رہنمائی کرو البتہ سلام میں پہل نہ کرو، لیکن اگر ان میں سے کسی نے ظلم کیا تو ان کے ظلم کے بموجب انہیں سزا دو۔

بغض فی اللہ کی وجہ سے ان پر کوئی مسلمان ظلم وزیادتی نہ کرے بلکہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے اور حق کی تعلیم اور اس کی جانب رہنمائی کرے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی چیزوں کے ذریعہ انہیں صحیح راستے کی طرف ہدایت نصیب فرمادے۔

فوائد:

- دل میں کافروں سے دشمنی رکھنا۔
- کافروں کی خوشی میں شرکت نہ کرنا۔
- کافروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔

چھینک کے آداب

عَن أبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قالَ: إذَا عَطِسَ أحَدُکُم فَلیَقُلُ "الحَمْدُ لِلّٰهِ" وَلیَقُلْ لَهُ أخوهُ. أوْ صَاحِبُهُ." یَرحَمُکَ اللّٰهُ"، فَإذَا قَالَ لَهُ یَرحَمُکَ اللّٰهُ فَلیَقُلْ:" یَهدِیُکُمُ اللّٰهُ وَیُصلِحُ بَالَکُم". (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب إذا عطس کیف یشمت.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینکے تو "الحمدللہ" کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی (راوی کا شبہ تھا) "یرحمک اللّٰہ" کہے۔ جب ساتھی "یرحمک اللّٰہ" کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا "یَهدِیُکُمُ اللّٰهُ وَیُصلِحُ بَالَکُمْ" کہے (اللہ تمہیں سیدھے راستہ پر رکھے اور تمہارے حالات درست کرے)۔

عَنْ أبِی مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: إذَا عَطِسَ أحَدُکُم فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوهُ، وَإنْ لَمْ یَحْمَدِ اللّٰهَ فَلاَ تُشَمِّتُوهُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب تشمیت العاطس وکراهة التثاؤب.

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی چھینکے اور "الحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے تو تم "یَرحَمُکَ اللّٰهُ" کہو اور اگر وہ "الحَمْدُ لِلّٰهِ" نہ کہے تو "یَرحَمُکَ اللّٰهُ" مت کہو۔

عَن أبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ إذَا عَطِسَ غَطّٰی وَجْهَهُ بِیَدِهِ أو بِثَوبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. (اخرجه ابوداؤد والترمذی).

سنن ابو داود: کتاب الأدب، باب فی العطاس، سنن ترمذی: أبواب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء فی

خفض الصوت وتخمير الوجه عند العطاس، وقال هذا حديث حسن صحيح ،وقال الألباني حسن صحيح في صحيح سنن الترمذي:(۲۷٤٥).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چھینکتے تو تو اپنے چہرے کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھک لیتے اور اپنی آواز نیچی کر لیتے۔

تشریح:

چھینک آنا طبیعت کے ہلکے ہونے اور صحت مندی کی علامت ہے اس کے کچھ آداب وسنن ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان کو چھینک آئے تو اپنے چہرے پر ہاتھ یا کپڑا یا رومال وغیرہ رکھ لے اور اپنی آواز کو پست کرے اور "الحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے پھر سننے والا اس کے جواب میں "يَرحَمُكَ اللّٰهُ" کہے پھر چھینکنے والا "يَهدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالكُمْ" کہے۔ لیکن اگر زکام اور سردی کی وجہ سے بار بار چھینک آرہی ہو تو صرف پہلی بار جواب دیں کیونکہ پہلی بار جواب دینا لازم ہے اور اگر چھینکنے والا کافر ہے تو اس کے جواب میں "يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالكُمْ" کہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب کو سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- چھینکنے والے کے جواب میں "يَرحَمُكَ اللّٰهُ" کہنا مستحب ہے۔
- جب چھینکنے والا "الحَمْدُلِلّٰهِ" نہ کہے تو اس کے لئے کچھ نہ کہا جائے۔
- چھینک کا آنا چستی اور پھرتی کی علامت ہے۔
- چھینک کے وقت چہرے کو کپڑے یا ہاتھ یا رومال وغیرہ سے ڈھکنا مستحب ہے۔
- چھینک کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔

☆☆☆

جمائی کے آداب

عَنْ أَبِی هُرَيرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: إِنَّ اللّٰه يُحِبُّ العُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقّ عَلَى كُلِّ مُسلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُّشَمِّتَهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ هَاءَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب الأدب، باب ما یستحب من العطاس وما یکره من التثاؤب۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور "الحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے تو ہر مسلمان پر جو اسے سنے، حق ہے کہ اس کا جواب "یَرحَمُکَ اللّٰهُ" سے دے۔ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

عَنْ أَبِی سَعِيدِ الخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُم فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فَمِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ. (اخرجه مسلم).

صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب تشمیت العاطس وکراهة التثاؤب.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے اس لئے کہ جب منہ کھولتا ہے تو شیطان داخل ہوتا ہے۔

تشریح:

جمائی سستی وکاہلی اور طبیعت کے بوجھل ہونے کی علامت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو

ناپسند ہے اور یہ عام طور پر شیطان کی طرف سے ہوتی ہے پس مسلمان کو چاہئے کہ جمائی آنے ہی نہ دے یا اگر آ رہی ہے تو جمائی کے وقت اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے اور ہاء ہاء کی آواز نہ نکالے کیونکہ شیطان اس سے داخل ہوجاتا ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہئے کہ وہ اپنا منہ بند رکھے بلاشبہ شیطان داخل ہوجاتا ہے نیز فرمایا کہ اگر جمائی نماز کی حالت میں آئے تو حتی الامکان منہ بند رکھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ سستی و کاہلی سے بچائے۔

فوائد:

- جمائی بھاری پن اور سستی کی علامت ہے۔
- جمائی کو روکنا اور اسے پی جانا مستحب ہے۔
- جمائی کے وقت ہاتھ کو منہ پر رکھنا مستحب ہے۔
- جمائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔
- اللہ تعالیٰ کو جمائی ناپسند ہے۔

☆☆☆

جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ○ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (سورۂ صف: آیت ۱۰، ۱۱)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلادوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔

عَن أبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الأَعمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذا؟ قَالَ: الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ . (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کون سا کام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا کہ پھر اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پھر پوچھا گیا کہ پھر اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا حج مبرور یعنی جس حج کو اللہ نے قبول کرلیا ہو۔

عَن أنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قالَ قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوحَةٌ خَيرٌ مِنَ الدُّنيَا وَمَا فِيهَا. (متفق عليه).

صحيح بخاري: كتاب الجهاد والسير، باب الغدوة والروحة في سبيل الله وقاب قوس أحدكم من الجنة، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح یا ایک شام دنیا سے اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا يَعْدِلُ الجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ: لاَ تَسْتَطِيعُوهُ، قَالَ فَأَعَادُوا عَلَيهِ مَرَّتَينِ أَو ثَلاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ لاَ تَسْتَطِيعُوهُ، وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ: مَثَلُ المُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ القَائِمِ القَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ لاَ يَفْتُرُ مِن صِيَامٍ وَلاَ صَلاَةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ المُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. (متفق عليه).

صحيح بخارى: كتاب الجهاد والسير، باب أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله فى سبيل الله، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب فضل الشهادة فى سبيل الله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل جہاد کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تم طاقت نہیں رکھتے، لوگوں نے دو تین بار یہی سوال دہرایا اور آپ ﷺ یہی جواب ہر بار دیتے رہے کہ تمہیں اس کی استطاعت نہیں، پھر فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال اس شخص کے جیسا ہے جو روزہ رکھتا ہے، قیام کرتا ہے، اللہ کی آیات کو پڑھتا ہے اور نماز روزے سے تھکتا نہیں یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ گھر لوٹ آئے۔

عَن عَبدِالرَّحمٰنِ بنِ جُبَيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبدٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. (أخرجه البخارى)

صحيح بخارى: كتاب الجهاد والسير، باب من اغبرت قدماه فى سبيل الله.

عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے کے بھی قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوگئے، انہیں (جہنم کی) آگ چھوئے (یہ ناممکن ہے)۔

تشریح:

جہاد کے معنی ہیں'' محنت ومشقت''، یعنی دین کے لئے کی جانے والی تمام مساعی جانی، مالی، قولی، فعلی اور تحریری سبھی جہاد میں شامل ہے اور یہ افضل ترین عملوں میں سے ہے کیونکہ اس میں انسان اپنی جان پر کھیلتا ہے اور کبھی کبھی جان بھی چلی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایمان لانے کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بلند ترین درجات کے حصول کا اور رنج وغم اور مصائب ومشکلات سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اسی طرح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ہجرت اور جہاد کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ تین گھر بناتا ہے ایک جنت کے اردگرد ایک جنت کے وسط میں اور ایک جنت کے بالا خانوں میں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل سب سے اچھا اور افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ۔ ان الفاظ پر بھی غور کرنے سے جہاد کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے خواہش ظاہر کی تھی کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں یہ کلمات صرف امت کو جہاد کی ترغیب کے لئے نہیں کہے تھے بلکہ آپ ﷺ اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فوائد:

- اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کا مقام بہت بلند ہے۔
- جہاد افضل ترین اعمال میں سے ہے۔

☆☆☆

شہید کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِيْ وَإِيمَانًا بِيْ وَتَصْدِيقًا بِرُسُلِيْ فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعُهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنهُ نَائِلاً مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَامِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ يَومَ الْقِيامَةِ كَهَيْئَتِهِ حِيْنَ كُلِمَ لَونُهُ لَونُ دَمٍ وَرِيحُهُ مِسْكٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَولاَ أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلاَفَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَبَدًا، وَلٰكِنْ لاَ أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ وَلاَ يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيهِمْ أن يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ أَغْزُو فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلُ. (رواه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا ضامن ہے جو اس کے راستے میں نکل گیا بشرطیکہ میرے اوپر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے ہی اسے میرے راستے میں نکالا ہو تو میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ اسے جنت میں داخل کردونگا یا اجروغنیمت کے ساتھ جو اسے ملا ہے اس کے گھر لوٹا دونگا، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جو زخم بھی اللہ کے راستے میں لگتا ہے تو زخم خوردہ شخص قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا جس دن اسے زخم لگا تھا، خون تو خون کا رنگ لئے ہوگا مگر خوشبو مشک جیسی ہوگی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور اگر مسلمانوں پر گراں نہ گذرتا تو میں کسی سریہ سے، جو اللہ

کے راستہ میں جہاد کرتا پیچھے نہ رہتا لیکن مجھے اتنی سواریاں میسر نہیں کہ ان سب کو سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں نہ خود ان کے پاس اتنی گنجائش ہے اور ان کا مجھ سے پیچھے رہ جانا شاق گزرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں جنگ کرتے قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر غزوہ کرتے قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر غزوہ کرتے قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُم مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ. (اخرجه الترمذی).

سنن ترمذی: أبواب فضائل الجهاد عن رسول الله، باب ماجاء فی فضل المرابط،وقال حسن صحيح غريب، ح:(١٦٦٨) وقال الألبانی حسن صحيح فی صحيح سنن ابن ماجه: (٢٨٠٢)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید قتل کی تکلیف کو اتنا محسوس کرتا ہے جتنا کہ تم میں سے کوئی شخص ہلکا سا جھٹکا کسی چیز کے لگنے سے محسوس کرے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ. (متفق عليه).

صحيح بخاری: كتاب الجهاد والسير، باب تمنی المجاهد أن يرجع إلى الدنيا، صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب فضل الشهادة فی سبيل الله تعالى.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی شخص ایسا نہ ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے، خواہ اسے ساری دنیا مل جائے سوائے شہید کے۔ اس کی یہ تمنا ہوگی کہ دنیا میں وہ دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو (اللہ کے راستے میں) کیونکہ اس نے جو عزت وشرف وہاں دیکھی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

ﷺ قَالَ: يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شہید کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے سوائے قرض کے۔

تشریح:

ہر نیک کام کے لئے اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے اس لئے جہاد وقتال ہو یا دیگر اعمال حسنہ، مسلمان کو تمام اعمال میں اپنی نیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ شہید کا مقام ومرتبہ بہت ہی اونچا ہے اور ان کی زندگی کو ہم دنیاوی زندگی پر قیاس نہیں کرسکتے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ ان کی زندگی کیسی ہے تم لوگ سمجھ نہیں سکتے انہیں محشر کے بعد نہایت ہی اعزاز واکرام کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا انہی تکریم واعزاز کی وجہ سے شہید یہ آرزو کرے گا کہ اسے دنیا میں پھر لوٹا دیا جائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں کئی بار شہادت کا جام پی سکے۔ اسے قتل کی تکلیف کا اتنا ہی احساس ہوتا ہے جتنا کہ معمولی ٹھوکر لگنے سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لئے حوصلہ اور عزم عطا فرمائے۔

فوائد:

- جہاد کا مقام ومرتبہ اونچا ہے۔
- جہاد دخول جنت کے اسباب میں سے ہے۔
- شہید کو قتل کی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔
- شہادت گناہوں کے مٹانے کا عظیم سبب ہے۔

☆☆☆

جہاد کے متعلق صحابہ کرام کا موقف

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلٰى بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ، فَدَنَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ ﷺ: قُومُوا إِلٰى جَنَّةٍ عَرضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ، قَالَ: يقولُ عُمَيرُ بنُ الحَمَامِ الأنصاريُّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! جَنَّةٌ عَرضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالأَرضُ؟ قَالَ: نَعَم، قَالَ: بَخٍ بَخٍ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا يَحمِلُكَ عَلٰى قَولِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ لاَ، واللهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا رَجَاءَةَ أَنْ أَكُونَ مِن أَهْلِهَا، قَالَ فَإِنَّكَ مِن أَهْلِهَا، قَالَ: فَأَخرَجَ تُمَيْرَاتٍ مِن قَرَنِهِ، فَجعَلَ يَأكُلُ مِنهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِيْ هٰذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ، قَالَ فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعهُ مَنَ التَّمرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی بدر کی طرف نکلے اور مشرکین سے پہلے وہاں پہنچ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف آگے نہ بڑھے یہاں تک کہ میں اس کے پاس رہوں، مشرکین لڑائی کے لئے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی جنت کی طرف قدم بڑھاؤ جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے، عمیر بن حمام نے کہا یارسول اللہ! جنت کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو انہوں نے کہا اخا اخا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اخا اخا کہنے پر کس چیز نے ابھارا؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ کسی چیز نے نہیں، بلکہ

میں نے اس امید سے کہا ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہو جاؤں، آپ ﷺ نے کہا: تم اسی میں سے ہو۔ پھر انہوں نے اپنے تھیلے سے کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانے لگا پھر کہا اگر میں اپنی ساری کھجوریں کھانے تک رکے رہا تو بڑی لمبی عمر ہوگی اور جتنی کھجوریں ان کے پاس باقی تھیں اسے پھینک دیا اور جنگ میں کود پڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عَنْ شَدَّادِ بنِ الهَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتبعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَکَ، فَأَوصٰى بِهِ النَّبِيّ ﷺ بَعْضَ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيّ ﷺ سَبيًّا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ، فَأَعْطٰى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ، وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُم فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيهِ فَقَالَ: مَا هٰذَا ؟ قَالُوا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَکَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلٰى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ قَسَمْتُهُ لَکَ، قَالَ مَا عَلٰى هٰذَا اتّبَعْتُکَ، وَلٰكِنِّي اتّبَعْتُکَ عَلَى أَنْ أُرْمَى إِلٰى هٰهُنَا. وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ. بِسَهْمٍ فَأَمُوتَ فَأَدْخُلَ الجَنَّةَ، فَقَالَ إِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يَصْدُقْکَ، فَلَبِثُوا قَلِيلاً ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ العَدُوِّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَهُوَ هُوَ ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَّقَهُ. (اخرجه النسائی).

سنن نسائی: کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهداء، ح:(١٨٤٥)، وصححه الألبانی فی صحیح الأحکام: (٦١).

شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی اتباع کی، پھر پوچھا کیا میں آپ کے ساتھ ہجرت کر سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے اپنے بعض ساتھیوں کو اس کے متعلق (خیر کی) وصیت کی، پس جب کسی غزوہ میں مال غنیمت حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے اس کا بھی حصہ

لگا دیا کیونکہ وہ ان کے اونٹوں کو چراتا تھا آپ ﷺ کے ساتھیوں نے جب اس کے حصے کو اس تک پہنچایا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ وہ حصہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے متعین کیا ہے پھر وہ شخص مال لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا حصہ ہے، اس نے کہا میں اس کے لئے آپ کے اوپر ایمان نہیں لایا اور نہ ہی آپ کی اتباع کی بلکہ اس لئے اتباع کی ہے کہ مجھے یہاں پر تیر ماری جائے (اور اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا) اور میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ سے سچ کہہ رہے ہو تو یقیناً یہ سچ ہو کر رہے گا چنانچہ تھوڑی دیر بعد سب پھر دشمنوں سے لڑائی کے لئے میدان جنگ میں اتر پڑے پس کچھ ہی لمحہ بعد اسے رسول اللہ کے پاس اٹھا کر لایا گیا اس حال میں کہ اسے اسی جگہ پر تیر لگا تھا جہاں پر اس نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے سچ کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے سچ کر دکھایا۔

تشریح:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جہاد میں جانے کے لئے ہمیشہ تیار رہا کرتے تھے۔ ان کے جذبہ جہاد کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جب ایک صحابی کو مال غنیمت دیا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کی اتباع اس لئے کی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ ﷺ فرمایا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو یقیناً یہ ہو کر رہے گا چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد وہ دشمنوں کے مقابلہ میں میدان جنگ میں اتر پڑا اور کچھ ہی لمحہ بعد اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ وہی شخص

ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے سچ کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے سچ کر دکھایا۔ جہاد کے تعلق سے یہ صحابہ کرام کا موقف تھا۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسا ایمان کامل ہمیں بھی عطا فرمائے۔

فوائد:

- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایمانی قوت بہت زیادہ تھی۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہادت کے متمنی تھے۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر بھلائی میں آگے ہوتے۔

☆☆☆

اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصدُوقُ: إنَّ أحَدَكُم يُجمَعُ فِي بَطنِ أُمِّهِ أربَعِينَ يَومًا. ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضغَةً مِثلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبعَثُ اللّٰهُ إلَيهِ مَلَكًا بِأربَعِ كَلِمَاتٍ، فَيَكتُبُ: عَمَلَهُ، وَأَجَلَهُ، وَرِزقَهُ، وَشَقِيٌّ أَو سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإنَّ الرَّجُلَ لَيَعمَلُ بِعَمَلِ أَهلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَينَهُ وَبَينَهَا إلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسبِقُ عَلَيهِ الكِتَابُ فَيَعمَلُ بِعَمَلِ أَهلِ الجَنَّةِ فَيَدخُلُ الجَنَّةَ، وَإنَّ الرَّجُلَ لَيَعمَلُ بِعَمَلِ أَهلِ الجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَينَهُ وَبَينَهَا إلَّا ذِرَاعٌ ، فَيَسبِقُ عَلَيهِ الكِتَابُ فَيَعمَلُ بِعَمَلِ أَهلِ النَّارِ فَيَدخُلُ النَّارَ. (اخرجه البخاری).

صحیح بخاری: کتاب أحادیث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور آپ سچے تھے اور آپ کے پاس سچی خبریں بھی آتی تھیں کہ انسان اپنی ماں کے پیٹ میں پہلے چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر وہ اتنے ہی دنوں تک علقہ یعنی غلیظ اور جامد خون کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں کے لئے مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) کی شکل اختیار کئے رہتا ہے۔ پھر (چوتھے چلہ میں) اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے۔ پس وہ فرشتہ اس کے عمل، اس کی مدت زندگی، روزی اور یہ کہ وہ نیک ہے یا بد، کو لکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس انسان (زندگی بھر) دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی

تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے کام شروع کر دیتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيهِ. (اخرجه مسلم).

صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر شخص اپنے اس عمل پر اٹھایا جاتا ہے جس پر اس کی موت ہوئی ہے۔

تشریح:

انسان کے لئے سب سے بڑی سزا اس کا سوء خاتمہ ہے یعنی برے عمل پر اس کی موت واقع ہو اور پھر وہ اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے اس لئے مسلمان پر واجب ہے کہ اسے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کر رکھا ہے اس سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ اور صراط مستقیم پر ثبات قدمی کا سوال کرتا رہے۔

فوائد:

- سوء خاتمہ اور اس کے اسباب سے خوف کھانا چاہئے۔
- اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

☆☆☆

خاتمہ

اس کتاب میں توحید، شرک کی مذمت، ارکان اسلام وارکان ایمان کا مفہوم، نواقض اسلام، رمضان المبارک کے روزے کی اہمیت وفضائل، حج کے احکام ومسائل، میت کی تجہیز وتکفین اور جنازے کے مسائل، دعاؤں کی اہمیت وفضیلت اور اس کی قبولیت کے اوقات، تعویذ وگنڈے کی مذمت، زبان کی حفاظت، جھوٹ کی سنگینی، سلام کے آداب ومسائل، بیت الخلاء کے آداب، طہارت کے مسائل اور وضو کا طریقہ، مسجد کے آداب، نماز کے احکام ومسائل اور اس کا طریقہ، جمعہ کے آداب وسنن، عیدین کی اہمیت، کسوف وخسوف اور نماز استسقاء کی اہمیت، یتیم اور بیواؤں کی کفالت، بچیوں کی صحیح تربیت، صبح وشام کی دعائیں، والدین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اخلاق رسول ﷺ، رمضان کے روزے کے مسائل وآداب، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب، زکوۃ کی اہمیت، قرآن حکیم کی تلاوت وفضیلت، شادی بیان کے مسائل اور زن وشو کے حقوق، صدقہ وخیرات کی اہمیت، چھینک وجمائی کے آداب اور جنت وجہنم کے اوصاف پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور موقع ومناسبات کے اعتبار سے رائج شدہ بدعات وخرافات کو بھی قلمبند کیا گیا ہے نیز ہر مہینے کے شروع میں اس میں پیش آنے والے اہم واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آخر میں تمام قارئین کرام گذارش ہے کہ وہ مؤلف اور اس کتاب کے جملہ معاونین کو ذکر خیر میں یاد رکھیں اور ان کے والدین کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ إنه سَمِيعٌ مُجِيبُ الدَّعوَاتِ.

☆☆☆

اہم مراجع ومصادر

- قرآن مجید اردو ترجمہ مطبوعہ مجمع ملک فہد، مدینہ منورہ۔
- ابوجعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دارالاعلام بیروت، مطبوعہ ۲۰۰۲ء۔
- ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، موسسہ عزالدین للطباعۃ والنشر، ط۱، مطبوعہ ۱۹۸۷ء۔
- ابوحاتم محمد بن حبان البستی، صحیح ابن حبان، موسسہ الرسالہ بیروت، ط۱، مطبوعہ ۱۹۸۴ء۔
- ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابوداؤد، دارالجیل بیروت، مطبوعہ ۱۹۹۲ء۔
- ابوزکریا یحی شرف الدین النووی، شرح الاربعین النوویۃ، دار التراث العربی، القاہرہ، ط، ا، مطبوعہ ۱۹۸۷ء۔
- ابوزکریا یحی شرف الدین النووی، المجموع شرح المہذب، دارعالم الکتب، الریاض، مطبوعہ ۲۰۰۳ء۔
- ابوزکریا یحی شرف الدین النووی، ریاض الصالحین، موسسہ الرسالہ، بیروت، مطبوعہ ۱۹۸۶ء۔
- ابوزکریا یحی شرف الدین النووی، الاذکار، دارالہدی للنشر والتوزیع، الریاض، ط۳، مطبوعہ ۱۹۹۰ء۔
- ابوعبداللہ احمد بن محمد الشیبانی، مسند الامام احمد بن حنبل، المکتب الاسلامی بیروت، ط۴، مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔
- ابوعبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، مکتبۃ الصدیق، الطائف، ط۱، مطبوعہ ۱۹۹۳ء۔
- ابوعبداللہ مالک بن انس التیمی، موطا الامام مالک، دارالشروق جدہ، ط۱، مطبوعہ ۱۹۸۵ء۔
- ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، دارالآفاق قاہرہ، ط۱، مطبوعہ ۲۰۰۴ء۔
- ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، صحیح سنن ابن ماجہ، مکتبۃ المعارف الریاض، ط۱، مطبوعہ ۱۹۹۷ء۔
- ابوعبدالرحمٰن احمد بن علی النسائی، سنن نسائی، شعبان قورت استنبول، مطبوعہ ۱۹۸۱ء۔
- ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، سنن الترمذی، دار ابن حزم بیروت، ط۱، مطبوعہ ۲۰۰۲ء۔
- ابوالعلی محمد عبدالرحمٰن المبارکپوری، تحفۃ الأحوذی شرح جامع الترمذی، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۳، مطبوعہ ۱۹۸۴ء۔
- ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی، مختصر منہاج القاصدین، دارالتوفیق بیروت، ط۱، مطبوعہ ۲۰۰۲ء۔

- ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الاوسط، دارالحدیث القاہرہ، ط۱، مطبوعہ،۱۹۹۶ء۔
- ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی، تنبیہ الغافلین فی الموعظۃ بأحادیث سید الأنبیاء والمرسلین، موسسہ الکتب الثقافیہ، مطبوعہ،۱۹۸۸ء۔
- ابوالنجا شرف الدین موسی الحجاوی، الشرح الممتع علی زاد المستقنع، مؤسسہ اسلام للنشر، مطبوعہ،۱۴۱۶ھ۔
- احمد الدویش، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء، دارالعاصمہ الریاض، مطبوعہ،۱۴۱۹ھ۔
- تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ، اقتضاء الطراط المستقیم، دارالکتاب العربی، مطبوعہ، ۱۹۹۶ء۔
- تقی الدین ابوالعباس احمد ابن تیمیہ، شرح العمدہ فی الفقہ، مکتبہ العبیکان، الریاض، مطبوعہ،۱۹۹۱ء۔
- تقی الدین ابوالعباس المقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، مکتبہ احیاء العلوم بیروت۔
- جلال الدین السیوطی، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ الفتح الکبیر، تحقیق: محمد ناصر الدین البانی، المکتب الاسلامی بیروت، ط۲، مطبوعہ،۱۹۷۹ء۔
- جلال الدین السیوطی، الحاوی للفتاوئ فی الفقہ وعلوم التفسیر والحدیث، دارالجیل بیروت، مطبوعہ،۱۹۹۲ء۔
- حافظ صلاح الدین یوسف، تفسیر احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، الریاض۔
- راشد بن حسین العبدالکریم، الدروس الیومیہ من السنن والأحکام الشرعیہ، دارالصمیعی، الریاض، مطبوعہ،۲۰۰۲ء۔
- زین الدین ابوالفرج ابن رجب، جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم، دارالخیر بیروت، ط۳، مطبوعہ،۲۰۰۱ء۔
- شمس الدین ابوعبداللہ الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، داراحیاء الکتب العربیہ القاہرہ، مطبوعہ،۱۹۶۳ء۔
- شمس الدین ابوعبداللہ ابن قیم الجوزیہ، بدائع الفوائد، دارالمعالی، عمان، ط۱، مطبوعہ۱۹۹۱ء
- شمس الدین ابوعبداللہ ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، دار ابن حزم بیروت، ط۱، مطبوعہ۱۹۹۹ء۔
- شمس الدین ابوعبداللہ ابن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، مکتبہ المؤید

الریاض، ط۲، مطبوعہ ۱۹۹۲ء۔

- شمس الدین ابوعبداللہ ابن قیم الجوزیہ، الوابل الصیب من الکلم الطیب، دارالکتاب العربی بیروت، ط۳، مطبوعہ ۱۹۹۲ء۔
- شمس الدین ابوالعباس ابن خلکان، وفیات الأعیان وانباء ابناء الزمان، دارالثقافہ بیروت، مطبوعہ ۱۹۷۲ء۔
- شمس الدین ابوالعون السفارینی، غذاء الالباب لشرح منظومۃ الآداب، مطبعہ النجاح القاہرہ۔
- شہاب الدین ابوالفضل احمد ابن حجر العسقلانی، لسان المیزان، داراحیاء التراث العربی بیروت، ط۱، مطبوعہ ۱۹۹۶ء۔
- شہاب الدین ابوالفضل ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، مطبوعہ ۱۴۲۱ھ۔
- صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، مکتبہ دارالسلام الریاض۔
- صفی الرحمٰن مبارکپوری، المصباح المنیر فی تہذیب تفسیر ابن کثیر، مکتبہ دارالسلام الریاض۔
- عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ، فتح المجید لشرح کتاب التوحید، وزارۃ الشؤون الاسلامیہ بالریاض، مطبوعہ ۱۹۹۹ء۔
- عبداللہ بن عبدالرحمٰن صالح البسام، توضیح الاحکام من بلوغ المرام، دارالقبلہ للثقافہ الاسلامیہ، جدہ، مطبوعہ ۱۹۹۲ء۔
- عبداللہ نجیب سالم، الآداب الاسلامیہ فی الحیاۃ الاجتماعیہ، شرکۃ مکتبہ المعارف المتحدہ، الکویت، مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔
- عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز، التحفہ الکریمہ، داراصالہ الحاضر الریاض، مطبوعہ ۲۰۰۹ء۔
- عبدالملک القاسم، دروس العام، دارالقاسم، الریاض۔
- عمادالدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر القرشی، البدایہ والنہایہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، مطبوعہ ۱۹۹۳ء۔
- مجد الدین ابوالسعادات ابن الاثیر المحدث، جامع الاصول من احادیث الرسول، داراحیاء

التراث العربی بیروت، مطبوعہ ۱۹۸۰ء۔

- محمد بن اسحاق ابن خزیمہ السلمی، صحیح ابن خزیمہ، تحقیق محمد مصطفیٰ اعظمی، شرکۃ الطباعۃ العربیۃ السعودیۃ الریاض، مطبوعہ ۱۹۸۱ء۔
- محمد بن صالح العثیمین، القول المفید شرح کتاب التوحید، دار الغد الجدید، مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔
- محمد بن صالح العثیمین، فتاویٰ، دار عالم الکتب، الریاض، مطبوعہ ۱۹۹۱ء۔
- محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمی، کتاب التوحید، دار ابن حزم الریاض، مطبوعہ ۱۹۹۷ء۔
- محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم النیساپوری، المستدرک علی الصحیحین، دار احیاء التراث العربی بیروت، مطبوعہ ۲۰۰۲ء۔
- محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی، مشکاۃ المصابیح تحقیق: محمد ناصر الدین البانی، دار الارقم بیروت، مطبوعہ ۱۹۹۶ء۔
- محمد بن علی بن محمد الشوکانی، نیل الاوطار من منتقی الاخبار، دار الامداد الاسلامی، مطبوعہ ۲۰۰۲ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، تمام المنہ فی التعلیق علی فقہ السنہ، دار الرایہ للنشر والتوزیع الریاض، ط۴، مطبوعہ ۱۴۱۷ھ۔
- محمد ناصر الدین البانی، صحیح الترمذی باختصار السند، مکتب التربیہ العربی لدول الخلیج الریاض، ط۱، مطبوعہ ۱۴۰۸ھ۔
- محمد ناصر الدین البانی، صحیح ابن ماجہ باختصار السند، مکتب التربیہ العربی لدول الخلیج الریاض، ط۳، مطبوعہ ۱۴۰۸ھ۔
- محمد ناصر الدین البانی، صحیح سنن ابوداؤد باختصار السند، مکتب التربیہ العربی لدول الخلیج الریاض، ط۱، مطبوعہ ۱۴۰۹ھ۔
- محمد ناصر الدین البانی، صحیح سنن نسائی، مکتب التربیہ العربی لدول الخلیج الریاض، ط۱، مطبوعہ ۱۹۸۸ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، غایۃ المرام فی تخریج احادیث الحلال والحرام، المکتب الاسلامی، ط۳، مطبوعہ ۱۴۰۵ھ۔
- محمد ناصر الدین البانی، صحیح الترغیب والترہیب، مکتبۃ المعارف الریاض، ط۱، مطبوعہ ۲۰۰۰ء۔

- محمد ناصر الدین البانی، صحیح الترغیب والترہیب، مکتبہ المعارف الریاض، ط، ۱، مطبوعہ، ۲۰۰۰ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، صحیح سنن الترمذی، مکتبہ المعارف الریاض، ط، ۱، مطبوعہ، ۲۰۰۲ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، ضعیف سنن الترمذی، مکتبہ المعارف الریاض، ط، ۲، مطبوعہ، ۲۰۰۲ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، صفۃ صلاۃ النبی ﷺ، مکتبہ المعارف الریاض، ط، ۱، مطبوعہ، ۱۹۹۱ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ وشیء من فقہہا وفوائدہا، مکتبہ المعارف الریاض، ط ۱، مطبوعہ، ۱۹۹۶ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، إرواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، المکتب الاسلامی بیروت، ط ۲، مطبوعہ، ۱۹۸۵ء۔
- محمد ناصر الدین البانی، صحیح الکلم الطیب، مدار الوطن الریاض، ط، ۱، مطبوعہ، ۲۰۰۸ء۔
- موفق الدین ابو محمد عبداللہ ابن [illegible]امہ، المغنی، دار عالم الکتب، الریاض، مطبوعہ، ۲۰۱۱ء۔

☆☆☆

مؤلف کی کاوشیں

- قرآنی انسائیکلوپیڈیا
- بیت بازی
- موت کا منظر
- ایک پیام لخت جگر کے نام
- محرکات قلوب
- والدین کے حقوق
- عورتوں کے نام پیغام
- آنسو
- ہم موحد کیسے بنیں؟
- فتنۂ قبور
- جنت کا حصول کیسے؟
- ندامت کے آنسو
- تربیت اولاد کے سنہرے اصول
- شرح اربعین نووی
- روزے کی تیس غلطیاں
- اسلام
- اخلاق مسلم
- عظمت اسلام
- ارکان ایمان
- آداب مسلم
- محرمات پر تنبیہ
- ارکان اسلام
- ایک مسلم کا دوسرے مسلم پر حقوق
- سفر کے سنن وآداب
- فضائل عشرہ ذی الحجہ
- چار کلمات کے فضائل
- عمرہ کا طریقہ (ہندی)
- دلائل توحید (ہندی)
- نماز نبوی ﷺ (ہندی)
- حصن المسلم (ہندی)
- الامام الغزالی سیرتہ وحیاتہ (عربی)
- الاسراء والمعراج (عربی)
- الظہار واحکامہ (بحث)
- الدعوۃ الی اللہ (عربی)
- مشکلات تعلیم التربیۃ الاسلامیۃ فی المرحلۃ المتوسطۃ بمدینۃ دلہی من وجھۃ نظر المعلمین ومدیری المدارس (رسالۃ ماجستیر)
- معوقات استخدام الحاسوب فی تعلیم اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بھا (بحث)



الفرقان ایجوکیشنل اینڈ اسلامک ریسرچ اکیڈمی نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵